یا مشکل کشا

ڈیوٹی

یعنے

فرض

بمعہ تمثیلات

ہمت۔ صبر۔ برداشت و استقلال

مصنفہ

ڈاکٹر سیموئیل سمائیلز صاحب بہادر ایل ایل ڈی مصنف سوانح عمری انجینیران۔ المدد وغیرہ

"نہ صرف ایک مرتبہ یا دو مرتبہ بلکہ بارہا ہماری انگریزی جزیرہ کی
کہانی میں فرض کی راہ۔ نام آوری کا راستہ ثابت ہوئی ہے"

"فرض کے کرارے احکامات تمہاری قسمت کے فیصلہ کی کھلی
کتابیں ہیں۔ جس بہشت کی تم تلاش کرتے ہو جس دوزخ سے
تم ڈرتے ہو۔ وہ صرف تمہارے اپنے ہاتھ میں ہے"

مترجمہ خاکسار منشی بندہ جیت اندر کشن کول مہر لالی مترجم سلف ہیلپ کیرکٹر وغیرہ
سپرنٹنڈنٹ دفتر صاحب بہادر اکونٹنٹ جنرل ریاست جموں و کشمیر و اقصائے تبتہا

مطبع سالگرام پریس سرینگر کشمیر میں باہتمام کارپردازان
مطبع کے طبع ہوئی

تعداد جلد ... بار اول ... قیمت فی جلد ... روپے

دیباچہ از مترجم
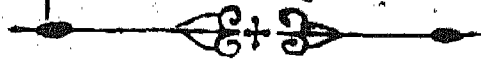
سبب تالیف کتاب

یہی جان ڈالے گا باغ کہن میں
بہار آئیگی اِس سے قومی چمن میں

سال ۱۹۰۷ء کے اوائل میں پنجاب۔ بنگال۔ اور دیگر حصص ممالک ہندوستان میں ایک طوفان بے تمیزی مچا ہوا تھا۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ہندوستان میں اِن شورشوں کے بند کرنیکے لیئے ایکٹ اور قانون پاس ہونے لگے۔ چنانچہ ہمارے حضور والئی ملک والا تبار سر حضور ہز ہائینس میجر جنرل سر پرتاب سنگھ صاحب بہادر اندر مہندر سپر سلطنت فرزند دلبند سلطنت انگلیشیہ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ نے بھی ایک ارشاد بمشورہ عالیجاہ جناب ریزیڈنٹ صاحب بہادر ریاست جموں و کشمیر مورخہ ۸ مئی ۱۹۰۷ء کو نافذ فرمایا۔ کہ حضور ممدوح کی رعایا برایا چونکہ خیرخواہ صمیم ہے۔ اور نمک حلال قدیم ہے۔ اسکو چاہیئے کہ ایسے شور و غل پر کچھ کان نہ دھرے۔ اور ایسے ناعاقبت اندیشوں کے ساتھ ظاہراً یا باطناً کسی قسم کی ہمدردی نہ رکھے۔

ایکدن میں سری پرتاب سنگھ لائبریری واقعہ لال منڈی میں مختلف اخبارات انگریزی و اردو جو ہندوستان اور ولایت سے آتے ہیں۔ اور کتابگھر مذکور میں پبلک کے واسطے رکھے جاتے ہیں پڑھ رہا تھا۔ کہ اُدھر ہمارے حضور والا مرتبت کی بیدار مغزی اور سیاست کی

کی اعلےٰ لیاقت کی تعریف اس معاملہ میں دیکھنے میں گذری - اُسوقت مجھے خیال آیا - کہ آخر اس
بے سر و پا طوفانِ بدتمیزی کا باعث کیا ہے - اور وہ کسطور پر رفع ہو سکتا ہے - معلوم ہوا - کہ
آجکل مدرسہ جات میں مذہبی تعلیم نہیں دیجاتی - اور نہ گھروں میں پورانے طریق کے مطابق اپنے
اپنے مذاہب کی اعلےٰ کتابیں ہمارے مختلف قومی بھائیوں کو پڑھائی جاتی ہیں - اسواسطے ہندوستان
میں اس نام نہاد آزادی کا بکھیڑا اچھل رہا ہے - اُسوقت عالیجناب معلےٰ القاب جناب مسٹر
ٹی - ایم - کیمبرلینڈ صاحب بہادر - اور عالیجناب ایل - آئی - پریچرڈ صاحب بہادر اکونٹنٹ
جنرل سابقہ ریاست جموں و کشمیر کی نصیحتیں مجھے یاد آئیں - وہ ہمیشہ یہ نصیحت فرمایا کرتے
تھے - کہ ہم لوگوں کے لئے بحیثیت اہلکار یہ امر لابدی ہے - کہ ہم اپنے فرائض جو خداوند
کریم ذوالجلال اور بنی نوع انسان کے متعلق ہیں - اُنکو ہمیشہ مدنظر رکھا کریں - اور خدا
ترسی اور نیکوکاری سے سرکاری اور ملک کا کام انجام دیا کریں - اور گورنمنٹ عالیہ
برٹش ہندوستان کی اچھی رعایا ہونے کا فخر رکھیں - اور اپنے والیٔ ملک سرحضور
سرکار والامدار دام اقبالہٗ و اجلالہٗ کی نمکخواری کا دم بھرتے رہیں - ایسے نصائح
ہر وقت نہ تو افسر اور نہ کوئی سرکار اپنے خادم یا رعیت کو کیا کرتی ہے - اسلئے مجھے
یقین ہو گیا - کہ کوئی ایسی کتاب ہونی چاہئے - جو سررشتہ تعلیم میں داخل ہو کر یا ذاتی
میں کسیطور پر پڑھکر یا کر اس مدعا کو پورا کر سکے - جس سے نہ صرف تفریح طبع ہو - بلکہ
مدعائے بالا بھی پوری طرح حاصل ہو جاوے - ✦

پہلے میرا ارادہ ہوا - کہ میں خود ایک کتاب اُردو زبان میں تصنیف کروں جس سے
گورنمنٹ اور رعایا کے باہم تعلقات گہرے اور ہمدردانہ پیدا ہو سکیں - مگر یہ کام ایک
ہنرمند مصنف کا تھا جسکی قابلیت افسوس ہے کہ مجھ میں موجود نہیں ہے - اسوجہ سے میں نے
بہتر سمجھا - کہ کسی انگریز مصنف کی کتاب کا عام فہم اُردو میں ترجمہ کر کے اس مطلب کو
پورا کر دوں - بہت سی کتابوں کے نام میرے دلمیں گذرے - مگر پھر انکا باپ ڈاکٹر سمویل

* آپ آجکل پنشن کا زمانہ بمقام کنور واقعہ کوہ نیلگری احاطہ مدراس میں بسر کر رہے ہیں -
* آپ آجکل بنگال میں عہدہ اکونٹنٹ جنرل پر متمکن ہیں ✦

سمایلز صاحب کی چار مشہور کتابوں کے نام مجھے یاد آئے۔ یہ کتابیں میں نے جموں کے سری نگر
کالج کے زمانہ میں مطالعہ کی تھیں۔ انکا نام فرض (Duty) امداد "Self Help"
عادات "Character" اور کفایت شعاری "Thrift" ہے۔ یہ چاروں کتابیں
اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ اور نہ صرف انگلستان بلکہ مختلف ممالک دنیا میں کسی نہ کسی شکل میں
یا زبان میں پڑھی یا پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں فرض جسکو سنسکرت زبان میں دھرم کہتے
ہیں۔ ایک لاثانی کتاب ہے۔ اس پر عمل کرنے سے شیرازہ خیالات انسانی مضبوط اور قائم
رہ سکتے ہیں۔ اس بارے میں جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں۔ یا لکھ سکتا ہوں وہ خود عالی منصب
مصنف نے اپنی کتاب اور اسکے دیباچہ میں بیان کر دیا ہے۔ جسکے اعادہ کی ضرورت نہیں
صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ کہ جہانتک ہو سکے تعلقات دنیا میں ہر ایک شخص کو اچھا اور اپنے
سے بہتر خیال کیا جائے۔ اور جبتک کہ کوئی امر اسکے نقیض ظاہر نہ ہو اس پر اعتماد اور بھروسہ
رکھا جائے۔ اور ہر ایک موقع دیا جائے۔ کہ باہمی التفات اور ارتباط بڑھے۔ +

۲۶ اگست ۱۹۰۹ء کی وہ چٹھی جو حضور والیسرائے صاحب بہادر و گورنر جنرل کشور ہند نے
والیان ملک ریاست ہائے ہندوستان کو ارقام فرمائی تھی جسمیں اس بدظنی اور سڈیشن کی جو
آجکل پنجاب و ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ انسداد و تدارک اور بیخکنی کے متعلق تبادلہ
خیالات جو مصلحت ملکی اور رموز سلطنت پر مبنی تھا۔ فرمایا ہے۔ اور جو جواب ہمارے سرکار
عالی مدار والا تبار زاد اللہ اقبالہ و حشمتہ و اجلالہ نے ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو والیسرائے
صاحب بہادر کو دیا ہے۔ وہ میری نظر سے گذرا۔ اوس سے میری ہمت اور بھی چست ہو گئی
[illegible] کی [illegible] افزائی ہو گئی۔ کیونکہ اچھے اخلاق کی پیدائش ابتدائی عمر میں
[illegible] مزاولت کرنے سے ہوا کرتی ہے۔ اور جب انسان بڑا
ہوتا ہے۔ تو [illegible] اخلاق [illegible] رکھنے میں مدد دیتی ہیں۔ اور اچھے خیالات
[illegible] خیالات [illegible] کرتا ہے۔ ہماری اخلاقی اور مذہبی کتابیں بیشک بہت اچھی
کتابیں ہیں۔ مگر [illegible]
[illegible]

بسر کرنا اور دنیا کے نہایت شائستہ قوموں کے پہلو بہ پہلو چلنا سرشت انسانی کا بڑا مدعا اور فرض ہے۔ ہماری خوش قسمتی سے جس سلطنت کا سایہ ہما پایہ آجکل ہمارے سر پر ہے وہ شائستہ دنیا میں اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ اور ایسے سلسلۂ نظم و نسق کی کوئی دوسری سلطنت دیکھنے میں نہیں آتی۔ اس قوم کا بادشاہ اور رعایا دونوں بالافراد یا بحیثیت مجموعی اپنے فرائض کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ اور ان میں "ڈیوٹی" کا لفظ طلسم کا کام دیا کرتا ہے اور اونکے اعلیٰ رکن اپنے اس مقولے کو۔ کہ "انگلستان" ہر ایک شخص سے اپنے فرض کی آدائیگی کی امید رکھتا ہے" مہمات عظیم کے موقعوں پر جھنڈوں اور علموں پر ثبت و نمایاں کر کے معرکہ آرائی کا دلوں میں ایسا جوش پیدا کر دیتے ہیں۔ کہ چاروں طرف فتح و نصرت نظر آتی ہے۔ اور ملک کے ملک تسخیر اور قوموں کی قومیں مفتوح ہو جاتی ہیں۔ +

انگریزی میں ڈیوٹی کی کتاب کا موجود ہونا ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ باشندگان کے لئے کافی نہ تھا۔ اور چونکہ تعلیم یافتہ ہی اپنے ملک کے رہنما ہوا کرتے ہیں۔ اسواسطے مجھکو یہہ خیال آیا کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ اردو میں تیار ہو جاوے۔ تو اپنے اہل ملک اور سرکار دونوں کی ایک مفید خدمت ہوگی۔ لال منڈی کے لائبریرین سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ڈاکٹر سمائلز صاحب کی متذکرہ بالا چاروں کتابیں موجود ہیں۔ اور میری استدعا پر وہ چاروں کتابیں بڑے اخلاق سے میرے پاس لے آیا اور میرے سامنے بڑے سلیقے سے میز پر دھر دیں۔ مینے چاروں کتابوں کو سرسری طور پر گھنٹے دو گھنٹے میں دیکھ ڈالا اور ڈیوٹی کے ترجمہ کرنیکا ارادہ کیا۔ رائے بہادر ڈاکٹر آسے متر اصاحب پبلک ورکس منسٹر ریاست کشمیر جو میرے مکرم و معظم عنایت فرما بزرگ ہیں۔ اور جو کیوریٹر کا عہدہ لیہا لائبریری کے چارج میں رکھتے ہیں۔ اون سے اجازت حاصل کر کے ڈیوٹی کی کتاب میں اپنے گھر لے آیا۔ اور بعد ازان بیشرس تھیکر سپنک اینڈ کمپنی کلکتہ سے یہہ کتاب اپنے داموں پر مینے منگوا لی۔ +

جب مینے اسکے ترجمہ کا ارادہ کیا تو مجھے بہت سی مشکلات نظر آئیں۔ وجہ اوسکی یہہ تھی کہ اگرچہ ۲۴ یا ۲۵ سال سے میں اس ریاست میں اہلکاری کرتا ہوں لیکن جب سے دفاتر

کونسل عالیہ سے تبدیل ہو کر محکمۂ اکونٹنٹ[1] جنرل میں آیا ہوں۔ مجھے اردو کی تحریر اور تقریر کا
بہت کم موقع ملا ہے۔ اور جو صاحب کشمیری قوم اور اونکی زبان اُردو سے آشنا ہیں۔ وہ
میری اس بات کی تصدیق کرینگے۔ کہ اُردو زبان نے پنجابی اُردو کے میل جول اور کشمیری
فارسی کی ملاوٹ سے ایک نیا عجیب پیرہن زیب تن کیا ہے۔ نہ اسمیں دہلی کی اُردو
کی سادگی یا بو باس پائی جاتی ہے۔ نہ لکھنو کی زبان کی بلاغت۔ پس اسصورت میں
اردو زبان میں ایسی دقیق اخلاقی کتاب کے ترجمہ کرنیکا ارادہ ایک چھوٹا منہہ اور بڑی
بات تھی۔ گو مجھے اس بات کی تقویت تھی۔ کہ وقتاً فوقتاً سرانجام کار سرکار میں مثل آئین
خزانہ جات و قواعد و قانون و سرکلرات وغیرہ مجریہ محکمۂ اکونٹنٹ جنرل ریاست جموں کشمیر
و تبت ہا وغیرہ کے ترجمہ کرنے کے جو موقع ملے ہیں۔ مجھے اونکا تجربہ اس کام کے سرانجام ہی
میں بہت کچھ مدد دیگا۔ لیکن یہہ امید بادی النظر میں اپنی کم لیاقتی اور کم مایگی کیوجہ سے
موہوم نظر آئی۔ مگر جب میں نے اپنا ارادہ اس کتاب کے ترجمہ کا جناب پنڈت جیالعل
صاحب ٹنکو بی۔ اے۔ ایڈوکیٹ عدالت صدر سرینگر و سکرٹری کشمیر ٹنکو سوسائٹی سرینگر
اور جناب منشی صادق علیخان صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ نصرۃ الاسلام وغیرہ سے ظاہر
کیا تو صاحبان ممدوح نے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور پنڈت جیالعل صاحب نے بطور نمونہ
ایک باب کا مطالعہ کرنے پر اپنی رائے کے اظہار کا منشا ظاہر کیا۔ چنانچہ مینے ایک باب کا
ترجمہ کر کے صاحب موصوف کی خدمت میں بنا بر استظہار رائے پیش کیا۔ جسپر اونہوں نے میری
کم ہمت کو مضبوط کیا۔ اور اختتام ترجمہ کی جرأت دلائی۔ اسپر ۱۷۔ اگست ۱۹۰۹ء کو
مینے خدا کا نام لیکر کام شروع کیا۔ سرکاری کاروبار سے فراغت بالکل نہ تھی۔ لہذا
ترجمہ کی تکمیل اوقات راحت کے اختصار سے روزانہ بحساب اوسط ½ ۱ ساعت کام
کر کے کل ۳۱۵ گھنٹہ میں کی گئی۔ اور یہہ ترجمہ ۲۵ جنوری ۱۹۱۰ء کو مینے اختتام کو
پہونچایا۔ اس کتاب میں بہت سے فقرات اور اقوال لاطینی۔ فرانسیسی۔ یونانی جرمنی اور
دیگر السنہ مغربی کے تھے۔ جنکے معنوں کے لئے میں خاصکر مس سوفی اگروف ایک سی
بدھمنت کی مشنری۔ مسٹر اے۔ سنٹ لو ریبن صاحب اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل ریاست

[1] ۵ اپریل ۱۸۹۲ء سے میں محکمہ اکونٹنٹ جنرل میں ملازم کرتا ہوں۔

جموں و کشمیر مسٹر اے۔ جی۔ ہیرٹین صاحب ایجنٹ پنجاب بنک سرینگر۔ پادری جے۔ بولٹن صاحب
پنڈت چاند نرائن صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر سینٹ کالج۔ مسٹر کالے صاحب ایم۔ اے
پرنسپل ہندو کالج مرحوم و مغفور۔ اور پنڈت اننت کشن صاحب کچلو ایم۔ اے کا مشکور ہوں
نیز پنڈت چندر تنکو صاحب اور منشی عزیز اللہ صاحب اہلکاران محکمہ اکونٹنٹ جنرل
صاحب اور دیگر دو چار صاحبان کا شکریہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے اپنی خوش قلمی
یا اخلاقی امداد سے اس کتاب کو قابل الطباع بنا دیا۔

سب سے زیادہ میں اوس پاک پروردگار عالم کا مشکور ہوں جس نے مجھے اس قابل کیا۔
کہ میں اپنے آپ ذمہ لئے ہوئے کام کو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں ایک ایسی قیمتی اور بیش بہا
کتاب کا ترجمہ کرکے گورنمنٹ اور ملک کی فرض کی ادائیگی میں پیش کر سکا۔ اخیر میں میں
پنڈت جیا لعل صاحب [illegible] اور منشی صادق علیخان صاحب کا مرہون منت
ہوں جنہوں نے اپنے اوقات گرامی کو صرف فرما کر اس کتاب کی نظر ثانی اور صحت میں امداد
فرمائی۔ مجھے امید واثق ہے کہ یہہ کتاب قبولیت عامہ کا جامہ پہنے گی۔ خدا کرے مقبول
[illegible] این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ✦

میں ذیل میں [illegible] اعلیٰ حضرت ہز مجسٹی ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند جنت
آشیانی کے اعلان کی نقل [illegible] خاص و عام درج کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت کا مختصر
دور سلطنت امن و امان کی [illegible] تھا۔ اور تا دم مرگ ہز مجسٹی کاروبار سلطنت کے فرائض
[illegible] بخوبی انجام دیتے [illegible] اور آپ کے زمانہ میں جو فلاح اور بہبودی رعایائے ہند کے لئے
[illegible] جاری ہوئے۔ وہ ہندوستان کی تواریخ میں قائم اور دائم رہینگے۔ یہہ
[illegible] کہ یہ دنیا [illegible] ناپائیدار جگہ ہے۔ اور اسمیں تا دم زندگی
کیا بادشاہ کیا امیر اور کیا غریب سب کو اپنا فرض پہلے ذات باریتعالےٰ اور پھر
[illegible] انسانی دونوں کی طرف [illegible] رہنا۔ ایک ضروری اور لابدی امر ہے۔ چنانچہ
اعلیٰ حضرت شہنشاہ [illegible] ہز مجسٹی جارج پنجم دام اقبالہ و اجلالہ نے جب
عنان سلطنت [illegible] اپنے دست مبارک میں لی۔ تو جو فرمان حضور ممدوح نے

جاری فرمایا۔ اسکی نقل بھی ایس دیباچہ کے سلسلہ میں درج کر دیتا ہون۔ کہ جس سے صاف ظاہر ہوگا۔ کہ شہنشاہان ہند اپنے فرایض کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ اور یہہ صرف ہماری جیسی رعایا کا فرض ہے۔ کہ امن و آسائش سے اپنے کاروبار میں مصروف رہکر زندگی بسر کریں۔ اور اس کتاب کے پڑہنے والوں سے استدعا کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی سہو یا خطا اس میں پائیں۔ تو از راہ کرم خاکسار مترجم کو معذور فرمائیں۔ +

از دست غریب و بے نوا ناید ہیچ
جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند

سرینگر۔ کشمیر
۲۸۔ اگست سنہ ۱۹۰۱ء

میں ہوں آپکا خادم آثم
بندہ اندر کشن کول

شہنشاہ والا تبار ایڈورڈ ہفتم کا ہندوستان کے شہزادوں اور لوگوں کی طرف

اعلان

۱۔ پچاس برس کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ ہماری والدہ مکرمہ اور ان ولایتوں کے حکمران ملکہ معظمہ آنجہانی نے کئی خاص وجوہات سے پارلیمنٹ کے مشورے سے۔ اور رضامندی سے اِن ولایتوں کی حکومت کو جس پر ایسٹ انڈیا کمپنی حکمران تھی۔ اپنے سایہ عاطفت میں لیا۔ ما بدولت اسموقعہ کو غنیمت سمجھکر ہندوستان کے راجاؤں۔ مہاراجوں۔ نوابوں۔ اور سرداروں کو اور نیز عام رعایا کو اس دن کی یادگار میں مبارکباد کہتے ہیں۔ پچاس سال تواریخ میں ایک عرصہ قلیل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہہ پچاس برس جو آج ختم ہوئے صفحہ تواریخ میں ایک منور ستارہ ہو کر چمکتے رہیں گے۔ شہنشاہ کی براہِ راست حکومت اختیار کرنے کے اعلان نے ہندوستان کے رابطہ اتحاد کو بڑھایا۔ اور ایک نیا زمانہ شروع ہوا۔ اگرچہ یہہ ایک اہم کام تھا۔ اور ترقی بتدریج اگرچہ آہستہ آہستہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ہندوستان کی مختلف اقوام کے افراد نے جنکی مردم شماری تقریباً تیس کروڑ ہے۔ سلطنت برطانیہ کی رہنمائی اور حفاظت میں ہمیشہ قدم ترقی بڑھایا ہے۔ ما بدولت گذشتہ پچاس کی مشکلات کو بیان کرتے ہیں۔ +

۲۔ [illegible] اور مشکلات جو تمام سلطنتوں کو پیش آیا کرتی ہیں۔ کبھی کبھی نوعیں آتی

رہیں۔ سلطنت برطانیہ کے افسروں اور عہدہ داروں نے بڑی مشقت۔ دلیری۔ ہمت صبر و استقلال اور نہایت عقل و دانش سے انکا مقابلہ کیا۔ اگر کوئی غلطی بھی ہوئی ہے تو ہماری سلطنت کے اعیان نے اسکی راستی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اگر کوئی بات خلاف قانون وقوع میں آئی ہے۔ تو اسکا بخوبی انسداد کیا گیا ہے +

سوم۔ طاعون طعون اور قحط کی بلائے بے درمان کو سلطنت کی کوئی چال دور نہیں کرسکتی۔ لیکن تجربہ کار مدبروں نے اپنی تمام کوشش ان آسمانی بلاؤں کے دور کرنے میں صرف کردی ہے۔ تمہاری تواریخ میں کوئی اتنا زمانہ دراز نہیں گذرا۔ جبکہ تم جنگ کے مصائب سے امن و امان میں رہے ہو۔ اندرونی امن و اسائش ہمیشہ قایم رہی ہے۔ +

چہارم۔ ۱۸۵۸ء کے اعلان میں ملکہ معظمہ آنجہانی نے تمکو یقین دلایا تھا۔ کہ وہ تمام ہندوستان کی دستکاریوں کو ترقی دینگی۔ اور عوام الناس کی ترقی کے واسطے بہتری کا کام کرینگی۔ اور حکومت میں تمام باشندگان ہندوستان کیواسطے عدل کی میزان کو قایم رکھینگی۔ تدابیر جو تمہاری حقیقی ترقی اور آرام کیواسطے سوچی اور کام میں لائی گئی ہیں۔ تدابیر جو اپنی وسعت اور بہتری میں لاثانی ہیں۔ تمام جہان پر واضح کرتی ہیں۔ کہ وہ وعدے کسطرح پورے کئے گئے ہیں۔ +

۵۔ تمام راجاؤں۔ مہاراجوں۔ نوابوں۔ اور سرداروں کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے اور اون حقوق کی بخوبی حفاظت کیگئی ہے۔ اور اس بارے میں اونکی وفاداری بھی پورے طور پر ثابت ہو چکی ہے۔ ہماری رعایا میں سے کسی شخص کو بلحاظ مذہب و ملت نہ کوئی رعایت کیگئی ہے۔ اور نہ کوئی تکلیف اور ایذا پہونچی ہے۔ قانون تمام رعایا کی حفاظت کرتا ہے۔ اور قانون نے مذہب و ملت۔ رسم و رواج میں جو تمہاری تہذیب میں داخل ہے۔ دخل نہیں دیا۔ بلکہ اسکے پیچیدہ امورات کو آسان بنایا گیا ہے۔ اور اس طرح بنایا گیا ہے۔ کہ پرانی قوموں کے واسطے جو نئی دنیا میں آرہے ہیں۔ کافی ہو۔ +

۶۔ ہماری سلطنت اور حکومت کی تحت میں کروڑہا بلکہ بیشمار لوگ ہیں۔ اور آئندہ

بھی ہونگے۔ اُن سازشوں کو جنکا کوئی سبب نہیں۔ اور نہ ہی کوئی خاص مدعا ہے۔ دبانے اور فرو کرنے کو فرض میں سمجھتے ہیں۔ مابدولت بخوبی جانتے ہیں۔ کہ ایسی سازشیں ہماری وفادار رعایا کو بہت بُری معلوم ہوتی ہیں۔ اور ہمیں یقین کامل ہے۔ کہ وہ ہمیں اونکے آرام کیواسطے جو کام کرتے ہیں۔ پوری پوری امداد دینگے۔ ❖

۷۔ مابدولت خیال کرتے ہیں۔ کہ اس مشہور موقعہ پر شاہانہ مہربانی اور خسروانہ الطاف سے جیسا کہ دربار تخت نشینی ۱۹۰۳ء میں ہوا تھا۔ قیدیوں کو رہا کیا جاوے۔ یا اُنکی قید میں کمی کیجاوے جنکو ہماری عدالتوں نے قوانین کے برخلاف کرنے میں سزا دی ہے۔ اور اونکو اس خاص شاہانہ مہربانی سے مطیع کیا جاوے۔ تاکہ وہ آیندہ اچھی طرح زندگی بسر کریں۔

۸۔ عام اور بڑے بڑے عہدوں پر مقرر ہونے کیواسطے یہہ تجاویز ہو رہی ہیں۔ کہ مذہب اور ملت کا خیال نہ کر کے مقرر کئے جاویں۔ مابدولت امید کامل رکھتے ہیں۔ کہ اس پہلو میں ترقی آہستہ اور یقینی ہوگی۔ خاصکر جب تعلیم عام ہوجاوے۔ تجربہ کاری حاصل ہوجاوے۔ اور ہندوستان کے ذہین اور لایق لوگ اپنی ذمہ واری کو بخوبی سمجھ جاویں۔ ❖

۹۔ لہذا اول اول چیدہ اشخاص کا حکومت میں داخل کرنا۔ آہستہ آہستہ شروع کیا گیا ہے۔ اور وہ وقت آگیا ہے جبکہ ہمارے وایسرائے اور گورنر جنرل اور دیگر اعیان سلطنت کے خیالمیں اسکو بڑھایا جاوے۔ تمہارے درمیان اعلےٰ لوگ ان خیالات کو جو سرکار انگریزی نے پیدا کئے ہیں اور جنکو ترقی دی ہے۔ مدنظر رکھکر قوانین اور حکومت میں زیادہ حصہ مانگتے ہیں۔ ایسے عوے کی پولیٹیکل طور پر تسلی ہوکر ترقی ہوگی۔ نہ کہ تبدیل۔ اگر وہ افسر جنکے ہاتھ میں عنان حکومت ہے عوام الناس اور اونکے چیدہ ممبروں سے ملیں گے۔ تو قانون اور حکومت میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آویگی۔ ہم اسوقت اِن قوانین کا جو اس ملک کے پورا کرنے کے واسطے تیار ہو رہے ہیں۔ کچھہ ذکر

نہیں کرتے۔ وہ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائیں گے۔ اور یقیناً تمہارے کاروبار میں ایک نئی حالت پیدا کریں گے۔ +

۱۰- ہم اپنی ہندوستانی سپاہ کی دلیری اور وفاداری کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور ہمنے حکم دیا ہے کہ نوروز کے موقعہ پر اس فوج کی دلیری اور اسکی نہایت اعلےٰ درجہ کی ضبط اور اون کے خدمات اور مستعدی کے صلہ میں جسکے لئے وہ ہمیشہ وفاداری کیساتھ تیار رہتے ہیں۔ اون کی قدردانی کیجائے۔ +

۱۱- ملکہ معظمہ آنجہانی کے دل میں ہندوستان کی بہتری ایک خاص مدعا تھی۔ اور ہم بھی سنہ ۱۸۵۷ء کے سیر کے بعد ہندوستان کے راجوں۔ مہاراجوں۔ نوابوں۔ اور سرداروں اور نیز عام لوگوں کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہیں۔ جسکو کہ انقضاء زمانہ مٹا نہیں سکتا۔ ہمارے پیارے فرزند پرنس آف ویلز پرنسز آف ویلز تمہارے درمیان رہکر واپس آئے ہیں۔ اور تمہارے ملک سے خاص قسم کی محبت رکھتے ہیں اور تمہاری بہتری کیواسطے کوشش کرتے ہیں۔ یہ خاص ہمدردی کے خیالات ہمارے شاہی خاندان کیطرف سے وہ گہرا رابطہ اتحاد جو اس سلطنت کے لوگونکو ہندوستان کی رعایا سے ہے ظاہر کرتے ہیں۔ +

۱۲- اخیر میں ہماری یہ دعا ہے۔ کہ خدا عزوجل کی حفاظت اور عنایت سے دانائی اور باہمی ہمدردی کو زیادہ مضبوط کرے جس سے اعلےٰ سے اعلےٰ کام جو کبھی دنیا میں نہ ہوئے ہوں بخوبی انجام پاویں۔ آمین ثم آمین۔ +

شاہی فرمان

۶ مئی کو شہنشاہ ایڈورڈ کے انتقال کے بعد شہنشاہ جارج پنجم رسوم قدیم کے مطابق شاہ انگلستان و نو آبادی ہائے ملک و شہنشاہ ہندوستان ہوئے۔ اور ۹ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہر حصہ ملک میں شاہی اعلان سنایا گیا۔ شہنشاہ جارج نے اہل ہندوستان کا خاص شکریہ ادا کیا ہے۔ اور لارڈ منٹو کے ذریعہ سے والیان خود مختار۔ رؤسا و رعایا کے نام ایک پیغام بھیجا ہے۔ جسمیں اپنی دلی محبت اور دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے۔ اور یہ یقین دلایا ہے کہ جسطرح اونکی دادی صاحبہ یعنے کوئین وکٹوریہ اور پدر نامور شہنشاہ ایڈورڈ ہندوستان کی فلاح و بہبودی اور سرسبزی کو کوشاں تھے۔ ویسے ہی شاہنشاہ معظم بھی ہندوستان کا ہر وقت خیال رکھیں گے۔ یہی الفاظ ہیں جنکی ہمکو ایسے شاہنشاہ سے سُننے کی امید تھی۔ اور جن سے کل ہندوستان میں اطمینان اور امید کی ایک روح پھونک گئی ہے۔

خدا شہنشاہ کو سلامت رکھے

ہمارے نئے بادشاہ اعلےٰ حضرت ملک معظم جارج پنجم نے اپنی ہندوستانی رعایا کے نام یہ پیام مہر النیام بھیجا ہے۔

میرے دل سے پیارے والد کی اندوہناک اور ناگہانی رحلت کے باعث آب میں ایک عظیم الشان اور قدیم خاندان کے وارث ہونے کی حیثیت سے تخت نشین ہوتا ہوں اور بطور بادشاہ اور قیصر ہند اپنی قلمرو ہند کے تمام شہزادوں۔ راجہ۔ مہاراجوں اور آور دوسرے باشندوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اس موقع پر ہندوستان کی تمام مختلف فرقوں اور طبقوں اور مذہبوں نے جسقدر موثر پیرایہ میں تاج اور تاجداران سلف کے ساتھ اظہار عقیدت و وفاداری کیا ہے۔ اوسکے لئے میں سب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

۱۸۵۸ء جب ملکہ وکٹوریہ آنجہانی نے ہندوستان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ تو اپنی رعایائے ہند اور والیان ریاست سے خطاب فرمایا تھا۔ اور اونکے فرزند گرامی نے جو میرے محبوب اور محترم والد تھے۔ اوس سے پچاس سال بعد اس مہتم بالشان واقعہ کی یادگار میں دوبارہ خطاب فرمایا تھا۔ یہہ دونوں فرمان حکومت شاہی کے مقاصد اور مراحم خسروانہ کی سند تین ہیں۔ اور میں انکا تمام عہد حکومت میں نہایت صدق دلی سے پابند رہونگا۔ ہز مجسٹی آنجہانی کی خواہش اور انہیں کی مثال پر عمل کرکے پانچ سال ہوے میں نے اپنی ملکہ محترمہ کیساتھ ہندوستان کی سیاحت کرکے اس وسیع قلمرو کے اون بڑی سلطنتوں سے جنکا تواریخ میں ذکر خیر ہے۔ اِس تمدن کی یادگاروں سے جو ہماری تہذیب سے زیادہ قدیم ہے۔ پورانے رسم و رواج اور طریق زندگی۔ دیسی والیان ریاست اور رعایائے ملک اور شہروں اور قصبوں اور دیہات سے ذاتی واقفیت حاصل کی تھی۔ اِس دلکش سفر کے گہرے اثرات اور محبت بھرے تعلقات نہ کبھی محو ہو سکتے ہیں۔ اور نہ ماند پڑ سکتے ہیں۔ میرے سامنے جو اعلےٰ اور اہم فرائض ہیں۔ اونکے انجام دہی کے لئے آپ سب لوگوں کی وفادارانہ اور عملی امداد پر پورا اعتماد کرتا ہوں مجھے یقین ہے۔ کہ ہندوستان کی بہبودی میں جو سچی ہمدردی میری حکومت کو ہمیشہ تحریک دیا کریگی۔ اوس میں آپ کی امداد بھی شامل رہیگی۔ ؎

اقتباس از رسالۂ زمانہ ماہ جون ۱۹۱۰ء

دیباچہ از مصنف

تہ۲ سال ہوئے کہ مینے ایک کتاب بنام "سلف ہلپ" المدد" لکھی تھی جو تین سال بعد
۱۸۵۹ء میں طبع ہوگئی۔ اوس کتاب کی تحریر ظاہراً ایک خفیف سی حادثے سے شروع ہوئی تھی۔
مینے چند لکچر چند نوجوان آدمیونکو مقام لیڈز ایسی جگہ دئے تھے جو اسوقت عارضی طور
پر ہیضہ کے ہسپتال کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ اون نوجوانوں کو مینے یہہ بات بتانے
کی کوشش کی۔ کہ اونکی آئندہ عمر کی خوشی اور بہبودی اونکی اپنی ذات پر منحصر ہو نیز
یہہ کہ اونکی اپنی کامیابی اونکی سرگرم تربیت اپنی آراستگی اور خود ضبطی اور سب سے زیادہ
شخصی فرض کی دیانت داری۔ اور اوسکو راستی سے سرانجام دینے پر جو مردانہ چال
چلن کے لئے باعث فخر ہو۔ موقوف ہے۔ نتیجہ اوسکا میری امیدوں سے زیادہ اچھا نکلا۔
چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ ان نوجوانوں میں سے بہت سے جب بڑے ہوئے۔ تو امانت داری
ذمہ واری۔ اور مفید فایدہ مندی کے عہدے پر کرنے کے لئے منتخب ہوئے۔ اور بعض نے
اونمیں سے بخوشی خود اپنی اچھی زندگی کی کامیابی کے کچھ حصہ کو ان کوششوں سے منسوب
کیا۔ کہ جو اونکو اپنے اونستاد کے اسباق پر عمل پیرا ہونے کی جد و جہد میں کرنی پڑیں۔ پھر
مجھے اوسی مضمون کی ایک کتاب کیلئے یادداشت تیار کرنے کی تحریک ہوئی۔ کیونکہ
کتابیں زبانی باتوں سے بہت زیادہ دور پہونچتی ہیں۔ مینے یہ کتاب اپنے شام کی
اوقات فرصت میں جبکہ کاروبار کے گھنٹے ختم ہوتے تھے تیار کی۔ میں نے اس کتاب کا
نام "سلف ہلپ" المدد" رکھا۔ کیونکہ اس مطلب کے ادا کرنے کیلئے مجھے کوئی دوسرا
اس سے اچھا لفظ نہیں ملا۔ گو "مدد" کئی معنوں میں ہو۔ نیز "المدد" نمودار طور پر ایک
لفظ تھے۔ جب کتاب تیار ہوئی۔ تو مینے قلمی کتاب ایک لنڈن کے شائع کنندہ کو دی
مگر اوس نے شکریہ کے ساتھ لینے سے انکار کر دیا۔ کریمیا کی لڑائی اون دنوں میں چھڑی
ہوئی تھی۔ اور کتابیں تقریباً ناقابل فروخت تھیں۔ اسلئے جب تک سوانح عمری ہیوبنج

سٹیفن کی طبع نہو چکی۔ اور مسٹر مرے صاحب نے عنایت فرمائی ہیں۔ سلف ہلپ "المدد" کو شائع نہ کر سکا۔ اسکو عوام نے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ میں تقریظ کنندگان کا بھی نہایت مشکور ہوں۔ مجھ امید ہے۔ کہ اونکی تقاریظ منصفانہ تھیں۔
چند مستثنیات کے بغیر اونہوں نے میرے نتائج طبع کی شاید اوس سے زیادہ تعریف کی۔ کہ جسکے وہ مستحق تھے۔ اور پھر بھی نہ تو میں اونکی نسبت کچھ جانتا تھا۔ اور نہ وہ میری نسبت جانتے تھے۔ المدد قریباً ہر ایک یورپ کی زبان میں ترجمہ ہو کر چھپی۔ اور نیز ہندوستان اور جاپان کی بعض زبانوں یا بولیوں میں۔ امریکہ میں یہہ کتاب بمقابلہ برطانیہ اعظم کی بہت زیادہ وسیع دائرہ میں طبع ہو کر پڑہی گئی۔ لیکن انگریزی مصنف کو اپنی کتاب کی قیمت امریکہ میں کبھی معلوم نہیں ہو سکتی ہے۔ انگریزی کتابوں کی چوری امریکہ کے قانون سے محفوظ ہے۔ اور نیویارک کا متدین شائع کرنیکا کو کی بد دیانت شائع کنندہ سے مجبور ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ امریکہ کے قانون ساز۔ فرانس۔ جرمنی۔ اور اٹالیہ کی سلطنتوں سے کیوں کم متدین ہیں۔ ان سب ملکوں میں قومی حقوق تصانیف لیے ر دک ٹوک عطا کئے جاتے ہیں۔
"المدد" کے چھپنے کے تیرہ سال بعد جس زمانہ میں میں اور کتابوں کی تصنیف میں مصروف تھا۔ میں نے "کیریکٹر" "عادات" کی کتاب لکھکر چھاپی۔ میں نے اوسمیں نیک اور عالی ہمت مردوں اور عورتوں کی تصویر کھینچنے کی کوشش کی اور بیشمار مثالیں دنیا کے نہایت اعلٰے ذکور اور اناث کی سوانح عمری سے لیکر بیان کیں۔ یہہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نوجوان لوگوں کے دلوں میں نقش کا ابھر کر نیکا یہہ بہترین طریق ہے۔ کہ اونکو شریفانہ عادات کی زندہ مثالیں بتلائی جاویں۔
بقول آنرک ڈسرائیلی صاحب کے بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ مجھے ایک مصنف کی کہاوتیں مت کہو۔ بلکہ اوسکی تصانیف دکھاؤ۔ پھر بھی اکثر میں نے دیکھا ہے۔ کہ کہانیں بہ نسبت تصانیف کے زیادہ دلچسپ ہوتی ہیں۔ یہ ایک خیال ہے جو میں ہمیشہ جتلا رہا ہوں۔
پلوٹارک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ نہایت نمایاں مہموں سے انسان کی خوبیاں ظاہر ہوا یاں

نمودار صورت میں ظاہر نہیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اکثر ایک چھوٹی یادداشت کا اثر ایک چھوٹی کہاوت یا تمسخر جس سے ایک شخص کی اصلی عادات اوسکے بہ نسبت نہایت اہم لڑائیوں یا نہایت اہم کارناموں سے زیادہ متمیز کرتی ہیں۔

پانچسال بعد کتاب "کفایت شعاری" شائع ہوئی۔ اس کتاب میں مینے مصنف کی شہرت حاصل کی۔ اور لوگونکو ترغیب دی۔ کہ وہ کفایت شعار بنیں۔ تاکہ وہ اوس سے آزاد منشی حاصل کرسکیں۔ اپنے خاندان کی پرورش کا آئندہ کیلئے انتظام کریں۔ صوفی اور مردانہ زندگی بسر کریں۔ شراب خوری کے بُرے عیب سے بچیں۔ جس سے بہت مرد اور عورتیں غریب رہتے ہیں۔ اور اونکو نیک خصائل خوش اخلاق اور بامذہب کے زینہ پر پہونچانے کیواسطے فہمایش کریں۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اس کتاب نے بہت لوگوں کا بھلا کیا۔ اسکے طبع ہونے کے بعد بہت سی انجمنیں قومی کفایت شعاری کے انعقاد کیلئے قائم کی گئی ہیں۔ اور بہت سے نامہ نگاروں کے ذریعے سے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ مالدار سیونگ بنک قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں پہلے اونکا وجود نہ تھا۔

کفایت شعاری کے پانچسال شائع ہونے کے بعد میں اب ڈیوٹی "فرض" کی کتاب پیش کرتا ہوں۔ جو اپنی سلسلہ میں آخری کتاب ہے۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ یہ ایسی ہی مفید ثابت ہوگی جیسے کہ اس سے پہلی کتابیں۔ بہر حال مینے اپنی طرف سے بموجب اپنی لیاقت کے جو مجھ میں ابھی موجود ہے۔ نہایت جانفشانی کی ہے۔ مفصلہ ذیل صفحات میں پڑھنے والے کو بیشمار مثالیں نہایت اعلےٰ اور بہادر مرد اور عورتوں کی۔ آور بہبودگی ملیں گی۔

بڑے کام بڑے ترکے ہیں۔ جو عجیب ورثہ کا کام دیتے ہیں۔ جو کچھ انسان نے کیا ہے اوس سے ہم سیکھتے ہیں۔ جو کچھ انسان کرسکتا ہے۔ ایک بڑا دور گو کیسا نتیجہ خیز کیوں نہو۔ پھر بھی انسانی طاقت کا ایک نشان ہے۔ وہ شخص جو فرض کی اعلےٰ خاصیت کے اعلےٰ نقطہ کو پہونچتا ہے وہ مستحق ہے۔ کہ اپنی قوم کے نہایت مشہور لوگوں میں درجہ پاوے۔

ابتدائی فرائض مثل سیاروں کے نمایاں طور پر چمکتے ہیں
اور خیرات جو تسکین دیتے ہیں۔ اور زخموں کو مندمل کرتی ہیں۔
اور برکت دینے والی ہوتی ہیں۔ انسان کے پاؤں میں
مثل پھولوں کے بکھر جاتی ہیں۔

لنڈن ماہ نومبر ۱۸۸۰ء

فہرست مضامین

باب اول

فرض ضمیر

باب دوم

فرض باعمل

باب سوم

دیانت سچائی

جھوٹ بولنا۔ تھوڑا جھوٹ بولنا۔ ریگولس صاحب روم والے۔ افلاطون اور مرکس آریلیس صاحب سچائی پر۔ دیانت کاروبار ہیں۔ دستکاریوں کی گم قدری چینی۔ امریکہ والے۔ بیرن ڈوپن صاحب کی اطلاع۔ مقابلہ۔ کام کی قسمت۔ بڑا کام جھوٹ۔ سقراط صاحب کام کی تکمیل پر۔ ویج وڈ صاحب۔ ٹامس برلیسی صاحب۔ مسٹر ایک اور ٹیرے وان۔ مسٹر بلیوک۔ امریکہ روپیہ پیدا کرنے پر۔ امریکہ بلا امید وار نیکے بیوپار کی برائی۔ سوداگری کا جوا۔ نیکوں کا دیوالہ۔ بیٹری کے سڈلر صاحب بشپ بیٹر صاحب زرپرستی پر۔ پنسلونیا کا انکار۔ الینولس صاحب دیانت دار رہتے ہیں۔ جیرمن کسان کی دیانت +

باب چہارم

آدمی جو مول نہیں لئے جا سکتے ہیں

بے اصول۔ فرانسیسی عطائی (نیم حکیم) ناجائز دستوری۔ دیانت دار آدمیوں کی ضرورت۔ غیر ملک والوں کو رشوت۔ امریکہ والے منصف آدمی۔ آرسٹیڈیز اور فوشین ڈیماسٹھنیز ڈیوکلیشن۔ دیگر خرید شدہ آدمی۔ انڈرو مارول۔ بن جانسن۔ گولڈسمتھ بیلونی صاحب کی گنی (ایک قسم کا سکہ)۔ آرل آف چیتھم۔ ولیم پٹ۔ شمپلرڈ۔ سرانتھرولرنے۔ مارکوئس آف ولرنے۔ سر چارلس نیپیر۔ سر جیمس اوٹرم۔ لارڈ لارنس۔ سر ہمفری ڈیوی فریڈے۔ راس چائیلڈ کی کوٹھی۔ مکالے۔ ✝

باب پنجم

ہمت۔ برداشت

ہمت اور بزدلی۔ مسٹر فلپ سیڈنی۔ برداشت کرنے والے آدمی۔ شہادت کی قیمت

سینٹ پن کراس - ابتدائی زمانہ کے عیسائی - قتال روم - ٹیلمیکس کی ہمت - روم اور یونان کا زوال - عیسویت کا اثر - ایذا برائے تعلیم بہت پانیہ - فلپ ثانی - فرانس میں عذاب - قتل سینٹ بارتھلمیو - منسوخی فرمان نانٹ ٹیز - وسیع پیمانہ پر شہادت - ہو جینو ناٹ کے عادات - شہیدان انگلستان - وسکاٹ لینڈ - ناٹل کا دریافت - ولیم ٹن - جزلی ٹیلر کا قصہ - ہنرمند آدمی - بردنو - کاپرنیکس - گلیلیو - کیپلر - کولمبس - فتح اور شکست - لیونی ڈس - تیوڈس سکابینس - آرنلڈون ونکلرئڈ - سوئٹزرلینڈ کی صورت پرانی گومیں - ولیس - بروس - اخراج بروس - محاصرہ ارلینس - جون آف آرک +

باب ششم

بردشت آخر تک ساونارولا

برشیا کا آرنلڈ - دانتی - اوسکی جلاوطنی - اٹلی کی ریاست - ساونارولا گھر چھوڑتا ہے - اوسکے وعظ - فلورنس میں داخل ہوتا ہے - لورنیزو ڈی میڈیکی - ساونارولا سینٹ مارک کا پادری - ڈومو میں وعظ کرتا ہے - اوسکی اعلیٰ طاقت - لورینزو کی موت - پیرو ڈی میڈیکی - فرانسیسی اٹلی میں داخل ہوتے ہیں - فلورنس کی سلطنت جمہوری - شہر کی ترقی - ساونارولا کو قتل کی دہمکی دیگئی - ایک کارڈنل کی ٹوپی نذر کیگئی - پوپ نے خارج کردیا - سینٹ مارک پر حملہ کیا گیا - ساونارولا حوالہ کر دیتا ہے - اوسکی آخری نصیحت - اوسکے عذاب - تنزل اور موت - فلورنس کے فوائد - +

باب ہفتم

ملاح

ابتدائی ملاحی کی دلیری - ہنرمندی کی تعلیم - سمندر - تجارت کا راستہ - سر سیمول بیکر

ملاح بڑے دریافت کنندگان - پرتگالی - ہالنڈی اور انگریزی جہاز ران - ملاحوں کی ایک بڑی قوم - اجیت آرمیڈا - سر فرانسیس ڈریک - ڈریک کا حملہ ہسپانیہ پر - آرمیڈا کی طاقت - کنارے پر پہونچ - چینل تک لڑائی - آرمیڈا اکیلے سے بیرے حملے - آرمیڈا کی تباہی - سر رچارڈ گرینول - بحری طاقت اور تجارت - نپولین اور نیلسن - کپتان رالیو - کپتان نولس شمالی بیڑے کا - شہر لندن - مسٹر پلم سول - کپتان فرمنٹل الوانسیل کا - کپتان شارپ اور جان میکنٹاش - جان منیارڈ - جہل آری پر - صحرا کی ریت - روشنی کا مینار خورد - ایڈی سٹون - اسکریو ور - پہلی جان بچانے والی کشتی - کشتیوں کے ذریعہ سے جان بچانا - وین گک - ہمت مقام فریزر برا - گریٹ بار موتھ پر اپنی جانفشانی - +

باب ہشتم

سپاہی

فرض کی جان ہنری چہارم - ٹیورن - وان ماٹکی - سنولیرڈی اساس - بڑے آدمی سپاہی سقراط - السیبیادس - سوفوکلس - زینوفن - قیصر - ہورس - ڈانٹی - مسٹر زاہد - چوسر لوکین بن جانسن - فلپ سڈنی - الجرنن سڈنی - ڈیونانٹ سولیس - وڈرس - بنیان اوٹوے اور فار کہار - سٹیل - سالمرج - سونت بی - کوبٹ - لی - مرملین - ہسپانیہ کے اعلے سپاہی - لوپ ڈی ویگا - سروانٹس - کالڈیرن - منڈوزا - ڈی سلیفو لانا اگور ویگر - شاعر کمونیس - لیولا - ڈسکارٹس - ٹیبیر ٹوالیس - مالس - نینیس - ڈرانزلا مارک - راج فاکولڈ - کوریسر - شیوالیبر بے یارڈ - جنرل واشنگٹن - ڈیوک آف ولنگٹن - اوسکے خیالات فرض - اوسکی تابعداری - ہمت - تحمیر مصائب مدید - اوسکی مشکلات ہسپانیہ اور پرتگال میں اوسکی انسانیت - بےطرفداری - انصاف سچائی - ولنگٹن اور نپولین - وان سٹین پرشیا میں - چارلس البرٹ اور وکٹر

ایمونیل اٹلی میں - روسی روم میں - ہیبت جنگ - +

بابِ نہم

بہادری نیک کرداری میں

خوبی اور بہادری - خود قربانی - بدقسمتی - مواتفات نیک کرداری - طاعون - ایبے بینا پارس - سکارڈ ونیل پورڈسیو - پہلا اتوار کا مدرسہ - طاعون لنڈن میں - بشپ مارٹن پارک میں - ڈاکٹر ہاجس اور ہیلنگ - پادری ڈبلیو موسپیسن ایام میں - بشپ مجر فہ لیبڈزمیں - نیک آدمیوں کی موت - ڈاکٹر سیدان لڑائی میں - لارڈ سیالیس ڈارف - ڈاکٹر ٹامسن المامیں - ڈاکٹر کے بنارس میں - کا رپورل ڈربی شایر اور ہوپر ملتان میں ہشت گیڈز میں - بہادر عورت ماناگور ڈا میں تیمارداری - تُقت جنگ میں بیل بمقام سقوطرہ - مس سٹینلے بمقام تہارا پیا - مس فلورنس لیس مینٹیز کے سامنے - میدانی تیمارداری کا ہسپتال - مس کار پنٹیر مسبز چشلم - گریس ورٹن بل - ہیلین پیٹری شیٹلنڈ کا - گریس ڈارلنگ - +

بابِ دہم

ہمدردی

سنٹ جان اور بچے - فوائد ہمدردی - ہمدردی اور خلائق دوستی - روپیہ کا زیادہ تخمینہ - گونہی اور مصائب - بشپ ولبر فورس - ڈاکٹر ٹامس میکلاڈ - لنڈن کی مشرق میں - اڈورڈ ڈینیسن - جوزف ڈی میسٹر - جج ٹلفورڈ ہمدردی پر - مالک اور ملازمین نیاتی ملازمت - اپنی میٹے - کوئی پرواہ نہیں جانتی کفایت شعاری اور ملازمت ایڈلی ٹامس - برنس دولت پر - مجل اینگلو کا نوکر - اندیشہ ناکی اور مہربانی

ونیشیا والے۔ خاندان صبر۔ فارآڈے۔ چارلس لیمب اور اوسکی ہمشیرہ۔ لیڈی واٹسن
اور اوسکا خاوند۔ ایک عورت کی یادگار۔ ایک مینچسٹر کی عاشقانہ ضیافت۔
مسٹر کوبیٹر۔ ہمدردی کی قوت پر۔ ڈاکٹر مارٹینو عیسائیت پر۔ غریب رابرٹ رائکس اور
اسکے مدرسے جوزف لین کاسٹر۔ میری اینی کلو۔ دختر کارخانہ۔ گلاسگو کی بیٹی کے
اطفال کی سوسائیٹی۔

باب یازدہم

محب خلقت

جسمانی قوت حلیمی کی قوت۔ جیمز جذامیوں پر۔ سنٹ ونسنٹ ڈی پال۔ جان ہاورڈ
جیلخانوں کی حالت۔ میسز فرائی۔ مسٹر ہاٹنل۔ مسٹر ایڈمنٹ سنگ ... تمام پر
کپتان پلسبری۔ ٹامس رائٹ مینچسٹر والا۔ ملزموں کی رہائی۔ جوزف ہیوم اور کشادگی
عہدہائے ریاست۔ نمائش اعظم۔ معتبر آدمی۔

باب دوازدہم

رسالت میں بہادری

ڈیوک آف ولنگٹن رسالت پر۔ دو مشنری۔ رسالت آگسٹن بطرف انگلستان۔ مسافر
شمالی انگلستان۔ پالینس کی نومریدی۔ تقریر جنگجو۔ یورپ۔ چین اور افریقہ کی مشنری۔
سنٹ فرانسس اگزاویر۔ لاس کیسس مغربی ہند میں۔ ولسیو نکو عیسائی بنانا ہے
ڈاکٹر مفطا افریقہ میں۔ ڈاکٹر لبنگ ... جزائر پولینشیا۔ جان ولیمز۔ لندن
کی مشنری سوسائیٹی۔ تعلیم دستکاری۔ جہاز بنانا ہے۔ بائیبل اور حجیبے۔ انگلستان
کی سیاحت۔ شہید آرومنیگا۔ بشپ سیلون۔ بشپ پٹیسن۔ اوسکے ...

اوسکی مخنتیں۔ اوسکی موت بمقام نکاپا۔ کموڈور (امیرالبحر) گنڈا سے ٹف۔ جوتھن ایڈورڈس +

باب سیزدہم

مہر برحیوانات

بیرحمی۔ سانڈھ کی لڑائی۔ ریچرڈ مارٹن کا فعل۔ طیور پر لنگم کے مقام پر پرندوں پر۔
جنگلی طیور کی حفاظت۔ مچھرنگ ہندوستان میں۔ جنگلی مرغ ناروے میں۔ چنڈول کا
پھنسانا۔ چنڈولوں پر مہربانی۔ ابرڈین کے مقام پر لیمنڈ ووڈ ادنسی۔ لوٹرہ زاہد۔
سنٹ فرانسیس۔ ترحم طیور۔ شکارگاہ۔ نیپیراور ڈرم سیناکا البرٹس۔ فرانس
میں ہلاکت طیور۔ بیرحمی برشاگردان۔ بچوں پر بیرحمی۔ ایک عیسائی ہسپتال میں کوڑا
بازی۔ بیرحمی برحیوانات۔ گدھا۔ کتے کی عقل۔ اوسکا ضمیر۔ اوسکی محبت۔ کتابولی
سروالٹر سکاٹ اور کتا۔ نامور کتے۔ سگ ہائے بوسیے اور ہرکولینیم۔ انسان سے
حیوان بہتر ہے۔ انڈروکلیس اور شیر۔ والٹیر حقوق حیوانات پر۔ اولڈ ٹوبے تھریو
اور حیوانات تھیوڈور پارکر۔ کروزر گھوڑا۔ مسٹر رایرے۔ نون اسے کرسٹیانو۔
نظارہ ہائیلینز۔ لنڈن میں گھوڑے۔ مس لنز ٹیارسٹ۔ بیرحمی براسپ ہا۔ جنگی گھوڑا +

باب چہاردہم

ترحم براسپ ہا۔ ای الف فلوور

غلامی اسپ۔ فرانس میں گھوڑا۔ باگ تھامنا۔ گھوڑوں کا مشنری۔ طویلا ذیت۔ مسٹر
فلوور یالوان اور بیابان پر۔ جلاوطنی بطرف امریکہ۔ نیویارک اور فلاڈلفیا میں
اوترنا۔ بدرقہ۔ سفر بطرف مغربی۔ علی گھنی پہاڑ۔ پیٹسبرگ۔ دریائے اوہیو پر کرنا۔ وہ
ست نائی۔ لیکزنگٹن۔ مسٹر ہنری کلے غلامی۔ ریاست والے۔ میدان۔ ڈون

مغرب میں گھر۔ خوراک کی کمی۔ و باش کے تیراکی۔ وارنگٹن۔ البین۔ تعلیم نیبڈ۔ ہیرن کاشکار۔ خرس۔ نوآبادی میں ترقی۔ غلام۔ مردم دزدوں کے ساتھ جنگ۔ سانحات۔ سارقان مردم فلوور کے قتل پر آمادہ ہیں۔ نتیجہ۔ انگلستان روانہ ہوتا ہے۔ لٹل ہن۔ تعلیم بمقام نیولانرک اور لنڈن۔ کاروبار میں ادخال۔ شادی اور فارغ البالی گھوڑوں پر بیرحمی کم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دہانے اور لگام۔ وضع اور انسانیت مسٹر فلوور کی محنتوں کے نتیجے۔ +

باب پانزدهم

ذمہ واری

قرض اور وجود۔ امدادِ فیما بین۔ مثال۔ انکار۔ فن اعتقاد۔ بیکار آدمی۔ عمل عادات پر نفس۔ جوانمرد۔ الفاظ اور مثالوں کی لازوالی۔ نیک اور بد۔ خراب کتابیں۔ ذمہ واری مصنفان کھال کھلانے والی کتاب۔ کتب متعدی۔ جھوٹ والی کتابیں۔ مکروہ ناول۔ چارلس کنگسلے کتاب ایک زندہ صدا۔ قول ورڈز ورتھ۔ کریلوف کا قصہ۔ مصنف اور ڈاکو۔ +

باب شانزدهم

خاتمہ

جوانی اور بڑھاپا۔ نادیدنی قاصد۔ ولکی اسکیوریل میں۔ فریڈرک اعظم۔ سایرس اعظم۔ زرزیز۔ پیرکل۔ محمود غزنوی۔ سوستکار رانچسٹر۔ چارلس نہم۔ سینٹ ہی ممتہد بمقام محل ہالووڈ۔ کارڈینل ٹولسی۔ سر جیمز ماونن۔ سر والٹر ریلے۔ فرانسیسی مارشل۔ سر جان مور۔ سر والٹر سکاٹ کا عین وقت موت۔ جرمنی شیلر زندگی پر۔ ایک آدمی کی سچی زندگانی۔ اسینٹ فرانسیس۔ آخری الفاظ سر والٹر ریلے کے۔ +

ڈیوٹی
فرض

باب اوّل

فرض۔ ضمیر

وہ ضمیر جیسے مضبوط امدادی پہلوان کی معاونت میں چلا (ملٹن)

تیری تو بیت یا زبان کچھ ہی کیوں نہ ہو تو وہی ہے

تیری نظروں کے سامنے فرض مثل جلنے والے شعلے کے غیر منتقل کیا گیا تجھ

ہمیشہ خوب جلتا رہتا ہے۔ خواہ مصیبت خواہ فارغ البالی کا زمانہ ہو

اے انسان تو دنیا کو کیوں متہم کرتا ہے۔ دنیا نہایت خوبصورت ہے

جو نہایت اعلیٰ اور نہایت کامل عقل سے بنائی گئی ہے۔ گو تیرے نزدیک

ناپاک اور خراب ہو۔ کیونکہ تو خود ناپاک اور خراب ایک اچھی

دنیا میں ہے۔

انسان صرف اپنے ہی لئے زندگی بسر نہیں کرتا ہے۔ وہ دوسروں اور بہتر اپنی بھلائی
کے واسطے زندہ رہتا ہے۔ ہر ایک شخص امیر سے امیر اور غریب سے غریب کو اپنے فرائض ادا

کرتے ہوتے ہیں بعض کے لئے زندگی مسرت بخش ہے - اور بعض کو مصیبت دہ - لیکن اعلیٰ قسم کے لوگ اپنی ذاتی خوشی کے واسطے - یا شہرت کیواسطے زندہ نہیں رہتے ہیں - اونکی نہایت مضبوط قوت محرک یا امید مفید کام ہر ایک اچھے معاملہ میں ہوتا ہے -

مسٹر کلنیر صاحب فرماتے ہیں - کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کا ایک مرکز ہے - جو بہت سے پیوستہ مرکزی دائروں سے محیط ہے - ہماری ذات سے پہلا دائرہ پھیلتا ہے - جو مشتمل ہے - والدین بیوی اور بچوں پر - دوسرا وصلی دائرہ مشتمل ہے رشتہ داروں سے - پھر اپنے شہر داروں سے اور اخیر میں کل انسانی قوم سے - ہمیں اس دنیا میں اپنا فرض خدا اور انسان کیطرف مناسب اور مستعدانہ طور پر پورا کرنے کے لئے اسبات کی ضرورت ہے - کہ ہم اپنی تمام قابلیتوں کو جو خدا نے ہمکو دی ہیں نشو و نما کریں - اور اوسنے (خدا) ہمکو ہر ایک چیز بخشی ہے - یہہ مشیت ایزدی ہے - جو ہمارے ارادے کو سکھلاتی اور رہنمائی کرتی ہے - یہی نیکی اور بدی کا علم ہے - وہ جس سے صحت اور غلطی کا علم ہوتا ہے - اور جو ہمیں ذمہ وار گردانتا ہے جس سے انسان کا علم اسکے اور خدا کا اسکے بعد پیدا ہوتا ہے - یہی چیز یعنے تمیز نیک بدہی تو ہے - فرض کا احاطہ غیر محدود ہے - یہہ زندگی کی ہر ایک منزل میں موجود ہے - امیر یا غریب ہونا - خوش یا ناخوش رہنا - ہماری مرضی پر موقوف نہیں ہے - بلکہ ہمارے لئے یہہ مناسب ہے - کہ ہم وہ فرض جو ہر ایک جگہہ ہمیں گھیرے ہوئے ہے - ادا کریں - فرض کا ماننا خواہ کچھہ خرچ ہی کیوں نہ ہو یا خطرہ ہی کیوں نہ ہو - نہایت اعلےٰ شائستہ زندگی کی روح رواں ہے - کارہائے نمایاں کرنے چاہئیں - اور امید رکھنی چاہئے - یا اونکے واسطے مرجانا چاہئے - اس زمانہ میں بھی اسکی ایسی ضرورت لاحق ہے - جیسی کہ کسی پچھلے زمانے میں تھی - +

ہم اکثر فرض کے خیال کا تعلق سپاہی کے توکل سے جوڑتے ہیں - ہمیں یاد ہے - کہ ایک کاٹھہ سنتری یا سپاہی میں جو اپنی نوکری پر مرگیا - جبکہ وہ شہر ولیسو ویس کی راکھہ سے دب گیا تھا - قریباً اٹھارہ سو برس گذرے - یہہ ایک سچا سپاہی تھا - جبکہ اور بھاگ گئے - وہ اپنی جگہہ پر کھڑا رہا - یہہ اوسکا فرض تھا - اسکو اسجگہہ کی

حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور وہ وہاں سے کبھی نہیں ہٹا۔ گرتے ہوئے خاکستر کی
زہریلی بھاپ سے اُسکا دم گھٹ گیا۔ اُسکا جسم خاک میں ملگیا۔ لیکن اوسکی یادگار
زندہ ہے۔ اُسکا خود۔ برچھی۔ اور سینہ بکتر آہنیک (ماسیوپڑانکو) جو دنیلیس اُمیں
واقع ہے۔ دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہہ سپاہی فرماں بردار اور تربیت یافتہ تھا۔ اسنے
کیا جو کچھ اوسکو کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ فرماں برداری اپنے والدین کی۔ اپنے اُستاد
کی۔ اپنے افسر کی وہ ہے جو ہر ایک شخص کو جو ٹھیک کام کرنا چاہتے کرنی سکھانی چاہئے
بچپن تابعداری سے شروع ہونا چاہئیے۔ پھر بھی عمر ہمیں اس سے آزاد نہیں کرتی ہے
ہمکو آخر تک بھی فرماں بردار رہنا چاہئیے۔ فرض اپنی خالص شکل میں ایک ایسا وقت
طلب ہے کہ کوئی شخص اسکو کرتے ہوئے اپنے آپکا خیال نہیں کرتا۔ یہہ وہی بات ہے
یہہ کرنا پڑتا ہے۔ اپنی ذاتی نقصان کے خیال کی بغیر بہت پچھلی تاریخ پر بہ نسبت (رایپچے) کے
رومن سپاہی کے ہم آنے ہیں۔ جبکہ (برکن ہیڈ) افریقہ کے ساحل پر اپنے بہادر سپاہیوں
سمیت جو اوس میں سوار تھے خوشی کے نعرے مارتے ہوئے جیساکہ وہ لہروں کے نیچے بہے
جاتے تھے غرق ہوگئے۔ ڈیوک آف ولنگٹن کو انگلستان میں اس خبر کے پہونچنے کے بعد
رائل اکاڈمی کی ضیافت میں مدعو کیا گیا۔ مکالی صاحب فرماتے ہیں۔ میںنے دیکھا اور
لارنس وزیر امریکہ نے بھی یہی بات کہی) کہ اون بیچارے سپاہیوں کی تعریف میں جو ڈوب
گئے۔ نواب نے اُنکی جرأت کی نسبت کچھ نہیں کہا۔ حالانکہ اونکی تربیت اور اطاعت کی بڑی
تعریف کرتے رہے۔ اوس نے کئی دفعہ یہہ بات دہرائی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اوس نے
حوصلہ کو ایک معمولی معاملہ اور مسلمہ امر قرار دیا۔ +

فرض اپنے لگاؤ سے تہے۔ یہ حرف بجوفی نہیں ہے شمشیر زن جو شیر کیساتھ شہر کی ہمت سے لڑ
تماشہ بینوں کے جوش سے خوب کھل کھیلا اور کبھی اپنے آپ کو یا اپنے علیوں کو نہیں بھولا
بلیمزا ہوا ونمودی سے بھرا ہوا تھا۔ لیکن وہ اپنی خوفناک مشقتوں میں طمع سے محرک ہوا
تھا۔ مسنٹ آگسٹین نے پوچھا کیا تم بڑا بننا چاہتے ہو؟ تو پھر تم چھوٹے بنکر شروع کرو
کیا تم ایک فراخ اور بلند عمارت بنانی چاہتے ہو؟ پہلے عجز کی بنیاد کی بابت خیال کرو

اتنی اونچی تمہاری عمارت ہو۔ اتنی گہری اوسکی بنیاد ہو۔ یا حیا فروتنی خوبصورتی کا تاج ہو۔
اعلے قسم کا فرض پوشیدہ طور پر اور انسانی نظروں سے غائب ادا کیا جاتا ہے۔ وہاں
یہہ اپنا کام دلبستگی اور علانیت سے کرتا ہے۔ یہہ روزمرہ کے دنیاوی اخلاق کی پیروی
نہیں کرتا۔ یہہ اپنے تئیں مشتہر نہیں کرتا۔ یہہ بہت بڑے عقیدے اور بہت اعلے قانون
اختیار کرتا ہے۔ اور جس کی پابندی یا فرمانبرداری یہہ ہے کہ ہر ایک انسانی زندگی
اور ہر ایک انسانی فعل قوم کے دائمی فرائض کی نظر سے متحمل ہوں۔ اپنے برے یا لاپرواہ
افعال سے ہر روز ہم مقروض ہوتے ہیں۔ جسے انسانیت کو جلدی یا دیر میں ادا کرنا
چاہئیے۔ لیکن کس طور پر کس شخص کو اپنا فرض ادا کرنا سیکھنا چاہئیے۔ کیا یہاں کوئی
مشکل حایل ہوسکتی ہے۔ پہلے ایک محیط اور مستقیم خیال فرض کا خدا کیطرف ہے۔ پھر اور
آتے ہیں۔ فرض اپنے کنبہ کا۔ فرض اپنے ہمسایہ کا۔ فرض مالکوں کا اپنے نوکروں کیطرف
فرض نوکروں کا اپنے مالکوں کیطرف۔ فرض اپنے ہم جنس مخلوق کیطرف۔ فرض ریاست
کیطرف۔ جسکو نیز اپنا فرض ادا کرنا ہوتا ہے۔ باشندگان کا۔ ایمیں سے بہت سے
فرائض بطور خود ادا کرنے ہوتے ہیں۔ خواہ ہماری بیرونی تعلقات عام طور پر معلوم ہوں
لیکن اندرونی زندگی وہ ہے۔ جو کوئی شخص نہیں دیکھتا ہے۔ اندرونی زندگانی جان
اور روح کی۔ یہ ہماری مرضی پر موقوف ہے خواہ ہم قابل یا ناقابل بنیں۔ کوئی ہماری
جان نہیں مار سکتا ہے۔ جو صرف اپنی ہی نفس کشی سے جاسکتی ہے۔ اگر ہم اپنے تئیں
اور ایکدوسر کو ذرا بہتر یا کہ تر یا نیک تر بنا سکتے ہیں۔ تو شاید ہمنے نہایت کامیابی
حاصل کی ہے۔ جو ہمارے حیطہ امکان میں تھی۔

یہاں ایک طریقہ ہے جسمیں امریکہ کا ایک قانون ساز وزیر اپنی نوکری پر مستقیم رہا۔
قریب ایک صدی گذرتی ہے کہ انگلستان نو میں ایک مرتبہ سورج کو گرہن لگا۔ آسمان
بالکل تاریک ہوگیا۔ اور بہت ہنوں کو معلوم ہوا کہ یوم الحشر نزدیک ہے۔ کانکٹ
کٹ کے مشیران قانونی اسوقت اتفاقاً اجلاس میں تھے۔ اور جسوقت اندھیرا
ہونے لگا۔ تو ایک ممبر نے اجلاس کے التوا کیواسطے تحریک کی۔ جسپر ایک بوڑھے

پیوریٹن وزیر قانونی سٹمفورڈ کے ڈیوَرن پورٹ صاحب نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ اگر قیامت کا دن آ گیا ہے۔ تو وہ یہہ چاہتا ہے۔ کہ وہ اپنی جگہہ اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں۔ پایا جاوے۔ جس غرض کے لئے اوسنے یہہ تجویز کی۔ کہ شمعیں لائی جاویں۔ تاکہ کونسل اپنے کاروبار کر سکے۔ اپنے فرض کے مقام پر قائم رہنا اِس دانا آدمی کا مقولہ تھا۔ اور وہ اپنی تجویز نکال لے گیا۔

ایک مرتبہ ایک آدمی نحیف جسم کا تھا جو اپنے وقت کا بہت حصّہ بہبودی خلائق کے کام میں صرف کرتا تھا۔ وہ بیماروں کے پاس جاتا تھا۔ اونکے پاس اونکے غریبانہ گھروں میں بیٹھتا تھا۔ وہ اونکی تیمارداری کرتا تھا۔ اور ہر طریق اونکی مدد کرتا تھا اوسکے دوستوں نے اوس سے تکرار کی۔ کہ وہ اپنے کاروبار سے غافل رہتا ہے۔ اور اوسکو بیماری کا خوف دلایا۔ جسکا اوسکو بخار والے اور مرنے والے لوگوں کے پاس جاکر لگ جانا یقینی امر تھا۔ اوس نے اپنے دوستوں کو بڑے استقلال اور سادگی سے جواب دیا ”میں اپنا کاروبار اپنی بیوی اور بچوں کیلئے طرح چلاتا ہوں۔ لیکن میں مانتا ہوں۔ کہ انسان کا فرض جو برادری کے متعلق ہے وہ اس امر کا متقاضی ہے۔ کہ وہ اون لوگوں کی خبرگیری کرے۔ جو اپنے خاندان کے نہ ہوں“

ایک رضامند نوکر کے فرض کے متعلق یہہ الفاظ تھے۔ وہ آدمی جو زر دیتا ہے۔ وہ سچا محسن اپنے ابنائے جنس کا نہیں ہے۔ بلکہ وہ آدمی ہے جو اپنے آپ کو تصدق کرتا ہے وہ آدمی جو اپنا روپیہ دیتا ہے۔ مشتہر ہو جاتا ہے۔ وہ آدمی جو اپنا وقت۔ طاقت۔ اور جان دیتا ہے۔ محبت کیا جاتا ہے۔ اِس ایک آدمی کو لوگ یاد رکھیں۔ حالانکہ دوسرے آدمی کو بھول جائیں۔ اگرچہ وہ نیک تخم جو اسنے بویا ہے کبھی ضائع نہیں ہوگا۔

لیکن فرض کی بنیاد کیا ہے؟ جولیس سیمن صاحب نے ایک بیش قیمت کتاب (ڈیوٹی) تحریر فرمائی ہے جسمیں وہ فرض کا انحصار حرّیت پر مبنی فرماتے ہیں۔ انسان کو آزاد ہونا چاہئیے۔ تاکہ وہ خود علیحدہ فرائض کو ادا کر سکیں۔ اور اپنے ذاتی عادات کو بنا سکیں۔ وہ خیال کرنے کیلئے آزاد ہیں۔ وہ کام کرنے کے لئے بھی آزاد ہوتے

چاہئیں۔ لیکن حریت بُرے کام کرنے میں بہ نسبت اچھے کام کرنے کے مستعمل ہوگئی ہے
اسلئے وہ کثیر سا ظلم ایک خاص شخص کی تعدی سے بہت برا ہے۔ تھارو صاحب امریکہ کے
رہنے والے فرماتے ہیں۔ کہ موجودہ زمانہ کی آزادی صرف ایک تبادلہ ہے۔ جاگیردارانہ
غلامی کا رائے کی غلامی کیساتھ۔

آزادی جو تمام آدمی یکساں بھوگتے ہیں۔ یہ ایک حال کا خیال تواریخ میں ہے[۱]۔
نہایت قدیم زمانہ میں وہ آدمی جو اس طور آزاد کہلاتے تھے۔ اونکو حق حاصل تھا۔
کہ غلام اونکی خدمتگذاری کریں۔ ریاست میں غلامی تھی۔ اور نیز خاندان میں یہ جمہوری
ملکوں میں اور نیز شاہی ملکوں میں موجود تھی۔

کیٹو کلان جو جمہوری سلطنت روم کا ایک نہایت بڑا کفایت شعار آدمی تھا۔ بوڑھے
غلاموں کو نکالدینے کی مصلحت پر زور دیتا تھا۔ تاکہ اونکی پرورش کے بوجھ سے بچ جائیں
بیمار اور کمزور غلاموں کو اسکولاپس جزیرے میں ٹائبر کے علاقہ میں لیجایا جاتا تھا

---

[۱] یہ خیال کہ مزدوری ایک شریفانہ پیشہ نہیں ہے۔ پرانے کافروں اور جاگیردارانہ وقت کا ایک ضمیمہ ہے
جبکہ ہل چلانا غلاموں کا کام تھا۔ اور صرف کمین غلہ درو کرتے تھے۔ رومن والوں کی تعریف شرافت کی یہہ تھی
صرف وہی آدمی شریف ہیں۔ کہ جن کے بزرگوں نے کبھی خدمتگاری نہیں کی۔ شمالی امریکہ کے سلطنت
جمہوری میں جو خیال پھیلا ہوا ہے۔ اور جسکے مطابق غلاموں کا خون ایک نہایت ادنیٰ درجہ کی شاخ میں
ناپاک کرتا ہے۔ بیشک رومن اصلیت سے ہے۔ چین صاحب فرماتے ہیں۔ پیارے جوان ہمقالوں امریکہ
جاؤ۔ وہاں تم نہ تو شہزادے اور نہ امیر دیکھوگے۔ تمام آدمی مساوی ہیں۔ اور اصل میں باستثنار
چند لاکھ آدمیوں کے جن کا چہرہ سیاہ یا بھورا ہے۔ اور کتے کی مانند سلوک کئے جاتے ہیں۔ وہ
شخص جس میں ذرا سا بھی حبشی نسل کا نشان پایا جاتا ہے۔ اور رنگت میں اپنی اصلیت کو چھپا
دیتا ہے۔ بجز اپنے خط وخال کے شکل کے۔ برداشت کرنے کے لئے نہایت درجہ کی سخت
شرمساری اوٹھانی پڑتی ہے۔ بیشک بہت سے نیک دل چپ چاپ۔ عالمگیر خود نمائی اور
بدگوہاری پر افسوس ظاہر کرتے ہوں۔ لیکن وہ اوسکے برخلاف جد وجہد کریگا۔ شمشیر تیغ کا
وہ انتظار کرتا ہے جو یورپین خیالات سے بالاتر ہے۔ +

جہاں کہ وہ بیماری اور بھوکھ سے مرنے دئیے جاتے تھے۔ شاہی روم میں پاپولس رومنس خیرات پر گزارہ کرتا تھا۔ انگلستان میں بھی جب غلامی موقوف ہوئی۔ اور جبکہ غریب آدمی گرجاؤں کی خیرات پر پرورش نہیں پاتے تھے۔ ایک قانون غربا وضع کیا گیا۔ جو صرف حریت کے نقصان کا ایک معاوضہ تھا۔

بہ نسبت حریت کے ایک بہت سخت لفظ ہے۔ اور وہ ضمیر ہے۔ شائستگی کے زمانہ کی ابتدا سے اس لفظ کی طاقت تسلیم کی گئی ہے۔ منندر یونانی شاعر حضرت عیسٰے سے جو تین ۳۰۰ سو برس پہلے زندہ تھا۔ اسنے اس امر کو سراسر قبول کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہمارے سینہ میں ہمارا ایک خدا ہے۔ یعنے ہمارا ضمیر۔ پھر وہ فرماتے ہیں۔ یہہ زندگی نہیں ہے۔ کہ ہم اپنے لئے جئیں۔ جب کبھی تم کرتے ہو۔ جو کچھ کہ پاک ہے تو خوشدل رہو۔ یہ جانکر کہ خدا خود طرفداری کرتا ہے۔ مستحق حوصلہ مندوں کی مستغنی دل ایک بڑی شئے ہے۔ جس کی انسان کو ضرورت ہے۔

ضمیر ایک خاص قابلیت روح کی ہے۔ جسکو کہ مذہبی ادراک کہہ سکتے ہیں۔ یہہ پہلے اپنے تئیں نمودار کرتی ہے۔ جب ہم اعلےٰ اور ادنےٰ اندرونی خلقت سے جو ہم میں ہے اُسکی سرزوریوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔ یعنی روح جسم کے ساتھ لڑائی کرتی ہے۔ نیک۔ بد کے اوپر قابو پانے کی کوشش کرتی ہے۔ دیکھو جہاں کہیں تم جاہو۔ گرجا میں یا گرجا کے باہر وہی جدوجہد ہمیشہ چلی جاتی ہے۔ زندگی یا موت کے واسطے لڑائی آدمی اور عورتیں تکلیف سے تڑپتی ہیں۔ کیونکہ وہ نیکوں سے محبت کرتی ہیں لیکن وہ اُسے حاصل نہیں کرسکتیں۔

اس تجربہ سے ہی مذہب پیدا ہوتا ہے۔ وہ اعلےٰ قانون جو تمکو لے جاتا ہے اُس ایک کے پاس جسکو کہ قانون ضمیری نمودار کرتا ہے۔ کپتن موزلے صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہہ ایک دھیان ہے جس پر تمام مذاہب بنائے گئے ہیں۔ انسان انتر دھیانی ہوجاتے ہیں اور اپنی اندرونی کشاکش کو دیکھتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے ذاتی علم حاصل کرتے ہیں۔ اور وہاں سے [illegible] اس [illegible] یقین جاننا [illegible]

اور معلوم کرتا ہے۔ کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا۔ اُسکو اچھے اور بُرے کے درمیان پہچان ہوتی ہے اور چونکہ وہ انتخاب کرنے میں آزاد ہوتا ہے۔ اسلئے وہ ذمہ وار قرار دیا جاتا ہے۔ +

جو کچھ انسان خیالی طور پر یقین کرتا ہے۔ کوئی شخص عملی طور پر معلوم نہیں کرتا کہ اُن کے افعال ضروری اور لابدی ہیں۔ ہماری خواہش پر کوئی روک نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ ہم مجبور نہیں کئے جاتے ہیں بمثل جادو کے کہ ہم کسی خاص تحریک کو مانیں۔ +

جان اسٹوارٹ مل صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم چاہیں ثابت کرنے کو کہ ہمیں تحریک کی بندش کی طاقت موجود ہے تو ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ اور یہہ امر ہمارے غرور کو ہٹا دیگا۔ اور ہماری برتری کی خواہش کو زائل کر دیگا۔ اگر ہم اوسکے برخلاف خیال کریں۔ +

ہمارے افعال ضبط کے قابل ہیں۔ ورنہ کیوں انسان تمام دنیا پر قانون بناتے۔ قانون اسلئے بنائے جاتے ہیں۔ کہ اونکی تعمیل کیجائے۔ کیونکہ یہہ ایک عالمگیر یقین ہے جیسا کہ ایک عالمگیر امر واقعہ ہے۔ کہ انسان اونکی تعمیل کرتے ہیں یا نہیں جیسا کہ اونکا ارادہ ہوتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک معلوم کرتا ہے۔ کہ ہمارے عادات اور خواہشات ہمارے مالک نہیں ہیں۔ بلکہ ہم اونکے مالک ہیں۔ اونکے قابو پاتے وقت بھی ہم جانتے ہوتے ہیں۔ کہ ہم اونکو روک سکتے ہیں۔ اور یہہ کہ اگر ہمیں اونکو بالکل چھوڑ دینے کی خواہش ہوتی۔ تو ہمکو بہت بڑی خواہش یا ارادے کی اوسکے لئے ضرورت نہیں ہوتی۔ بہ نسبت اوسکے جو ہم جانتے ہیں۔ کہ ہمیں محسوس کرنے کی قابلیت ہے۔ +

نہایت اعلے درجہ کی روحانی آزادی حاصل کرنے کے لئے دل علم سے ضرور بیدار کرنا چاہئے جوں جوں انسان شائستہ ہوتا جاتا ہے۔ اور ضمیر اپنی طاقت دکھلاتی ہے۔ انسان کی ذمہ واری بڑہتی جاتی ہے۔ وہ مشیت الہی کے اثر کے تابع ہوجاتا ہے۔ اور وہ اوسکے مطابق کاربند رہتا ہے۔ کسی بندش سے نہیں بلکہ خوشی سے۔ اور وہ قانون جو اسکو [illegible] کرتی ہے۔ وہ محبت ہے۔ یقین کے فعل میں جسمیں علم اور بھروسہ شامل رہتا ہے اوسکی [illegible]

انسانیت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ معلوم کرتا ہے۔ کہ اپنے آزاد فعل سے اپنے عقیدے۔ اور مشیت ایزدی کے اغراض کے مطابق کاربند ہونے سے وہ نیکی حاصل کرتا ہے۔ اور نہایت درجہ کی خوبی اوس سے حاصل ہوتی ہے۔ +

آرکڈیکن ہیر صاحب فرماتے ہیں۔ "کہ انسان بلا مذہب کے واقعاتی مخلوق ہے۔ لیکن مذہب تمام واقعات سے بالا ہے۔ اور وہ انسان کو واقعات سے اوپر اوٹھا لیتا ہے۔

ٹومس لینچ صاحب اپنی کتاب تھیوفلس ٹرائل میں فرماتے ہیں۔ کہ جب تک کہ ہم قائم نہو جائیں۔ ہم آزاد نہیں ہیں۔ بلوط کے بیج زمین میں لوٹے جائیں۔ پیشتر اسکے کہ اوسکا درخت بڑے۔ اعتقادی آدمی وہ آدمی ہے جسنے جڑ پکڑ لی ہے۔ یعنے خدا میں لائن ہو گیا ہے۔ ہمارے کام ہمارے دلوں کی حقیقت کو ثابت کرتے ہیں۔ یعنے ہمارا دل خدا کی گود میں ہے۔ یا نہیں۔ نئے عہد نامہ میں ہمکو معلوم ہوتا ہے "جہاں کہیں ہمارے خدا کی روح ہے۔ وہیں آزادی ہے"۔

کوپر صاحب فرماتے ہیں "وہی شخص آزاد ہے جسکو سچائی آزاد بناتی ہے"۔ اسکے علاوہ تمام غلام ہیں۔ جہاں کہیں کہ قانون الہی اسطور پر تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ انسان اپنی عقل جوش طبع اور خودغرضی کے مطابعت میں کام کرتے ہیں۔ کسی بدخیال کے مصروفیت کی حالت میں وہ جانتے ہیں۔ کہ وہ غلطی کر رہے ہیں۔ اونکی ضمیر اونکی سرزنش کرتی ہے۔ قانون قدرت اونکے برخلاف نعرہ زن ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اونکا فعل اپنی مرضی اور گناہ سے مملو ہے۔ لیکن اونکی روک تھام کی طاقت آئندہ کیلئے کمزور ہو جاتی ہے۔ اونکی ارادت نے اپنی طاقت کو زائل کر دیا ہے۔ اور پھر کسی وقت جب لالچ دیا جاوے۔ تو مقابلہ کم ہوگا۔ پھر عادت پڑ جاتی ہے۔ ہر ایک برے کام کی یہہ خرابی ہے۔ کہ جیو پڑتا جاوے۔ تو اوسکا نتیجہ برائی ہوتا جاتا ہے۔ لیکن ضمیر ساکت نہیں ہو جاتی۔ ہم اسکے لئے قبر نہیں کھود سکتے۔ اور اسے نہیں کہہ سکتے ہیں تو یہاں پڑی رہ ہم اسکو اپنے پاؤں کے نیچے روندتے ہیں۔ لیکن یہہ پھر بھی جیتی جاگتی رہتی ہے۔ ہر ایک گناہ یا جرم کا اوسکے ارتکاب کیوقت اپنا بچانے والا فرشتہ ہوتا ہے۔ ہم اپنی آنکھوں کو اوسکے دیکھنے سے بند نہیں کر سکتے۔ یا اپنے کانوں کو سننے سے روک

نہیں سکتے۔ اسطرح ضمیر ہم سب کو بزدل بنا دیتی ہے۔ ایک یوم انصاف اس دنیا میں بھی آویگا جبکہ یہہ ہمارے مقابلہ میں کہڑی ہوتی ہے۔ اور ہمکو خبردار کرتی ہے۔ تاکہ ہم نیک کرداری کی زندگی اختیار کریں۔ +

ضمیر ایک مستقل اور عالمگیر ہوتی ہے یہہ ذاتی عادات کا لب لباب ہے۔ یہ انسان کو خود انضباطی دیتا ہے۔ یعنے طاقت لالچ کے روکنے اور اونکے دبہکانے کیواسطے۔

ہر ایک انسان کا فرض ہے۔ اپنی ذاتیات کو بڑہائے۔ اور کوشش کرے۔ کہ راستبازی کی زندگی کا راستہ دریافت کرے۔ اور اوسپر چلے۔ اوسمیں ایسا کرنے کی طاقت موجود ہے۔ اوسکو اپنی خودی میں رہنے کی طاقت ہوتی ہے۔ اور نہ کسی دوسرے کی گونج کی۔ اور نہ اوسمیں حالات کا انعکاس ہوتا ہے۔ اور نہ اوسمیں موجودہ اقوال کی روح ہوتی ہے۔ سچی مردانگی خود ضبطی سے پیدا ہوتی ہے۔ یعنے سفلی جذبات کو اعلے حالات زندگی سے مطیع کرتی ہے صرف ایک سمجھدار اور لگاتار کوشش خود ضبطی کی حاصل ہوسکتی ہے۔ ضمیر کی بزرگی سے یعنے فرض اداشدہ کے خیال میں یہہ صرف ضمیر ہی ہے جو انسان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرتی ہے۔ اور اوسکو اپنی خواہشات نفسانی اور میلان طبع سے آزاد کرتی ہے۔ یہ کہ اوسکو اپنے ابنائے جنس کے اعلے فواید کو سلسلہ میں ترکیب دیتی ہے۔ +

نہایت سچا چشمہ خوشی کا صرف فرض کی بجا آوری میں پایا جاتا ہے۔ خوشی پیدا ہوگی محنت کے از خود پیدا ہونیوالی مٹھاس سے۔ اور ہر ایک راستی کے کام کی تاجدار رہیگی +

ضمیر اپنے کمال پر انسان کو حکم دیتی ہے کرنے کے لئے۔ وہ کام جس سے کہ وہ نہایت اعلے خیال میں خوشی بھوگتے ہیں۔ اور منع کرتی ہے۔ اوس کام کے کرنے سے جس سے وہ اونکو ناخوشی پیدا کرتی ہے۔ ہربرٹ اسپنسر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ دنیا میں اگر کوئی آدمی شائستہ اقوام میں ہے۔ تو چند ہی ہیں۔ جو اس بات میں اتفاق نہیں کرتے ہیں کہ انسانی بہبودی مرضی مولا کے مطابق ہوتی ہے۔ ہمارے تمام مذہبی معلم یہہ اصول ہمکو سکھاتے ہیں۔ ہر ایک مصنف کتب اخلاقی اس بات کو مانتا ہے۔ اسلیئے ہم کو ایسا آسانی سے ایک مسلمہ صداقت مان لینی چاہئے کہ بلا ضمیر کے کوئی اور انسان اعلےٰ تر اصول سوائے خوشی کے نہیں کہہ سکتا۔ وہ ذکر کرتا ہے جو

جسکو وہ سب سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ خواہ یہہ نفس پرستی ہو۔ اور خواہ یہہ اخلاقی حظ نفسی۔ ہمکو اس دنیا میں اپنے رجحان طبع کی پیروی کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔ یعنے صرف اپنی ہی خوشی میں مسرور رہنے کے لئے۔ . . . .

. . قدرت کی تمام کائنات زندگی کے اس خیال کے برخلاف کارپردازی کرتی ہے۔ دل کو کبھی اپنی طبع کے ادنےٰ خواہشات کا مطیع نہیں کرنا چاہیئے۔ کوئی خود قربانی۔ خود انکاری اور خود ضبطی نہ ہونی چاہیئے۔ سوائے اوسکے جو ضروری ہو۔ انسانی قانون کے نتائج سے بچنے کے واسطے۔ ✦

ایک قوم جو اسطور پر مرکب ہو عقل اور حظ نفسانی جیسا کہ انسان میں ہوتے ہیں۔ اور بلا اعلےٰ اثر ضمیر اون کے افعال کے قابو رکھنے کے لئے۔ وہ جلدی بد امنی میں پڑ جاویگی اور ایک دوسرے کی تباہی میں ختم ہو جاویگی۔ ہم کسیقدر اسکا نتیجہ پہلے دیکھ چکے ہیں۔ یعنے انسان کی زندگی کے دیوانہ وار شور شیون میں جو کہ حال میں جرمنی اور فرانس کی سلطنتوں میں پایا (پھیل رہا) ہے۔ اور نیز اوس آگ اور تباہی کی جو کمونیسٹ (کمیونسٹ) کی لڑائی سے جو پیرس میں ہو رہی ہے۔ . . . .

. . . ایسے عمل ہر سائٹی میں پھیلنے سے سوائے کلی بد اخلاقی یعنے ذاتی۔ مجلسی۔ اور قومی کے اور کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے۔ صرف یہی طریقہ باقی رہ گیا ہے۔ کہ انسانوں کو فرض کے خیال کیطرف توجہ دلائی جائے۔ ہمارے بزرگوں کا کام راستی کے فتح کرنیکا تھا۔ اس نسل کا کام یہہ ہونا چاہیئے کہ فرض کی تعلیم و تدریس کریں۔ نیز انصاف بھی کریں یعنے انصاف جو کہ نیکی کا تحمل ہے اور اکرام اوسکا ساتھی ہے۔ الیوجنجلسیٹ میں ایک جملہ ہے۔ جو ہمکو بار بار یاد آتا ہے۔ اور جو اخلاقی کتاب کے ہر ایک صفحہ پر لکھا جانا چاہیئے یعنے دوسروں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں۔" . . . . . . ✦

. . ولیم ون ہمبولڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زندگی میں یہہ امر خاص مبارک کے قابل ہے کہ جب ہم کبھی خوشی اور ناخوشی کی بابت چنداں متردد نہیں ہوتے ہیں لیکن ہا اپنے تئیں مشغول کرتے ہیں۔ سختی اور تندہی کیساتھ فرض کی ادائیگی میں تو شادمانی پھر خودبخود پیدا

ہوجاتی ہے۔ یعنے نہ صرف بھی بلکہ تکالیف۔ تشاویش اور تنگیوں کے درمیان سے نکل
پڑتی ہے۔ *

گوئٹے صاحب دریافت فرماتے ہیں۔ کہ تمہارا فرض کیا ہے؟ دن کے اون معاملات کا
کرنا جو تمہارے درپیش ہے۔ لیکن یہہ فرض کی ایک بہت تنگ نظری ہے۔ وہ پوچھتے ہیں
کہ پھر نہایت عمدہ سلطنت کیا ہے؟ وہ جو ہمکو اپنے تئیں قابو کرنا سکھاتی ہے۔ پلوٹارک
صاحب نے شہنشاہ ٹراجن کو فرمایا اپنی سلطنت اپنے سینہ سے شروع کرو۔ اور اپنی
خواہشات کی حکمرانی پر اسکی بنیاد ڈالو۔ یہاں الفاظ خود ضبطی۔ فرض۔ اور ضمیر کے حائل
ہوجاتے ہیں۔ بشپ ھوکر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک وقت آئیگا جبکہ تین الفاظ
خیرات اور حلیمی کیساتھ بولنے پر بہت زیادہ برکت والا انعام پائینگے بمقابلہ تین ہزار
جلدوں کے جو فراست کی لاپرواہ تیزی کیساتھ تحریر کیجاویں۔ یہہ روح کے لئے اچھا ہے
کہ محبت سے کئے ہوئے افعال پر نظر کرے جو خود غرضی سے نہ کئے گئے ہوں بلکہ ترس۔
رحم۔ اور محبت پیدا کرنے والی مہربانی سے۔ بہت سی باتیں ہیں۔ جو الفت کیوجہ سے
کیجاتی ہیں۔ جو ہزار درجہ بہتر ہیں۔ اون سے جو روپیہ کی غرض سے کیگئی ہوں۔ اول
الذکر بہادری اور خود انتشانی کی روح پھونک دیتی ہیں۔ اور آخر الذکر کا اثر دینے کیساتھ
ہی زائل ہوجاتا ہے۔ فرض جو خرید کیا جائے۔ کم قیمت ہے۔ ڈاکٹر آرنلڈ صاحب
فرماتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ تمام دولت عزت یا نیز صحت سے بڑھکر وہ محبت ہے
جو پاک آدمیوں کے ساتھ کیجائے۔ کیونکہ نیک۔ سخی۔ اور سچے لوگوں کیساتھ محبت کرنے
سے ایکطرح پر انسان نیک خو۔ سخی۔ اور سچا ہوجاتا ہے۔ ہر ایک شخص کو خدمت کرنی
ہوتی ہے۔ اپنے بطور فرد کے اور انکی جو اوسکے نزدیکی ہیں۔ درحقیقت زندگی ایک کم بہا
شئے ہے۔ جبتک کہ یہہ فرض سے تخصیص نہ پائے۔ مارکس اوریلیس انٹونینس
صاحب فرماتے ہیں۔ وہ خاصیتیں ظاہر کرو۔ جو بالکل تمہاری طاقت میں ہیں۔ یعنے
سچائی۔ بردباری۔ محنت کی برداشت۔ عیش سے نفرت اپنے حصے اور صرف چند
چیزوں سے قناعت۔ فیض۔ صاف گوئی۔ پاکشادہ دلی اور علو ہمتی۔ ممکن ہے۔ کہ

انسان میں قوت ادراک بدرجہ اتم موجود ہو۔ پھر بھی ہمیں عالی حوصلگی یا علو ہمتی کا مادہ نہ پایا جاوے۔ علو ہمتی انسانی دل و دماغ کی کسی اعلےٰ ترین قوت یعنے ضمیر سے اور اوسکے بہترین قابلیت یعنے عقل اور قوت ایمان بالغیب سے جس سے انسان کو ایسی باتونکا ادراک ہوتا ہے جو حواس خمسہ سے بالاتر ہیں۔ پیدا ہوتی ہے۔ اس سے تو انسان حیوانی درجہ سے گذر کر زیادہ تر انسانی رتبہ حاصل کرتا ہے۔ ڈاروِن صاحب نے واقعی سچ کہا ہے کہ ضمیر کے وہ محرکات جو ندامت اور احساس فرض سے تعلق رکھتے ہیں۔ سب قوتوں سے جن سے انسان کی حیوانات سے تمیز ہوتی ہے۔ زیادہ اہم ہیں۔

ہمیں یقین دلوایا جاتا ہے۔ مادہ کی تمام طاقتور اثر کا۔ ہمیں یقین کرنا ہے۔ صرف اوسمیں جو کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے چھو سکتے ہیں۔ ہمیں یقین نہیں کرنا ہے کسی چیز میں جو ہم نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن کسقدر تھوڑا ہم مطلقاً جانتے یا سمجھتے ہیں۔ ہم صرف چیزونکی سطح کو دیکھتے ہیں جیسے کہ دھندلے شیشہ میں۔ لیکن سوال یہہ ہے۔ کہ مادہ ہمکو زندگی کے رازوں کے سمجھنے میں کسطرح مدد دیسکتا ہے! ہم در بارہ قوت ارادی۔ احساس۔ اور عمل دماغ مطلقاً کچھ نہیں جانتے پس ہم کو اسقدر معلوم ہے کہ وہ موجود ہیں۔ لیکن ہم اونہیں سمجھ نہیں سکتے۔

جبکہ ایک نوجوان آدمی نے ڈاکٹر پار سے ظاہر کیا۔ کہ وہ یقین نہیں کریگا کسی چیز کا۔ جسکو وہ نہیں سمجھ سکتا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ پھر صاحب آپ کا عقیدہ کسی ایسے آدمیوں سے جنکو میں جانتا ہوں۔ بہت مختصر ہوگا۔ لیکن سِڈنی سمتھ صاحب نے بہ نسبت اسکے بہتر بات کہی ہے۔ ہالینڈ ہوس میں ایک ضیافت کے موقعہ پر ایک پردیسی نے اپنے تئیں مادہ کا ماننے والا ظاہر کیا۔ اوسیوقت سِڈنی سمتھ نے کہا۔ کہ یہہ بہت عمدہ سوفلے ہے جسکے جواب میں اوس آدمی (اجنبی) نے جواب دیا۔ ہاں جناب یہہ بہت عمدہ لذیذ ہے۔ سمتھ نے اپنے معمولی کھرے پن والی طرز سے کہتے ہوئے جوابدیا۔ کیا جناب میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں۔ کیا آپ باورچی کا یقین رکھتے ہیں۔ ہمیں ہزاروں ایسی باتوں کا یقین کرنا پڑتا ہے جنکو ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

سلہ ایک قسم کی کھانے کی رکابی۔ سلہ نسل انسان جلد اول باب دوم۔

مادہ اور اوسکے مرکبات ایسے ہی بڑے بھید ہیں جیسی کہ زندگی۔ دیکھو اون بیشمار بہت دور کی دنیاؤں کو۔ کہ کس شان کیساتھ اپنے مقررہ مرکز پر گھومتی ہیں۔ یا اس زمین کو جسپر ہم رہتے ہیں۔ اور جو اپنی روزانہ حرکت اپنے سالانہ دور میں سورج کے گرد اپنے محور پر کرتی ہے۔ ہم ایسی حرکتوں کا سوائے اسکے کیا سمجھتے ہیں۔ یا ہم اوسکی نسبت جان سکتے ہیں۔ ماسوا اسے اس امر کے کہ ایسی چیزیں موجود ہیں۔ +

پیسکلی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آسمان پر سورج کا دورہ جیسا کہ یہہ فراخ ہے جب اوسکا بمقابلہ ستاروںکے دایرہ سے کیا جاوے۔ تو وہ ایک باریک نقطہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ حدود نظر سے پرے یہ دنیا صرف ایک نقطہ ہے۔ قدرت کی بڑی چھاتی میں ہم صرف ذرّے کا خیال کرسکتے ہیں۔ بمقابلہ اصلیت کے جو ایک غیر متحد دایرہ ہے جسکا مرکز ہر جگہہ ہے۔ اور محیط کہیں نہیں ہے۔ اس غیر متناہی عالم کے درمیان انسان کیا ہے۔ لیکن ایک اور امر پیش نظر ہے جو کم تعجب انگیز نہیں ہے۔ یہہ بے پایان اوسکے نیچے ہے۔ اوسکو دیکھنے دو نہایت ہی ذراسی چیزونکو جو اوسکی نظر میں آتی ہے یعنے چھوٹی کوڑی۔ اس کے بازو ہیں۔ رگیں ہیں۔ خون اونمیں دورہ کرتا ہے۔ چھٹکیں خون میں ہیں۔ خلطیں اور لہو اس ذرّے کے احاطہ کے اندر میں تمکو دکھاونگا۔ نہ صرف دکھلانے کی دنیا۔ بلکہ قدرت کی لا انتہائی۔ جو کوئی شخص اپنے دل میں ایسے خیالات کو جگہہ دیتا ہے جیسے کہ یہہ ہیں۔ وہ آپ خوف زدہ ہوجائیگا۔ یعنے کانپتے ہوئے۔ جہان کہ قدرت نے اوسے رکھا ہے گویا کہ وہ درمیان غیر محدود۔ اور نابودی کے معلق ہے۔ ان عجوبوںکا بنانے والا اونکو سمجھتا ہے اور سوائے اوسکے اور کوئی نہیں سمجھہ سکتا۔ +

کنفوشس صاحب نے اپنے مریدوں کو یہہ یقین کرنا سکھایا۔ کہ چال چلن زندگی کا تین چوتھائی حصہ ہے۔ راستی کا خیال کرو۔ اور نیکی پر عمل پذیر ہو۔ علم۔ حلیمی۔ اور جرأت عالمگیر پابندی کے قابل ہیں۔ بردباری۔ روحانی سخاوت۔ سچائی۔ جوش۔ مکمل نیکی ہیں۔ یہہ الفاظ دس ہزار برس کے بڑے معلم سے بطور دور کی گونج کے ہمارے پاس پہونچتے ہیں۔ جیسا کہ اوسکے مرید اوسے کہتے تھے۔ پاک اور پیش بین دانا کنفوشس دانشی وہ

ایسا ہی تھا۔ لیکن یہ تمام وصف ذاتی ناصح ضمیر سے نکلتے ہیں۔ اس پہلے اصول سے تمام
قواعد روش وضع کئے جاتے ہیں۔ یہہ ہمکو حکم دیتی ہے۔ وہ بات کرنے کیلیے جسکو کہ ہم صحیح کہتے
ہیں۔ اور منع کرتی ہے۔ کرنے کے لئے جسکو کہ ہم بُرا کہتے ہیں۔ یہ اپنے پورے کمال پر ہمکو
حکم دیتی ہے وہ امر کرنے کے لیے جس سے اور لوگونکو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور منع کرتی ہے
کرنے کے لئے وہ امر جس سے کہ لوگوں کو ناخوشی ہوتی ہے۔ بڑا سبق جو سیکھنا ہے۔ وہ یہہ
ہے۔ کہ انسان اپنے فرض اور صحیح فعل کرنے کے لئے کمربستہ ہوجائے۔ متلاشی ہے خوشی کا
اور اندرونی امن کا۔ ایسے اشیاء ہیں۔ جو اوس سے نہیں لئے جاسکتے ہیں۔ ضمیر ایک لڑائی
ہے۔ جس سے کہ ہم اپنی کوتاہیوں پر قابو پاتے ہیں۔ یہہ ایک خاموشانہ کارروائی آتما
کی ہے۔ جس سے کہ وہ اپنی خاص طاقت ارادی اور خدا کی روح کو ثابت کرتا ہے۔ نیک
پرانے یونانیوں سے فرض کی خوبی کے متعلق ہمیں کچھہ سیکھنا ہے۔ بعض آدمی سقراط کو خیال
کرتے ہیں۔ کہ وہ یونانی حکمت کا بانی ہے اوسکا یہہ یقین تھا۔ کہ خدا نے خاص کرکے اوسکو
حکم دیا ہے۔ کہ اخلاقی علم کی انسان میں بیداری کرے۔ وہ اتھنس کے مقام میں حضرت
عیسٰی سے ۴۶۹ برس پہلے پیدا ہوا تھا۔ اوس نے نہایت اعلےٰ تعلیم جو ایک اتھنیا کا رہنے والا
حاصل کرسکتا تھا۔ پائی تھی۔ اوس نے پہلے سنگتراشی کا کام سیکھا۔ جس میں اوسنے کسیقدر
ناموری حاصل کی۔ پھر اوس نے اپنے ملک کے بطور ایک سپاہی کے تمام اتھنین شہرداروں
کے فرض کے مطابق خدمت کی۔ جو قسم مثل اور نوجوانوں کے اوس نے یہہ کھائی تھی۔ "میں
اپنے مقدس ہتھیاروں کی جو میرے ملک نے مجھے سپرد کئے ہیں۔ بے وقری نہیں کرونگا
اور نہ میں اوس جگہہ کو چھوڑونگا۔ جسکے بچانے کے لیے مجھے تعینات کیا جائیگا"

اوس نے بڑی جرأت اور دلیری اون تمام مہموں میں جن میں کہ وہ شامل ہوا ظاہر کی۔
پوٹیڈیا کے سامنے جو لڑائیاں ہوئیں۔ اون میں سے ایک میں ال سی بیاڈس
دشمن کے درمیان زخمی ہوکر گر پڑا۔ سقراط جلد اوسے بچانے کے لئے دوڑا۔ اور اوسے
معہ اوسکے ہتھیاروں کے واپس لے آیا۔ اس بہادرانہ کرتب کے لئے اوسکو ایک شہری تاج
بطور انعام بہادرانہ دیا گیا۔ بجنسہ اوس زمانہ کا دستور ہے کہ اس۔ اسکی دوسری لڑائی

کچھ کم عزت کے قابل نہ تھی۔ ڈیلیم کی خطرناک لڑائی میں اوسنے زنوفن کی جان بچائی۔ جسکو کہ وہ میدان سے اپنے کندھے پر لیگیا۔ اور جاتے ہوئے راستے میں لڑتا گیا۔ پھر وہ ایک اور لڑائی میں لڑا۔ جس کے بعد کچھ عرصہ ملک کی ملکی خدمت میں مصروف رہا۔ وہ ایسا ہی بہادر مدبر تھا۔ جیساکہ وہ بہادر سپاہی تھا۔ وہ ایسی اعلےٰ اخلاقی جرأت رکھتا تھا جس سے کہ نہ صرف موت سے بیخوف رہتا تھا۔ بلکہ مخالف رائے کا بھی۔ وہ ایک ظالم سے مقابلہ کرسکتا تھا اور نیز ظلم پسند جماعت سے جبکہ امیر البحروں کے برخلاف آرگینوز کی لڑائی کے بعد مقتولوں کی لاشوں کو نہ چھوڑ لانے کیوجہ سے مقدمہ چلایا گیا تو سقراط صرف تنہا اون کو بچانیکے لئے ایستادہ ہوا۔ لوگ نہایت خشمناک تھے۔ وہ کونسل سے نکالدیا گیا۔ اور بحری افسر ونکو سزا دی گئی ۔ سقراط نے پھر اپنے تئیں تعلیم دینے میں مصروف رکھا۔ وہ منڈیوں میں کھڑا ہوا۔ کارخانوں میں داخل ہوا۔ مدرسوں میں گیا۔ تاکہ وہ لوگوں کو اپنے خیالات دربارہ مقصد اور قیمت انسانی تفہیم اور تعقل سکھلائے۔ ایک وقت وہ بالکل وہمی معلوم ہوا۔ اوس نے آدمیوں کو اپنے خیالاتی فہم سے رہا لینے کی کوشش کی۔ دربارہ خلقت کے جس سے کہ وہ شک کے پھندے کی گہرائی میں پھنس گئے تھے۔ کیا زندگی زندہ رہنے کے لائق ہے۔ ایک ایسا معاملہ اون جنوں میں قابل غور تھا۔ جیساکہ ہمارے زمانہ میں ہے۔ سقراط نے اونکو حکم دیا۔ کہ تم آتما کو دیکھو۔ جبکہ لوگ اپنے دیوتاؤنکو پوجا کرتے تھے۔ اوسنے لوگوں کو سمجھایا۔ کہ اخلاق ہی اس دنیا میں اور آخرت میں خوشی دینے والا ہے۔

سقراط جگہ بجگہ جاکر تعلیم دیتا رہا۔ دانا آدمی اور طالب علم اوسکے پیچھے پیچھے پھرتے رہے۔ ارسٹیپس نے اوسکو ایک رقم کثیر پیشکش کی۔ لیکن اوسنے فوراً انکار کردیا۔ سقراط زر کی خاطر تعلیم نہیں دیتا تھا۔ بلکہ دانائی کو بڑھانے کے لئے۔ اوس نے ظاہر کیا۔ کہ نہایت اعلےٰ انعام جسکی وہ خواہش رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

ؔ سیوک کراون۔ ایک تاج یا ہار جو پتوں کا ہوتا ہے۔ اور وہ اوس سپاہی کو دیا جاتا تھا۔ جو اپنے شہر کے آدمی کی جان لڑائی میں بچاوے۔ ۱؎ (یہ حوالہ صفحہ ۴۰ سطر ۲۲ کا ہے)

وہ نوع انسان کو اپنی تحقیقوں سے مستفید دیکھے۔ وہ کتابوں سے مسئلے نہیں بتلاتا تھا۔ وہ
صرف دلائل سکھلاتا تھا۔ اوس نے کہا۔ کتابوں سے تکلم نہیں ہو سکتا۔ وہ جواب نہیں دے سکتی
اسلئے وہ تعلیم نہیں دے سکتی ہیں۔ ہم اون سے صرف وہ سیکھ سکتے ہیں۔ جو ہم پہلے ہی جانتے
تھے۔ وہ اشیا کو اپنی پہلی خالص حالت میں لانے کی کوشش کرتا تھا۔ اور ایک تحقیق پر
پہونچنے کی کوشش کرتا تھا۔ جو صرف سچائی کا معیار تھا۔ وہ نیکی کے اتحاد کو مانتا تھا۔ اور
کہتا تھا۔ کہ بطور ایک سائینس کے یہہ تعلیم کے قابل ہے۔ اوسکی رائے تھی۔ کہ صرف
وہی منطق قابل قدر ہے۔ جو ہمکو اخلاقی فرائض اور مذہبی امیدیں سکھلاتا ہے۔ وہ
بے انصافی اور تمام اقسام کی بیوقوفیوں سے نفرت کرتا تھا۔ اور اوسنے کبھی کوئی موقعہ
اونکے طشت از بام کرنے کا نہ چھوڑا۔ وہ تمام اشخاص کی حکومت کے اختیار کرنے کی
لیاقت کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور یہہ مانتا تھا۔ کہ صرف دانا آدمی حکومت
کے لائق ہے۔ اور یہہ کہ وہ چند ہی ہیں۔

۷۰ برس کی عمر میں اوسکو ججوں کے سامنے لے گئے۔ اوسکے الزام دہندگان نے اپنا
الزام مفصلہ ذیل بیان کیا۔ سقراط بڑا کام کرنے والا ہے۔ اور نوجوانوں کو خراب
کرنیوالا ہے۔ وہ اون دیوتاؤں کو جنکو کہ ریاست مانتی ہے۔ نہیں مانتا۔ لیکن وہ نئے
نئے دیوتا بناتا ہے۔ اون وجوہات پر اوسپر مقدمہ چلایا گیا۔ اور موت کی سزا دی گئی
اوسکو جیلخانے میں لے گئے۔ اور تیس دن تک وہ اپنے دوستوں سے اپنے مقبول مضامین
پر گفتگو کرتا رہا۔ کریٹو نے اوسکے لئے جیلخانے سے بھاگ جانے کیلئے وسائل مہیا کئے۔
لیکن اوس نے اس موقعہ سے فائدہ اوٹھانا نہیں چاہا۔ وہ باتیں کرتا رہا دربارہ روح[1]
کے غیر فانی ہونیکے۔ دربارہ ہمت اور شائستگی اور پرہیزگاری کے۔ دربارہ مکمل خوبصورتی
اور کامل نیکی کے۔ اور دربارہ اپنی [illegible]۔ اوس نے اپنے رونے والے دوستوں کو

---

[1] اوس نے کہا۔ کہ اگر موت تمام کا خاتمہ ہوتی۔ تو شریر آدمی مرنے کو اچھا سمجھتے۔ کیونکہ وہ خوشی سے نہ صرف اپنے جسموں کو چھوڑ دیتے۔ بلکہ اپنی برائیوں کو بھی اپنی روحوں کے۔ لیکن اب جبکہ روح ظاہری طور پر لافانی ہے اسلئے برائی سے [illegible] نہیں ہے۔ سوائے حاصل کرنے نہایت اعلےٰ اوصاف اور دانائی کے [illegible] اول۔

تسلی دی۔ اور ملایمت سے اون کو جھڑکا۔ کہ وہ اوسکے فوت ہونے کے بے انصافی کی بابت کیوں شکایت کرتے ہیں۔ وہ مرنے کے قریب ہے۔ وہ کیوں شکایت کریں۔ وہ شش ہیں۔ اگر وہ کچھ تھوڑا عرصہ ٹھہر جاتے۔ تو قدرتاً اوسے موت آجاتی۔ کسی شخص نے موت کی کبھی ایسی خوش آمدید بطور ایک نئی پیدائش کے اعلےٰ تر حالت وجود میں زیادہ اعتقاد کیساتھ نہیں کی۔ وہ وقت آخر آگیا جبکہ داروغہ مجلس نے اوسے زہر کا پیالہ پیش کیا۔ اوس نے دلیری سے پی لیا۔ اور کامل اطمینان سے اوسنے جان دیدی۔ فیڈو صاحب فرماتے ہیں۔ ہمارے دوست کا ایسا انجام ہوا جسکو کہ میں سچ سچ نہایت دانا اور منصف اور اون تمام اشخاص سے جنکو کہ میں کبھی جانتا تھا سچا کہہ سکتا ہوں۔

لوئیس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اوسکے اوصاف اور اوسکی قسمت کے یادگاری بیس عمریں گذر گئی ہیں۔ لیکن اوس کی مثال سے بہت فایدہ نہیں اوٹھایا گیا۔ اور اوسکی کہانی سے برداشت کا سبق نہیں لیا گیا۔ اوسکا نام مدرسوں کے لڑکوں اور قصبوں کے لئے ایک اخلاقی مضمون بن گیا ہے۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ یہہ ایک اخلاقی اثر بن جاتا۔

سقراط نے کوئی کتاب نہیں لکھی قریباً جو کچھ کہ ہم اوسکی بابت جانتے ہیں۔ وہ اوسکے مشہور شاگرد افلاطون اور زنوفن سے حاصل ہوا ہے۔ جنھوں نے اوسکے اقوال افعال خلطیوں اور موت کی یادگار قایم کر رکھی ہے۔ افلاطون اوسکے ساتھ دس برس رہا۔ اور بعد ازان اوسکے خیالات ایک مشہور مکالمہ میں اوسنے شرح کئے۔ لیکن ان مکالموں میں یہہ جاننا مشکل ہے۔ کہ کونسا افلاطون کا ہے۔ اور کونسا سقراط کا۔ جبکہ موت سے وہ علیحدہ ہو گئے۔ تو افلاطون چالیس برس کی عمر میں سسیلی میں سفر کر گیا۔ اور وہاں ڈایونیسیس اول سیراکوس ظالم سے واقفیت حاصل کی۔ بوجہ اختلاف رائے دربارہ امورات سیاسی۔ کیونکہ افلاطون حریت کے بیان میں اپنے خیالات دلیری و آزادی سے ظاہر کرتا تھا۔ ظالم نے اوسکی جان لینے کی دھمکی دی۔ ڈائن اوسکے بھائی نے اوسکی سفارش کی۔ اور اوس کی جان بچ گئی۔ لیکن حکم دیا گیا۔ کہ وہ بطور غلام فروخت کر دیا جاوے۔ اوسکو ایک دوست نے خرید کر لیا۔ اور فوراً آزاد کر دیا۔ +

لہ علم فلسفہ کی سوانح تاریخی ا۔ ۱۴۳-۲۔ اشاعت اول۔ +

افلاطون ایتھنز میں واپس آیا۔ اور تعلیم دینی شروع کی۔ اپنے اوستاد کیطرح بلا روپیہ اور داموں اوسنے پڑھایا۔ اوسکے حالات بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہہ کہنا کافی ہے کہ اوسنے ریاضی۔ اخلاق۔ اور فرض کی تدریس میں اوس نے اپنے تئیں مصروف رکھا۔ اوسنے چار اصلی اوصاف کو مفصلہ ذیل تقسیم کیا۔ (۱) دوراندیشی اور دانائی (۲) ہمت وفاداری اور دلیری۔ (۳) اعتدال۔ اختیار تمیزی۔ اور خود ضبطی۔ (۴) انصاف اور سچائی۔ وہ نیکی کی اس تقسیم کو اپنی اخلاقی حکمت کی بنیاد مانتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ "کہ تمام مرتبہ کے آدمیوں کو خواہ وہ کامیاب ہوں یا ناکامیاب۔ خواہ وہ فتح مند ہوں یا نہوں۔ اونکو اپنا فرض انجام دینا چاہیئے۔ اور مطمئن رہنا چاہیئے آنیوالے زمانہ کیلئے" ان الفاظ میں کیسی عمدہ نصیحت ہے۔

افلاطون نے اپنا آخری زمانہ اپنے مدرسہ میں خاموشی کیساتھ گذر بسر کیا سوال و جواب کی تصنیف جو آئیندہ نسلوں کیواسطے قابل تعریف تھی۔ اوسکی زندگی کو خوش کرنے والی وامن دینی والی تھی اور خاصکر اوسکے بڑھاپے کے زمانہ میں۔ اوسکو خدائی افلاطون کہتے تھے۔ اوسکی روح سچائی کیواسطے تر ستی تھی۔ وہ کہتا تھا۔ کہ یہی صرف انسان کا بڑا مدعا ہونا چاہیئے۔ اپنے اوستاد کیطرح وہ عقل کامل کیساتھ۔ نیکی۔ انصاف۔ دانائی کا لگاؤ ظاہر کرتا تھا۔ اور انسانی معاملات میں براہ راست دخل کے خیال کا۔ وہ نظم کو اسقدر ناپسند کرتا تھا جیسا کہ کارلیل[1] صاحب صرف وہ نظم جسکی کہ وہ کبھی تعریف کرتا تھا۔ وہ خلاقی نظم ہے جو درحقیقت

[1] کارلیل صاحب فرماتے ہیں۔ اگر تم کوئی مفید بات انسان کو بتلانا چاہتے ہو۔ تو کیوں اوسکو گاتے ہو۔ ایک آدمی کسی قسم کی قسمت سے الفاظوں میں نکالے۔ اور نہ کہ خاموش الہی کا زمانوں میں۔ جو اسکو اچھی طرح ظاہر کرسکتے ہیں۔ یہہ ایک بڑی بدنصیبی اوس انسان کے لئے معلوم ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں یہہ ایک بیسرے متواتر افسوس کا باعث ہوئی ہے۔ کہ انسان جسکو کہ خدا نے عقل دی ہو۔ (جسکے معنی عقل ہمت اور مردانگی کی سرشتی ہے۔ ورنہ اسکے اور کچھ معنے نہیں ہیں)۔ ابیات پر اصرار کرے ایسے سنجیدہ زمانہ میں جیسا کہ ہمارا زمانہ ہورہا ہے۔ اپنی الہی نعمت کو ایک شعر کی شکل میں بنائے۔ جواب کوئی شخص بالکل سنجیدگی سے نہیں پڑھتا ہے۔ برخلاف اسکے مسٹر ارنلڈ ہیتھو صاحب فرماتے ہیں اپنے

حکمت مصدقہ ہے۔ اس بات کا تذکرہ کر دینا چاہیئے۔ کہ وہ حضرت عیلے سے چار سو برس پہلے ہوا۔ کالیج صاحب اوسکو عیسائی زمانہ کے ایک اصلی پیغمبر کے طور پر بیان کرتے ہیں اور کاونٹ دی میسٹر صاحب اوس کی نسبت اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمیں کوئی بڑا سوال افلاطون کے مشورہ لئے بغیر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ نئے عہدنامہ میں انسانی زندگی کا ایک ممکن شاندار خیال بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اوسکی محنتیں نہایت سخت ہیں۔ جو اپنے دل میں اوس خیال کو از بر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم یہہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ کچھہ اور چیز ہے۔ جو ہم کرنی پسند کرتے ہیں۔ جو اوس چیز سے بہتر ہے۔ جو ہم پر کرنی ضروری و مناسب ہے۔ لیکن فرض قایم ہے۔ اور وہ کرنا لازم ہے۔ بلا خوابیدگی یا سستی کے۔ کسیقدر اخلاقی صحت اور خوشی اس حکم میں مملو ہے۔ جو کچھہ تمہارے ہاتھہ کام کرنے کیلئے لگے تم اوسکو اپنی پوری طاقت سے کرو۔ وہ شخص جو نہایت عمدگی سے کام کرتا ہے۔ اوسکی قسمت خواہ کچھہ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ترقی کے یقینی راستہ پر ہے۔ ایک شخص کی نسبت تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ شدت مایوسی میں چلایا۔ نیک ہونے سے کچھہ فایدہ نہیں ہے۔ کیونکہ تم نیک نہیں ہو سکتے ہو اگر ہو بھی سکے ہمکو کچھہ فایدہ نہ ہوگا۔ کام اور الفاظ کی نیکیوں کی نسبت اسطور پر کہنا۔ کہ یہہ ناامیدی غیر سچائی۔ اور بے اعتقادی ہے۔ ہر ایک شخص ہم میں سے اپنے دور زندگی میں کچھہ نہ کچھہ بھلائی کر سکتا ہے۔ اگر ہم کر سکتے ہیں۔ تو ہمکو کرنا لازم ہے جسطرح ہم کو اپنے آپکو ضائع کرنے کا حق نہیں ہے۔ اوسیطرح نکما بنا رہنیکا بھی حق نہیں ہے۔ ہمیں چھوٹی باتوں اور بڑی باتوں میں وفادار رہنا پڑتا ہے۔ ہمیں ایسا عمدہ استعمال اپنی ایک عقل کا جیسا کہ بہت سی عقلوں کو جو ہمکو عطا کیگئی ہیں۔ کرنا ضروری ہے۔ اپنے ضمیر کے آگیا پر عمل

بقیہ حاشیہ بابتہ صفحہ ۴۴ - دیباچہ انگریزی شعرا میں۔ کہ ہماری قوم جبکہ زمانہ گذرتا جاتا ہے نظم میں ایک زیادہ یقینی اور یقین تر ٹھہراو پاتیگی کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ جو متزلزل نہ ہو۔ اور کوئی مسلمہ مسئلہ جو اعتراض کے قابل ظاہر نہ کیا گیا ہو۔ اور کوئی روائت ایسی ہاتھہ میں نہیں ہے جسکے بھول جانیکا خطرہ نہ ہو۔ ہمارا مذہب اتفاقات میں جسم پذیر ہو چکا ہے۔ ایک خیالی اصلیت میں اسنے اپنے جوش کو اس معاملہ سے جوڑ دیا ہے۔ اور اب اتفاق اسکو چھوڑتا جاتا ہے۔ لیکن نظم کیلئے یہہ خیال سب کچھہ ہی ملتی تمام اندھا دھند تحریک نمود الٰہی کا۔ +

کرسکتے ہیں۔ اور چلتے ہیں۔ اور گو اکیلے ہی فرض کے راستہ پر چل سکتے ہیں ہم دیانتدار
سچے۔ اور ہوشیار ہوسکتے ہیں۔ خواہ یہہ صرف اپنی خودداری کے واسطے ہی ہو۔
ہمیں اخیر تک بھی وفادار رہنا لازم ہے۔ کون شخص ہے۔ جو حیران نہیں ہوا۔ غلام کے
جواب سے جسکو کہ ایک خریداری کا ارادہ کرنے والے نے پوچھا۔ کیا تو وفادار رہیگا۔
اگر میں تجھے خریدونگا۔ غلام نے کہا ہاں۔ خواہ تم مجھے خریدو یا نہ خریدو۔

ڈاکٹر میکلاؤڈ صاحب مرحوم نے گلاسکو کے بیرونی گرجا میں جو وعظ مزدور پیشہ
لوگوں کو دیا اوسکی نسبت یہہ کہتے ہیں۔ کہ چال چلن کے لیئے اوس نے اسمیں بہت زور دیا۔
نہایت اعلے سے نہایت ادنے تک کو یہی بڑا مدعا بنانا چاہئیے۔ اوس نے کہا۔ کہ نہایت
بیش قیمت چیز جو برنس البرٹ صاحب چھوڑ گئے ہیں۔ چال چلن تھا۔ یہ اوس کو
بخوبی معلوم تھا۔ کلاہیٹ بہت غریب آدمی خیال کرتے تھے۔ کہ چال چلن کا رکھنا
اونکے لیئے غیر ممکن بات ہے۔ یہہ سچ بات نہیں تھی۔ وہ اوسکو ہرگز تسلیم نہیں کرتے
تھے۔ اونکے سامنے کوئی مرد یا عورت نہیں تھی۔ خواہ وہ کیسے غریب ہی کیوں نہ ہو
لیکن اونکی طاقت میں خدا کے فضل سے اپنے پیچھے اس زمین پر نہایت اعلے درجہ کی
چیز چھوڑی نہ ہو۔ اور اونکے بچہ اونکے بعد بڑے ہوویں۔ اور خدا کا شکر یہ کریں کہ
اونکی ماں پرہیزگار عورت تھی۔ یا اونکا باپ پرہیزگار مرد تھا۔ عادات بنتے ہیں۔ چھوٹے
فرائض سے جو باوفا طور پر سرانجام دیئے جاویں۔ خود انکاری سے۔ خود قربانی سے۔ فرض
اور محبت کے مشفقانہ افعال سے۔ عادات کی جڑ گھر میں لگتی ہے اور خواہ اوس کا
ذاتی مدعا اچھا یا بُرا کیوں نہ ہو۔ گھر کا اثر جیسا کہ قاعدہ ہے چال چلن بنا دیگا۔
جو کوئی شخص تھوڑی بات میں وفا کرتا ہے۔ بڑی بات میں بھی وفا کریگا۔ اور وہ جو کہ
چھوٹی سی بات میں بے وفا ہوتا ہے۔ تو وہ بڑی باتوں میں بھی بیوفا ہوگا۔ مہربانی
سے مہربانی پیدا ہوتی ہے۔ اور سچائی و بھروسے سے زرخیز فصل پیدا ہوتی ہے۔
بہت سے چھوٹے خفیف سی مہربانی کے افعال ہیں۔ جو ہمکو زیادہ تر انسان کے
چال چلن کی نسبت سکھاتے ہیں۔ بہ نسبت بہت سے لا طائل فقروں کے وہ آسانی سے

حاصل ہوسکتے ہیں۔ اور اونکا اثر بہت زیادہ دیر تک بہ نسبت اس بہت عارضی زندگی کی رہتا ہے۔ کیونکہ کوئی نیک بات کبھی ضائع نہیں ہوتی۔ کوئی چیز فنا نہیں ہوتی ہے۔ زندگی بھی ضائع نہیں ہوتی۔ جو چھوڑ دیتی ہے ایک شکل۔ اور اختیار کر لیتی ہے۔ دوسری کوئی نیک کام۔ اور کوئی نیک مثال تلف نہیں ہوتی۔ یہ تا ابد ہماری قوم میں زندہ رہتی ہے۔ جبکہ ہمارا جسم خاک ہوکر معدوم ہوجاتا ہے۔ تو ہمارے افعال اپنے نشان چھوڑ جاتے ہیں۔ اور آئندہ نسلوں کے ارادوں اور خیال کو بھی سانچے میں ڈھال دیتے ہیں۔ وقت ہمارے نیک کام کا پیمانہ نہیں ہے۔ آنے والا زمانہ ہماری شادمانی کا شریک ہوگا۔ صرف ایک نیک کام سے۔ ایک گاؤں کے گاؤں۔ ایک شہر کے شہر۔ ایک قوم کی قوم گلزار ہو گئی ہے۔ موجودہ لحہ گوتھی صاحب فرماتے ہیں۔ ایک بڑا طاقتور دیوتا ہے۔ انسان کی نہایت اعلےٰ پیدائش اوسکے خوش اور پاک طینت خیالات ہیں۔ جو کہ جب ایکدفعہ بنجاویں اور عمل میں لائے جاویں۔ تو وہ اپنا عمدہ اثر ہزاروں برس تک اور نسل بہ نسل پھیلاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بیجوں سے جو زمین میں ڈالے جاتے ہیں۔ نہایت نفیس پیداوار اگتی ہے۔ اور یہہ ذاتی فرمان ضمیر سے اور فرض کے ملہم اصول سے ہی کہ نہایت نفیس چال چلن کے آدمی پیدا ہوئے ہیں۔ ورڈس ورتھ صاحب فرض کی نسبت اسطور پر نغمہ سرائی فرماتے ہیں:۔

اے فرض تو سخت قانون ساز ہے۔ پھر بھی الوہیت کی نہایت مہربانی والی شان تیرے بشرے سے نمودار ہے۔ اور نہ ہمکو کسی دوسری ایسی اچھی چیز کا علم ہے۔ جیسے کہ تیرے چہرے کی مسکراہٹ۔

پھول اپنی تختوں میں تیرے سامنے کھل کھلاتے ہیں۔ اور خوشبو تیرے پاؤں میں مچلتی ہے۔ تو ستاروں کو خطا سے بچائے رکھتی ہے۔ اور قدیم سے قدیم آسمان تیری بدولت تر و تازہ اور طاقتور ہیں +

باب دوم

فرض یا عمل

تو تھیرو اپنا بھروسہ خدا پر رکھو۔ اور فرض کے راستہ پر چلتے رہو۔ اوسکی کلام پر اپنی آنکھ کھیائے رکھو تاکہ تمہارا کام بن جاوے۔

چارلس کنگسلے۔ نیک کام کرو۔ اور سارے دن اونکا خواب خیال مت کرو۔ اور اسطور پر۔ زندگی موت۔ اور اوس عالم محشر کو ایک بڑا اور شیرین راگ بناؤ۔

راگ زندگی۔ او دنیا کے کارنامے جسکے قوی بازو سے زمین کے حیوانات۔ اور برائیوں پر قابو پایا جاتا ہے جسطرح سے کہ ایک جادو سے۔ نوجوان ناخدا سپاہی۔ طالبعلم کسان۔ یا جولاہا۔ یا لوہار۔ یا کان کن بطور شاہانہ نشو نما پاتے ہیں۔ جہاں کہیں تو ہے کو اکثر مٹی کے لوندے کیطرح تو طاقت کے چھپے ہوئے چشمہ کو لئے پھرتی ہے۔ پیدائشی طاقت پھول کشاکش زندگی جو شل بیج کے ہے۔ اور روح روان ہے۔

جس کسی شخص نے اپنے فرض کا پورا خیال کر لیا ہے۔ وہ شخص فوراً اپنے دلی خیال کو عمل میں لے آتا ہے۔ ہمارے افعال ہی صرف ایسی چیزیں ہیں۔ جو ہمارے اختیار میں ہیں وہ نہ صرف ہماری عادات کا مجموعہ بنتی ہے۔ بلکہ ہماری چال چلن کا۔

بسا اوقات فرض کا دورہ ایک ہمیشہ آسان دور نہیں ہے۔ اسمیں بہت سی مخالفتوں۔ اور مشکلات کو عبور کرنا ہوتا ہے۔ ہمیں دیکھنے کی عقل تو ہو۔ لیکن مطلب کے ادا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ بے ہمت آدمی کیلئے راستے میں بہت سے شیر ہوتے ہیں وہ خیال کرتا ہے۔ اور شلمق چھانٹتا ہے۔ اور خواب دیکھتا ہے۔ لیکن کرتا کچھ نہیں۔ ایک بڑے جفاکش نے کہا۔ جو بات کہ تھوڑی دکھائی دے۔ یا تھوڑی کرنی پڑے۔ اُسکو سمجھنا چاہئے۔ کہ یہ کر ہی لیا ہے۔

پسندیدگی یا ناپسندیدگی پر ہی فتحیابی حاصل نہیں کرنی ہوتی ہے۔ بلکہ جو سخت چیز

حاصل کرنے والی ہے - وہ بدنامی کا مٹاتا ہے - وہ آدمی جسکا پہلا سوال جبکہ ٹھیک دور عمل ظہور پذیر ہونے کے بعد یہہ ہوتا ہے - کہ لوگ کیا کہیں گے - تو یہہ وہ آدمی نہیں ہے - جو کچھ کرتا ہے - اگر وہ یہہ پوچھتا ہے - کہ کیا یہہ میرا فرض ہے تو وہ پھر اپنے اخلاقی وزن میں چل پڑتا ہے - اور عوام کی سرزنش سہنے کیلئے تیار رہتا ہے - اور اونکے مضحکہ تمسخر کی بھی پرواہ نہیں کرتا - ایم ڈی لاکرڈیلی صاحب فرماتے ہیں - کہ ہمکو اچھے کاموں میں اعتقاد رکھنا چاہئے - اور شک اور شبہہ بُرے آدمیوں کیلئے چھوڑ دینے چاہئیں - یہہ بات بھی بہتر ہے کہ آپ دہوکہ کھا جاویں - بہ نسبت اسکے کہ آپ اعتبار نہ کریں -

فرض کا پہلا سبق گھر میں ملتا ہے - بچہ اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے - تو وہ بیکس ہوتا ہے - اور اپنی صحت - خوراک - اور جسمانی نشو نما کے لئے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے - بچہ میں آخرکار خیالات پیدا ہوتے ہیں - مناسب تاثیر سے وہ حکم کی تعمیل کرنا - اپنے تئیں قابو میں رکھنا دوسروں پر مہربان ہونا - تابع بیداری کرنا - اور خوش رہنا سیکھتا ہے - اوسکی اپنی مرضی ہوتی ہے - لیکن اسکا اچھے یا بُری طرف لگ جانا اونکے اپنے والدین کے خصائل پر بہت کچھ منحصر ہے - رضامندی کی عادت کو غرض کہتے ہیں - اور جو کچھ کہ اوپر کہا گیا ہے - اوس سے ایک صحیح غرض کی ابتدائی عمر میں پیدا کرنے کی اہمیت ظاہر ہے -

ڈوالس صاحب فرماتے ہیں - کہ مکمل طور شدہ ارادہ کا نام چال چلن ہے - اور جب ارادہ ایک دفعہ بن جاتا ہے تو وہ پھر تمام عمر قائم اور مستحکم رہتا ہے - لیکن سچا آدمی جو نیکی پر مائل ہو - تو اپنی غرض میں مستحکم رہتا ہے - تو وہ انعام یا دنیاوی تعریفوں کی کم قدر کرتا ہے - اوسکا اپنا پسندیدہ ضمیر اور "خوب کیا" کا انعام اوسکا اعلےٰ انعام ہے - مرضی بلالحاظ رجحان خیال کرنے سے وہ صرف استقلال - مستعدی - اور ثابت قدمی ہے - لیکن یہہ بات ظاہر ہے کہ جبتک کہ چلن کا رُخ راستی پر نہ ہو - تو مضبوط ارادہ صرف بُرا کرنے کی ایک طاقت ہے -

بڑے ظالموں میں ایک شیطان اور جب اوسکے چلانے کی طاقت ملتی ہے - تو پھر اسکو کوئی روک ٹوک نہیں معلوم ہوتی - یہہ لاکھوں آدمیوں کو قابو میں رکھتا ہے - یہانتک کہ خواہشوں کو

بھڑکاتا ہے۔ اور جنگی جوش کے لئے اکساتا ہے۔ اور کبھی اسکو چین نہیں آتا ہے۔ جبتک کہ یہہ فتح نہ کرلے۔ تباہ نہ کردے۔ اور ظلم نہ پہنچائے۔ ایک غیر متقید ارادہ سکندر جیسے یا نپولین جیسے انسان پیدا کرتا ہے سکندر نے شور مچایا۔ کیونکہ اور کوئی سلطنت اوسے فتح کرنے کے لئے نہ رہی۔ اور بونا پارٹ نے یورپ کو تہ و بالا کرنے کے بعد اپنی طاقت روس کی برفوں میں صرف کردی۔ اوس نے کہا۔ کہ فتحیابی نے مجھے بنایا ہے۔ اور فتحیابی ہی مجھے قائم رکھیگی۔ لیکن وہ کسی اخلاقی اصول کا آدمی نہ تھا۔ اور یورپ نے جبکہ اوسکا تباہی کا کام ختم ہوچکا۔ اوسکو نکال کے باہر کردیا۔ ✝

مضبوط ارادہ صحیح منشار سے ملکر ایسا برکتوں سے بھرجاتا ہے۔ جیساکہ دوسرا برائیوں سے۔ انسان اسطور پر متاثر ہوکر دوسرے آدمیوں کے دل اور ضمیر کو متحرک کرتا ہے۔ اور سلگاتا ہے۔ اپنے فرض کے خیالات کیطرف وہ اونکو جھکاتا ہے۔ اور لائق اشیار کے حاصل کرنے کی کوشش میں وہ اونکو اپنے ساتھ ملالیتا ہے۔ اور برائی کے دبانے۔ اور راستی قایم کرنے کے لئے رائے کی رہنمائی کرتا ہے۔ مضبوط ارادے کا آدمی اپنے افعال پر طاقت کی مہر لگاتا ہے۔ اوسکی مستعدانہ ثابت قدمی ایک عادت بنجاتی ہے۔ وہ اُس مجلس کو جس میں وہ ہوتا ہے اوس جماعت کو جس میں وہ رہتا ہے۔ اور نیز اُس قوم کو جس میں وہ پیدا ہوا ہے جیلا دیتا ہے۔ وہ ڈرپوک کو خوشی دلانے والا۔ اور سست کو ایک دائمی سرزنش دلانے والا بنتا ہے۔ وہ ڈرپوک کو امید دیکر اپنے پاؤں پر کھڑا کردیتا ہے۔ وہ نیز کاہل کو اپنی مثال کے اثر سے اچھے کام کرنے پر بھی آمادہ کردیتا ہے۔ ٹینی سن صاحب مفصلہ ذیل الفاظ میں طبع آزمائی فرماتے ہیں :۔

اُو۔ زندہ دل جو قائم رہیگا۔ جبکہ تمام چیزیں جو دکھائی دیتی ہیں منہدم ہوجائینگی۔ روحانی چٹان میں جڑھ جائیں گی۔ اور ہمارے کاموں کے درمیان بس رہیگی۔ اور اون کو صاف کریگی۔ تاکہ ہم مٹی میں سے نکالیں۔ ایک آواز اوس آدمی کے لئے جو سنتا ہے گذرے ہوئے سالوں میں ایک نسل یا دن آدمیوں کے لئے جو بہلاتے

ساتھ کام کرتے ہیں - اور ہم پر بھروسہ رکھتے ہیں - اس اعتقاد کیساتھ
جو ایثار نفسی سے پیدا ہوتا ہے - وہ سچا ہیں جو کبھی ثابت نہیں
کئے جا سکتے ہیں - جبتک کہ ہم اون لوگوں سے جن کیساتھ کہ ہم
محبت رکھتے ہیں - اور جن کے ساتھ ہمارا دل بدل لگاؤ ہے
قطع نہ کر لیویں - +

مضبوط بری ارادت والے - اور مضبوط نیک ارادت والے آدمیوں کے علاوہ ایک
بہت بڑی تعداد اون آدمیوں کی ہے - جنکا ارادہ بہت کمزور یا جن کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا -
وہ بے اصول آدمی ہیں - برائی کے لئے اونکا کوئی مضبوط ارادہ نہیں ہوتا - پھر بھی نیکی کیلئے
کوئی ارادہ نہیں ہوتا - وہ خیالات چپ چاپ حاصل کر لیتے ہیں - مگر جو انکے دل میں منقوش
نہیں رہتے ہیں - نہ آگے اور نہ پیچھے جاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جس طرح سے ہوا چلتی ہے - اسی
طور پر اُن کا پیشرہ بدل جاتا ہے - اور جبکہ کسی دوسری طرف سے چلنے لگتی ہے - تو یہ پھر
گھوم جاتے ہیں - کوئی آلا ایسے ارواحوں پر تحریر کر سکتا ہے اور کوئی مرضی اُن پر حکمرانی
کر سکتی ہے - وہ کسی سچائی پر پختہ یقین نہیں رکھتے ہیں - اور نہ وہ جانتے ہیں - کہ سنجیدگی
کیا ہے - ایسے اشخاص ہر جگہہ سوسائیٹی میں بہتات کیساتھ پائے جاتے ہیں - یعنے
غافل مجہول - نابیدار - کمزور - اور لاپرواہ - اسلئے یہہ نہایت ضروری امر ہے - کہ طاقت
ارادہ کے بڑہانے اور طاقت دینے کے طرف توجہ منعطف کیجائے - کیونکہ اسکے بغیر نہ تو خود
مختاری نہ استقلال اور نہ چلن میں شخصیت پیدا ہوتی ہے - اسکے بغیر ہم سچائی کو مناسب
زور نہیں پہونچا سکتے ہیں - اور نہ اخلاق کو مناسب رخ پر لگا سکتے ہیں - اور نہ اپنی تئیں
نکمے اور سازشی آدمیوں کے ہاتھ میں بطور کٹھ پتلی ہونے کے بچا سکتے ہیں - عقلی ترقی چلن کا
..... فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں - فیلسوف بحث کرتے ہیں - کہ کامل انسان کام کرتے ہیں -
بیکن صاحب فرماتے ہیں - کہ ارادہ نکرنا ہی ارادہ کرنا ہے - یعنے کچھ نہیں کرتا ہے - لاک
صاحب فرماتے ہیں - کہ ٹھیک وقت ارادہ کی تعلیم دینے کا جوانی ہے - ایک خاص موسم ہے
کہ جب ہماری طبیعتوں کو بڑہایا جاوے - اور ایک بڑا ذخیرہ مفید سچائیوں کا حاصل

کیا جاوے۔ جب ہماری خواہشات جلدی سے ہماری عقل کی حکومت کو تسلیم کرینگی جبکہ ہمارے صحیح اصول اسطور پر ہم میں قائم ہوجاویں سکے جس سے ہماری آیندہ زندگی کے ہر ایک ٹری حرکت تاثیر پذیر ہو۔ لیکن اسکا موسم نہ تو تمام عرصے۔ اور نہ ہمارے بقائے زندگی کے بڑے حصہ دنیاوی پر پھیلتا ہے۔ یہہ ہمارے زمانہ کے چند سال پر ہی محدود رہتا ہے۔ اگر اس تمام حصہ میں اسکو فراموش کر دیں۔ تو غلطی یا ناواقفیت سر افق معمولی دور اشیاء کے ہمکو پھیر لیتی ہے۔ ہماری مرضی ہمارا قانون بنجاتی ہے۔ اور ہماری خواہشات نفسانی طاقت پکڑ جاتی ہیں جنکو کہ بعد میں بے سود دبانا چاہتے ہیں۔ +

آنرابل لارڈ شفٹس بری صاحب نے ہاک صاحب سے تقریر کرتے ہوئے چلن اور عادات کا خیال ظاہر فرمایا جس سے اوسکے اپنے چال چلن پر روشنی پڑتی ہے۔ اُسنے کہا۔ کہ دانائی دل میں اور نہ سر میں جاگزین رہتی ہے۔ اور نہ یہہ کہ علم کی کمی۔ بلکہ ارادہ کی کج فہمی انسانوں کے افعال کو ابلہ بناتی ہے۔ اور اونکی زندگی پریشان بنا دیتی ہے۔ صرف علم چلن کو طاقت نہیں دیتا ہے۔ انسان بہت دلیلوں میں پڑجاوے دونوں طرف کے ہزاروں احتمالات کا وزن کرے۔ مگر کسی کام کرنیکے لیے اور نہ کسی فیصلہ کے لئے تیار ہو۔ علم اسطور پر عمل میں سدراہ ہے۔ مرضی روح اور سمجھ کی روشنی کے مطابق کام کرتی ہے۔ اور پھر عقل پوری جان اور حرکت سے پیدا ہوجاتی ہے۔ +

درحقیقت حروف۔ الفاظ اور جملوں کا پڑھنا ایسا ضروری نہیں ہے جیسا کہ بعض آدمی ایسے خیال کرتے ہیں۔ تعلیم کا نیکی یا خوشی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہہ فروتنی کو دفع کرسکتی ہے۔ اور تکبر کو پیدا کرسکتی ہے۔ انسان کے بڑے محرک انشا پردازی کے کم عادی تھے۔ عالم آدمیوں نے خیالات کی بلندی حاصل کی ہے۔ جسکا اثر انسان پر ہر ایک زمانہ میں ہوتا ہے۔ لیکن وہ شاذ و نادر افعال کے اخلاقی بڑائی حاصل کرتے ہیں۔ انسان اتنی وہ کثیر میں ترقی نہیں پاسکتا ہے۔ جسطرح سے کہ ہمارے دنیا کے ابتدائی عالم ارضی میں بالا فراد اونکا خیال کرنا چاہیئے۔ کیونکہ شخصیت کے لو ہمارے صرف جماعت کثیر کا او ہمارے کامیابی کے ساتھ حاصل ہوسکتا ہے۔ معلم اور واعظ اونکو باہر سے

متاثر کریں۔ لیکن جو احساس اندر سے پیدا ہوتا ہے۔ خاص افراد کو شان رہیں۔ اور اپنے ممد رہیں۔ دھندو وسوسے اونکو کامیابی کے ساتھ امداد نہیں دے سکتے۔ ڈاکٹر بٹلر صاحب فرماتے ہیں جسطرح سے کہ جسمانی عادات بیرونی حرکات سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسطرح سے دلی منشا اندرونی عملی اغراض کے کوشش سے پیدا ہوتی ہے یا قوا ونکو عمل پذیر کرنیسے یا اون پر کاربند رہنے سے اصول تابعداری سچائی۔ انصاف اور خیرات۔ مسٹر اسٹیفن صاحب بٹلر صاحب کی نسبت اپنی جدید کتاب میں فرماتے ہیں۔ کہ صرف خلاقی طرف سے اسکا طرز دلچسپ ہے۔ لیکن اسطرف سے اسکی شوکت ناقابل انکار ہے۔ الوہی میں ایسا ہی واضح طور پر جیسا کہ اللہ رحمن میں ضمیر کی الوہیت ابتدا۔ درمیان۔ اور اخیر پر بٹلر صاحب کی وعظ کا ہے۔ فرض اسکا اخیر لفظ ہے۔ جو کچھ شکوک اسپر پیدا ہوتی ہیں اور تکالیف او سکو پیش آتی ہیں۔ وہ اپنے مستقل ارادت دلی پر قائم ہے۔ کہ دنیا کے راز جہانتک کہ بہ ظاہر ہوسکتے ہیں۔ اخلاق کے ذریعہ سے ظاہر ہوسکتے ہیں۔ +

مدرسہ کی تعلیم اور اخلاق کے درمیان میں یا تھوڑا تعلق ہے۔ یا بالکل کچھ تعلق نہیں ہے۔ صرف عقل کے اکتساب سے چال وچلن کے اوپر شکل سے کوئی اثر پڑتا ہے۔ فرقوں کے یاد رکھنے سے بدخصلتی رفع نہیں ہوسکتی عقل صرف ایک آلہ ہے۔ جو متحرک ہوتا ہے۔ اور کام کرتا ہے۔ اون طاقتوں سے جو اسکے پیچھے ہیں۔ یعنے ولولوں پابندیوں۔ خود انضباطی۔ خیالات۔ شوق اور ہر ایک چیز سے جس سے چلن کو طاقت اور قوت ہوسکتی ہے۔ بہت سے ان اصولوں کا پودا گھر میں لگتا ہے۔ نہ کہ مدرسہ میں جہاں کہیں کہ گھر اندوہگین ہوتا۔ اور برے اصول ہوتا ہے۔ یعنے۔ یہہ ایک مقام ہے۔ جس سے کہ پرہیز کرنا چاہیئے۔ بہ نسبت اسکے کہ اس میں داخل ہوں۔ پھر مدرسہ ہی صرف ایسی جگہہ ہے۔ جہاں تابعداری اور تربیت سیکھ سکتے ہیں۔ ساتھ ہی اوسکے گھر ایک سچی سرزمین ہے۔ جہاں کہ نیکی نشونما پاتی ہے۔ گھر کے امورات خانہ داری ہمارے زیادہ تر نزدیک اور ہمارے زیادہ تر متاثر بمقابلہ مدرسہ اور تعلیم گاہوں کے ہوتے ہیں۔ گھریلو طریقہ معاشرت کے مطالعہ سے سچے چلن اور زمانہ کی امید و نکا فال لے سکتے ہیں +

اپنے گھر والوں کو تربیت دینا بزرگوں کا کام ہے۔ اپنے والدین کی تابعداری کرنا۔ اور دوسروں کی بات سیکھنا نوجوانوں کا کام ہے۔ تعلیم ایک اختیار اور عظمت کا کام ہے۔ عیسائیت گراؤٹ صاحب کے مطابق عظمت کا سب سے بڑا مدرسہ ہے۔ جو دنیا نے کبھی دیکھا ہے۔ مذہبی تعلیم ہی یگانگی۔ انکساری۔ خود قربانی اور اعلےٰ خیالات کی روح ڈال دیتی ہے۔ یہہ ضمیر میں رہ جاتی ہے۔ اور زندگی کو انسانی حالات کے راز و نکتے برخلاف شکوہ یا شکایت کے بغیر قابل برداشت بنا دیتی ہے۔ ❖

تربیت کی بڑی غرض ایک بڑے مصنف فرماتے ہیں کہ حریت ہے۔ اور جتنی جلد ہی آپ اپنے بچے کو اپنا قانون دان بنا دیں۔ اتنی ہی جلدی آپ اسکو ایک انسان بنا دینگے۔ مونسینیور ڈوپین لوپ صاحب فرماتے ہیں کہ میں حریت انسانی کے نہایت چھوٹے بچے میں بہ نسبت ایک بڑے آدمی کے۔ زیادہ باریک بینی کے ساتھ قدر کرونگا۔ کیونکہ بڑا آدمی میرے برخلاف اسکو بچا سکتا ہے۔ حالانکہ بچہ نہیں بچا سکتا۔ اور نہ میں بچے کی بے وقری کرونگا۔ اس طور پر کہ میں اوسے یہہ خیال کروں۔ کہ وہ ایک مادہ ہے جس میں [illegible] ہوا ہے جو اس نقش سے منقوش نکلیگا۔ کہ جو میری مرضی نے اوسکو دیا ہے۔ والدین کی حکومت اور خدا تعالیٰ کی آزادی ایک مقدس سلطنت ہے۔ اور اگر تکالیف کو زمانہ [illegible] نہ پڑجاوے۔ تو عیسائی خیال اس کا رد و کد کرتا ہے۔ جبتک کہ وہ پھر اپنا اختیار حاصل نہ کر لیوے۔ لیکن صرف حریت کے لئے ہی جد و جہد نہیں کرنی چاہئے۔ فرماں برداری۔ پابندی۔ اور خود حکومتی۔ ایسے اوصاف ہیں۔ جو جاکر حاصل کرنے چاہئیں۔ آخر الذکر تعلیم کا خاص مدعا ہے۔ یہہ بات تعلیم سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ مثال سے لوئلر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جوانوں کی پہلی تعلیم عادتوں میں۔ نہ کہ دلیل بازی میں۔ مثالوں میں نہ کہ براہِ راست سبقوں میں ہوتی ہے۔ مثال بہ نسبت نصیحت کے زیادہ بہتر وعظ کرتی ہے اور وہ بھی اسلئے۔ کہ یہہ بہت زیادہ مشکل ہے اور اوسیوقت نہایت اعلےٰ اثر آہستہ آہستہ اور رفتہ رفتہ انسانی ضروریات کے انطباق کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔ ❖

درست کام کرنا ہماری اخلاقی سرشت کے محفوظ اور با امن آڑ ہے - نیک نیتی کافی نہیں
ہے - یہہ ہمیشہ نیک اعمال پیدا نہیں کرتی ہے - مستعدانہ کام سب سے زیادہ کرتا ہی - جو کچھ
کہ محنت اور ذہانت سے کیا جاتا ہے - اوس سے ناظر کو ایک خفیہ تقویت پہونچتی ہے -
جسکی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے - کہ کہاں تک اوسکا اثر پہونچیگا - پادری کینن لیڈن صاحب نے
سنٹ پال گرجا کے مقام پر اپنے لکچر میں نوجوانونکو ایک واضح طور پر کام کو زندگی کا ایک
سچا مدعا ظاہر فرمایا - اونہوں نے فرمایا کہ انسان کی زندگی جو فعل اور برداشت سے
مرکب ہے - اور زندگی اوسی تناسب سے بارآور ہوتی ہے - کہ جس تناسب سے کہ ایک نیک
کام میں اور صابر مستعدی میں صرف کیجاوے - لیکن جسمانی کارندے ہی صرف اصلی کام کرنے
والے نہیں ہیں - خیال کی زندگی اس تقسیم سے باہر نہیں رہتی ہے - کیونکہ سچا خیال غیر مثبت
عمل ہے - زندگی کاہلی میں اور اخلاقی بےحسی میں بسر کرنی ایک ذلت ہے - کیونکہ زندگی
کام کے ذریعہ سے نیک ہوجاتی ہے - نیک کام ایک سچا مدرس ہے - سستی جسم - روح اور
ضمیر کے بالکل نکما کرنیوالی ہے - ذلیل میں سے نو حصہ برائیاں اور دنیا کی مصیبتیں کاہلی
سے پیدا ہوتی ہیں - کام کے بغیر انسانی بہبودی میں کوئی صحیح ترقی نہیں ہوتی - کسی
ناقابل برداشت مصیبت کا زیادہ خیال نہیں کیا جاسکتا ہے - بہ نسبت اون نتائج کے
جو ناقابل بیان شائستوں سے حاصل ہوتے ہیں - خیال کیجیے - کہ ایک کاہل آدمی دائمی حوالی کے
لیئے مردود کیا گیا ہو - جبکہ تمام اوسکے گرد وپیش زوال پاتے ہیں - اور مرجاتے ہیں - کیسی
سچائی سے وہ موت کو اپنے چھٹکارے کے لیئے بلاتا ہے - کارلیئل صاحب فرماتے ہیں -
کہ نہایت کمزور زندہ مخلوق کسی ایک چیز پر اپنی طاقت لگا کر کچھ چیز حاصل کرسکتا ہو -
حالانکہ نہایت مضبوط آدمی بہتوں پر اپنی طاقت منتشر کرکے کسی چیز کو پورا کرنیمیں کامیاب
نہیں ہوتا + کیا ہمیں مشکلات کا سامنا کرتا ہے - پھر اونکے درمیان میں کام کرو محنت کے
برابر کوئی چیز منتر نہیں ہے - دل اور جسم کی سستی زنگار جیسی ہے - کام کی نسبت اس سے
زیادہ گھن لگ جاتا ہے - ایک معزز کارکن نے کہا - کہ میں کام کرکے گھسنا بمقابلہ بیٹھے
بیٹھے زنگ لگانے سے بہتر سمجھتا ہوں مشیلر صاحب فرماتے ہیں - کہ آسنے نہایت ہی

مسرت زندگی میں اس امر میں پائی۔ کہ وہ کسی مقررہ فرض کو سرانجام پہونچائے۔ اوس کی
نیز یہ رائے بھی تھی۔ کہ خوبصورتی کے خیال نے کسی ایک فرض کے سرانجام کرنے کیلئے
مدد نہیں کی۔ نہایت اعلیٰ قسم کا آدمی وہ ہے جو اپنے ارادہ اور کام کے خیال میں
محو ہو جائے۔ +

اکثر نہایت درجہ مشکلات وہاں پائی جاتی ہیں۔ جہاں انکا سان گمان نہیں ہوتا جب
دردناک واقعات پیش آتے ہیں۔ تو شاید اونکا ظہور ہماری آزمائش اور پرکھنے کے
لیئے ہوتا ہے۔ اگر ہم اپنی آزمائش کے وقت میں ثابت قدم رہیں۔ تو استقلال ہمارے
دلکو تسکین بخشتی ہے اور جو ہمیشہ فرض کے مطابق کاربند ہونے پر مسرت بخش ہوتا ہے۔
ناردمن میکلوڈ صاحب نے فرمایا ہے۔ بیابان کی لڑائیاں ہمارے روزمرہ کی
زندگی کی خونریز لڑائیاں ہیں۔ اونکے دلو ہمارے دلو ہیں۔ اور اونکے غم ہمارے غم ہیں
اونکی شکست اور کامیابی ہمارے لئے ہیں جیسے اونکے اعزاز شکست۔ اور فتح یابیاں
ہیں ویسے ہی ہمارے بھی ہیں۔ +

مشکلات کا مدرسہ اخلاقی تربیت کیواسطے نہایت اچھا مکتب ہے۔ جب مشکلات
پیش آویں۔ تو اونکا مقابلہ دلیری اور ہنسی خوشی سے کرنا چاہئے۔ کیا ارسکونے نہیں
فرمایا ہے کہ شادمانی اسقدر ہمارے مطالب میں داخل نہیں ہے جسقدر کہ ہماری
کوششوں میں مشکلات کا سہیڑنا ہی اونکے مغلوب کرنیکا نہایت یقینی طریقہ ہے۔ کسی
مطلب کے حاصل کرنیکا مقصد ہی ایک اخلاقی نتیجہ ہے۔ کہ ہم اوسکو پورا کر سکتے ہیں۔ یا
کرینگے۔ ہماری مفروضہ ہماری عقل کو سان پر چڑھاتی ہیں اور وہ خاص آدمی اون مشکلات کا
جو اسکو راستہ میں حائل ہوتی ہیں مقابلہ اور مجادلہ کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ +

اون لوگوں کی سرگذشت سے جنہوں نے کہ موقعوں کو ضائع کر دیا ہے۔ ایک درد انگیز
تذکرہ یادگار دنیا کی تعلیم کے لئے تیار ہوگی۔ ڈاکٹر ابلیٹ صاحب فرماتے
ہیں۔ کہ کوئی طاقتور آدمی جسکی صحت اچھی ہو تغافل میں نہیں ڈالا جاتا۔ اگر وہ اپنے
واسطے صادق ہو تو جوانوں کے فایدہ کے لئے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ میں صحیح حساب

اون اشخاص کی تعداد کا معلوم ہونا کہ جو کامیابی سے محروم رہتے ہیں۔ فی ہزار جو استقلال سے
اچھا ہونیکی کوشش فرماتے ہیں۔ میں نہیں خیال کرتا۔ کہ ایک فیصدی سے زیادہ بھی ایسے
لوگ کامیابی پر رشک کرتے ہیں۔ لیکن یہہ صرف ایک اخیر بات ہے۔ اون میں سے جن سے
کہ بطور ایک سلسلہ ناکامیابی دکھائی دیتا ہے۔ پہلے وہ ناکامیاب رہے۔ اور پھر بار بار
لیکن آخرکار اونکی مشکلات دفع ہوگئیں۔ اور کامیابی حاصل ہوگئی۔ ✣

قبضہ کرنے کی خواہش۔ حاصل کرنے کی تکلیف کو گوارا کئے بغیر کمزوری اور سستی کا
ایک بڑا نشان ہے۔ ہر ایک چیز جو بھوگنے اور قبضہ کرنے کے لائق ہوتی ہے۔ وہ صرف
کارکنی کی خوشی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ یہہ عملی طاقت کا ایک بڑا راز ہے۔ ایک شخص
بہت واضح طور پر محنت کو کاہلی پر ترجیح دے۔ اور صحت آور استعمال کسی ایک آدمی کے
تمام قابلیتوں کا اونکو خواب آلودہ سستی میں آرام کرنے کے لئے بے استعمال چھوڑ دینے سے
ایک لمبے عرصہ کے بعد غالباً ہمکو معلوم ہوگا۔ کہ قابلیتوں کا استعمال بذات خود بہت
زیادہ اصلی مسرت کا باعث ہوا ہے۔ بہ نسبت اس اصلی نتایج کے حاصل ہونیکے جسکے
حاصل کرنے کے لئے کوشش کیگئی تھی۔ ✣

ایک بڑے جج کی نسبت کہا گیا ہے۔ کہ اوسنے کبھی جایز موقع نہیں جانے دیا۔ لیکن اوسنے
کبھی ناجایز فائدہ اوٹھانے کی رضامندی ظاہر نہیں کی۔ اپنے زمانہ کے کسی وقت میں
جو کچھ اوسنے کرنا تھا۔ وہ اپنے پورے دل اور جان سے کرتا تھا۔ اگر اوسکی محنت کا نتیجہ
ناکامیابی میں نکلتا تھا۔ تو وہ اپنے تئیں ملامت نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ اوسنے اپنی طرف
سے نہایت درجہ کا اچھا کام کرنے میں کوشش کی تھی۔ ✣

ہمیں کام کرنا چاہئے۔ یہہ بھروسہ کرکے کہ بعض اچھے تخم جو ہم نے زمین میں ڈالے ہیں آ
جڑ پکڑ جائینگے۔ اور نیک کرداری کے کاموں میں بارور ہونگے۔ جو انسان اپنے واسطے
شروع کرتا ہے۔ خدا دوسروں کیواسطے اتمام کو پہونچاتا ہے۔ درحقیقت ہم کوئی بات ختم
نہیں کرسکتے۔ دوسرے شروع کردیتے ہیں۔ جہاں سے کہ ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ اور
ہمارا کام ایک ایسی منزل پر پہونچا دیتے ہیں جو تکمیل کے نزدیک تر ہوتی ہے۔ جہاں

اون لوگوں کے لیئے جو ہمارے بعد میں آتے ہیں۔ ایک اعلےٰ تجویز جو کہ تتبع کرنے کے
لائق ہوتی ہے۔ بطور ورثہ کے چھوڑنی لازم ہے۔ خوب کیا۔ خوب کرداری۔ اور
بیہودی۔ یہ جدا کرنے والے حالات ہیں۔ جو کہ تمام زمانہ ابد میں پہونچتے رہتے ہیں
بہت کم لوگ اس خیال کو پہونچتے ہیں۔ کہ وہ اس دنیا میں کسی کام کے نہیں۔ اون کی
موجودگی کا امر ہی اونکے وجود کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ دنیا اونکے سامنے ہے
نیکی اور بدی اونکے اختیار میں ہے۔ یعنے فایدہ مندی۔ اور کاہلی اپنے وقت اور
وسائل سے اونہوں نے کیا کام کیا۔ کیا اونہوں نے دنیا کو دکھایا۔ کہ اونکی زندگی
کس مصرف کی تھی۔ کیا اپنی زندگی میں کسی دوسرے کو بہتر بنایا۔ کیا اونکا زمانہ صرف
سستی۔ خودغرضی۔ کاہلی۔ اور لاپروائی کا ہوا ہے۔ کیا وہ خوشی کے متلاشی رہے
ہیں۔ خوشی کاہلی کے آگے بھاگ جاتی ہے۔ شادمانی سستی کے پہونچ سے باہر ہے
خوشی اور شادمانی کام اور محنت کا پھل ہیں۔ نہ کہ لاپرواہی اور غفلت کا + ایک بدقسمت
نوجوان شخص نے جسنے خیال کیا۔ کہ اسکی زندگی اس دنیا میں کسی کام کی نہیں ہے۔
عام طور پر اپنی جان کا خاتمہ کرنے کے لیئے قصد کرلیا۔ یہہ واقعہ بمقام کیپرن الی نوئس
ممالک یونائیٹڈ سٹیٹس میں واقع ہوا۔ اُس آدمی نے اپنی عقل کی تکذیب کی
تھی۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا تھا۔ فرض۔ نیکی۔ یا مذہب کا اوسکو کوئی خیال نہ تھا۔
چونکہ وہ مادہ پرستی کا ماننے والا تھا۔ وہ عاقبت سے بےخوف تھا۔ اُسنے اشتہار دیا۔ کہ وہ
ایک لکچر دیگا۔ اور پھر اپنے سر میں گولی مار لیگا۔ لکچر کیواسطے اور اوسکے دل آویز نتیجہ
کے لیئے داخلہ کی شرح فی کس ایک ڈالر تھا۔ یہی رقم وصول شدہ کسیقدر اوسکے تجہیز و
تکفین کے اخراجات میں صرف کیجانی تھی۔ اور باقی کا روپیہ لندن کے تین معتقدان
مادہ کی تصانیف کی خریداری میں لگایا جانا تھا۔ تاکہ وہ کتابیں شہر کے کتب خانہ
میں رکھی جاویں۔ کمرہ بھرا ہوا تھا۔ روپیہ کی بڑی مقدار حاصل ہوگئی۔ جب اُسنے
لکچر ختم کردیا۔ تو اُسنے پستول نکالا۔ اور اپنے وعدہ کے مطابق مار کر اپنے سر کا بھیجا
نکال دیا۔ دنیاوی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ یعنے اپنے خدا کے حضور میں خونی ہاتھوں سے

ڈور پڑا۔ یہہ واقعہ اگست ۱۸۶۵ء میں واقع ہوا۔ +

شاید یہہ خوفناک کام خام خیالی کا نتیجہ تھا۔ یا شاید سنسنی پیدا کرنے کے لیئے کیا گیا تھا۔ اُسکا نام اخباروں میں نکلیگا۔ ہر ایک شخص اوسکی ہمت پر خوشی کا نعرہ ماریگا۔ لیکن یہہ زیادہ تر تُندی دلی بہ نسبت دلیری کی تھی۔ یہہ نا امید بطلان کا نتیجہ تھا۔ لٹریٹن صاحب نے ایکدفعہ فرمایا کہ لوگ۔ حرص۔ شہوت اور لالچ کی نسبت کہتے ہیں کہ برے جذبے ہیں۔ یہہ غلطی ہے۔ یہہ چھوٹے جذبے ہیں گھمنڈ ان سب سے بڑا حاکم جذبہ ہے۔ یہہ نہایت بہادرانہ کام کے لیئے راغب کرتا ہے اور نہایت خوفناک جرموں کا مرتکب کرتا ہے۔ اِس جذبے سے مجھکو بچاؤ اور سب کا میں مقابلہ کر سکتا ہوں وہ سب چھوٹے ہیں۔ لیکن یہ ایک بڑا دیو ہے + ایک مستقل مرضی کی ضرورت نہ صرف مشکل فرائض کے ادا کرنے کے لیئے ہے۔ بلکہ جلدی پھُرتی اور مستقل مزاجی کیساتھ ہزاروں مشکل باتوں میں سے گذرنے کے لیئے جو ہر ایک شخص کے راستے میں۔ حائل ہوتے ہیں۔ تھے۔ اسطور پر حوصلہ کی ایسی ہی ضرورت ہے۔ جیسے کہ دیانت کی فرض کی ادائیگی میں وہ طاقت قلیل دکھائی دی جیکی کسی ایک شخص کو خوشی سے کسی ان باتوں میں سے تنہا لیجانے کی ضرورت ہو۔ لیکن اس مجموعی گھمنڈ کا ایک ایک سر کے مقابلہ کرنا۔ اور کبھی اچانک پکڑے نہ جانا۔ یا غصہ ہو جانا انسانی خلقت کا ایک اخیری محاصل ہے۔ +

ہر ایک نسل کو اپنا بوجھ اوٹھانا ہوتا ہے۔ اپنے خاص خطروں کو برداشت کرنا پڑتا ہے سب طرحکی آزمائشوں میں گذرنے کیواسطے۔ ہم ہر روز لالچ میں پڑتے ہیں۔ خواہ یہہ سستی۔ تن آسانی یا برائی کا ہو۔ فرض کے خیال اور ہمت کی طاقت کو ان چیزوں سے روکنا لازم ہے۔ خواہ دنیاوی فائدہ کا کیسا ہی نقصان برداشت نہ کرنا پڑے۔ جب نیکی اس طور پر ہماری روزمرہ کی عادت بن جاتی ہے۔ پھر ہم ایک خاص عادت کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اور تیار ہو جاتے ہیں بہت کچھ پورا کرنے کے لیئے اون اغراض کے جنکے لیئے خدا نے ہمکو پیدا کیا ہے۔ +

دنیا میں کسقدر نقصان ہوا ہے۔ ذرا تھوڑی سی ہمت نہ ہونے سے ہماری مرضی کرنے
کی ہوتی ہے۔ مگر ہم اوسے کرنے میں ناکامیاب ہوتے ہیں۔ دنیا کی حالت ایسی ہے۔
اور اسقدر فعل پر منحصر ہے۔ کہ ہر ایک چیز پکار کر ہر ایک آدمی کو کہتے ہوئے دکھائی دیتی
ہے۔ کچھ کرو۔ اسکو کرو۔ اسکو کرو۔ غریب دہقانی پادری اپنے گرجا میں۔ بُرائی۔
بدکرداری۔ ناانصافی۔ اور بدی کے برخلاف لڑتے ہوئے فرض کے اعلےٰ تر خیالات
بہ نسبت اونکے جو اسکندر اعظم کبھی رکھتا تھا۔ رکھتا ہے۔ بعض آدمی کارکنوں سے صرف
معافی کے خواہان رہتے ہیں۔ اُسوقت بھی جبکہ وہ اوس کام کرنے کے لئے تیار رہنے
اور آمادہ رہنے کی ظاہرداری دکھاتے ہیں۔ وہ کنارے کے اوپر کانپتے ہوئے کھڑے رہتے
ہیں۔ اور غوطہ لگانے کا اون میں حوصلہ نہیں ہوتا۔ ہر روز ایک تعداد گمنام آدمیونکی
قبر میں جاتی ہے۔ جو اگر اونکو شروع کرنے کی ہمت ہوتی۔ تو اغلباً نیک کرداری کے
دور میں بہت دور چلے جاتے۔

ایڈن برا کے پروفیسر ولسن صاحب نے اپنے طلبا کو ہمیشہ تعلیم دیتے ہوئے فرض کا خیال
سب سے زیادہ جتلایا۔ خاصکر فرض با عمل اُسکے لکچروں سے اون لوگوں کی عادات پر
گہرا اثر پیدا ہوا۔ جو اُسکو سنتے تھے۔ اوس نے اونکو زندگی کی لڑائی بہادری سے لڑنے
کے لئے بہجا مثل ایک بوڑھے ھائیلنڈ کے بہادر کے۔ خوبی سے دلیری کرنا۔ مضبوط
ارادہ رکھنا۔ اور فرض کے راستہ میں کبھی نہ لڑکھڑانا[1]۔ یہہ اوسکا عقیدہ تھا۔
دنیا میں بہت کچھہ زیبائش ہے۔ اکثر ہمت کے نہونے کے وجہ سے پیدا ہوتی ہے جبکہ

[1] جبکہ وہ ایڈن برا شہر کی کونسل میں اونکے ممبروں کیساتھ اونکی رائے کیواسطے قبل و قال کر رہا
تھا۔ اونمیں سے ایک نے اُس سے کہا۔ مسٹر ولسن میں اپنی رائے تمہارے حق میں دینا پسند کرتا
ہوں۔ لیکن میں ڈرتا ہوں وہ کہتے ہیں۔ کہ تم تثلیث سے بچنے کی امید نہیں کرتے ہو۔ بلکہ صاحب
مجھے اُسکی نسبت بہت کچھہ معلوم نہیں ہے۔ اور اگر مہربانی سے مجھے نہیں بچائیگا۔ تو میں یقین
رکھتا ہوں۔ کہ میرے کام مجھکو نہیں بچائینگے۔ یہہ کافی ہے۔ میں تمہارے حق میں اپنی رائے
دونگا۔ +

تو تھرو صاحب نے ایڈ اسمس صاحب کو فرمایا۔ تم اتفاقوں پر اون کو چھوڑنے بغیر اور پیشوون پہاڑون کے توڑنے بغیر چلنا چاہتے ہو۔ ایڈ اسمس نے جھجکتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے جواب دیا۔ کہ میں حضرت عیسے کے معاملہ میں بیوفائی نہیں کرونگا۔ جہانتک کہ عمر مجھے اجازت دیگی۔ تو تھرو صاحب بہت مختلف عادت کے آدمی تھے۔ میں کیڑوں کے پاس جاؤنگا خواہ شیطان میرے برخلاف ایسا گہرا پڑے جیسا کہ گہر کی چھت پر اکھٹے ہیں۔ اور یا سنٹ پال کیطرح نہ صرف باندہے جانے کے لئے تیار رہوں۔ بلکہ اور شلیم میں مرنے کے لئے۔ بعل لکنز انڈ ربن صاحب نے فرمایا۔ کہ میری عادت کی ایک خاصیت پوری سنجیدگی ہے۔ میں کسی بات کی بے پروائی نہیں کرتا۔ جو میں شروع کرتا ہوں۔ واقعی اگر میں کوئی کام کرنا اختیار کرتا ہوں میں لاپرواہ نہیں ہو سکتا۔ مضبوط آدمی اور کمزور آدمی کے درمیان میں اتنا ہی فرق ہوتا ہے۔ دلیر آدمی اکثر مار ڈالے جاتے ہیں۔ اور باتیں کرنے والے پیچھے رہجاتے ہیں۔ اور بز دل بھاگ جاتے ہیں۔ کام ہمکو ظاہر کرتے ہیں۔ جو کچھ کہ ہم ہیں۔ لفظ ظاہر کرتے ہیں صرف جو کچھ کہ ہمکو ہونا چاہئیے۔ ہر ایک لمحہ زمانہ کا رکنی کا قطعی فتح ہو سکتا ہے۔

لیسمیلس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کام یا کام کی ضرورت انسان کی دشمن ہے۔ ابیرکرو صاحب اسکے برخلاف فرماتے ہیں کہ ایک بے روک عقل ذاتی انسانکو کسی کام کیطرف لیجاتی ہے اور فعل کی ذریعے سے کسی غیر متوقع خوشی یا متوقع شادمانی یا مقررہ فرض کیجانب لیجاتی ہے۔ یہہ بے روک عقل زندگی کی خود ذاتی عقل سے کچھ کم نہیں ہے۔ یہہ بیان کرتی ہے۔ اور مجتمع کرتی ہے۔ اوسی لحظہ میں جس میں کہ یہ ہمارے دل میں ہونے کا خیال پیدا کرتی ہے۔ یہہ وجود کے اصلی قابلیت کا اندازہ لگاتی ہے۔ خالص نشان ہیں۔ جو بڑی جد وجہد میں پائی جاتی ہیں۔ روکوں کے مقابلہ میں کامیابی کا نتیجہ حاصل کرنے کے دور ہیں۔ اور ایک طاقت کے جو اپنی بہائی الله ہے اور ہیر زندگی کی۔ خواہ یہہ انسانی آزادوں کو مغلوب کرنے کے لئے یا سب بھوں کے اوپر کامیابی حاصل کرنے کے لئے۔ یا ہنر کے روک تھام کرنے کے لئے یعنے المختصر کام کے

جو سچا دوست اور ناصح انسان کا ہے۔ جو اسکو تمام کمزوریوں سے اونچا رکھتا ہے۔ اوسے
صاف اور پاک کرتا ہے۔ بیہودہ لالچوں سے اوسے بچاتا ہے۔ اور اوسے اپنا بوجھ غمناک
دلوں میں برداشت کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اور جسکے سامنے نہایت درجہ کا رنج و غم کچھ
عرصہ کے لئے مفقود ہو جاتے ہیں۔ درحقیقت جبکہ یہہ پہلی نظر کاوٹ اور بے رغبتی کو مغلوب
کر لیتا ہے۔ تو یہہ ملہم بن جاتا ہے۔ کام بذاتہٖ تمام نتائج کو علیحدہ رکھکر ایک نہایت زندہ
خوشیوں میں سے ایک ہے۔ پیمپٹس صاحب کی رائے کے مطابق اسکو دشمن قرار دینا
خوشی کے خیال کی غلط فہمی کرنا ہے۔ کاریگر کے لئے اپنے ہاتھوں میں یا اپنے خیال میں کام
بڑھتے ہوئے دیکھنا۔ یا اوسکے ساتھ یکسان بنانا جیسا کہ ارسطو صاحب نے فرمایا۔ کہ
اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ خواہ یہہ مزدور اپنے فصل پیکام کرنے والا ہو۔ یا کاریگر ایک
گھر کو بنا رہا ہو۔ یا سنگ تراش اپنے بت کو تراشے۔ خواہ ایک نظم ہو۔ یا ایک کتاب ہو
پیدا کرنے کی خوشی محنت کی تمام تکلیفوں سے زیادہ بارآور ہوتی ہے۔ اور چونکہ
واقف کار محنت بیرونی رکاوٹوں کے برخلاف بیدار زندگی کی پہلی خوشی ہوتی ہے۔
اسی طور پر ختم شدہ کام نہایت درجہ کی بڑی خوشیوں میں سے ہے۔ جو ہمیں دنیا کا
پورا خیال پیدا کرتی ہے۔ اور خصوصیت دیتا ہے۔ ہماری کامیابی کو خلقت پر۔ خواہ
قدرے اونا پائیدار ہی کیوں نہ ہو۔ کوشش یا ارادے کی اصلی حقیقت[1] کسی کام

میں ایسے ہی
انسان عقل کا پتلا ہے۔ کیونکہ وہ محنت کا مجموعہ تھا۔ طاقت واقعات کو فتح کر سکتی ہے
اصول کار ایسا طاقتور ہے۔ کہ کوئی واقعہ اوسکو روک نہیں سکتا۔ یہہ راستہ صاف
کرتا ہے۔ اور اپنے تئیں برتر بناتا ہے۔ ہر ایک چیز کو قسمت اور بدقسمتی اور اچھائی و برائی
سے خوشیاں جو اس دنیا میں ہمیں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ صرف ہمیں لذت دیتی ہیں
کسی زیادہ تر اہم محنت میں جسمیں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ انسان کی عقل اوسکے کام کو
ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک آدمی اپنے ہی کام کا پتلا ہے۔ ہرشل صاحب فرماتے
ہیں۔ کہ نیک کام گھڑیال کی طرح صاف طور پر آسمان کے درمیان گونجتے ہیں۔

[1] دیکھو سیسی سمی ۱۹ مسلی سیر اے کیرو ہیرس شنہ ۱۸۶۴ء

روزمرہ کی زندگی کے کاروبار میں لوگوں کیساتھ ایک صریح اور ہمدردانہ تعلق ایک
بہتر تیاری ہے۔ ایک باصحت قومی کام کے لیئے بہ نسبت کسی متقدار دھیان اور
گوشہ نشینی کے۔ سویڈن برا صاحب نے جو کچھ غریبی کے پن اور ترک دنیا ہونے کے
متعلق فرمایا ہے تاکہ خدا میں زیادہ دل لگائے معقول اور صحیح معلوم ہوتا ہے۔ وہ
زندگی جس سے بہشت حاصل ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ دنیا سے گوشہ نشینی اختیار کرنیکی
زندگی نہیں ہے۔ بلکہ دنیا میں رہ کر کام کرنے کی ہے۔ سخاوت کی زندگی جو سچائی اور
انصاف سے ہر ایک خطہ اور کام میں کام کرنے پر قانون الہی کی تعمیل میں مشغول ہے۔
مشکل نہیں ہے۔ لیکن صرف پارسائی کی زندگی مشکل ہے۔ اور یہ بہشت سے ہمکو
اسقدر گمراہ کرتی ہے جسقدر کہ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے۔ کہ اُسکی طرف لیجاتی ہے۔
بہت آدمیوں کے نزدیک مذہب صرف ایک لفاظی کا معاملہ ہے۔ جہانتک کہ لفظوں کا
تعلق ہے۔ جو کچھ کہ ہم درست خیال کرتے ہیں۔ لیکن لفظ شاذ و نادر کم خیال الوارث
صفائی۔ نیکی۔ دیانت داری کیطرف لے جاتے ہیں۔ مذہب گویا کھیل تصور کیا جاتا
ہے۔ اور بہت کم سخت کام کیا جاتا ہے۔ مذہب کے متعلق بہت کچھ پڑھا جاتا ہے۔
لیکن سچا مذہب جو انسانی عادات اور افعال میں منضبط ہے۔ وہ زیادہ نصیحت پذیر
ہے بمقابلہ ہزاروں حصول علم الہی کی کتابوں سے۔ اگر انسان کے گذارہ کی صورت
نہ ہو۔ اور نہ مضبوط قول نیکی کے راستہ پر چلاتی ہے۔ وہ یا تو نفسانی خواہشات کا
کھلونا بن جائیگا۔ یا شرمناک کاہلی کی زندگی بسر کریگا۔ +

انگلستان کے نوجوانوں کے لیئے آجکل نہایت خطرہ جس چیز کا ہے وہ سستی ہے۔
جسکو تربیت کہا جاتا ہے۔ وہ بالکل قلیل ہے۔ یہ نہایت کمینہ اخلاقی عادات سے
نفرت انگیز خدمتگاری اون لوگوں کی جو بڑے پائے کے ہوں۔ غریب اور ادنے
آدمیوں کیطرف مغروری سے محمول کئے جاسکتے ہیں۔ + کی جا سکتی ہے۔
شیخ سست نوجوان کا کسی میں یقین نہیں ہوتا ہے۔ کسی کی عزت نہیں کرتا ہے
کسی چیز کی امید نہیں رکھتا ہے۔ انسانی دلوں میں نیکی کی آخری کامیابی کی بھی امید

نہیں رکھتا ہے۔ دنیا میں بہت سے ٹوٹ کلس صاحب ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ یہہ ایک ہی سی بات ہے۔ یہہ کوئی بات نہیں ہے۔ یہہ یکسان بات نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہہ سو برس تک یکسان بات ہوگی۔ ہر ایک آدمی کی زندگی کا اثر سوسائیٹی کی تمام زندگی پر پڑتا ہے۔ ہر ایک شخص کو خاص فرض ادا کرنا ہوتا ہے۔ اور خاص کام کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ اسکو نہیں کرتا ہے۔ تو وہ خود نقصان اوٹھاتا ہے۔ اور دیگر لوگ اوسکی وجہ سے نقصان اوٹھاتے ہیں۔ اوسکی سستی دوسروں میں چھوہ جاتی ہے۔ اور ایک خراب مثال پیدا کرتی ہے۔ بیکار زندگی ایک اوائل عمر کی موت ہے۔

نوجوان آدمیوں میں حد سے زیادہ بڑبڑاہٹ ہے بجائے اس کام کو شروع کرنے کے جسکا کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ وہ جھگڑالو خواہشیں ظاہر کرتے ہیں جس سے کوئی کام نہیں نکلتا۔ ڈاکٹر جیننگ صاحب نے یہہ نقص دیکھا جنہوں نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ ہمارے اتنے نوجوان آدمی ناامیدی کے سکول میں نشو و نما پائیں۔ کیا زندگی جینے کے قابل نہیں ہے؟ بلا شبہہ نہیں۔ اگر یہہ سستی میں ضائع کیجائے۔ پڑھنا بھی اکثر دماغی پریشانی خیال کیا جاتا ہے۔ یہ صرف ایک سکولی غفلت ہے۔ اسلئے اسقدر بڑبڑانیوالے غافل شوخ نوجوان دیکھتے ہو جنکے دل عقلی تیزی اور شوخی سے صیقل کئے گئے ہیں۔ دوسروں کی کاموں میں نکتہ چینی کرنے پر تیار رہتے ہیں۔ لیکن آپ کچھہ نہیں کرتے۔ وے معاملات کی سنجیدگی پر طنز کرتے ہیں۔ ایک قابل افسوس بے پرواہی اُن عقلمند آوارگان میں پائی جاتی ہے اونکی روح اگر وہ انکی موجودگی سے واقف ہوں۔ ہر ایک گذرتی ہوئی ہوا سے اڑتے پھرتے ہیں۔ وہ یقین کے بغیر سمجھتے ہیں۔ وہ خیالات جوان کے دلوں میں آتے ہیں۔ ان سے کوئی کار نمایاں پیدا نہیں ہوتا۔ انکا کوئی اصول یا عقیدہ نہیں ہوتا۔ نہ سہی عنصر کو بھول جاتے ہیں۔ اونکا عقیدہ کچھہ نہیں ہے۔ جسمیں سے کچھہ برا مذہب ہوتا۔ انکے نزد معیار زندگی کی کوئی امنگ نہیں ہوتی ہے۔ اور نہ نیک خیالات کی یا نیکی علوئت کی خواہش ہوتی ہے۔ ہم میں عقل بہت ہے۔ لیکن اعتقاد نہیں۔ علم بہت ہے لیکن دانائی نہیں۔ بہت تربیت ہے۔ لیکن محبت و مہربانی نہیں۔

ممکن ہے کہ ایک قوم میں شائستگی ہو۔ اور اسکے علاوہ اور کچھ نہ ہو۔ علم اور دانائی ایک نہیں ہیں۔ بلکہ اکثر ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ اسکا شبہہ کیا جاتا ہے۔ کہ آیا علم سے عقل یا نیکی بڑھ جاتی ہے۔ فیلن صاحب کہتا ہے کہ ایک اچھی زندہ کتاب ہونا بہتر ہے۔ بمقابلہ اچھی کتابوں کی الفت رکھنے کے گوناگون مطالعہ سے خوشی پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن دل کو خوراک نہیں دیسکتا۔ سینٹ انسلم صاحب نے فرمایا۔ کہ خدا اکثر اُمّی آدمیوں کے ذریعے سے زیادہ کام کرتا ہے۔ اُن چیزوں کی تلاش کرتے ہوئے جو خدا کی ہیں۔ بہ نسبت عالموں کی لیاقت کے ذریعہ سے اون چیزوں کی تلاش کرتے ہوئے جو کہ اونکی اپنی ہیں۔ یہہ ایک تصویر ہے۔ جو ایک بڑے فرانسیسی مصنف نے اپنے ہمعصروں کی کھینچی ہے۔ یعنے تمام اطراف میں تم کیا معلوم کرتے ہو۔ صرف عقیدوں اور فرائض سے بالکل بے پروا ہے۔ عیش اور زر کا شوق جس سے ہر ایک چیز جو تم چاہتے ہو حاصل ہو سکتی ہے۔ ہر ایک چیز خریدی جا سکتی ہے۔ (یعنی ضمیر آبرو۔ مذہب۔ رائے۔ لطافت۔ لحاظ۔ خود غرضی۔ تمام سچائیوں اور تمام خوبیوں کی بڑی تباہی۔ تمام [illegible] مسائل اور تمام ناپارسائی کے اصول بے پروائی کے ہضم کرنے والے طریق میں یا تو پیوست ہو گئے ہیں۔ یا معدوم ہو گئے ہیں جو فہمید کا اصلی مقبرہ ہے جس میں یہہ تنہا اور ننگا سچائی اور غلطیوں سے مساوی طور پر عریاں ہو کر جاتا ہے ایک خالی قبر ہے جہاں آدمی کو ہڈیاں بھی نہیں مل سکتی ہیں۔ +

مگر ہمکو تربیت ربانی دلاتی ہے۔ ایک نیا لفظ صحیح اصل سے ہے۔ بہت سے لوگ

ملہ ایک اور عجیب لفظ تھوڑی مدت سے نکلا ہے۔ جو فلسطینی ہے۔ مسٹر لسلی سٹیفن صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ایک لغت کا لفظ ہے۔ جو اپنے قسم کے آدمیونکو چور دیتی ہیں۔ ہسکو ٹنور صاحب اسکی آیات اور تعریف بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ فلسطینی کو کوئی روحانی خواہش نہیں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسکو کوئی روحانی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہہ مقولہ صحیح ہے۔ کہ فلسطینی کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ اور اوسکے اپنے لئے بصیرت ہے۔ ہنر کا کوئی خط اوسکی خشک زندگی کو تر و تازہ نہیں کر سکتا۔ اوسکی خوشیاں نفسانی ہیں۔ اوسکی زندگی کا مدعا اپنے جسمانی آسائشوں کی تعداد ہمیشہ زیادہ کرتا ہے۔ +

تربیت پرست ہیں۔ یہی صرف انکا ایک مذہب ہے۔ یہہ ایک عقلی ترک دنیاوی اور بیدینی ہی تہذیب کے روغن کے ساتھہ۔ جو لوگ کہ اسکو مانتے ہیں۔ وہ ایک عجیب علویت کے آب و ہوا میں بستے ہیں۔ مثل اسکے جو بلیر صاحب نے اپنی کتاب لیپس تر پسٹس بڑے کول میں بیان کیا ہے۔ کسی کی تعریف نہ کرنا انکا مسئلہ ہے۔ پرانے طریق کے محنت اور خود انکاری کوشش اور راالمئدی کی خوبیوں کو لعنت بھیجتے ہیں۔ انکا صرف ایک سرد مہری کے انکاریوں کا عقیدہ ہے جسمیں نہ تو کسی چیز کی تعریف ہو سکتی ہے۔ اور نہ کچھ امید ہوتی ہے۔ وہ ہر ایک بات میں بیدین اور شکی ہیں۔ وہ خود کوئی کام نہیں کرتے۔ لیکن وہ دوسروں کے کام سے انکار کرتے ہیں۔ وہ کسی چیز میں سوائے اپنے یقین نہیں رکھتے۔ وہ خود اپنے چھوٹے دیوتا ہیں۔ +

گوئٹی صاحب آرائش اور تربیت کے موحد تھے۔ لیکن گوئٹی کی نظم سے کپلر صاحب جیسے کار نمایاں ظاہر نہیں ہوتے۔ گوئٹی کی کتابیں بے نسل ہیں۔ وہ ایک آدمی تھا جو عورتوں کے عشق سے تجارت کرتا تھا۔ عورتیں جن سے کہ اسنے لگاؤ پیدا کیا تھا۔ اپنی قوت فریفتگی سے اوسکا سب پچھلا سوانح عمری لکھنے والا کہتا ہے۔ کہ جب کسی عورت کا خیال اوسکے سر میں جاگزین نہ ہوتا تھا۔ وہ مانند ایک چیتھڑے والے جراح کے ہوتا تھا۔ بلا معمول کے بالزک کی نسبت وہ کہتا ہے۔ کہ اوسکا ہر ایک اعلے ناول ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی مصیبت زدہ عورت کے دل میں سے کھود نکالا ہے۔ بالزک صاحب کا تو کی بہتر کی جراح بکنے تھے۔ گوئٹی صاحب اپنے علم خواص الاشیا کے اوائل شوق کے متعلق کہتا ہے۔ کہ مجھے یاد ہے۔ کہ جب میں بچہ تھا۔ تو میں پھولوں کو توڑ ڈالتا تھا۔ یہہ دیکھنے کے لیئے کہ اسکی پنکھڑیاں پھول کے قدح میں کیونکر ڈھلی ہوئی ہیں۔ یا کبھی پرندوں کے پر اوکھاڑتا تھا۔ یہہ دیکھنے کے لیئے۔ کہ انکے پر بازوؤں میں کیونکر لگے ہوئے ہیں۔ تبتینا صاحب نے لارڈ ھٹن صاحب سے فرمایا۔ کہ وہ عورتوں کیساتھہ سلوک بہت کچھ اسی طریق پر کرتا تھا۔ اوسکی تمام تحقیق اعلے اور ادنے ہی قسم کی نازک سی کیفیت رکھتے ہیں۔ اوسکی فریفتگی کی قوتیں غیر معمولی ہیں۔

اور اگر ہنر کے اغراض سے کوئی بڑا جوش ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ تو وہ جذبے کو بلا پیش و پس یا افسوس کے گہرا کر دیتا تھا۔ مانند ایک مصوّر کے جو حضرت عیسےٰ کی صلیب پر کی تصویر اوتارنے میں مصروف ہو جسنے جسمانی عذاب کے ضروری نمایش نقشہ میں پیدا کرنے کے لئے۔ اوسکے پہلو میں ایک بہالا لگا دیا۔ بار بار بینی کی لیاقت ایسے حالات میں نقابلتاً سرد مہری ظاہر کرتے ہیں۔ اور ہم گوئٹی صاحب کو ایل ہتی گی بلیس بہاؤر کی مانند خیال کر سکتے ہیں۔ جو انگلی سے نبض پریشان کرتا تھا۔ جبکہ ضروری درجہ کا جوش حاصل ہو جاتا تھا۔ اور بڑی احتیاط کرتا تھا۔ کہ تپ والی گرمی پر ٹھہر جائے۔ گوئٹی صاحب صاف طور پر ہمیں بتلاتے ہیں۔ کہ اوس نے ہر ایک چیز کو ماجرے یا معاملہ عشق کی متعلق فائدہ مند بنایا۔ اور یہہ کہ وہ خیال کرتا تھا۔ جو کچھ کہ واقعہ ہوتا تھا۔ اپنے ناواقف عورتوں کے ساتھ لعبتان کے خیال سے۔ اور اوس نے معلوم کیا۔ کہ نہایت تفریح بخش عذر خواہی کسی بداتفاقی یا مایوسی کی یہہ تھی[1]۔ کہ وہ اسکی نسبت تحریر کرے۔

او بیقا یارہ تکبر صرف عقلی لیاقت کا کیسا فضول۔ کیسا ذلیل ہے۔ جبکہ اوسکا مقابلہ دل کی مالا مالی سے کیا جائے سخت او خشک لیاقت دماغ اور جسم کی فہمیدگی کیا ہے۔ یہہ ایک صرف رائے کے مردہ پنجر ہیں۔ چند خشک ہڈیاں جو اکٹھی بندہی ہوئی ہیں۔ جسمیں روح نہو۔ نمی اور جان۔ مادہ اور اصلیت بنجائے اور خوشی پیدا کرنے کے واسطے ہر ایک شخص کو نیوٹن صاحب کی ایک منکسرانہ کہاوت یاد ہوگی جو شاید ایک بڑا آدمی تھا جو اس دنیا میں پیدا ہوا جو دریافت کرنے والا تھا۔ طریق فشار کا مسئلہ اور کشش ثقل کا اور منشور الشعاع کا۔ کہ وہ اپنے تئیں خیال کرتا تھا۔ صرف مانند ایک بچے کے جو سمندر کے کنارے کھیلتا ہو۔ جبکہ سچائی کا وسیع سمندر اسکے سامنے بے کھوج پڑا ہو کیا کوئی فیلسوف ہے۔ جو ایسا اقرار کرے۔ +

کونٹ دی میسٹر صاحب کہتے ہیں۔ کہ ایسی ہی سچائیاں ہیں جو انسان صرف اپنی دل کے جوش سے حاصل کر سکتا ہے۔ نیک آدمی اکثر متعجب ہوتا ہے۔ بڑے

---

[1] گوئٹی صاحب۔ اے۔ جی وارڈ۔ کیپسی۔ ۴۔

لیاقت کے آدمیوں کو ثبوت رد کرتے ہوئے دیکھکر جو اوسکو صاف معلوم ہوتے ہیں - اِن
آدمیوں میں کسی خاص لیاقت کی کمی ہوتی ہے - یہی صحیح معنے سمجھنے کیے - جبکہ نہایت
ہوشیار آدمی کو مذہب کا خیال نہیں ہوتا ہے - ہم اوسکو نہ صرف فتح کر سکتے ہیں -
بلکہ ہمارے پاس وسائل بھی نہیں ہوتے - کہ اوسکو سمجھا سکیں - پہر سر ھمفری ڈیوی
صاحب کہتا ہے - کہ عقل زندگی میں اکثر ایک بیکار بوجھ ہے جس سے خیالات برباد
ہوجاتے ہیں - اور اصول کے عوض صرف تخمینہ اور احتیاط کی بھرتی ہوتی ہے - ✣

لیکن فرض کا نہایت وسیع میدان انشا پردازی اور کتابوں کے احاطہ سے باہر
واقعہ ہوتا ہے - انسان زیادہ مجلسی آدمی ہے - بہ نسبت عقلی مخلوق کے انسان کی
تہذیب کا اعلے حصہ مجلسی تعلقات سے پیدا ہوتا ہے - اسواسطے اخلاق - خودداری
برداشت فی مابین - خود قربانی - دوسروں کی بھلائی کیواسطے ہوتی ہے - انسانونکا
تجربہ بہ نسبت علم انشا کے زیادہ وسیع ہوتا ہے - زندگی ایک کتاب ہے - جو کسی
ایک آدمی کی زندگی تک رہتی ہے - لیکن اوسکی مشکل صفات کے سمجھنے کے لئے عقل
درکار ہوتی ہے - ✣

لیڈی وسمانی صاحبہ کہتی ہیں - کہ ہمارے زمانے میں نہ ٹوٹنے والا تعلق درمیان خیالات
تربیت تعلیم اور تجربہ کے تہے - یہ اب صرف ناواقف اور جاہل ہیں - جو دونوں نہیں کر سکتے
لیکن پچاس سال گذرے ہیں - کہ کتابیں بجز نہایت اعلے تعلیم کے مستثنات تھیں - اور
بہت ہوشیار مرد اور عورتیں اپنے خیالات کسی چیز کی نہایت قلیل مدد سے - سوائے
انجیل مقدس کے سوچ بچار کر لیا کرتے تھے - اوپر کے درجہ والوں میں عورتوں کی پہنا
بہت معمولی بات تھی - میری دادی مشکل سے ہجے کر سکتی تھی جبکہ وہ لکھتی تھی -
اور وہ کچھ نہ پڑھتی تھی - لیکن اپنے زمانہ کی کتابیں - ایک فرانسیسی آدمی نے کہا
جو اچھی طرح سے جانچنے کے قابل تھا - لیکن وہ بہت زیادہ لائق اور دانا تھی
بہ نسبت آجکل کی عورتوں کے - پرانے زمانہ میں لڑکوں کے سامنے فرض بطور ایک
رغبت دہی کے پیش کیا جاتا تھا - ناکامیابی ایک شخص کی بیعزتی تصور کیجاتی تہی

لیکن کامیابی اس کا اپنا فرض سمجھا جاتا تھا۔ ہیولر صاحب کہتے ہیں
اِس جواب کے بارے میں کہ وہاں سے غیر معمولی بلندی انسانی قوم کے عام
چبوترے کی جو تعلیم کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے یہ صرف نسائم کی کچھ فوق
ہے۔ یعنی دنیا کی موجودہ کیمیا دی مصلحت فار دنگوں کے کینوں میں (ایک قسم کی سبکی
تبدیل کرنے کے لئے مرد چلن کے زور سے ٭

سب سے زیادہ تربیت کا اعلے مدرسہ گھر ہے۔ کیفیکی زندگی جوانوں کی تربیت کے لئے
خدا کا ایک اپنا طریق ہے اور گھر بہت کچھ ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے عورتیں
اُن کو بناتی ہیں۔ فرانس کی امید ارلینیس کی نسبت سابقہ فرماتے ہیں۔
ان کی ماؤں میں ہے۔ یہی کیفیت انگلستان میں ہے۔ لیکن اب ہم ان
کا عورتوں کے واویلا سے ہم پریشان کئے جاتے ہیں جو کہ اپنے انگلینڈ کے برخلاف النسبت
اعتراض کرتی ہیں۔ اور اپنی نہایت پیاری خصلتوں کو چھوڑنے کے لئے
وحشیانہ طور پر کوشش کرتی ہیں۔ وہ طاقت چاہتی ہیں۔ ملکی لیاقت
چاہتی ہیں۔ اور پھر بھی دنیا وہی ہے۔ جو گھروں کے اثر نے اوسکو بنایا
ہے۔ وہ رایوں کے اقتدار پر یقین رکھتی ہیں اور چاہتی ہیں۔ کہ
اون کے حقوق اونکو دلئے جاویں۔ مگر کیا وہ واقعی یقین رکھتی ہیں
کہ دنیا اِس سے زیادہ بہتر ہوگی۔ اگر اونکو حق رائے دہنے کا تین یا
پانچ سال میں ایک مرتبہ پارلیمنٹ میں وکیل بنانے کے لئے دیا جاوے۔
سینٹ پال صاحب اون عورتوں کے تعریف فرماتے ہیں۔
جو گھروں میں رہکر کام کرنے والی ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ تسلیم کرتا ہے
کہ گھر سوسایٹی بلوریں ہے۔ اور یہ کہ خانگی محبت اور فرض نہایت
ضامن ہیں۔ اُن سب کے لئے جو ہم کو اِس دنیا میں بہت پیاری معلوم
ہوتی ہیں ٭

ایک عالی کا مصنف اون خوبیوں کے اظہار کے بعد جو کہ عورات

کی خصلت میں پائی جانی چاہیں کھتا ہے - ایک شخص قریباً
خوف زدہ ہوگا - یہ دیکھ کر کہ آجکل کی عورتیں کس طور پر بلا
سوچ سمجھے کے بعض نئی قسم کے اعتقادوں یا کاموں کے اختیار کرنے
کے لئے دوڑ پڑنے کے لئے آمادہ ہوجاتی ہیں - اور یہ کہ خدا اون کے
ایسے نزدیک نہیں ہے - جیسا کہ اونکی ماں باد ادیوں کے تھا -
کہ مذہب اونکے نزدیک ایک کمزور طاقت ہے - اور یہ کہ اونکے
دل خدا کے احکامات کی خوبیوں کے پختہ اعتبار واعلیٰ عقیدے
سے مبرا ہیں - مصنف خود ایک عورت ہے +
حال کی فرانس اور جرمنی کی لڑائی سے پہلے جنرل اسٹوفل صاحب
کو تعینات کیا گیا تھا - رپورٹ کرنے کے لئے جرمنی کی حالت
رائے اور اخلاق کے متعلق بمقابلہ فرانس کے - اپنے رپارکون
کے دور میں وہ کہتا ہے - کہ فوج کی تربیت منحصر ہے - سوسائٹی
اور گھریلو کنبوں کے تربیت پر - جرمنی کے جوان آدمیوں کو عام
تابعداری کرنا - حکومت کی عزت کرنا اور سب سے زیادہ اپنا فرض
پورا کرنا سکھایا جاتا ہے - لیکن کس طور پر یہ تربیت فرانس کی
فوج میں موجود پائی جاوے - جبکہ فرانسیسی خاندانوں میں موجود
نہیں ہے - علاوہ ازیں خاندانی دایروں کے پرے مکتبوں مدرسوں
اور کالجوں وغیرہ کی طرف نظر کر دیکھا کچھ کہا جاتا ہے - بچوں
میں یہ خو پیدا کرنے کے لئے کہ وہ اپنے ماں باپ کی عزت کریں -
فرض کی منشا کو سمجھیں - حکومت اور قانون کی فرماں برداری
کریں - اور سب سے زیادہ خدا پر یقین رکھیں - کچھ نہیں
یا کچھ نہیں کے برابر نتیجہ یہ ہے - کہ ہر سال ہم فوج میں جوان آدمیوں
کا دستہ بھرتی کرتے ہیں - جو اکثر بالکل اصول مذہبی اور عمدہ

اخلاق سے بے بہرہ ہوتے ہیں - اور جو اپنے بچپن ہی سے عادی کئے
گئے ہیں - کہ وہ کسی کا کہنا نہ مانیں - ہر ایک معاملہ پر بحث کریں
اور کسی چیز کی عزت نہ کریں - اور پھر بھی ایسے لوگ ہیں - خو
خیال کرتے ہیں - کہ ہم فوراً ہی جوں ہی کہ ایسے نا تربیت یافتہ وبے
اصول جوان فوج میں بھرتی ہوں - انکو تربیت یافتہ بنا سکتے ہیں
یہ لوگ کبھی گمان نہیں کرتے ہیں - کہ فوج میں تربیت کچھ نہیں ہے -
بلکہ وہ بھی دوسری صورت میں ایک خانگی زندگی کی تربیت ہے -
یعنے فرض کا خیال - مقررہ اعلے عہدہ داران کی فرماں برداری -
حکومت - اور مقررہ محکمہ جات کے اصولوں کی عزت - یعنے
مصنوعی تربیت جو ایکدفعہ قرار پا چکے - ممکن ہے کہ واقعات کے دباو
میں کچھ عرصہ قایم رہے - لیکن اس بات کا یقین جانو کہ جوں ہی کہ
اسکی اصلی آزمایش کیجاویگی - یہ ملکی برائی معدوم ہو جاویگی
اس کہنے کی مشکل سے ضرورت ہے - کہ ان الفاظ میں مرن اسٹوپل
صاحب ایک سچے پیغمبر ثابت ہوئے ہیں - کیا یہ بات ہو سکتی ہے
کہ ہم انگلستان میں وہی کاروائی چلا رہے ہیں - کہ ہمیشہ کے بڑھنے
والی سوج سلطنت جمہوری کی خانگی تربیت اور اخلاقی عادات
کے عمدہ پھلوں سے بارآور ہو رہی ہے - ہم بہت شیخی باز لوگ ہیں
ہم اپنی دولت اپنی طاقت اپنی ثروت اپنی بحری اور جنگی طاقت
اور تجارتی برتری کی شیخی بگھارتے ہیں - ممکن ہے کہ یہ تمام باتیں چند
سال میں ہم سے جدا ہو جاویں - اور ہم اہل ہالینڈ کیطرح امیر اور
کم طاقت رہجاویں - قوم حصہ رکھتی ہے - ان اشخاص پر
جن سے کہ وہ مرکب ہے - اور کوئی قوم کبھی نام نہیں حاصل
کرتی ہے - اخلاق فرض عزت اور انصاف کے قواعد دل

کے پابندی کرئیے جس کے باشندے بالا فراد اور بالاجمال وہی خصلتیں رکھتے ہوں - لارڈ ڈربی صاحب نے اپنے حال کی تقریروں میں سے ایک میں فرمایا - ایک لائق امیر آدمی نے کچھ دن ہوئے مجھ سے کہا - کہ اوس کے خیال میں واٹرلو کی لڑائی کے بعد انگلستان برابر تنزل کرتا ہے - اون حالتوں میں جو چال چلن کو زور آور و طاقتور بناتی ہیں - گو اوس نے ایسے الفاظ میں نہیں کہا لیکن طرز سے میں نے یہ نتیجہ نکالا - کہ وہ خیال کرتا ہے - کہ اون کے پھر حاصل کرنے کی امید کرنا بعید ہے - اور یہ طوفان آنے والا ہے - اور وہ لوگ خوش ہیں جنہوں نے قریباً اپنے زندگی کا زمانہ ختم کر لیا ہے - اور اس تباہی کے زمانہ کو دیکھنے کے لئے زندہ نہیں رہینگے - بے شک یہ ممکن ہے - کہ ایسی آفت آوے - اور بعض شرطیہ صورتوں میں یہ بھی یقینی ہے - کہ آویگا +

یہ ایک بڑا سنجیدہ لفظ آگاہی دینے کا ہے - کیا طوفان ثانی آویگا - جیسا کہ فرانس میں سو برس ہوئے - آیا تھا - ڈاکٹر نارمن میکلاڈ صاحب متوفی نے فرمایا - گھبراہٹ جو اسوقت موجود ہے - جسکی ابتدا سنہ ۱۵ کی لڑائی کے بعد ہی سے شروع ہوئی تھی - اور جو ایسی ہی یادگار کے قابل ہے - جیسے کہ زمانہ اصلاح نہایت درد انگیز ہے - ایک طرف تو پرانے طریق کے خیالات کی ہر ایک بات بیں بے رواجی ہوتی جاتی ہے - خواہ وہ مجلسی - ملکی - علمی - فیلسوفی - یا مذہبی کیوں نہو - باوجود بہت سی بے وقوفانہ سختی اور طاقت کے زعم کے منجانب اون لوگوں کے جو لڑنے والے ہیں پرانی دیواروں سے ٹکرانے میں رہنمائی کرتے ہیں - وہاں موجود ہے

منجانب بہشت سے اور آدمیوں کے ایک بڑا خیال سچائی اور فرض کی اہم بڑائی کا جس کا اگر صحیح طور پر غور کیا جائے - تو وہ صرف خدا میں یقین ظاہر کریگا - جو ہمیشہ سچائی کی طرف ہوتا ہے - سکاٹ لینڈ کی طرح آئندہ کا گرجا یہاں موجود نہیں ہے - ہم بڑے دنیاوی سوالوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں - ہم مچھلی والی عورتوں کی طرح سے سکیٹ اور ترنبٹ (ایک قسم کی مچھلیاں) پر جھگڑا کرتے ہیں کونسا نظارہ اس سے زیادہ افسوس ناک ہوگا - بہ نسبت مردوں اور نیز عورتوں کو اپنی زندگی بڑے اصولوں کے متعلق باتیں گھڑنے اور غیب بازی کرنے میں دیکھنے سے جن اصولوں پر اُن کے بزرگوں کا واثقی یقین تھا - اور جس پر یقین کرنے سے جنہوں نے اپنی اولاد کے لئے - اعتقاد - نیکی - اور نیک کرداری کے عطیے حاصل کئے تھے

دو خیال ہیں جنکو اگر ایک مرتبہ بھی دل میں جگہ دیجاوے - تو وہ ہماری زندگی کے تمام دور کو بدل دیتے ہیں - یعنے یہ یقین - کہ دنیا صرف ایک دروازہ ہے - وجود کے ایک ناتمام حالت کا - اور اُس خدا کا خیال جس میں انسان یہاں رہتا ہے - بلا اس کے بعد رہیگا - ہم میں سے ہر ایک کی مرضی پر یہ بات موقوف ہے - خواہ ہم نیکی کی پیروی کریں - یا بُرائی کی - یہ کون کہہ سکتا ہے - کہ کون سی ان میں سے زیادہ تر طاقت ور ثابت ہوگی - یہ ہمارے اُوپر منحصر ہے - ہمارے بیدار ضمیر اور شائستہ مرضی ہے - تکالیف اور تاسف ہمیں اپنے مختلف فرائض کی ادائگی میں برداشت کرنے پڑیں گے - لیکن یہ کرنی پڑتی ہیں - اور خوشی سے کرنی پڑتی ہیں - کیونکہ یہ خدا کی مرضی ہے - نیک افعال ہمیں طاقت بخشتے ہیں - اور دوسروں میں نیک افعال پیدا کرواتے ہیں - وہ خزانے ثابت ہوتے ہیں - جو فاعل کی ضرورت

کیواسطے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اسلئے ہمیں چاہئے کہ دل کو مضبوط رکھیں۔ اور اپنی روح کو مفرح بنا رکھیں۔ اور آیندہ کیلئے اپنے دل کو تیار رکھیں۔ زندگی کیواسطے دوڑ ہے +

باب سیوم

دیانت داری و سچائی

کوئی ایسا کاریگر نہیں ہے جو دونوں اچھا اور جلدی کام کر سکے یہ بالکل فرصت کے اوقات میں کرنا چاہئے (چوسر صاحب) سونے کو تم آسانی کے ساتھ چھو سکتے ہو۔ لیکن اگر یہ تمھارے ہاتھوں میں چپک جاوے تو زخم کاری پہنچاتا ہے (جارج ہربرٹ صاحب)
دیانت دار آدمی گو ہمیشہ غریب رہتا ہے۔ لیکن اس وجہ سے سب لوگوں کا بادشاہ بنتا ہے (برنس صاحب)
کبھی مت چھوڑ وطاقتور رستہ۔ نیکی اور عزت کا جو ہی صرف ذریعہ ہے۔ شادمانی کا۔ (لبغون صاحب)

دیانت اور سچائی خوب اکٹھے چلتے ہیں۔ دیانت سچائی ہے۔ اور سچائی دیانت ہے صرف سچائی بڑا آدمی نہ بنا سکے۔ لیکن یہ ایک بہت بڑا عنصر ہے۔ بڑے عادات کا یہ اُن لوگوں کو اطمینان دیتی ہے جو اس کو ملازم رکھتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو بھروسہ دیتی ہے۔ جو اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ سچائی۔ اصول۔ راست بازی۔ آزاد منشی کا جوہر ہے۔ یہ ہر ایک شخص کی ابتدائی حاجت ہے۔ بالکل سچائی کی اب ہمیں زیادہ تر ضرورت ہے۔ بہ نسبت ہمارے تواریخ کے کسی سابقہ زمانے میں تھی۔
جھوٹ بولنا گو عام بات ہو۔ خود جھوٹا آدمی بھی اس کی مذمت کرتا ہے وہ

تکرار کرتا ہے - کہ وہ سچ بولتا ہے - کیونکہ وہ جانتا ہے - کہ سچائی کی عالمگیر عزت ہوتی ہے - حالانکہ جھوٹ بولنے کی عالمگیر مذمت ہوتی ہے - جھوٹ بولنا نہ صرف بد دیانتی ہے - بلکہ بُزدلی ہے - جارج ہربرٹ صاحب فرماتے ہیں - کہ سچا ہونے کی جرات کیواسطے کبھی جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہوسکتی - نہایت ہی شریر چھوٹے وہ لوگ ہیں - جو سچائی کے کنارے پر رہتے ہیں اُن کو امر واقعی کے کہنے کی جرات نہیں ہوتی ہے - لیکن اُس کے ارد گرد چلتے ہیں اور کہتے ہیں جو واقعی سچ نہیں ہوتا کذب جو کہ نصف سچ ہے نہایت برا جھوٹ ہے -

زندگی کی دورنگی ہے - جو بالکل ایسی بُری ہے جیسا کہ زبانی جھوٹ حرکات کی ایسی صاف آوار ہوتی ہے جیسے کہ باتوں کی - کمینہ آدمی جو کچھ اپنے آپکو جتلاتا ہے - وہ جھوٹ ہے - وہ اُس سچائی سے درگذر کرتا ہے جسکا وہ یقین کرنیکا اقرار کرتا ہے - وہ مکاری کا کھیل کھیلاتا ہے - سچائی اور راستی کی اُس میں کمی ہوتی ہے - سچا آدمی کہتا ہے جیسا کہ وہ خیال کرتا ہے - یقین رکھتا ہے جیسا کہ وہ یقین کرنیکا دعویٰ کرتا ہے - کرتا ہے جیسے کرنیکا وہ اقرار کرتا ہے - اور پورا کرتا ہے جسکا کہ وہ وعدہ کرتا ہے [1] - مسٹر جن صاحب فرماتے ہیں - اور صورتیں عملی تخالف کی معمولی ہیں - بعض متعصب فیاض ہیں - بعض خونخوار وکیل امن کے ہیں - یا شراب خوری کے مجمع میں بد پرہیز ہوتے ہیں - ہم ایسے وکلاء کو جانتے ہیں - جو سخاوت کی وکالت کرتے ہیں - لیکن خود بہت بُرے بخیل ہوتے ہیں - ہم نے ایسے اشخاص کا سنا ہے - جو سچائی کے عجیب پاسدار ہوتے ہیں (یعنی) جسکے معنے ہیں کہ وہ خاص شکل کے مسئلہ پابند ہوتے ہیں (یعنی) اگر چہ کبھی وہ سچائی خرید و فروخت کے معاملے ہیں یا اپنے ہمسایوں کے شہرت کے یا خانگی زندگی کے واقعات کے لحاظ نہیں رکھتے ہیں دروغ گوئی ایک نہایت معمولی اور مسلمہ بُرائیوں میں سے ہے - یہ پھیلی ہوئی ہے وہاں کہ جس کو سوسائیٹی کہتے ہیں - گھر میں موجود نہیں ہے - ایک وضعدار طریق جواب دینے کا ایک ملاقاتی کو ہے - دروغگوئی انسانی کاروبار کے چلانے کے لیئے

[1] انجیل اور اخبارات ۱۸۷۶ء

ایسی ضروری خیال کی گئی ہے۔ کہ اس کا لحاظ کے ساتھ اتفاق کیا گیا ہے ایک کذب بے ضرر خیال کیا جاوے دوسرا خفیف۔ اور پھر اور بے ارادہ خفیف جھوٹ عام ہے۔ خواہ کسیقدر جایز سمجھا جائے۔ جھوٹ کم و بیش ہر ایک صاف دل مرد یا عورت کے نزدیک قابل تنفر ہے۔ رسکن صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جھوٹ خفیف اور اتفاقیہ ہوں۔ لیکن وہ ایک بدنما کالک ہیں۔ بھٹی کے دھوئیں سے۔ اور یہ بہتر ہے۔ کہ ہمارے دل ان سے بالکل پاک و صاف کئے جاویں۔ بلا اس خیال کے کہ کون ان میں سے نہایت بڑا یا نہایت سیاہ ہے۔ باہر ملکو نہیں جاکر جھوٹ بولنا اپنے ملک کے فایدے کیواسطے سفارت گاہوں کا مسئلہ ہوتا تھا۔ پھر بھی آدمی کو اپنی بات کا بہ نسبت اپنے جان کی زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ جب رگولس صاحب کو کارتھیج والوں نے جنکا کہ وہ قیدی تھا۔ روم کو ایک ایلچیوں کی جماعت کے ساتھ صلح کے پیام کیواسطے بھیجا۔ تو اس شرط پر تھا۔ کہ وہ قیدخانہ میں واپس آوے۔ اگر صلح نہو سکے۔ اُس نے حلف اُٹھایا اور قسم کھائی کہ وہ واپس آجاویگا جب وہ روم پہونچا۔ تو اُس نے کونسل والوں کو ترغیب دی۔ کہ لڑائی قایم رکھو اور قیدیوں کے لین دین کے بارہ میں اتفاق مت کرو۔ اس باعث سے اِس کو کارتھیج میں اپنے قیدخانے کے اندر پھر واپس آنا پڑا۔ کونسل والوں نے اور نیز بڑے پادری نے یہ قرار دیا۔ کہ چونکہ اُس سے قسم جبراً لی گئی ہے۔ وہ واپس جانے کا پابند نہ تھا۔ کیا تم نے مجھے بے عزت کرنے کا قصد کر لیا ہے۔ رگولس صاحب نے پوچھا میں اس سے ناواقف نہیں ہوں۔ کہ موت اور عذاب میرے لیئے تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن وہ ایک بدنام حرکت کے شرم کے مقابلے میں یا گنہگار دل کے زخموں کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ گو میں کارتھیج والوں کا غلام ہوں۔ لیکن پھر بھی روم والوں کا حوصلہ مجھ میں موجود ہے۔ میں نے واپس جانے کی قسم کھائی ہے۔ یہ میرا فرض ہے کہ میں جاؤں۔ باقی کا خدا حافظ ہے۔ رگولس کارتھیج میں واپس آیا اور زیر عذاب جان دیدی۔

افلاطون صاحب نے فرمایا۔ کہ جو شخص اچھی زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتا
ہے اُس کو سچائی حاصل کرنے دو۔ اور پھر۔ اور نہ کہ اس سے پیشتر وہ غم سے مخلصی
پائیگا۔ شہنشاہ مرکس اوریلیس سے ایک سطر کا نیز ہمیں حوالہ دینے دو یعنی
جو بے انصافی سے کام کرتا ہے۔ وہ ناپارسائی کا کام کرتا ہے۔ کیونکہ ایک عالمگیر
قدرت نے عقلمند حیوان ایک دوسرے کے خاطر بنائے ہیں۔ کہ وہ ایکدوسرے کی
اپنے مقدور کے مطابق مدد کریں۔ لیکن کسی طور پر ایکدوسرے کو ضرر نہ پہنچائیں
جو کوئی اسکے مرضی کے برخلاف کرتا ہے۔ وُہ صاف طور پر باری تعالیٰ کی طرف
فسق و فجور کے گنہگار ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی جو جھوٹ بولتا ہے۔ اُسی خدا کی طرف
ناپارسائی کا گنہگار ہے۔ اُن تمام چیزوں کی عالمگیر سرشت سے جو ہیں۔ اور تمام چیزیں جو ہیں
وُہ تعلق رکھتی ہیں۔ اُن تمام چیزوں سے جو وجود میں آتی ہیں۔ اور مزید برآں اس عالمگیر سرشت
کا نام سچائی ہے اور اُن تمام چیزوں کا سبب اول یہی ہے جو کہ سچ ہیں۔ وہ پھر جو ارادتاً جھوٹ بولتا
وہ ناپارسائی کا گنہگار ہے کیونکہ وہ دھوکہ دیکر بے انصافی کا کام کرتا ہے۔ اور نیز وہ جو نا پارسائی
بے ارادہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ وہ عالمگیر خلقت کے برخلاف ہے۔ اور جس قدر
کہ وہ اُس حکم میں دخل دیتا ہے۔ دنیا کے نیچر کے برخلاف کیونکہ وہ اس کے برخلاف
لڑتا ہے۔ جو از خود محرّک ہوتا ہے۔ اُس چیز سے جو سچائی کے برخلاف ہوتی
ہے۔ کیونکہ اُس نے قدرت سے طاقت پائی ہے۔ اور جس کی فراموشی سے وہ اب
اس قابل نہیں ہے کہ جھوٹ اور سچ میں تمیز کر سکے۔ اور درحقیقت جو شخص
عیش کو اچھا سمجھکر اختیار کرتا ہے۔ اور درد سے بُرا جانکر بچتا ہے وہ ناپارسائی
کا گنہگار ہے۔ سچائی اور دیانت اپنے تین مختلف طریقوں میں نمودار کرتی
ہے۔ وہ منصفانہ برتاؤ والے آدمی کو اور وفادار کاروباری آدمیوں کو اور اُن
آدمیونکو جو اپنے فایدہ کیواسطے تمکو دھوکہ نہیں دینگے۔ متمیز کرتا ہے۔ دیانت
داری سچائی کا نہایت صاف۔ اور نہایت ادنے اظہار اصول کا ہے۔ پورا
پیمانہ۔ ٹھیک اوزان۔ سچا نمونہ۔ پوری خدمت۔ مصرفیتوں کی پوری

سلہ خیالات مارکس اوریلیس انٹونی نس ترجمہ جارج لانگ ایم۔ اے صفحہ ۱۴۴۔

ادائیگی - یہ سب با اخلاق آدمیون کے لیئے ایک ضروری لوازمات میں سے ہیں

ایک معمولی واقعہ لو - سام فٹ صاحب کو شکایت کرنے کی
وجہ تھی - کہ جو شراب اُس کو شام کے کھانے میں دی جاتی ہے - وہ تھوڑی ہے
اس نے مالک مکان کو بلایا - اور کہا - جناب مہربانی کرکے مجھے بتائیے کہ مہینے
میں کتنے پیپے شراب کے آپ لیتے ہیں - سرائے والے نے جواب دیا - کہ
جناب دس - اور کیا تم گیارہ نکال سکتے ہو - اگر تم چاہو - بے شک جناب
فٹ صاحب نے کہا پھر میں تمکو بتادیگا کس طرح - اپنا پیمانہ بھرو لیکن معاملہ
اس کے نسبت بہت آگے جاتا ہے - ہم کمی اوزان اور مال کی ملاوٹ کی نسبت
شکایت کرتے ہیں ہم ایک چیز خریدتے ہیں - اور دوسری چیز ملتی ہے -
لیکن مال ضرور بکنا چاہیئے اگر نفع کے ساتھ - تو یہ بہت بہتر ہے - اگر دوکاندار
کا دھوکہ معلوم ہوجائے تو خریدار دوسری جگہ چلا جاتا ہے - ایم لیبلے صاحب
جب بہت سال گذرے - انگلینڈ تشریف لائے - تو انھون نے بڑی خوشی سے
انگریزی کارخانہ داروں کی تجارتی دیانت کو دیکھکر بہت خوشی ظاہر کی - اُس نے
کہا وہ ظاہر کرتے ہیں - محتاط - یکسانیت مقدار - اور قسم میں اُس مال کے
جو غیر ملک میں بھیجتے ہیں -

کیا وہ ایسا ہی اب کہہ سکتا ہے - کیا ہم نے عام عدالتوں میں اپنے مال کے
مذمت کی نسبت نہیں سُنا ہے (یعنی) روئی میں چین کی مٹی - بھوسی سفید
مٹی - اور جست ملی ہوئی ہوتی ہے - ہم نے لادتے ہوئے دیکھا ہے - اور
اس لیئے ہم جانتے ہیں - کہ اس میں کیا ہے - روئی میں پھپھوندی لگ جاتی
ہے اور بدرنگ ہوجاتی ہے - اور اس واسطے ناقابل فروخت ہوجاتی ہے
پھپھوندی ایک لاوا ہے - جو جب نمی سے پیدا ہوجاتا ہے - لوچ میں قائم رہتا
ہے - اور بڑھ جاتا ہے - چین انگریزی بنے ہوئے روئی کے کپڑوں کے
بہت سے منڈیون میں ایک منڈی تھی - لیکن جب پھپھوندی نمودار ہوئی

تجارت معدوم ہوگئی ایک چین کی مثل اس طور پر ہے - کہ ساحر اُس آدمی کو
دھوکہ نہیں دیتا ہے - جو اُس کے واسطے گھڑیال بجاتا ہے - چینی ایسے ہی
دھوکہ باز ہیں - جیسے ہم ہیں - وہ اپنے چائے میں لوہے کا برادہ ڈالدیتا
ہے - اور ریشم میں پانی ملا دیتا ہے - وہ اس لئے دوسروں کے دھوکوں سے
بالکل واقف ہے - نتیجہ یہ ہے کہ انگریزی وکیل چیفو کا کہتا ہے - کہ ہمارے
مال کا نام بدنام ہوگیا ہے - اور اُس کی جگہ امریکہ کے کاریگر جگہ پاتے جاتے
ہیں - امریکہ کی ڈبل زین گو چالیس فیصدی مہنگے ہے - انگریزی ڈبل زین کو
منڈی سے نکالتی جاتی ہے - ہمارا اب اعتبار نہیں کیا جاتا ہے - انگریزی
نشان دیانت کی ایک کفالت ہوا کرتی تھی - اب ویسا نہیں ہوتا ہے -
یہی حال ہندستان میں ہے - انگریزی روئی دُھلتی نہیں ہے - جب مٹی اور
کلف نکالدیا جاتا ہے - تو یہ گودڑ بن جاتا ہے - ہندوستانی روئی کی کاشت
کرتے ہیں - ہندوستانی ہوشیار کاریگر ہیں - بہت تیز اور پھرتی والی انگلیاں
کے - وہ تاگا کات سکتے ہیں - ایسا اچھا - جیسا کہ مانچسٹر کے کاریگر
ہندوستان میں سرمایہ جمع ہوگیا ہے - کلین بنائی گئی ہیں - اور ہندوستانی
اب اپنے واسطے خود دستکاری کرلیتے ہیں -

دستکار اضلاع میں یہ باتیں تمام مشہور ہیں - عام جلسوں میں اس کا
تذکرہ کیا جاتا ہے - لاسا - کلپ اور چین کی مٹی کے ساتھ روئی کے کپڑوں
میں بھرتی کرنے کا معاملہ ہر ایک جگہ معلوم ہے - مسٹر میلیر صاحب
ممبر پارلیمنٹ ملاوٹ کرنے والے کاریگروں کے دھوکے کی مذمت کرتے
ہیں - وہ یقین کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں - کہ اُن کے سوا دنیا کے تمام
خریج کرنے والے باشندے بیوقوف ہیں اُس نے ایک انجنیر کے واقعہ کے نسبت
بیان کیا - جو بحر ہند کو گزرتے ہوئے - ململ سے اپنی پگڑی کو آراستہ کررہا
تھا - اُس سے سوال کیا گیا - کیا یہ انگریزی ہے - نہیں یہ سوٹیٹزرلینڈ کی ہے

انگریزی سے میری انگلیاں لکڑی بن جاتی ہیں - یہ گوند دار ہے - اس طور پر ہم تجارت کھوتے جاتے ہیں - اس طور پر ہے - کہ بُرے وقت کا سامنا ہمیں کرنا پڑتا ہے -

امریکہ کے روئی کا سامان لنڈن - مانچسٹر اور جگہ ایک اچھے منافع پر فروخت ہوتا ہے - ہندوستانی روئی کا مال چین اور آسٹریلیا میں فروخت ہوتا ہے - گو بھی کاتا گا انگریزی سوت سے زیادہ مہنگے داموں پر بکتا ہے - ہندوستان کے مقامی روئی کا کپڑا اب مساوی ہے تمام اندرونی اور بیرونی مانچسٹر کے پیداوار سے - کیا یہ تعجب خیز بات نہیں ہے ہم اپنے کاریگروں کو تعلیم صنعت کاری دیتے ہیں - صنعت اور حرفت کی تعلیم سے کیا کام چلیگا - اس عالمگیر دھوکے اور جھوٹ کے سامنے - ایک جوان عورت تاگے کی ایک ریل ڈھائی سو گز کے نشان کی خرید لی ہے - جب وہ اپنے کھال اور ہڈی سے کھولتی ہے - تو اُسے معلوم ہوتا ہے - کہ اس میں صرف ۱۷۵ گز ہیں - وہ اپنے ملک والوں کے سچائی کی نسبت کیا خیال کر سکتی ہے -

عام آدمیوں - عام اخلاق اور پولٹکل اصول کے معیار کی تنزلی ناقابل انکار ہے قریب ساٹھ سال گذرے ہیں - جب کہ بیرن ڈوپن صاحب مرحوم انگلستان گئے تو انہوں نے ہمارے تجارت پیشہ آدمیوں کی - چستی - ہوشیاری اور دلیری دیکھکر تعجب کیا - یہ صرف دلیری ہوشیاری اور دستکاروں یا سوداگروں کی چستی ہی نہیں ہے - جو اُن کے ملک کی تجارت اور پیداوار کی برتری کو قایم رکھتی ہے - سب سے بڑھکر اُن کی دانائی - کفایت شعاری اور سب سے بڑھکر اُن کی دیانت ہے - اگر کبھی جزائر برطانیہ میں شہردار یہ خوبیاں زایل کردیں - تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے - کہ انگلستان کے لیے اور نیز کسی دوسرے ملک کے لیے باوجود اُن کے ہیبت ناک جنگی جہازوں کے محافظت کے اور باوجود نہایت وسیع پیمانے کے مصلح قوم کی پیش بینی اور چالاکی کے نہایت دقیق اور پولٹکل سنیس کے ابتر

تجارت کے جہاز ہر ایک کنارے سے نکالے جاکر اُن سمندروں سے جلدی غایب ہوجائینگے کہ جن کی سطح وہ اب دنیا کے خزانوں سے ڈھکے ہوئی ہیں۔ تین سلطنتوں کے محنتوں کے خزانے کے تباولے کے لیئے (برطانیہ کلان کے تجارتی طاقت کی جلد اول دیباچہ صفحہ ۱۱)

بیشک مقابلے کی تیزی اور اُن رکاوٹوں کا جو گورنمنٹ پیداوار کی آزادی میں ڈالتی ہے۔ بہانہ ہے۔ حرفت کار کے ہاتھ اور پاؤں قانونی جکڑبندیوں سے بندھے ہیں۔ بعض اِن میں سے ملعلے ہیں۔ مثلاً وہ قانون جس کے روسے عورتیں اور بچے کوئلوں کی کانوں میں کام کرنے سے آزاد کئے گئے ہیں۔ اور وہ قانون جس کے روسے مزدوری کے گھنٹے کم کے گئے ہیں۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قانون کارخانجات حد سے تجاوز کر گئے ہیں۔ مسٹر کنسن صاحب نے بمقام لیڈز ٹاؤن ہال میں فرمایا۔ کہ ایکٹ فیکٹری کے عمل پذیر ہونے سے ملک کے کئی ایک کارخانے پہلے ہی معدوم ہوچکے ہیں بیلجیم والے اس ملک میں چھوٹے قد کے لوہے اور فولاد کی سنگین لا رہے ہیں۔ کیونکہ اُن کے بنانے میں لڑکوں سے کام لیا جاسکتا ہے۔ تمام چھوٹے انجن جو ایکدفعہ انگریزی تجارت کی ایک بڑی شاخ تھی۔ اب فرانس اور بیلجیم میں بنائے جاتے ہیں۔ اُس نے یہ جتلایا کہ اِس طور پر پارلیمنٹ اس ملک کی کئی ایک تجارتیں معدوم کر رہی ہے۔ اور مزید براں یہ بے انصافی ہورہی ہے کہ یہ تجارتیں جن معدومی کے لیے آپ خرچہ برداشت کر رہی ہیں۔ ایک اور سپیکر نے مجلس میں کہا۔ کہ اُن کا کارخانہ بیلجیم سے لوہے کے چیزیں منگاتا ہے۔ کیونکہ اُن کو بہ نسبت انگلستان کے زیادہ سستا ملجاتا ہے۔ حالانکہ اُن کے کارخانے لنکاشائر کی کلوں سے گھیرے ہوئے ہیں۔ مالکٹ صرف قانون سے ہی سخت خفیش میں تھے۔ بلکہ وہ بہت زیادہ مزدور پیشہ کے ایکٹوں سے تنگ تھے۔ جب تجارت ترقی کرتی دکھائی دیتی ہے۔ تو آدمی نکلکر زیادہ مزدوری کیلئے کام چھوڑ دیتے ہیں۔ کلیں بند کردی جاتی ہیں۔ لوہے کی بھٹیاں ٹھنڈی کردی جاتی ہیں

ہیں۔ تعمیر تباہ ہو جاتی ہے۔ اور ہر ایک چیز ساکن ہو جاتی ہے۔ ہم اپنے وسائل اور موقعوں کو ضایع کر دیتے ہیں۔ اور غیر ملک والا ہماری بے پرواہی سے مالامال ہو جاتا ہے۔ یہ بدقسمتی بڑھکر ہے (یعنی) یہ تباہ کرنیوالا ہے۔ (یعنی) کاریگر۔ اپنے مالکوں کو اپنے جنم کا دشمن سمجھے۔

جو کام مزدور کرتے ہیں۔ اسکی نوعیت کیا ہے۔ ایک وقت ایسا تھا۔ جب کہ کاریگر دل وجان سے اپنا کام کرتے تھے۔ (یعنی) اپنے کام کی عمدگی پر فخر کرتے تھے۔ (یعنی) اس سے کرتے ہیں جو سر صاحب اس باب کے ابتدا میں ظاہر کرتے ہیں۔ کہ کام فرصت میں مکمل کرنا چاہئیے۔ لیکن اب ہمیں کس قسم کا کام ملتا ہے۔ کام نمک حرامی سے کیا جاتا ہے۔ بلا کاریگری۔ بلا تمیز۔ بلا محنت کیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے سنل گر پڑتے ہیں۔ لوہے کے پل ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور عمارتیں گر پڑتی ہیں۔ گھر نیم تعمیر چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ بدررویئں بلا ڈھکنے کے رہ جاتی ہیں۔ اور بیماریاں خوب پھیل جاتی ہیں۔ اے بے پرواہ غافل انگریزی کاریگرو کتنی جانیں تم نے لی ہیں کتنے خاندانوں کو تم تباہ کر دیا ہے۔ تاکہ تمہارا کام ہو جاوے۔ تم پرواہ نہیں کرتے۔ کہ یہ کسطور پر کیا جاوے۔ تم نے اپنا کمال اس میں ظاہر نہیں کیا۔ تم نے اپنے تئیں اس میں نہیں لگایا۔ کس طرح سے کام کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ شمار میں آجاوے۔ یہ تمام بددیانتی اور بے حرمتی ہے۔ غریب انگریزی کاریگر یہ بالکل تمہارا اپنا قصور نہیں ہے۔ بلا علم کے تمہاری پرورش کی گئی ہے۔ تمہاری تعلیم بلا ہمدردی کے کی گئی ہے۔ تم نے خیال کیا۔ کہ دنیا تمہارے برخلاف ہے۔ حالانکہ اس نے تمہارے ساتھ اکثر ہمدردی ظاہر کی ہے۔

تمام برا کام جھوٹا ہے۔ یہ بالکل بددیانتی ہے۔ تم اچھا کام کرنے کے لئے روپیہ خرچ کرتے ہو۔ یہ برا اور بددیانتی سے کیا جاتا ہے۔ قابلیت کے عمدہ نمائش کیساتھ اس کو مجرب کیا جائے۔ لیکن قصور ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ جب تک کہ بہت دیر نہ ہو جاوے۔ جب تک یہ باتیں جاری رہینگی۔ یہ بیفائدہ ہے۔ کہ

مزدوری کے اعتبار کی نسبت اور کاریگروں کے برای نام قومی وقعت کی نسبت تذکرہ کیا جاوے۔ مزدوری کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی ہے۔ جہاں کام کی سچائی نہیں ہوتی ہے۔ وقعت مشتمل نہیں ہوتی ہے۔ کھوکھلے پن یا شکستگی میں۔ بلکہ استواری اور ٹھوس پن میں۔ اگر آج کل کے کام میں تمام قسم کی ظاہری بناوٹ اور ناپائداری زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ بہ نسبت ہمارے بزرگوں کے کام کے۔ تو یہ کہاں سے پیدا ہوتی ہے۔ شوق اور سا اور مقابلہ سے اور امیر بننے کی عجلت سے۔

پولی نیشیا والوں نے بھی ہمیں جان لیا ہے۔ جب بشپ پٹیسن صاحب اپنی رحم کی مشن پر جزائر بحر جنوبی میں جہازی سفر کر رہے تھے۔ تو اُن کو معلوم ہوا کہ دیسی ہمارا مال خریدنے سے انکار کرتے ہیں۔ صرف ایک سرما جم شئے۔ اُنہوں نے کہا کہ پائدار نہیں ہوتی ہے۔ اور اُن کی نظر میں بالکل نکمی ہے۔ جو کچھ اُن کو دیا جائے خواہ یہ سستا یا مہنگا ہو۔ خواہ اس کی قیمت صرف ایک شلنگ کیوں نہ ہو۔ اپنی قسم کی اچھی ہونی چاہیے۔ مثلاً کھُردرا۔ دستی والا ایک پھلا چاقو جو ایک شلنگ کو خریدا جائے۔ وہ اسکو اچھی طرح سے پسند کرتے ہیں۔ لیکن ایک چاقو جس کے آدھی درجن پھل ہوں۔ وہ اُسے فوراً پھینک دینگے۔ اور اسطور پر ڈاکٹر لیونگ اسٹون صاحب نے معلوم کیا۔ کہ افریقہ کے باشندے انگریزی لوہا خرید نے سے انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سڑا ہوا ہے۔

سقراط نے جتلایا کہ کیسی مفید اور اعلےٰ بات ہوتی۔ اگر انسان اپنے پیشہ میں کمال حاصل کرنیکا قصد کرتا۔ تاکہ اگر وہ نجار ہوتا۔ تو ممکن ہے۔ کہ وہ نہایت اچھا نجار ہوتا۔ یا اگر وہ مدبر ہوتا۔ تو ایک ایسا اچھا مدبر ہوتا۔ جس کا ہونا ممکن ہوسکتا ہے۔ یہ اس ذریعہ سے ہے کہ سچی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

سلہ ایف۔ آر۔ کامبد۔ سی۔ ای (۱) اچھی الفاظ ہیں۔

ایسا تجار سقراط کہتا ہے۔ تجاری کی مالائیں جیت لیگا۔ خواہ یہ چھلن
ہی کیوں نہ ہو۔ وِیج وُڈ صاحب کا معاملہ لیجئے۔ جسمیں سچے
کاریگری کی روح موجود تھی۔ گو وہ کم پائگی سے بڑھاتا تھا۔ وہ کبھی
خوش نہوتا تھا۔ جبتک کہ وہ نہایت اچھا کام نہ کرلے۔ وہ خاصکر
اپنے کام کی نوعیت اغراض جواُس سے پورے ہوتے۔ اور اُس
کی پسندیدگی جو اور لوگ کرینگے دیکھتا تھا۔ یہ اُس کی طاقت اور کامیابی
کا منبع تھا۔ وہ ادنے قسم کے کام کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اگر یہ اُسکی
خیال کے مطابق کہ یہ کیسا ہونا چاہئے۔ نہیں ہوتا تھا۔ تو وہ اپنی
چھڑی اُٹھا کر برتن کو توڑ ڈالتا تھا۔ اور یہ کہکر پھینکدیتا تھا۔ کہ یہ
کام جوزیا وِیج وُڈ صاحب کے لایق نہیں ہے ❊
البتہ وہ نہایت احتیاط کرتا تھا۔ کہ کام مکمل ہو۔ اور اقلیدسی تناسب
اور جلا شکل اور زیبائی ملحوظ رہے۔ اس نے بھٹی کے بعد بھٹیاں
اکیسٹروالیں۔ بعض ضروری اصلاح کرنیکے لیئے۔ اُس نے متواتر
ناکامیابیوں سے کمال حاصل کیا۔ اس نے قریبًا قریبًا ہر ایک اوزار
جو اُس کے کارخانے میں استعمال ہوتا تھا۔ ایجاد کیا۔ اور درست
کیا۔ اپنے وقت کا بہت سا حصہ وہ بنچ پر اپنے کاریگروں کے
پاس بسر کرتا تھا۔ اُن کو بذات خود بتلا کر۔ وہ کیسا کامیاب ہوا۔ اُ
کام سے ظاہر ہے ❊
ایک اور مثال سچی دیانت اور حوصلے کی ایک بڑے ٹھیکہ دار کے
نسبت بیان کیجاتی ہے۔ ہماری مراد ٹومس برسی صاحب سے ہے
جب کہ غمازی کا عام رواج تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے کام اور بات کا سچا
تھا۔ بیرنٹیس نامی ۲۷ محرابوں کا ایک پل قریبًا تیار ہو چکا تھا۔ جب
کہ بھاری بارش کے بعد اس میں پانی بھر گیا۔ تو تمام پل گر پڑا۔ اس

حادثہ سے بیس ہزار پونڈ کا نقصان ہوا۔ ٹھیکہ دار نہ اخلاقاً نہ قانوناً ذمہ دار
تھا۔ اس نے اس مصالحہ کے برخلاف متواتر اعتراض کیا۔ جو اُس
محراب دار پل میں لگایا گیا تھا۔ آخر فرانسیسی وکلا نے یہ کہا۔ کہ اُس کو
ذمہ واری سے بری کرتا ہے۔ لیکن برسی صاحب کی رائے مختلف
تھی۔ اُس نے کہا۔ کہ اس نے ٹھیکہ لیا ہے۔ سڑک کے بنانے اور چلانے کا
اور کوئی قانون اسے باز نہیں رکھ سکتا۔ ایسا اچھا ہونے سے جیسا
اُس کی بابت ہے۔ محراب دار پل مسٹر برسی کی لاگت سے از سرِ نو تعمیر
کیا گیا۔ اس کی زندگی ایک نہایت اعلےٰ نمونہ ہے۔ جو ہم اس نسل کے
سامنے پیش کر سکتے ہیں ✤
ہمارا اچھا اور بُرا وقت بھی ہے۔ لیکن نتیجہ ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے۔ ہم
مستقبل کا بہت کم خیال کرتے ہیں۔ ہم صرف اُسی وقت کفایت
شعاری کرتے ہیں۔ جب ہمارے پاس روپیہ خود غرضانہ خواہشوں پر
صرف کرنے کے لئے موجود نہیں ہوتا ہے۔ ایک آقا نے بمقام بریڈفورڈ
حال میں کہا۔ کہ پانچ یا چھ سال گذرے ہیں۔ کہ ہم ایک بڑے تجارتی
عروج پر تھے۔ اس سے قریباً تجارت پیشہ لوگ اپنے جامہ سے باہر
ہو گئے تھے۔ لوگ جلدی جلدی امیر بننے لگے۔ اور دولت کے جمع کرنے
پر اس قدر مائل ہوئے۔ کہ وہ خیال کرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ کہ
اس کا کبھی خاتمہ نہ ہوگا۔ مزدور پیشہ لوگ اس بہرہ مندی میں شریک ہوئے
اور اپنے سے وہ اور اُن سے بلا آدمی مغرور ہو گئے۔ بہتر مزدوری کے لئے
انہوں نے کام چھوڑ دیا۔ اور کچھ عرصے جو کچھ انہوں نے مانگا پایا۔ انہوں
نے پیداوار کی حد باندھی۔ اور انہوں نے اس بات میں اصرار کیا۔
کہ جسقدر کم گھنٹے وہ کام کرینگے۔ اُتنا ہی زیادہ روپیہ اپنی مزدوری
کا اُن کو ملیگا۔ اور اُتنے ہی زیادہ وہ فارغ البال ہو جائینگے۔ پھر زمانہ

فارغ البال

تنزلی کا آیا۔ اور کوئی کوشش کام چھوڑنے یا اتفاق کرنے کی ہٹا نہیں سکی۔ اُس نے
کاریگروں کو ترغیب دی۔ کہ اگر وہ بہتر وقت کی واپسی چاہتے ہیں۔ تو اُن کو دیانت
اور وفاداری سے اپنا قرض ادا کرنا چاہئے۔ اور اپنا موجودہ طریق ناپایدار کام
کرنے کا۔ اور اجرت کے عوض اسیقدر تھوڑا کام جسقدر وہ کر سکتے ہیں۔ کرنے
کا بدل دینا چاہئے۔

ایڈن برا میں مزدور پیشہ آدمیوں کے کانفرنس میں ایک سپیکر (وعظ کنندہ)
نے ایکا کرکے کام چھوڑنے کے فوائد کی تجویز کی تائید کی۔ اس نے کہا۔ کہ میرا
اصول ہے۔ اس قدر تھوڑا کام کرو۔ جسقدر تم سے ہو سکے۔ اور اتنی زیادہ
مزدوری حاصل کرو۔ جتنی تم سے ہو سکے۔ اس مسئلہ پر اگر عمل کیا جاوے۔ تو
مزدوری کی بالکل مذمت پیدا ہو جائیگی۔ اس سے لوگ سست ہو جائینگے۔
نالائق بن جائینگے۔ اور نکمے حرام ہو جائینگے۔ دوسرے سپیکر نے اس کے برخلاف رائے
ظاہر کی۔ اُس نے کہا۔ کہ کام چھوڑنے کی خاطر اتفاق کا وجود نہایت ہی درجے
کی کج اخلاقی ہے۔ ایک دن وہ ایڈن برا کے بازار میں جا رہا تھا۔ جب کہ
وہ ایک آدمی کو ملا۔ جو آہستہ آہستہ اور آرام سے چل رہا تھا۔ ایک لڑکے
نے گذرتے ہوئے اُسے کہا۔ کہ تم آج دن بڑے فراغت سے بسر کر رہے
ہو۔ آدمی نے کہا۔ کہ یہ میرے مالک کا وقت ہے۔ اُسنے کہا۔ کہ اس
آدمی کے دل میں یہ خیال مدغم ہو گیا تھا۔ کہ کام چھوڑنے کے طریق سے
مالک کے نقصان میں اُن کا فایدہ ہے۔ اور اس تمام طریق کا یہ اثر تھا
کہ اچھا کیا ہوا۔ کام نہیں مل سکتا تھا۔

یہ اچھی بات ہوتی۔ اگر مزدوری پیشہ آدمیوں کو اپنی حالت دکھلائی
جاتی۔ جو واقعی اُن کی ہے۔ وہ جو اب مقابلہ کر رہے ہیں۔ تمام
براعظم اور امریکہ کے مزدور پیشہ سے جنہوں نے یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ انگریزی
صنعت کی علویت تمام بیرونی مقابلے کو عبور کر جائیگی۔ ایک دفعہ جو

کچھ ہو چکا ہو۔ وہ اب بالکل غلط ہے۔ غیر ملک کے باشندوں کو ہمارے
نہایت اعلےٰ درجے کی کلوں کا جدید ترقیوں کے ساتھ فایدہ حاصل ہے۔
وہ اب کلیں اپنے واسطے خود بناتے ہیں۔ انہوں نے اتنی جلدی
اور ایسا اچھا کام کرنا سیکھ لیا ہے۔ جیسا کہ ہمارے انگریزی کارخانہ
والوں نے وہ اتوار اور سنیچر کو یکساں کام کرتے ہیں۔ فرانس
میں وہ ۷۲ گھنٹے ہفتے میں کام کرتے ہیں۔ حالانکہ اس ملک میں وہ
صرف ۵۶ گھنٹے ہفتے میں کام کرتے ہیں۔ اور غیر ملک کے کاریگروں
کی مزدوری ۲۵ فیصدی انگلستان کے مقابلے میں کم ہے۔ انگریزی
کام جو کیا جاتا ہے۔ وہ ایسا اچھا اور خاصا نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ
فرانس کا ان واقعات کی موجودگی میں ہم مقابلے کو کیونکر قایم رکھ
سکتے ہیں۔ فرانس اور جرمن کے روئی کا مال انگلستان میں
بلا محصول کے آتا ہے۔ حالانکہ ہمارا مال فرانس اور جرمنی کے
بندرگاہوں میں بلا بھاری محصول کے نہیں پہونچ سکتا ہے۔ ہم
نے تجارت کا اجارہ کھو دیا ہے۔ جو ایک مرتبہ ہمکو حاصل تھا۔
اور یہ اغلب نہیں ہے۔ کہ ہم پھر کبھی اس کو حاصل کر سکیں۔
ہماری بیرونی کی تجارت ملکی ضروریات تک جلدی محدود ہو جائیگی
اور اگر چیزیں اچھی اور سستی نہ بنائی جائینگی۔ تو فرانسیسی اور امریکہ
کے کپڑوں سے نئے رواج پا جائینگے۔ اور ہر ایک دیگر پیداوار کے
متعلق ایسا ہی ہوگا۔

ہولیوک صاحب نے ایک صحیح طینتی سے کہا:
جب کہ اس نے ایکا کرنے کے غلطیوں کی مذمت ظاہر کی تھی۔
اور اپنی راے ظاہر کی۔ اس میں شک نہیں ہے۔ کہ
مزدور پیشہ برگزیدہ اشخاص کو چاہئے۔ درمیان مالک

مالک اور نوکر کے ہمدردی۔ اور بھائی کا فرض قایم رکھیں۔ اس نے کہا۔ چودہ
برس کا تجربہ بطور ایک کاریگر کے یاد کر کے میں اب کہتا ہوں۔ کہ اگر میں آٹھ
گھنٹے روزانہ محنت کر کے مزدوری حاصل کر لوں۔ جس سے مجھے ایک
درمیانہ درجے کی حیثیت بیشتر اس کے کہ میری جوانی کی طاقت صرف
ہوجائے حاصل ہوجاوے۔ اور مجھے اس بات کی آزادی حاصل ہو۔ کہ
میں نہایت اچھا کام جو میں بنا سکتا ہوں۔ بناؤں۔ تاکہ میرا فخر۔ مذاق
اور عادات کا اثر میری دستکاری سے ظاہر ہو۔ اور مجھکو ایک معقول
اطمینان ہو۔ کہ میں اپنی نوکری پر بحال رکھا جاؤنگا۔ جبتک کہ میں اپنے
فرایض نیک نیتی سے انجام دوں۔ تو میں اس حالت کو کسی دوسرے
کے نسبت اب ترجیح دونگا۔ میں اپنے مالک کا دوست ہونگا۔ اس کی
شہرت میرے فخر کا باعث ہوگی۔ اور اس کے فوائد میرے ہونگے۔
اسکو وہ توجہ اور فایدہ حاصل ہوگا۔ جو خبرداری کا ایک مناسب
حصہ ہے۔ اور مجھے قناعت اور فرصت پڑھنے اور سیکھنے کی ہوگی۔
یہ قوم کوئی شک نہیں ہے۔
دنیا میں نہایت اچھا مصالحہ رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں آدمی ہیں۔ جو
کام کرنے پر رضامند ہیں۔ اور کام کرنے کے قابل ہیں۔ لیکن ہم اچھا کام چاہتے
ہیں۔ نہ کہ نکمہ کام۔ ہمارے ہاں ایسے کام چھوڑتے والے ہیں۔ جو کمی
مزدوری کے لینے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں ایسا ایکا کرنے
والے نہیں ہیں۔ جو بڑا کام کرنے کے برخلاف ہوں۔ یہ بہتر کام نہ کر لمبے
گھنٹے ہیں۔ جن کی ضرورت ہے۔ بددیانتی اور چھوٹی محنت ہے۔ جس
سے انگریزی چیزیں تمام بڑی منڈیوں میں ناپسند کیجاتی ہیں۔ مسٹر
ہولیوک پھر فرماتے ہیں۔ کہ کام میں تھوڑی خوشی ہے کیونکہ
اسمیں تھوڑا فخر ہے۔ مالکوں کیلئے یہ بات بغیر ممکن ہونی چاہئے۔ جو ایسے

آدمی رکھیں۔ جو بھدا کام بناویں۔ یہ محنت کی عزت کی برخلاف ایک قسم کا جرم ہے۔ اور خریدار کو چشم پوشی کر کے دھوکہ دیتا ہے۔ کوئی چیز زیادہ صفائی سے کاریگری میں دفتر کی کیفیت کو ظاہر نہیں کرتی ہے۔ بہ نسبت اس امر کے۔ کہ ہمارے ہاں تمام اقسام کے تجارتی جتھے ہیں۔ جو اس آدمی کو مدد کرنیکے لئے موجود ہیں۔ کہ جو قلیل مزدوری لینے سے انکار کرتا ہے۔ اور ایک جتھا بھی ایک ایسے آدمی کے مدد کرنیکا اقرار نہیں کرتا ہے۔ کہ جو بددیانتی سے کام کرنے سے انکار کرتا ہو۔ ایسا طریقہ جاری رہنے دو۔ اور دنیا کے تمام علم و ہنر کے مدرسے انگلستان کو بطور ایک بڑے تجارتی ملک کے نہیں بنا سکتے ہیں ٭

اور یہی شور ہمیں امریکہ سے سنائی دیتا ہے۔ اس ضرب المثل کی کہاوت کی سچائی کہ مسوری کے مغرب کی طرف کوئی خدا نہیں ہے۔ ہر ایک جگہ ظاہر ہے۔ ایک قادر مطلق ڈالر (ایک غیر کا سکہ) ایک سچا خدا ہے۔ اور اسی کی پرستش عالمگیر ہے۔ سکر ابنٹو کا ایک اخبار کہتا ہے۔ کہ امریکہ والے لوگ زر پسند اور روپیہ جمع کرنیوالے ہیں۔ ان کی کوئی ملکہ یا رئیس ان پر حکومت کرنیوالا نہیں ہے۔ ان کی امارت روپیہ ہے۔ دولت کا حق ہر ایک دوسرے خیال سے برتر ہے۔ تجارت میں دھوکہ ایک کلیہ قاعدہ بجائے ایک استثنے کے ہے۔ ہم اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو ملاوٹ کر کے زہر بنا دیتے ہیں۔ ہم اپنے ادویات کو سستے دوائیاں ملا کر خراب کر دیتے ہیں۔ ہم چیتھڑے ان کے بدلے بیچتے ہیں۔ ہم بجائے ٹھوس لکڑی کے چھوڑے بیچتے ہیں۔ ہم ایک ذلیل جھونپڑیاں۔ خراب اینٹوں۔ خراب گارا۔ ہری لکڑی بناتے ہیں۔ اور ان کو گھر کہتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو تمام اطراف میں لوٹتے ہیں۔ اور فریب دیتے ہیں۔ اور ہر ایک تجارت اور کاروبار

ہیں۔ اور ہم سب روپیہ پیدا کرنے کیلئے ایسے جھکے ہوئے ہیں۔ کہ ہمیں اس بات کا موقعہ نہیں ملتا ہے۔ کہ بہت زیادہ ظاہری دھوکہ دھڑی سے ناراضگی ظاہر کریں۔ بلکہ ہم اپنے تئیں تشفی دیتے ہیں۔ کہ باہر جا کر کسی اور شخص کو ٹھگ لیویں۔ ہم اپنی قومی متلون مزاجی کے لئے بہت بھاری عوضانہ ادا کرتے ہیں +

ہم جلدی اپنا قومی خیال دیانت اور امانت کا کھوتے جاتے ہیں۔ اُن جہالت زدہ بردہ فروشں ملکوں میں جہاں بادشاہ حکمرانی کرتے ہیں۔ وہ ہمارے نسبت بہت زیادہ سستے اور بہتر قدر کیساتھ بسر کرتے ہیں۔ وہاں دھوکہ بطور ایک جرم کے خیال کیا جاتا ہے۔ اور دھوکہ باز جب پکڑا جاتا ہے۔ تو اُس کو سخت سزا دیجاتی ہے۔ لیکن وہ پرانے ابر آلود ملک ہیں۔ جو آزادی کے نسبت کچھ نہیں جانتے ہیں۔ اُن کے ہاں کوئی چوتھی جولائی یا کوئی وال سٹریٹ کوئی کاڈ مچھلی یا گبڑی ہوئی ابلیت نہیں ہے۔ وہ اس امر کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ کہ زندگی۔ آزادی اور خوشی کے مشاغل جس کے معنی روپیہ ہیں۔ ہر ایک شخص کو مستحق بناتی ہے۔ کہ اپنے ہمسایہ کو دھوکہ دے اور چارہ سازی کو روکے۔

یہ تعجب سے کہا جاتا ہے۔ کہ امریکہ والوں نے یہ خیال کرنا شروع کیا ہے۔ کہ کام کی خرابی اور اچھا کام کرنے کی نہ خواہش ہونا کسیقدر معمولی مدرسے کے طریق کا نتیجہ ہے۔ ہر ایک شخص ایسا تعلیم یافتہ ہو گیا ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کام کرنے سے عاری ہے۔ وہاں کوئی امریکہ کے امیدوار اور کوئی امریکہ کا نوکر نہیں رہے۔ ہم بلا سند کے یہ ذکر نہیں کرتے ہیں۔ اسکربنر (ایک ماہواری رسالہ) میں ایک لکھنے والا کہتا ہے۔ کہ امریکہ والے اپنے معمولی مدرسے کے طریق سے خدا پیدا

کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف ایک لفظ کہنا بغاوت میں داخل ہے۔ ایک آدمی کو تعلیم کا دشمن خیال کیا جاتا ہے۔ جو اس کی قدر کی نسبت شک ظاہر کرتا ہے۔ لیکن ہم اپنی آنکھیں اس امر کے لئے کھولیں۔ کہ آدمیوں کو زندگی کے کام کے تیار کرنیکا تو ناصکرا اس کام کے لئے جو ان کے ہنر پر منحصر ہے ایک رکاوٹ اور ناکامیابی ہے۔ یہ صرف کم علمی، اور اوچھاپن اور لداؤ ہے

اس مضمون کا مصنف

کہتا ہے۔ کہ شاگردی کا پرانا طریق اب قریباً بالکل معدوم ہو گیا ہے۔ لڑکے مدرسے جاتے ہیں۔ اور کسی تجارت کا کام سیکھنے نہیں لگائے جا سکتے۔ اس لئے بہت سا حرفت کاری کا کام اجنبی کرتے ہیں۔ اس لڑکے نے جسنے اپنے عقل کی تربیت کامیابی کے ساتھ شروع کی ہے۔ تو وہ اس خیال کو پسند نہیں کرتا ہے۔ کہ اپنے زندگی کے معمولی مشاغل میں اپنے ہاتھوں کے ہنرمند استعمال سے گذارہ حاصل کرے۔ اس کو جسمانی مشقت کا کوئی ذوق نہیں ہے۔ اس کو کوئی ہلکی نوکری مل جاتی ہے۔ تو وہ اپنے عقل پر گذارہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لانگ فیلو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

پھیلے ہوئے شاہ بلوط کے درخت کے نیچے گاؤں کا لوہار خانہ واقعہ ہے۔ گاؤں کی بھٹی (لوہار خانہ) اب وہاں واقعہ نہیں ہے۔ جب جنرل آرم اسٹرانگ صاحب ہمپٹن کے رنگین کالج والے شمال میں لوہاروں کی تلاش میں گئے۔ تو اُن کو کوئی امریکہ والا ملازمت کے لئے نہیں ملا۔ ہر ایک لوہار آیرلینڈ کا رہنے والا تھا۔ اور دوسری نسل میں آیرلینڈ والوں کا ہر ایک لڑکا ایسا اچھا تعلیم یافتہ ہوگا۔ کہ وہ جسمانی مشقت میں ہاتھ نہیں ڈالیگا۔ ایک نیویارک کے پادری

نے جس کا بڑا کینہ تھا۔ (اس پھیلنے والے اثر کو درست کرنیکے لئے) حال میں امنے ممبر سے ظاہر کیا۔ کہ اُس کا ارادہ ہے۔ کہ اپنے گھر کے ہر ایک لڑکے کو کچھ شغل کا کام سکھاوے ✤

اگر یہ پوچھا جاتا ہے۔ کہ کیوں ایک عالمگیر کوشش شاگردوں کے طریق کے ازسرنو قایم کرنے کی نہیں کیجاتی ہے۔ تو ہم جواب دیتے ہیں کہ اسکے راستے میں ایک بہت بڑی مشکل سنگین واقعہ ہوتا ہے۔ ایک باجا بنانے والے نے شکایت کی۔ کہ اُس کو کافی کاریگر کام کرنیکے لئے نہیں ملتے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اُس کے آدمی ایک سوسائیٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اوپر یہ ذمہ اٹھا لیا ہے کہ وہ اُن شاگردوں کی تعداد کے تقرری کا قاعدہ بناتے ہیں۔ کہ جس کے روسے انکو کام سیکھانے کی اجازت دیجاسکے۔ انھوں نے ایک آدمی کی تعداد مقرر کردی ہے۔ جو بالکل گاہکوں کی ضروریات پورا کرنیکے لئے غیر مکتفی ہے۔ اور مالک بالکل مجبور ہے۔ کوئی اور راستہ اس کے لئے کشادہ نہیں ہے۔ سوای اسکے کہ وہ اپنے کاریگر جن کو پہلے کام سکھایا ہوا ہے۔ باہر سے لے آوے۔ المختصر سوسائیٹی کے آدمیوں کے درمیان تمام ملک میں سازش ہے۔ کہ امریکہ کے لڑکوں کو مفید کاروبار سے بیکار رکھا جائے۔ اور تعلیم کشاورزی ایسی طور پر جابرانہ طریق کی لعنت میں مبتلا ہے۔ جسکو قانون کے روسے دفع کرنا چاہیئے۔ اس طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ جبکہ معمولی مدرسے قدرتاً بڑی تعداد طالب علمان کو دستکاری کے مشاغل سے محروم کردیتی ہے۔ وہ لوگ جو ابھی تک داخل ہوسکنے کی ترغیب رکھتی ہیں۔ اُسکو آزادی نہیں ہے۔ چونکہ ایک کثیر التعداد سوسائیٹی کے آدمیوں کی اُن کے راستے مضبوطی کے ساتھ کھڑے رہتے ہیں اور مالکین اور نوکروں کو مساوی مقابل رہنے [illegible] ہماری تصور [illegible]

جس سے وہ ضرورت کے وقت اپنا پیٹ بھر سکے۔ امیر اور غریب کو
یکساں کام سکھانا چاہیئے۔ ہنرمندی سے اگر ممکن ہو۔ کیونکہ یہ بالکل
اغلب ہے۔ کہ امیر غریب بنجاوے۔ جسطرح سے بعض غریب امیر بن
جاتے ہیں۔ اور یہی کم تعلیمی ہے۔ جو ایک آدمی کو اپنے اور اپنے متعلقین
کے تمام زندگی میں خبرگیری کرنے کے لئے تیار کرنے میں ناکامیاب ہوتی ہے

ہم حال میں تجارت کی خرابی کی
نسبت شکایت کرتے تھے۔ مگر کیا بہت کچھ جو واقعہ ہوا ہے۔ ہماری
بدکرداری کا نتیجہ نہیں ہے۔ دفتری حساب کی کتاب میں ۲ اور ۲
ہمیشہ چار نہیں بنتے ہیں۔ کسقدر دھوکے کئی جاتی ہیں جسمیں ثبات
کا کوئی خبر موجود نہیں ہے۔ روپیہ کا دوسروں کی نسبت زیادہ تر جلدی
پیدا کرنیکے لئے۔ بجاے صبر کے ساتھ اچھا کام کرکے ایک خوش
گذارہ حاصل کرنیکے بہت سے لوگ جاتے ہیں۔ کہ وہ یک لخت
امیر بن جاویں۔ اس زمانہ کی رفتار ایک تجارت پیشہ کی نہیں
ہے۔ بلکہ ایک قمار باز کا قدم اس قدر تیز ہے۔ جو کسی شخص کو اجازت
نہیں دیتا ہے۔ کہ ٹھہر کر پوچھے۔ اُن لوگوں کے بابت جو راستے
میں بکھر گئے ہیں۔ وہ آگے بڑھے چلے جاتے ہیں۔ اور ہُسک رفتار
کیلئے دولتمندی کی ڈور ہے۔ وہ روپیہ کے معتقد ہیں۔ کسی پیغمبر کی
ضرورت نہیں ہے۔ اس بات کے بتلانے کیلئے کہ ہماری مصیبت
کا تعلق تجارتی جوئے اور دھوکہ کے گناہ سے ہے۔ اور قومی اصراف اور
شوخی اور عام بربادی اور افلاس سے کیا ہے۔ ایک باپ نے
کہا۔ میرے بیٹے۔ کہ تم اب دنیادار بن گئے ہو۔ تمہارے ساتھ بدی
کیجاوے۔ اور اگر یہ ایسا ہو۔ دھوکہ دو۔ بجاے اس کے کہ تم دھوکہ
کھاؤ۔ دوسرے آدمی نے کہا۔ کہ روپیہ اگر ہو سکے تو دیانتداری

سے پیدا کرو۔ اگر نہ ہو سکے۔ تو بھی پیدا کرو۔ تیسرے شخص نے کہا کہ دیانت
داری بہ نسبت بد دیانتی کے بہتر ہے۔ میں نے دونوں کا تجربہ کیا ہے۔
بیشک ہم یہ فقرات بیان کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ راستی اور دیانت
کے بالکل برخلاف ہیں۔ لیکن اس کا تشریہ کیا جاتا ہے۔ کہ آیا زیادہ تر
اعلےٰ اصول چلن زندگی کے بہت سے تجارتی فرقوں میں موجود ہیں۔ ایک
جوان آدمی کام شروع کرتا ہے۔ وہ آہستگی سے لیکن سلامتی سے چلا چلتا
ہے۔ اُس کا نفع کم ہو۔ لیکن وُہ اُس کو بطور حق کے ملتا ہے۔ ایک وفادار
آدمی برکتوں سے بھرپور ہو جائیگا۔ لیکن وہ شخص جو امیر بننے کی جلدی کرتا
ہے۔ وہ بیگناہ نہیں ہے۔ اُس کی نگاہ بد ہے۔ اور وہ اس بات کا
خیال نہیں کرتا۔ کہ غریبی اس کو آ دبائیگی۔
بڑے تجارتی شہروں میں جوان آدمی تجارتی لیڈروں (رہبر) کے شان و شوکت
پر تعجب کرتے ہیں۔ وہ کثرت سے امیر خیال کے جاتے ہیں۔ ہر ایک دروازہ
اُن کے لئے کھلا ہوتا ہے۔ اُن کو سوسائٹی میں نہایت اعلےٰ مرتبہ حاصل
ہوتا ہے۔ وُہ ناچ۔ جلسے اور دعوتیں دیتے ہیں۔ اُن کے گھر نہایت اعلےٰ درجہ
کے صناعوں کی تصویروں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن کے تہ خانے
نہایت ذائقہ دار انگوروں کی شراب سے پُر ہوتے ہیں۔ اُن کی گفتگو بُری
نہیں ہوتی ہے۔ یہ اکثر شراب۔ گھوڑوں یا نرخناموں کے متعلق ہوتی
ہے۔ بہت بڑی جمع کی ہوئی دولت کے سُنہری جہاز میں سوار ہوئے
معلوم ہوتے ہیں۔
جوان کاروباری آدمی اکثر ایسی مثالوں سے متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ اگر
اُن میں استقلال اور ہمت نہ ہو۔ تو وہ اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کیلئے تیار
ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیوپار سے فایدہ ہو۔ اور اس فایدہ کے پیچھے اور فایدہ ہونے
اور دولت کی چمک سے وہ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ وہ بد دیانت اور

سے انصاف آدمی دوسرں کا مال زبردستی چھین لیتے تھے۔ آج وہ فریبی دیوالہ سے حاصل کرتے ہیں۔ پہلے ہر ایک کوشش کھلے طور پر کیجاتی تھی۔ آج ہر ایک بات پوشیدہ رکھی جاتی ہے۔ جب تک کہ آخری موقعہ آجاتا ہے اور ہر ایک بات کھل جاتی ہے۔ آدمی کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔ ہنڈیاں بیکار ہوجاتی ہیں۔ تصویریں بک جاتی ہیں۔ اور مردود اپنے قرض خواہوں کی لعنت سے بچنے کیلئے بھاگ جاتا ہے۔

ایک دیوالے کے مقدمے میں اُنتالیس ہزار پونڈ (ایک انگریزی سکہ جو آجکل پندرہ روپے کے برابر ہے۔ اور پہلے دس روپیہ کے برابر ہوتا تھا) سے اوپر خیرات اور یتیم خانوں کے اخراجات کے نام نہاد حساب میں درج تھا۔ ایک سپیکر (تقریر کنندہ) نے قرض خواہوں کی مجلس میں کہا۔ کہ میں صاحب بڑے وثوق پر کہتا ہوں۔ کہ چار یا پانچ سال سے یہ دوکان ایک نہایت کثیر تعداد میں مال خرید رہی تھی۔ اور مشرقی منڈیوں میں اُن سے سیلاب آگیا تھا۔ جب کہ وہ سخت دیوالیہ ہو گئے تھے۔ اور وہ لاپرواہی بلکہ میں کہونگا۔ کہ جوے کی تجارت مالی اغراض کیلئے چلا رہے تھے۔ اور جس کے (یعنے) معمولی بول چال میں یہ ہیں۔ کہ ہوا باندھ رہے تھے۔ ایک دیوالیہ جائیداد کی بے دھڑک سخاوت مجھے معیوب معلوم ہوئی۔ ہمارے بشپ (پادری) کی ایک بات مجھے یاد آئی ہے۔ کہ ہم میں سے بعض آدمی ایسے ہیں۔ کہ اپنے ناجائز فائیدوں کے حصے میں سے گرجے بناتے ہیں۔ بہشت میں داخل ہونے کے لئے۔

کس نے نیکوں کے دیوالہ نکلنے کے نسبت نہیں سُنا ہے۔ جس کا باعث جوا اور دھوکہ تھا۔ اور جسکا نتیجہ تمام قسم کے حصہ داروں کے درمیان ثروت کی معدومی اور گھرانے کی بربادی تھی۔ شلر صاحب فرماتے ہیں

کہ دس لاکھ روپیہ کا غبن کرنا جرأت کی بات ہے۔ لیکن کراؤن (ایک قسم کا سکہ)
کا چرانا حد سے بڑھ کر ہے۔ گناہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کم ہو جاتا ہے۔ جسقدر
کہ جرم بڑھتا ہے۔ پھر بھی لاکھوں کا غبن پچھلے سالوں سے غیر معمولی خیال
نہیں کیا جاتا ہے۔ روپیہ بنک کی امانت سے ریل کے حصے خریدنے کے
لئے یا کسی دور کی آبادی میں زمین خرید کرنے کیلئے برآمد کیا جاتا ہے۔
اور روپیہ بڑھانے کا خیال اکثر ایک بربادبخش نتیجہ میں انجام پاتا ہے۔
اور پھر بنک ٹوٹ جاتا ہے۔ اور زوال پیدا ہوتا ہے۔ اور ہزاروں گھروں
کی بربادی اور خرابی کے انجام کا باعث ہوتا ہے۔ آدمی پاگل بن جاتے
ہیں۔ اور عورتیں دعا مانگتی ہیں۔ کہ وہ زندگی سے چھٹکارا پائیں +

اے خدا ہم پر رحم کر۔ کہ ہم یہاں پانچ آدمی ہیں ہم میں سے
سب سے چھوٹے لڑکے آدمی کی تین بیسی (۶۰) سال کی عمر ہے
ہم میں سے پانچ آدمی غم زدہ اور خوف زدہ
بیٹھے ہیں ہم میں سے بیوہ کے لئے اچھا ہو گیا۔
کہ وہ مر گئی۔ کیا وہ ذرا دیر نہیں کر سکتی
ہم اُن کو بہت دیر تک نہیں ٹھیرائینگے
ہم اسقدر تھوڑے کے اوپر
خوشی اور بہادری سے بسر
کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم اپنے گھر کو
چھوڑنا جہاں کہ ہم اپنے پاؤں رکھ
[illegible]
[illegible]

[illegible]

جو آدمی پہلے ہی امیر ہوتی ہیں۔ لیکن زیادہ تم امیر بننے کی عجلت کرتے ہیں۔ تو وہ پانچ تین

[illegible]

کہ اُس کے پاس ایک بڑی تعداد خطوں کی بنک کے دیوالہ کے مضمون پر پہنچی ہے۔ جو رسالہ نگاروں کے ایک فرقہ نے اُس سے پوچھا۔ کہ وہ کسطرح سے مرید بن جائیگا۔ یہ دیکھکر کہ وہ اسقدر غل غپاڑہ کرتا ہے۔ حرام کے روپیہ کے نفع کے بابت موجودہ آفت نے افسوس ہے کہ اُسکے ہم جنس آدمیوں کو بہت بڑی مصیبت میں مُبتلا کیا ہے۔ اور بجات خود اُس کی اپنے مذہب کیساتھ بڑی ہمدردی نہیں ہے۔ کہ جسمیں اسقدر کم ہمدردی اپنے ابنائے جنسوں کی تکالیف سے ہونے سے شرم معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایسے دھکے اُن کے درمیان اعتباری آدمیوں نے کئے ہوں۔ لیکن وہ اُمید کرتا تھا۔ کہ اُنکا بیڑا ملک اس تاریکی سے اپنے عزت پہ دھبا لگائے بغیر نکلیگا۔ اور معروف کارخانہ کے دور میں داخل ہوگا۔ جسکا مطلع بہ نسبت سابقہ کے صاف تر اور پاک تر ہوگا۔ اُس سے پوچھا گیا تھا۔ کہ آیا پانچ شکی بہنوں کا مقدمہ جس کی بابت بہت کچھ پڑھا گیا ہے۔ ایک اصلی مقدمہ تھا۔ یہ ایک اصلی مقدمہ تھا۔ مجھکو وہ وقت کبھی نہیں بھولیگا۔ جب کہ اُسنے اُن مستورات کی بنک کے ٹوٹنے کے (۹) نو دن بعد دیکھا۔ اُس زمانہ میں اُس گھر میں ایک دفعہ بھی روٹی نہیں پکائی گئی۔ اور انھوں نے کپڑے اپنے بدن سے نہیں اُتارے۔ اور وہ کبھی بستر پر نہیں سوئیں وہ ایسی متعجب اور حیرت میں تھیں۔ اور بے معنی اُمید کر رہی تھیں۔ کہ نیک خدا آویگا۔ اور اُس خرابی سے جو آنیوالی ہے۔ انھیں بچالیگا۔

نے سرو پا بیوپار کے دھندوں میں بس غرض سے کہ بہ نسبت سابقہ زیادہ جلدی روپیہ پیدا کر لیں۔ اپنے تئیں ڈالدیتے ہیں۔ اسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے صرف یہی کہ نا امید دلبوالیہ پن میں پہونچا دیتے ہیں۔ اس بات کے ثابت کرنے کیلئے بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ ٹیپریری کا ایک ایسا ساہوکار جو اصلاح کنندہ اور سرگروہ تھا۔ پارلیمنٹ میں اپنے تئیں داخل کروا دیا۔ اور تھوڑے عرصے میں اسکو خاموش کرنے کیلئے خزانے کا نواب بنا دیا۔ اُس کی نظروں کے سامنے تاج چمکتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ لیکن اس بات میں مایوس رہا۔ اطالیہ امریکہ اور سپانیہ کے ریلوں میں اُسنے بہت سا روپیہ لگایا۔ اور بھاری نقصان اٹھایا پھر اُسنے دستاویزوں بیع ناموں۔ اور لاکھوں روپیہ کی ہنڈیوں کا جعل بنانا شروع کیا۔ اُس کے چالاک لیکن بے اصول تجویزوں میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اُس کے ہنڈیاں سکاری نہیں گئیں۔ اور اُسکی بربادی قریب تر تھی۔ بہت دیر رات کو وہ اپنے کتب خانے میں گیا۔ اور اس سے ایک شیشی پروسک ایسڈ (ایک قسم کا زہر) کی نکالی۔ وہ ہمپ اسٹڈ ہیتھ میں چلا گیا۔ اور زہر پی کر مر گیا تھا اور ٹیپریری کے بازاروں میں اسکی موت کے اظہار کے بعد کیا نظارے واقع ہوئے۔ بوڑھے آدمی گریہ و زاری کرتے تھے ہر ایک چیز کے نقصان اٹھانے پر بیوائیں زمین پر جھک کر خدا سے پوچھتی تھیں۔ کیا یہ بات سچ تھی۔ کہ وہ ہمیشہ کیلئے فقیر کر دئے گئے ہیں۔ اور درحقیقت یہ سچ تھا۔ ساہوکار اور خزانے کے نواب نے اپنی بنک کا آخری شلنگ تک کھو دیا تھا۔ اور دھوکہ سے نہایت عمیق دھوکہ میں اپنے نقصان کو پورا کرنے کیلئے پڑ گیا تھا جس کا نتیجہ اُن لوگوں پر جو اسکو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے زیادہ وحشیانہ اور زیادہ تر بربادی پھیلانے کا ہوا۔ آخری چٹھیوں میں ایک جو اُس نے لکھی۔ وہ اپنے چچیرے بھائی کے نام تھی۔ اُس نے لکھا۔ کیسی بدنامی قدم بقدم میں کھینچا ہوں۔ اور جرموں پر جرموں کا ڈھیر کر دیا ہے۔ میں ہزاروں کی

بربادی۔ مصیبت۔ اور بیعزتی کا باعث ہوا ہوں جس پر یہ بربادی آ گئی۔ اُن کے
واسطے کیسا افسوس کرتا ہوں۔ میں تمام سزائیں بھگت سکتا ہوں۔ لیکن
اُنکی تکلیفیں دیکھنی برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ بہتر ہوگا۔ کہ میں زندہ نہ رہوں
کاش کہ میں نے آئرلینڈ کبھی نہ چھوڑا ہوتا۔ کاش کہ میں نے پہلی کوششوں کا جنہوں نے مجھے
جوے کے بیوپار میں ڈالدیا مقابلہ کیا ہوتا۔ اور پھر میں رہتا جیسا کہ میں دیانتدار
اور سچا تھا۔ میں اب گریہ وزاری کرتا ہوں۔ لیکن اس سے کیا فایدہ ہو سکتا ہے۔

سلہ پٹیر برا کے بشپ صاحب نے کہا کہ عیش و عشرت کی کمینہ محبت اور دولت کی ذلیل
پرستش مخرب اخلاق غبن۔ اور بد دیانتی جو اسکے حاصل کرنے کی حرص سے پیدا ہوتی
ہیں۔ اور عیاشی کا ایک احمقانہ اصراف جو اسکے قبضہ سے اکثر نکلتا ہے۔ برائی کی جوٹی
جو کہ غرور اور روٹی کے پری سے تھما جاتی ہے۔ اب زیادہ نیکی کو دغا کی باجگذاری کرنے
سے بھی رہ جاتی ہے۔ اور نے تارک الدنیا جو بہتر خیالات اور اعلے ترارادے جو
قوم کے پاکتر زندگی کا نفس ہے۔ نکالدیتا ہے۔ ان میں سے نکلکر فونڈ کی کشاکش اور
اور قوموں کی لڑائی جو روز بروز نہایت وسیع اور گہری ہوتی جاتی ہے جیسی کہ حاسد
غریبی کی خود غرضی قدرتی طور پر عود کر کے دولت کی خود فروش خود غرضی کے برخلاف
پیدا ہوتی ہے رشت اور سخت نفرت جس سے کہ وہ لوگ جو چاہتے ہیں ساور رکھتے نہیں
ہیں۔ آخر کار سوسایٹی کے ڈھیر کو خیال کرنے لگتے ہیں۔ جو کہ معلوم ہوتا ہے۔ اُن کو ایک
بڑا آلہ ان کی تکلیف رسانی کا۔ اور انقلاب کرنے والی تبدیلی جو سب کے مساوی دیگی۔
بلا محنت اور خود انکاری کے تکلیف کے وہ خوشیاں جکہ سب چندہی آدمیوں کے خاص
قبضہ میں ہیں لیکن جسکو بہت سے لوگ سخت اور مستحکم خواہش کیساتھ رکھنا چاہتے
ہیں۔ (یعنی) یہ برائی کے چند بیج ہیں۔ جو کہ ہماری اپنی زمین میں اور اپنے ہاتھ سے
لگائے جا کر ایک نہایت بڑی فوج پیدا کر دینگے جسکا خوف نہایت زیادہ ہوگا۔ نسبت
کسی غیر ملک کے دشمن کے حملہ آور فوج سے۔

قومیں اور ریاستیں بددیانت ہیں۔ اور نیز افراد۔ اُن کی حالت اُن کے تین فیصدی
کیفیت سے اندازہ کیجا سکتی ہیں۔ ہسپانیہ اور یونان اور ترکی کی تجارتی دنیا
میں بے وقری کی جاتی ہے۔ ہسپانیہ اپنی دولت سے مارا گیا۔ جو نقد ہسپانیہ میں
مثل بلبلہ کے اپنے مغلوب جنوبی امریکہ کی آبادیوں سے آتا تھا۔ اُسنے لوگوں
کو خراب کر دیا۔ اور اُن کو سست اور کاہل بنا دیا۔ آجکل ہسپانیہ کا آدمی کام کرنے
کی شرم کریگا۔ وہ بھیک مانگتے ہوئے نہیں شرمائیگا۔ یونان نے بہت برسوں
سے اپنا قرضہ ادا نہیں کیا۔ روم کی طرح اُس کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہیں ہے۔
کشاورزی کے تمام کام اُن ملکوں میں غیر ملک کے رہنے والے کرتے
ہیں۔ بہت بہتر ہاتو تکی فلاڈلفیا اور دیگر امریکہ کے ریاستوں سے امید کیجا سکتی
تھی جنہے اپنا قرضہ ادا کرنے سے بہت برس ہوگئے ہیں۔ انکار کر دیا ہے۔
یہ ثروت والی ریاستیں تھیں۔ اور باہر سے اُدھار لئے ہوئے روپیہ نے
ان کو زیادہ امیر بنا دیا۔ بباعث سڑکوں کے بنانے اور رعایا کے فایدہ کیلئے
نہریں کھودنے کے پادری سیڈنی سمتھ صاحب کا نقصان دنیا کو بتاو جسنے
اپنا روپیہ قرضہ پر دیا۔ جو اُس نے اپنے تمام عمر کی بچت سے جو بڑی مشکل اور
فاقہ کشی سے بسر کی تھی۔ پیدا کیا تھا اُسنے ایک ہوس اف کانگرس۔
(مجلس ملکی) کو بمقام واشنگٹن ایک تنبیہ کا ایڈرس دیا۔

ہماری حال کی تہذیب کی چمک دمک ہماری نظر سے کچھ وقت تک ان کو چھپا رکھے
ہم اس بات کو نہ دیکھ سکیں۔ کہ کسطرح سے ہماری قومی بُرائیوں کی بعض نہایت
بیش قیمت عنصر نہایت گرم ہوائیں مرجھا رہے ہیں۔ اور کس قسم کی بُری
باتیں پختگی کو پہنچ رہی ہیں۔ اُن زیادہ تر اندھیرے سایئوں میں جو یہ ڈالتی ہے لیکن
باوجود اس کے وہ وہاں موجود ہیں۔ اور اگر ہم اُنکی مدافعت کریں۔ اور اُن کی درستی
نہ کریں تو ایک وقت آئیگا۔ جبکہ ہم یہ جانینگے۔

جو اس نے بعد میں چھپوایا اُس نے کہا۔ کہ امریکہ والے جو پُرانی دنیا کے دساتیر
کو ترقی کرنیکی شیخی بگھارتے ہیں۔ کم از کم اُس کے جرموں میں ایک حصے
ہیں۔ ایک بڑی قوم تمام دُنیا دی ظلم کو پاؤں کے نیچے روندکر ایک فریب
کے گنہگار ہو رہی ہے۔ جو اسقدر بڑا ہے۔ جس نے کبھی یورپ کے
نہایت ابتر قوم کے نہایت خراب بادشاہ کو ذلالت کو پہنچایا ہے۔
الی نویس کی ریاست نے اچھا کام کیا۔ گو یہ غریب تھی رفلاڈلفیا
کی مانند اس نے روپیہ قرض لیا تھا۔ اندرونی ترقیوں کو پورا کرنے کے
غرض سے صاحب دول باشندگان فلاڈلفیا نے قرضہ کے ادا
کرنے کی عمدہ مثال پیش کی۔ تو بہت سے غریب تر ریاستوں نے
اُن کی نقش قدم چلنے کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ ہر ایک خاندان ایک
(ووٹ) حق اظہار رائے رکھتا تھا۔ اگر وہ بددیانت ہوتے تو اپنا
قرضہ چکا دیا ہوتا۔ اسپرنگ فیلڈ کے مقام پر جو کہ اُس ریاست
کا دار الخلافہ تھا۔ ایک مجلس منعقد ہوئی۔ اور مجلس میں قبضہ چھڑا
لینے کا فرمان پیش کیا گیا۔ یہ تجویز قبول ہونے والی تھی۔ جب کہ ایک
متدین آدمی نے اس کو روک دیا۔ اسٹیفن اے ڈگلس صاحب
(جس کا قابل عزت نام ظاہر کیا جانا چاہیئے) ہوٹل میں بیمار پڑا ہوا تھا۔
جب کہ اُسنے خواہش ظاہر کی۔ کہ اُس کو مجلس میں لیا جاوے۔ اُس کو
ایک چٹائی پر ڈال کر لے گئے۔ کیونکہ وہ اس قدر بیمار تھا۔ کہ چل نہیں
سکتا تھا۔ لیٹے لیٹے اُس نے مفصلہ ذیل تجویز (Resolution)

کہ لڑائی کے تیز اور تسکین بخش ترتیب نہیں بلکہ شکست کی سخت آزمائشیں اور رنج
ہمیں نہایت بڑے خطروں سے جو ہمارے اپنے گناہوں سے نہایت دیر کے امن
اور آسائش کے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں۔ بچانے کے لئے وقت پر آئے۔۔۔

لکھی۔ جو اُس نے بطور عرضی فرمان انکاری کے پیش کیا۔ تجویز ہوئی۔ الی نوئیس
دیانت دار رہیگی۔ گو وہ ایک سینٹ بھی (امریکہ کا سکہ) ادا نہ کرے۔ اس
تجویز نے مجلس کے ہر ایک نیک نیت ممبر کے دل میں اثر کیا۔ بڑے
زور و شور سے یہ تجویز منظور کی گئی۔ اس نے انکاری طریق کو نیست و نابود
کر دیا۔ شہر کے دستاویزیں فوراً بڑھ گیئں۔ سرمایہ اور عوام نقل مکان
کر کے اس ریاست میں جوق در جوق آنے لگے۔ اور الی نوئیس
اب امریکہ کی ایک مرفع حال ریاستوں میں سے ہے۔ اُس میں بہت
زیادہ میل ریلیں ہیں۔ بمقابلہ اور ریاستوں کے اُس کے میدان
ایک بہت بڑے غلے کے کھیت ہیں۔ اور با امن لاکھوں خوش
گھروں سے جا بجا آباد ہیں۔ یہی ہے۔ جو دیانت داری کرتی ہے

سچ بات یہ ہے۔ کہ ہم بہت خود غرض ہو گئے ہیں۔ ہم اپنا
خیال بہ نسبت دوسروں کے زیادہ کرتے ہیں۔ جتنا زیادہ ہم عیش
میں مصروف رہتے ہیں۔ اتنا ہی کم اپنے ابنای جنس کا خیال کرتے
ہیں۔ خود غرض لوگ دوسرے آدمیوں کی ضروریات سے تغافل
کرتے ہیں۔ ایک قسم کی چار آئینہ زرہ بکتر میں وہ زندگی بسر کرتے ہیں
اور کوئی ہتھیار خواہ مصیبت یا محتاجی کا اُن کے اوپر اثر نہیں کرتا۔ اُن
کی توجہ صرف اُن لوگوں کے طرف منعطف رہتی ہے۔ جو اُن کی
خواہشات کو پورا کر سکتے ہیں۔ ریسنیٹ کرسا سٹم صاحب فرماتے
ہیں۔ کہ ایسے آدمی ہیں۔ جو معلوم ہوتے ہیں۔ کہ اس دنیا میں
صرف عیش کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ اپنے زوال پذیر جسم کو موٹا
تازہ کریں۔ اُنکے انواع و اقسام کے کھانوں سے چنے ہوئے میز سے فرشتے
ہٹ جاتے ہیں۔ خدا رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ شیطان خوش ہو جاتے ہیں
با کدامن آدمی کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور گھر والے بھی ہنستے

اور حقارت کرتے ہیں۔ منصف مزاج آدمی جو پہلی ہو گذرے ہیں وہ ظالموں اور ایسے آدمی جو گنہگاری سے امیر بنے ہیں۔ جو کہ اس دنیا میں بطور وبا کے ہیں۔ ان کیلئے ضیافتیں چھوڑ گئے ہیں۔

ہم اب نہیں جانتے ہیں۔ کہ کسطرح تھوڑے پر گذارہ کریں۔ ایک آدمی کو عیش و عشرت نصیب ہونا چاہئے۔ اور پھر بھی ایک آدمی کی زندگی اُن چیزوں کی تو لیے میں مشتمل نہیں ہے جو اُس کے اکیلی قبضے میں ہیں۔ اس کو دیانت داری کو غریب سے گذارہ کرنا چاہئے۔ فضولیات کی تخفیف نسبتاً ضروری ایثار کی بھی تنگی عیسائیوں کی خود انکاری اور نیز پرانی طاقت چلن کی شاہراہ ہے۔ وہ بات جو ہمارے زمانے میں نہایت ضروری ہے سو وہ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی ہر ایک جائز خواہش پورا کرنے کیلئے قابل ہو۔ اور پھر بھی تھوڑے پر قناعت کرے۔ ایک تونگر دل غریب گھر میں لکارڈیر صاحب فرماتے ہیں کہ میاں اس دنیا میں سب باتوں میں سے ایک ہے۔ جس سے کہ میرے دل کو نہایت اثر پیدا ہوا ہے۔ وہ شخص خوش نصیب ہے۔ جو نیکی اور راست بازی کا بیج بوتا ہے۔ وہ ضرور فصل حاصل کرنے میں کامیاب ہوگا۔ یہاں ایک جرمنی کے ایک غریب کسان کے جانب سے ایک نفیس مثال دیانتداری اور سچائی کی بیان کیجاتی ہے۔ برنارڈن ڈی سنیٹ پری یہ کہانی اپنی کتاب اٹوڈس نیچر میں بیان کی ہے۔ وہ بطور ایک انجینیر کے کاونٹ ڈی سنیٹ جرمن کی ماتحتی میں ۱۷۶۰ء میں ہیسی کی لڑائی کے دوران میں کام کرتا تھا۔ پہلے مرتبہ وہ جنگ کے خطروں سے واقف ہوا۔ روزمرہ وہ لوٹے ہوئے گاؤں اور تباہ شدہ کھیتوں اور کھلواڑوں سے گذرتا تھا۔ مرد۔ عورتیں۔ اور بچے اپنی جھونپڑیوں سے زار زار رو تے

ہوئے بھاگتے تھے۔ سلح آدمی ہر جگہ اُن کے محنت کے پھلوں کو تباہ کر دیتے تھے۔ اپنی شان و شوکت کا جزو خیال کرتے تھے۔ لیکن ظلم کے اسقدر کرتوتوں کے درمیان سینٹ پیری صاحب کو ایک اعلےٰ خصلت عادات کی جو ایک غریب آدمی نے ظاہر کیں۔ جس کا جھونپڑا اور کھلیاں اُس بھاگنے والی فوج کے راستہ میں واقعہ تھا دیکھ کر تشفی حاصل ہوئی +

ایک رسالہ کے کپتان کو اپنی فوج کیساتھ ضروریات کے جمع کرنے کے لئے تعنیات کیا گیا تھا۔ وُہ ایک غریب جھونپڑی کے پاس پہونچے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک بوڑھا آدمی سفید داڑھی والا نمودار ہوا۔ افسر نے کہا۔ کہ مجھے ایک کھیت میں لے جاو۔ جہاں میں اپنی فوج کے لئے چارا حاصل کر سکوں۔ بوڑھے آدمی نے جواب دیا۔ فوراً حضور۔ وہ اُن کے آگے ہو لیا۔ اور وادی پہ چڑھنا شروع کیا۔ قریبًا آدھے گھنٹے کے کوچ کے بعد ایک عمدہ کھیت جو کا ملا۔ اُس افسر نے کہا۔ کہ یہ خوب کارآمد ہوگا۔ بوڑھے آدمی نے کہا۔ نہیں۔ ذرا دیر توقف کرو۔ اور سب ٹھیک ہو جائیگا۔ پھر وہ چلتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ دوسرے جو کے کھیت میں پہونچے۔ فوج اُتر کھڑی ہوئی۔ اور غلہ کو کاٹ ڈالا۔ اور گٹھوں میں باندھ کر اپنے گھوڑوں پر رکھ لیا۔ افسر نے کہا۔ دوست یہ کیا بات ہے۔ کہ تم ہمکو اتنی دور لے آئے۔ جو کا پہلا کھیت جو ہم نے دیکھا۔ وہ بالکل ایسا ہی اچھا تھا جیسا کہ یہ ہے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کسان نے کہا۔ مگر وہ میرا نہیں تھا +

باب چہارم

آدمی جو خریدے نہیں جا سکتے
تو خود بہادر ہوگا۔ اگر تو سچائی کی تلقین کرے گا۔
سچی زندگی بسر کرو اور تیری زندگی ایک بڑی اور نیک ملت ہوگی
یہ دُنیا بہت اچھی ہے۔ جس میں کہ ہم بسیرا کرتے ہیں
اور اُدھار دیتے یا خرچ کرتے یا قبول کرنیکے لئے
لیکن بھیک مانگنے یا اُدھار لینے یا انسان کا اپنا حق حاصل کرنیکے لئے
یہ دُنیا نہایت خراب ہے۔ جو کبھی معلوم ہوئی ہے
(بلوبرلمن)

میرے پیارے لارڈ (.........) نیک نام آدمی اور عورتوں میں اُن کے روحوں کا ایک لگا ہوا گوہر ہے۔ جو کوئی میری تھیلی چُراتا ہے۔ وہ ایک فضول چیز چُراتا ہے۔ یہ کچھ ہے۔ کچھ نہیں ہے۔ یہ میری تھی۔ یہ اُس کی ہے اور ہزاروں کا غلام رہ چکا ہے۔ لیکن وُہ جو کہ مجھ سے میرا نیک نام چُراتا ہے۔ مجھے ایک ایسی چیز سے محروم کرتا ہے۔ جو اُس کو دولتمند نہیں بناتی ہے۔ اور بے شک مجھے غریب بناتی ہے (شکسپیر) عزت کی بہ نسبت روپیہ کے زیادہ خواہش ہے (فرانسیسی کہاوت)
پہلے وُہ آدمی ہیں۔ جو خریدے جا سکتے ہیں۔ بے شمار حرامزادے۔ جو اپنا جسم اور جان روپیہ اور شراب کے خاطر فروخت کرنے کے

لیے تیار ہیں۔ کس نے ایسی انتخابوں کی نسبت نہیں سنا ہے۔ کہ جو رشوت اور بددیانتی کی وجہ سے مسترد کئے گئے ہیں۔ یہ طریق حریت کا خط اٹھانے یا اس کو قائم رکھنے کا نہیں ہے۔ وہ آدمی جو اپنے تئیں بیچتے ہیں۔ غلام ہیں اور اُن کے مشتری بددیانت اور بے اصول آدمی ہیں۔ ان ادمی میں بھی بیہودگیاں موجود ہوتی ہیں۔ ایک نقاد نے کہا۔ کہ میں حریت کی سرزمین پر کھڑا ہوں۔ سامعین میں سے ایک بوٹ بنانے والے نے جواب دیا۔ کہ آپ نہیں ہیں۔ آپ ایسے بوٹ کے جوڑے میں کھڑے ہیں جس کی قیمت آپ نے مجھے کبھی ادا نہیں کی۔ لوگوں کا رجحان ہمیشہ کثرت کی طرف جانے کا ہے جیسے کیسا تھ چلنے کا ہے۔ مسٹر صاحب نے کہا۔ کہ کثرت کے معنی کیا ہیں۔ عقل ہمیشہ چند ہی آدمیوں میں جاگزین ہوتی ہے۔ ووٹوں (ـــ) کا وزن کرنا چاہیئے۔ نہ کہ شمار۔ وہ حالت جلدی یا دیر میں تباہی کو پہنچیگی۔ جہاں کہ کثرت حکومت کرتی ہے۔ اور جہالت فیصلہ کرتی ہے +

جب سکاٹ لینڈ کے گرجا سے انحراف واقعہ ہوئی۔ نارمن میکلاڈ صاحب نے فرمایا۔ کہ انسان کیلئے یہ بڑی آزمائش کا موقعہ ہے۔ کہ غیر ہردلعزیزی کے طرفداری پر قایم رہے۔ اور وہ کام کر گزرے۔ جو ضمیر فرض کا طریق بتلاوے۔ حقارت اور نفرت کے نعرے ہر ایک موڑ پر اُسے دئے جاتے تھے۔ اپنی ایک چٹھی میں وہ کہتا ہے۔ کہ آج میں نے ایک ہولی روڈ کے گرجے میں ایک مقبرہ دیکھا۔ جس پر یہ کتبہ تحریر تھا۔ یہاں ایک دیانت دار آدمی دبا ہوا ہے۔ میں صرف ایسے طور پر زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے کہ میں اسی قسم کی کتبے کا مستحق خیال کیا جاؤں۔ جاہل اور غافل بے اصول آدمیوں کے رحم پر ہیں۔ اور جاہلوں کی ابتک بہت کثرت رای ہے۔ جب کہ ایک فرانسسی عطائی (نیم حکیم)

پیرس کی فوجداری عدالتی کے سامنے۔ پونٹ نیف کا راستہ بند کرنے
لئے لے جایا گیا۔ تو مجسٹریٹ نے اس سے کہا۔ کہ ارے یہ کیا بات
ہے۔ کہ تو اس قدر خلقت اپنے پاس جمع کر لیتا ہے۔ اور اُن
سے اسقدر روپیہ اپنا تریاق۔ گھاس پھوس جیسا بیچ کر اینٹھ لیتا ہے
عطائی (نیم حکیم) نے جواب دیا۔ میرے نواب کتنے لوگ آپکے
خیال میں ایک گھنٹے کے اندر پونٹ نیف سے گذرتے ہیں۔ جج نے
کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ پھر تمکو بتا سکتا ہوں۔ (یعنی) قریباً دس ہزار۔ اور
اُن میں کتنے آپ خیال کرتے ہیں۔ کہ دانا ہیں۔ اُو۔ شاید سو آدمی
عطائی نے کہا۔ یہ ذرا بہت ہیں۔ لیکن میں سو آدمی تمہارے لئے
چھوڑتا ہوں۔ اور نو ہزار نو سو کو میں اپنے خریداروں میں
لیتا ہوں +

تمام اطراف میں لوگوں کو رشوت دی جاتی ہے۔ اُن کو دیانت داری
اپنی عزت اور مردانہ افتخار کا خیال نہیں ہے۔ اگر اُن کو ہوتا۔ تو ہر ایک
قسم کے رشوت کو ٹھوکر مارتے۔ ملازمان سرکاری کو لایق یا نا لایق اعمال
چیزوں کے قبول کرنے کیلئے رشوت دی جاتی ہے۔ اس لئے سپاہیوں
کے نیم پختہ چمڑے والے جوتے کوچ میں پھٹ جاتے ہیں۔ اُن کے
پرانے اُون کے کوٹ چھترا بن جاتے ہیں۔ اور اُن کے ٹین میں بند
بنی ہوئی خوراک کی چیزیں سڑی ہوئی پائی جاتی ہے۔ کپتان نیر صاحب
نے ایک افسوسناک واقعہ بیان کیا۔ اپنے ملاحوں کے کھانے کے
انتظام کا جب کہ وہ منطقہ (بحر منجمد شمالی) بارده میں تھے۔ یہ تمام باتیں
رشوت اور لوٹ سے پوری ہوتی ہیں۔ ملکی خدمت کے ادنے ملازمین
کے حلقے میں۔ ناجایز دستوری کے ذریعہ سے بہت کچھ کیا جاتا ہے ایک چک
(ہنڈوی) کسی خاص اہلکار کے پاس پہنچتا ہے۔ اور وہ حساب یا میں

کر دیتا ہے۔ اِس طرح رشوت سے لوگ اوسط درجے کی تنخواہ پر امیر بن جاتے ہیں۔ ایک عام کمپنی کے نوکر کی جانب سے ایک شاید دیانت کا فعل ظہور پذیر ہونے کے بعد ایک اشتہار دفتر کے دروازے پر اِس مضمون کا لگایا گیا۔ کہ کمپنی کے نوکروں کو رشوت لینے کی اجازت نہیں ہے۔ باورچی دوکاندار ویسے کمیشن لیتے ہیں۔ خانساماؤں کا شراب کے سوداگروں سے ایک خفیہ سمجھوتا ہوتا ہے +

یہ ناجایز دستور دستوریاں شائسینر کہتا ہے۔ (اخبار کا نام) تعلقات بیوپار میں ... ہم قائل ہیں۔ اور اگر بُرائی کبھی نوکروں کے گھر سے یا بازار سے سوار ہووے۔ اور کسی سرکاری دفتر پر حملہ آور ہو۔ تو عام آدمیوں میں بھروسہ یا قابلیت کا خاتمہ ہو جائے۔ یہ لابدی امر ہے۔ کہ سرکاری نوکری صاف اور پاک ہو۔ اور کوئی شبہ کسی اہلکار کے نسبت جو بھروسہ والی اسامی پر ہے نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ایک بُرا دن ہوگا۔ کہ اِس کا عام طور پر شک کیا جائے۔ کہ ملکی ملازم بخشش یا مایلا خطاط لیتے ہیں +

ایک موجد نے ایک طریقہ بتلایا۔ کہ اُن آدمیوں کی تعداد جو اومنی بس (چوپہ گاڑی) میں چڑھیں رجسٹر کیا جائے۔ لیکن سکرٹری اِس تجویز کو منظور نہ کر سکا۔ اُس نے کہا۔ کہ اِس سے ہمیں کچھ فایدہ نہیں ہے۔ وہ کل جو ہم چاہتے ہیں۔ ایک ایسی ہے۔ کہ جو ہمارے آدمیوں کو دیانت دار بناوے۔ اور یہ کہ مجھے اندیشہ ہے۔ غالباً ہمیں نہ ملے۔ ہم دیانت دار آدمی کو چاہتے ہیں۔ ہر جگہ یہ شور ہے۔ عدالتہائے پولیس میں اکثر چوری اور ٹھگی ظاہر ہوتی ہے۔ اُن آدمیوں کی جن کے اوپر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ تو نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بھروسہ کی حالت سے وہ تباہی کی حالت پر پہنچتے ہیں۔ بے اعتباری چلن ہے جسکے نہایت ضرورت ہے چلن معتبری ہے۔ اور دوسرے آدمیوں کو اپنے افعال سے تقریر کروا دینا کہ تم پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ باہر بھی یہی بات ہے۔ روس مصر اور

ہسپانیہ نہایت خراب ہیں۔ روس میں سرکاری ملازموں کی بددیانتی نہایت اعلے درجہ والوں میں بھی نہایت سخت ہے۔ تمہیں اپنی ترقی زر سے حاصل کرنی پڑتی ہے۔ رشوت ہر ایک قابل خیال شکل میں لیجاتی ہے۔ اُن انتظاموں سے جو مہیا کرنیوالوں اور اہلکاروں کے درمیان جو اُن پر حکومت کرتے ہیں۔ براہ راست مال کے سپردگی تک رشوت ستانی بلا انکار جاری ہے۔ بہانہ ہے۔ کہ سرکاری ملازماں کو تھوڑی تنخواہ دیجاتی ہے۔ ماسکو اور پیٹربرا کی ریل بڑی لاگت سے تیار کی گئی تھی۔ بڑی رقمیں انجنیروں اور کاریگروں کو دی گئیں تھیں۔ اور اور سیروں اور ڈائرکٹروں نے چوری سے لے لی تھیں۔ پرنس میچکاف اپنے شاہی آقا کیساتھ سیر کرنیکے لئے پایہ تخت میں جو ایرانی سفیر کے فایدے کیلئے اختیار کیا گیا تھا جو اُس ملک میں بطور سیاحت کے آیا ہوا تھا۔ گزرا۔ اُس ایرانی نے سنہری گنبد۔ سنگ مرمر کے ستون چمکنے والے میلوں تک دوکانیں۔ سبھی مشرقی لاپرواہی کیساتھ دیکھیں۔ شہنشاہ آخر کار اپنے منظور نظر کی طرف جھکا۔ اور آزردگی کی آدا سے کان میں کہا۔ کیا ہمیں کوئی چیز نہیں مل سکتی ہے۔ جو اس شخص کو تعجب میں ڈالے۔ ہاں اعلے حضرت شہزادے نے جوابدیا۔ ماسکو اور پیٹربرا کی ریلوں کا حساب اس کو دکھاؤ۔ مصر میں سکندریہ کے مقام پر ٹیکن جیسکہ اسے کہا جاتا ہے۔ بہت کثرت سے ہے۔ اگر زر کے زور سے خرید نہ لیا جائے ہسپانیہ میں ہر جہاز کو بندرگاہ میں داخلے کیلئے۔ پرمٹ کے افسروں کو رشوت دینی پڑتی ہے۔ بہانہ وہی ہے۔ جیساکہ روس میں ہسپانیہ کے ملکی نوکر رشوت لئے بغیر گذارہ نہیں کرسکتے +

جمہوری سلطنتوں میں بھی لوگ رشوت لینے کیلئے تیار اور راضی ہوتے ہیں۔ روپیہ بہت سے مشکلات کو عبور کرتا ہے۔ بہت سے مسائل طے ہوجاتے ہیں۔ امریکہ میں جمہوری جو سلطنتوں میں سے برگزیدہ سلطنت

ہے۔ عالمگیر رشوت ستانی ہوتی ہے۔ ایک اہلکار کی خالی تنخواہ کافی نہیں
نہایت اعلیٰ درجے کے اہلکار کو بھی بگھیوں اور گھوڑوں اور نیز نقدروپے
کی نذرات سے رشوت دی جاتی ہے۔ امریکہ کا نہایت دوربین اور دیانتدار
مدبر دیکھتا ہے۔ کہ نظم کی خوبی کو رشوت ستانی اور بددیانتی کی وجہ سے
اچھی طرح گھن لگ رہا ہے۔ اور خلقت کی نیک سرشتی[1] کا درجہ پست ہو رہا ہے
تمام دنیا پر یہی بات ہوتی رہی ہے۔ اس کا
مضایقہ نہیں ہے۔ کہ گورنمنٹ کسی کونسی قسم کہلاتی ہے۔ خواہ
بادشاہی۔ امرائی حکومت یا جمہوری سلطنت کیوں نہ ہو۔ یہ گورنمنٹ
کی قسم نہیں ہے۔ بلکہ آدمیوں کی۔ جو اسکے منتظم ہیں۔ خود غرضی سے استعمال شدہ
ملکی (پولیٹکل) طاقت ایک لعنت ہے۔ ہوشیاری کی اور بغیر طرفداری کے استعمال
شدہ پولیٹکل طاقت قوم کیلئے۔ ایک نہایت اعلیٰ درجے کی برکتیں ہیں۔ اگر خود
غرضی حکمران فرقوں سے شروع ہو۔ تو اس ملک پر افسوس ہے۔ کہ

---

[1] ملاحظہ کیجئے نارتھ امریکن ریویو بابت ماہ جنوری ۱۹۰۷ء مسٹر جیکب ڈی کاکس صاحب
فرماتے ہیں کہ ذلیل کرنے والی تلاش سرکاری نوکری اور سرکاری روپیہ کیلئے
تمام ریاستوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی جنگلوں کی جھونپڑی ایسی چھپی ہوئی
نہیں ہے کہ اُسکے اخلاقی آب وہوا چھوت سے بچی ہو جب کہ کشمکش کرنیوالے فریق
میں سے ایکدوسرے پر ریاست میں فوقیت پاجاتا ہے۔ تو کم تنخواہ اور طاقت والی اسامیاں نہایت
ادنے درجے کے محرروں کے عہدوں تک منتشر ہو جاتا ہے جنگ کا شور ہے۔ کہ لوٹ فتحمندوں کا حصہ ہے
مسٹر کاکس فرماتے ہیں ہمیں شرم سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسکا اثر ہمارے رسوم مملکت (پالیٹکس)
پر وہی ہے جیسا کہ حرص اور لوٹ کا شور اس فوج میں ہوتا ہے کہ جو تسخیر کئے ہوئے شہر میں داخل ہوتی ہے
ہم شرمناک چھین جھپٹ کے اسقدر خوگر ہو گئے ہیں کہ اب ہم اپنی غفلت پر تعجب کرتے ہیں۔ اور یہ بات
اب سمجھنے لگے ہیں۔ کہ خلقت کا ضمیر اب کسقدر ملوث ہو گیا ہے۔

جس پر حکومت کیجاتی ہے۔ برائی نیچے کی تہ میں پھیلتی جاتی ہے۔ اور
اس میں تمام فرقے ہیں۔ جسمیں نہایت غریب بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ زندگی کی
دوڑ صرف ایک دولت اور خودغرضی کیواسطے بن جاتی ہے۔ اصول چھوڑ دیا جاتا ہے
دیانت ایک بھولی ہوئی نیکی ہے۔ اعتقاد جاتا رہتا ہے۔ اور سوسائٹی جگہ
اور روپیہ کیواسطے کارگاہ بن جاتی ہے +

پھر بھی ایسے آدمی ہیں۔ جنہوں نے تمام وقتوں اور زمانوں میں اپنے تئیں فروخت
کرنے سے انکار کیا ہے۔ نہایت غریب آدمیوں نے بھی فرض کے جوش میں
اپنے تئیں روپیہ کے عوض بیچنے کیلئے انکار کردیا ہے۔ شمالی امریکہ کے اینڈینس
(Indians) میں دولت کی خواہش ایک بہادر آدمی کے ناشایاں خیال
کی گئی ہے (یعنی) یہاں تک کہ ان کا سردار اکثر اپنے فرقے میں نہایت
غریب ہوتا ہے۔ درمیان فرقہ اسرائیل۔ یونانی اور رومن والوں کے درمیان
میں نہایت محسن قوم غریب آدمی ہوئے ہیں۔ علیشاہ ہل چلا رہا تھا۔ کہ
جب اسکو پیغمبری کیلئے بلوایا گیا۔ اور سنسانٹس اپنے کھیتوں میں تھا۔ جب کہ روم
کی فوج کے کمان کیلئے طلب کیا گیا تھا۔ سقراط اور اپامونڈس یونان میں نہایت
غریب آدمیوں میں سے تھے۔ ایسے ہی گلیلیہ کے مچھلی والے تھے۔ جو ہمارے
مذہب کے بھی بناء کنندہ تھے۔

مسٹر جانسن صاحب کے دور انتظام میں معاملات کی ایسی کیفیت تھی۔ کہ نہایت ابتر زمانے سے جو
کسی قومی تواریخ میں پایا جاسکتا ہے۔ مقابلہ کرتی ہے۔ خوشامد چاپلوسی۔ رشوت اور باقی تمام
پولیٹیکل برائیوں کی گردہ سیاہ سے گہرا ہوتا جاتا ہے۔ جوں جوں کہ ہم اترتے جاتے ہیں یہانتک کہ ہم
ناشایاں کرتوت پر (ہتھکنڈوں) پہونچ جاتے ہیں۔ اور اپنے فریق کیواسطے پرچہ جات رائی
میں گول مال کرتے ہیں۔ یا کلوخ اندازی (پتھر اندازی) کرتے ہیں۔ اور نا فایدہ اس روپیہ کو چرا کر
جو ہمیشہ کسی امیدوار کے ایک بڑے خوددار آدہندہ تصور کئے جانے کیواسطے دیا ہے اور جسکو ایک وسکی (ایک قسم کی شراب)

ارسطاطلیس کو منصف اُسکے بے جھوک دیانت کی وجہ سے کہتے تھے۔ اُسکے انصاف کا خیال بیداغ تھا۔ اور خود انکاری ناقابل الزام۔ وہ مرا تھون ورسلامیس میں لڑا اور پلاٹی کی لڑائی میں افسری کی۔ گو ریاست میں وہ نہایت اعلے درجے کی اسامیوں پر رہا۔ وہ غریب مرا۔ کوئی چیز اُسے نہیں خرید سکتی تھی۔ اور نہ کوئی بات اپنے فرض سے ہٹانے کی ترغیب دے سکتی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اتھنیا والے اس کی روشن مثال دیکھکر بہت نیک بن گئے۔ اسچلیس کو ایک ماجرے کے اظہار میں اخلاقی نیکی کے حق میں ایک فتوے دیا گیا تھا جسمیں کہ حضار کی آنکھیں بے تحاشا عامل سے ارسطاطلیس کی طرف پھر گیئں +

فوشین اتھنیا کا جرنیل جو بڑا بہادر اور شبہہ ہیں تھا۔ صالح کے لقب سے نامزد کیا جاتا تھا۔ سکندر اعظم نے جب کہ وہ یونان کو تہ و بالا کر رہا تھا اوسکی نمک حلالی جھیننے کی کوشش کی۔ اُسنے اُسے دولت۔ اور ایشیا میں چار شہروں کا لالچ دیا۔ فوشین کا جواب اُس آدمی کا بیداغ چلن بیان کرتا تھا۔ اُس نے کہا۔ اگر سکندر اعظم کو واقعی میری وقعت ہے۔ تو وہ میری دیانت داری رہنے دیوے۔ باوجود اس کے ڈماستھنیز خوش تقریر خریدا جاسکا۔ جب ہرپالس سکندر کا ایک سردار اتھنیز میں آیا۔ تو وعظ کنندہ کی آنکھ اُسکے سونے پر تھی۔ ڈماستھنیز اُن میں سے ایک تھا۔ خوش تقریری دیانت کی بغیر کیا ہے جبکہ وہ ہرپالس کی ملاقات کو گیا۔ تو سردار کو معلوم ہوا کہ ڈماستھنیز بادشاہ کے خوبصورت منقوش پیالوں میں سے ایک پیالہ دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اُسنے اُس سے چاہا کہ وہ اُس کو اپنے ہاتھ میں لے تا کہ وہ اس کا وزن معلوم کرے۔ ڈماستھنیز نے پوچھا کہ اسکی کیا قیمت ہوگی۔ ہرپالس نے جوابدیا۔ کہ بیس طلا (ایک قسم کا سکہ) اس سے آپکے واسطے رات ڈماستھنیز کے پاس وہ پیالہ بیس طلو کیساتھ بھیجا گیا۔ پیشکش نامنظور نہیں کی گئی۔ اس واقعہ سے واعظ بے عزتی کو پہونچا۔ اور اس کے بعد وہ جلدی زہر کھا کر مر گیا +

کے گھونٹ میں خریدا جاسکتا ہے +

سیسرو صاحب اس کے برخلاف تمام پیشکشین دوستوں سے
لینے انکار کرتے تھے۔ اور نیز اپنے ملک کے دشمنوں سے اُس کے
قتل کے کچھ مدت بعد آگسٹس نے اُس کے پوتے کو سسرو کی کتاب اُس کے
ہاتھ میں لئے ہوئے پایا۔ لڑکے نے اس کو چھپانے کی کوشش کی۔
لیکن زار نے اُس سے لے لی۔ اس کو سرسری پڑھنے کے بعد اس نے
لڑکے کو واپس دیدی۔ یہ کہکر میرے پیارے بچے۔ یہ ایک خوش تقریر
آدمی تھا۔ اور اپنے ملک کا حبیب تھا۔ بیس نے جب اُس سے پوچھا
گیا۔ کہ اُسنے دوسرے آدمیوں کو مال اپنے اوپر تہ لاد نے دیا۔ جب اور تمام
بھاگنے کے لئے مجبور ہوئے تو کہا۔ تمہارا تعجب بلا وجہ ہے۔ میں اپنے
تمام خزانے اپنے ساتھ لیجا رہا ہوں۔ جب کہ ڈیوکلیشن نے شاہی شان
شوکت کچھ مدت تک چھوڑ دی۔ تو میکسملن نے اُسے سلطنت کی باگ
اختیار کرنے کے لئے بلوایا۔ ڈیوکلیشن نے جواب دیا۔ اگر میں آپ کو وہ گوبھی
کے پھول جو میں نے اپنے ہاتھ سے سلونا میں لگائے ہیں۔ اور اور عمدہ خربوزہ
و تربوزہ جن کو میں پختہ کر رہا ہوں۔ اور فرحت بخش نخلستان جو میں نے اپنے
شہر کے باہر مقام رہائیش میں لگائے ہیں۔ دکھا سکوں۔ تو مجھے نہیں
کہا جاوے۔ کہ میں خوشی کو حکومت کے واسطے ترک کروں۔ جو کچھ اُسنے
کام کر کے دکھلایا ہے۔ وہ اپنا تھا۔ اپنی محنت۔ اور جفاکشی کا پھل تھا۔
اُس نے محنت کے ولولے کا جذبہ حاصل کر لیا تھا۔ جس سے کہ کارکن میں
استقلال پیدا ہوتا ہے۔ اور جنگجو کو دلیری اور مدبر کو استقامت پیدا ہوتی
ہے۔ محنت بددیانتی کے پہلے راستوں کو بند کر دیتی ہے۔ یہ ایک زیادہ کشادہ
کھیت ہر ایک لیاقت کے اظہار کے لئے کھول دیتی ہے۔ اور نیا جوش
ہر ایک سوشل اور مذہبی فرائض ادا کرنے کے لئے پھونک دیتی ہے۔ اسلئے
روم والوں نے ڈیوکلیشن کو اپنے ملکی فرائض پھر واپس لینے کیلئے بلانے

کی خواہش کی۔ قناعت نیز بہتر ہے۔ بہ نسبت عیش یا طاقت کے۔ درحقیقت یہ قدرتی دولت ہے۔ میری الزبتھ کی بہن نے اکثر یہ خواہش کی کہ کاش وہ گوالن بجائے ملکہ کے پیدا ہوئی ہوتی۔ وہ بے بدل محبت کے عذاب سے بچ جاتی۔ اور اپنے وزرا کے ہاتھوں سے تخفیف حکومت کو نہ پہونچتی۔ بہت سے شہید سوختگی سے بچ جاتے +

بہادر اور دیانت دار آدمی زر کے واسطے کام نہیں کرتے ہیں۔ وہ محبت عزت اور چلن کی خاطر کام کرتے ہیں۔ جب کہ سقراط نے موت کی سزا بہ نسبت اپنے صحیح اخلاقی خیالات ترک کرنے کے برداشت کی۔ جب کہ لاسکساس نے غریب ہندوستانیوں کی تکالیف میں کمی کرنے میں کوشش کی۔ تو اُن کو کوئی خیال روپیہ یا ملک کا نہ تھا۔ انہوں نے تمام خیال کنندہ کی برتری کیواسطے۔ اور اُن تمام مصیبت زدگان کی بہتری کے واسطے کام کیا۔

جب میچل انجلو کو پوپ نے حکم دیا کہ سینٹ پیٹرز برگ کی تعمیرات کی ہدایات کا کام اختیار کرے۔ تو اُس نے صرف اِس شرط پر منظور کیا۔ کہ وہ کوئی تنخواہ نہیں لیگا۔ وُہ صرف خدا کی محبت کے خاطر محنت کریگا۔ پرسلز کے وزیر صاحب نے ایک شریف آدمی کو جو اُس کی تصویروں میں سے ایک خریدنا چاہتا تھا۔ کہا۔ اپنا روپیہ رہنے دو۔ زرِ ہنر کو سخت صدمہ پہونچاتا ہے۔ اُسی وقت اِس کا بھی اقرار کرنا چاہئے۔ کہ ویرڈس فضول خرچ عادات کا آدمی ہے۔ پولٹکل زندگی میں جگہ اور روپیہ کی بہت ضرورت رہتی ہے اسامی کی عطائگی جب سرکاری ملازم باضابطہ طور پر حاصل نہیں کرتے ہیں۔ تو اکثر اخلاقی لگاڑ ثابت ہوتی ہے۔ یا ایک ادنےٰ خیال کا بدل باعوض حب الوطنی کے خیال کے ہے۔ اور جب کبھی یہ ذاتی خیالات محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ [illegible] سیاست کو تنزل پر پہونچاتا ہے۔ اور چلن کو خراب کردیتا ہے۔

انڈریو مارول پرانے رومن بناوٹ کا ایک حب الوطن تھا - وُہ شورش کے زمانے
میں رہتا تھا - چارلس اوّل کے سلطنت کے شروع میں وُہ ہل کے مقام پر پیدا
ہوا تھا - جب وُہ جوان آدمی تھا - تو اس نے چار سال ٹرنٹی کالج کیمبرج میں بسر کئے
پھر اُس نے بعد ازاں تمام یورپ کا سفر کیا - اٹلی میں وُہ ملٹن سے ملا - اور تمام
عمر وُہ اُس کا دوست بنا رہا - جب انگلستان واپس آیا - تو خانہ جنگیں زور و شور
پر تھیں - یہ معلوم نہیں ہوتا ہے - کہ اُس کشمکش میں اُس نے کوئی حصہ لیا - گو وُہ
ہمیشہ حریت کا ممد و معاون تھا - ۱۶۶۰ء میں وُہ اپنے پیدائشی شہر کے پارلیمنٹ
کی ممبری کے لیے منتخب کیا گیا - اور اپنی ممبری کے دوران میں دمبر اشہر کے حاکم
اور اس کے موکلوں کو ہر ایک ڈاک میں لکھا - اُن کو دو رسالات پارلیمنٹ کے
بتلانے کے لئے *

مارول لکش کے بادشاہی کے برخلاف میلان طبع کے ساتھ ہمدردی نہیں رکھتا
تھا - اس کا سوانح عمری لکھنے والا اُسے انگلستان کی حریت اور مگنا چارٹا
(عہدنامہ جو مابین بادشاہ انگلستان اور رعایا کے بہبودی عامہ کے خاطر ہوا تھا)
کے دوست کے نام سے نامزد کرتا ہے - اور سے مناسب متحدہ شاہی کی نسبت
اعتراض نہ تھا اور اسی واسطے وُہ بادشاہی کی واپسی کو پسند کرتا تھا - لوگ اسکی
خواہش کرتے تھے - یہ یقین کرکے کہ چارلس ثانی کی واپسی امن اور ملکی صلاحی
کو پھر دوبارہ قایم کریگی - وُہ بھاری غلطی پر تھے - مارول لارڈ کارلیل صاحب کے
ہمراہ روس کی سفارت پر جانے کے لئے تعینات کیا گیا - اس بات کے ظاہر کرنے کے
لئے کہ وُہ دربار کا دشمن نہیں سمجھا جاتا تھا - اس کی غیرحاضری میں بہت خرابی
واقعہ ہوئی - بحال شدہ بادشاہ کو ہمیشہ روپیہ کی ضرورت رہتی تھی - اُس نے ہر
ایک طریق اسامیاں بیچنے اور اجارے قایم کرنیکا اپنے ذاتی ضروریات کو
پورا کرنے کے لئے اختیار کیا - مارول کی چٹھیوں میں سے ایک میں اُس نے
اپنے موکلوں کو کہا - کہ دربار نہایت درجے کے اخلاقی آوارہ پن میں تھا - سب سے بڑھ کر

لوگ بالکل پارسا ہیں۔ دوکو بکروں۔ (نصرانی کا ایک فرقہ) جن آرمیڈ کے مقدمہ میں
بمقام لولڈبیلی باتیوں میں سے ایک اہل دفتر ہسپانیہ کے عدالت کی تعریف کی کہ کیا
کہ یہ کبھی اچھا نہیں ہوگا جب تک کوئی عدالت اسکے مانند نہ ہو ۔

بادشاہ بلاقدشہ روپیہ اُدھار لیتا رہا۔ توسطا اپنے دربار میں کاو بے ایمان رفیقوں کے
ہزاروں پونڈ کی (انگلستان کا ایک سکہ جو آجکل پندرہ روپیہ کے برابر ہوتا ہے) اشرفیں
دیکر اُن کو مول لے لیا۔ لیکن ہاردل نہیں خریدا جاتا تھا۔ دربار اور اُس کے مفت خوروں
کی ہجو اُس نے چھپوا دی۔ تمام درجے کے آدمیوں نے بادشاہ سے لیکر دوکاندار
تک نے اُسکو پڑھا۔ بادشاہ نے اُسکو ورغلانے کا ارادہ کیا۔ اُس کو دھمکایا گیا۔ اُس
کی خوشامد کی گئی۔ اس کو ڈرایا گیا۔ اس کو پچکارا گیا۔ اس پر جاسوس لگا دئے گئے۔ بدمعاشوں
کو گھات میں لگایا گیا۔ اور حسینوں کا اسکو لالچ دیا گیا۔ لیکن کوئی دلیلا (خانگی عورت) اس کے
طاقت کے راز کو دریافت نہ کر سکے۔ اس کی راست بازی خطرے کے برخلاف اور بد دیانتی
کے برخلاف یکساں بچاؤ تھی۔ دھمکیوں اور رشوتوں کے برخلاف فخر اصول کا شریک ہے
کہ ایسے دربار میں جو کسی آدمی کو دیانت دار اور کسی عورت کو باعصمت نہیں مانتا تھا۔ یہ نرم۔
جادوگری بدرجہ کمال کاشت کی گئی لیکن ہاردل صاحب اپنی تعظیم اور عزت کرتے ہوئے اس کی
سحر سے بچا رہا۔ یہ کہتے ہیں کہ صدر اعلیٰ خزانچی ڈنبی صاحب اپنے پرانے مدرسے کے ساتھی
کو خریدنے کے خیال سے ہاردل کے پاس اسکے بالاخانہ میں ملنے آیا۔ رخصت ہونیکے
وقت لارڈ خزانچی نے اُس کے ہاتھ میں ایک حکم ہزار پونڈ کا دیدیا۔ اور پھر وہ اپنی گاڑی
میں چلا گیا۔ ہاردل کاغذ کی طرف دیکھکر خزانچی کے پاس بھاگتا ہوا گیا۔ میرے لارڈ میں
ایک اور لمحہ آپ سے طلب کرتا ہوں۔ پھر وہ اپنے بالاخانے پر چلے گئے۔ ہاردل نے لونڈا بلوایا گیا
جیک بتّے کل رات کے کھانیکے واسطے مجھے کیا ملا تھا۔ کیا جناب کو یاد نہیں ہے۔ آپ نے
بھیڑ کے پچھے کا گوشت کھایا تھا۔ جو آپنے بازار میں ایک عورت سے لانیکا مجھے حکم دیا تھا۔
بچے۔ بالکل صحیح۔ آج شام کے کھانیکے لئے مجھے کیا ملیگا۔ کیا جناب کو معلوم نہیں ہے۔
کہ آپ نے مجھے کندھے کی ہڈی کباب کر کے رکھ چھوڑنے کا حکم دیا۔ یہ آپ ہی ہے جناب

صحیح بیچ تشریف لیجاؤ - میرے لارڈ - ہارول نے کہا - خزانچی کیطرف متوجہ ہوکر - کیا تم سنتے ہو - انڈر پوہارول صاحب کے کھانیکا انتظام ہوگیا ہے - اور یہ آپ کے کاغذ کا پرچہ ہے - مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے - مجھے جس قسم کی مہربانی آپ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے - میں اس سے واقف تھا - میں یہاں اپنے مؤکلوں کی خدمت کیلئے رہتا ہوں - وزارت اپنے اغراض کیلئے آدمی تلاش کریں - میں اُن میں سے ایک نہیں ہوں - ہارول اخیر دم تک نیک چلن رہا - وُہ اپنے عادات میں بے داغ تھا - وُہ اپنے مؤکلوں کا سچا وکیل تھا - گو غریب تھا - اُسکا طریق رہایش سادہ اور کفایت شعار تھا - جولائی ۱۷۷۸ء میں وُہ آخری مرتبہ اپنے مؤکلوں سے ملا - لنڈن واپس آنیکے تھوڑی مدت بعد بلا کسی پہلے بیمار پڑنے یا ظاہری کہالت کے وُہ مرگیا - بعض کہتے ہیں کہ وُہ زہر سے مرا - یہ بات سچ نہ ہوگی - لیکن بے شک وُہ بطور ایک دیانتدار آدمی کے مرا - اُسنے ہمیشہ اپنی پاکدامنی قایم رکھی - ہمیشہ اُس نے راستبازوں کو بچایا - نیک آدمی اُسے اُلفت کرتے تھے - بُرے آدمی ڈرتے تھے - چند آدمی اُس کا تتبع کرتے تھے - اور مشکل سے کوئی شخص اُس کا ثانی تھا - یہی الفاظ اُس کے مقبرے کے پتھر پر بمقام ہل تحریر ہیں - بنجانسن ہارول کی طرح سخت اور صاف گو تھا جب کہ چارلس اوّل نے اِس بہادر شاعر کے پاس اس کی غریبی اور بیماری کے زمانے میں انعام بھیجا - بن نے روپیہ اِس پیغام کے ساتھ واپس بھیجدیا - میں خیال کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے نہ بھیجا ہے - کیونکہ میں تنگ و تاریک گلیوں میں رہتا ہوں اُس سے کہو کہ اُسکی جان ایک گلی میں رہتی ہے ؛

گولڈ اسمتھ بھی ایک ایسا آدمی تھا - جو خریدا نہیں جاتا تھا - وُہ فقر و غربت کا آشنا رہ چکا تھا - وُہ تمام یورپ میں پھر چکا تھا - اُس نے اپنا راہ خرچ اپنی بانسری سے نکالا تھا - وُہ کھلیانوں میں سوتا تھا - یا کھلے آسمان کے نیچے - نقل بازی عرض نگی - اور ڈاکٹری کا پیشہ اُس نے یکے بعد دیگرے کیا اور چھوڑ دیا - اِن تمام کرتبوں میں فاقہ کش رہا - پھر اُس نے صاحب تصنیف بننے کی کوشش کی - اور شہرت پیا نہ گذارہ کرنے لگا - لیکن وُہ کبھی غریبی کے پیچھے سے نہیں بچا - اُس نے اپنی تئیں ظاہر کیا - جیسا کہ بالاخانے میں

...ی کی خاطر لکھتا تھا - اور وہ وہ کے خاطر تقاضا کئے جانے کی امید رکھتا تھا - ایک دن جانسن کے پاس گولڈسمتھ کا ایک پیغام پہونچا - جس میں یہ بیان تھا - کہ وہ بڑی مصیبت میں ہے - ڈاکٹر اُسے دیکھنے کے لئے گیا - اور دیکھا کہ اس کے مکان والے نے کرایہ کے واسطے اُسے ...... گرفتار کروایا ہے - صرف ایک چیز جو اس کے پاس بیچنے کے لئے تھی - وہ ایک قلمی نسخہ تھا - جانسن صاحب نے یہ لے لیا - اور دیکھا - کہ وکار آف ویک فیلڈ ہے - اس کی وقعت دریافت کرکے جانسن اسے ایک کتب فروش کے پاس لے گیا - اور ساٹھ پونڈ پر اسے بیچ ڈالا ۔

گو وہ اسوقت غریب تھا - اور گو وہ زندگی کے اختتام تک غریب رہا - کیونکہ وہ مقروض مرا - گولڈسمتھ خریدا نہیں جا سکا - اس لئے گندے - سیاسی امور سر انجام کرنے سے انکار کیا - قریباً پچاس ہزار پونڈ سالانہ اسوقت سر رابرٹ والپول صاحب خفیہ خدمات میں صرف کرتے تھے - روزمرہ لچر آدمیوں کو حلف دیا جاتا تھا - کہ وہ سلطنت کے کارنامے کو خوب شوخ رنگ میں تحریر کریں - اور اُن کے مخالفین کی مذمت تحریر کریں - ملک میں سخت ہتک آمیز تحریر سے سیلاب آگیا تھا - اور ذلت کو پہونچا تھا - یہ تجویز کی گئی کہ گولڈسمتھ کو اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے نوکر رکھ لیا جائے - ڈاکٹر سکاٹ جو لارڈ سینڈوچ کا پادری تھا اس کے ساتھ اس معاملے کے طے کرنے کے لئے تعینات کیا گیا - ڈاکٹر سکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اُسے ٹمپل کے خستہ و خراب کمروں میں دیکھا - میں نے اسے بتایا کہ میرا بھیجنے والا کون ہے - میں نے اُسے کہا - کہ کس طور پر مجھے اس کی خدمات کا عوضانہ

سنہ گوئٹی صاحب فرماتے ہیں - یہ کتاب کیسی برکت دینے والی اسے ہوئی جب اکیاسی برس کی عمر میں جب کہ وہ ایک قبر کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا - اس نے اپنے ایک دوست سے کہا - کہ باطنی منکاشفہ کے آخر دم میں وکار آف ویک فیلڈ اس کی تعلیم بنی تھی اور اس نے حال میں بے کم و کاست خوشی سے وہ دلچسپ کتاب شروع سے اخیر تک پھر پڑھی تھی - اور اس کے اوپر تھوڑا اثر نہیں ہوا تھا - اس تازہ یادگاری سے کہ وہ کس قدر ستر برس پہلے اس مصنف کا مرہون منت رہ چکا تھا ۔ (فارسٹر)

دینے کیلئے اختیار دیا گیا ہے۔ اور کیا تم اس کا یقین کروگے۔ اور اُس نے کیسا بیہودہ جواب دیا۔ کہ میں اسقدر پیدا کر سکتا ہوں۔ کہ جو میرے ضرورتوں کو بلا کسی پارٹی کے حق میں تلوزنی کرنے کے پورا کر دیتی ہے۔ جو امداد کہ آپ دینا چاہتے ہیں۔ اسواسطے میرے لئے بے ضرورت ہے۔ اور پس میں اس کو بالا خانے میں چھوڑ آیا۔ ٭ اس طور پر غریب اور پاک گولڈسمتھ نے ناراستی کے مرد کو دھتکا دیا۔ اُس نے بچوں کے بہلادے کے واسطے گڈی ٹوشوز کا مشہور قصہ لکھنے میں اپنی قلم کو استعمال کرنے میں ترجیح دی۔ بمقابلہ اس کے کہ وہ ملکی فضیحت گروں کا اُجرتی مراسلہ نویس بنتے ٭

پلٹنی نے جو دربار عام کے مخالف فریق کا سرگروہ تھا۔ اپنے ایک تقریر میں ایک لاطینی مصنف کا حوالہ دیا۔ جس کو سر رابرٹ والپول نے صحیح کیا۔ اور پس نے اُن سطروں کے غیر صحیح ہونے کے اوپر ایک گنی کا داؤں لگایا۔ بازی منظور کیگئی۔ لغات دیکھی گئی۔ اور پلٹنی ٹھیک ثابت ہُوا۔ وزیر نے میز پر گنی پھینکی اور پلٹنی نے اسے اُٹھا کر دربار کو شاہد رکھکر کہا۔ کہ یہ پہلی گنی ہے۔ جو اس نے سرکاری روپیہ میں سے جیب میں ڈالی ہے۔ وُہی سکہ جو ہار اور جیت میں آیا۔ برٹش موزیم (عجایب خانہ) میں پلٹنی گنی کے نام سے موجود ہے +

جب کہ پٹ ارل چیتھم افواج کا پے ماسٹر (بخشی) مقرر کیا گیا۔ تو اس نے اپنی تنخواہ سے زیادہ جو ازروے قانون اُس اسامی کے واسطے مقرر کیگئی تھی۔ ایک دھیلا بھی لینا منظور نہ کیا۔ امن کے زمانے میں اُس پے ماسٹر کو ایک بھاری رقم اپنے نام پر امانت رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ جس کی تعداد شاید کئی لاکھ پونڈ تھی۔ اور وُہ اِس روپیہ کا سُود اپنے کام میں لگا سکتا تھا۔ لیکن چیتھم نے اس تمام مفاد سے انکار کر دیا۔ اُس نے ناجایز فایدہ اُٹھانے یا رشوت ستانی سے انکار کیا۔ جو اُسے غیر ملک کے شہزادے جو انگلستان کے تنخواہ دار تھے۔ دینا چاہتے تھے۔ اور جس کی تعداد سالانہ ایک بہت بڑی رقم تھی۔ اس کے عادات ایسے قابل عزت اور بے غرض تھے۔ جیسے کہ اُس کا نقدی بیوپار تھا +

ولیم پٹ ایک معظم کامنر یا ایک بڑا باوقار پکا سچا آدمی تھا - عام فایدے اور عام تعلیم کے مقابلہ میں وُہ روپیہ کو اپنے پاؤں کے نیچے کی میل کی طرح خیال کرتا تھا - اُس کے ہاتھ صاف تھے - یعنی وُہ آلودہ نہیں تھا - جب اُس کے اپنے اور مخالف کے درمیان زیر سرپرستی فاکس صاحب جھگڑا گرم تھا - تو رولس کی محرری خالی ہوئی - یہ تمام زندگی کے لئے بلا کام کے عہدہ تھا - اور جس کی تین ہزار پونڈ سالانہ تنخواہ تھی - ہر ایک شخص جانتا تھا - کہ پٹ غریب آدمی ہے - اور یہ خیال کیا گیا تھا - کہ یہ عہدہ وُہ آپ لیگا - کوئی شخص اُس کو الزام نہیں دیتا - اِن دنوں میں ایسا کرنا ایک معمولی بات تھی - لیکن اُس نے وُہ اسامی کرنیل باری کو دی - جو ایک غریب نابینا دوست تھا - اور اس طور پر اُس نے پنشن بچالی - جو پہلی حکومت نے اُس کو عطا فرمائی تھی -

ہر ایک شخص پٹ کی بےغرضی پہچانتا تھا - اس کی ہتک کی گئی - برائی کی گئی - اور گالیاں دی گئیں - گو لاکھوں روپیہ اُس کے ہاتھ سے نکلتا تھا - اُس کا نہایت سخت دشمن ناجایز فایدے کو ہاتھ لگانے سے متہم کرنیکی جرأت نہیں کرتا تھا - جب کہ نہایت دولتمند آدمی اُس سرزمین کے ڈیوک - مارکوئیس اور گارٹر کے خطابات کی اُس سے درخواست کرتے تھے وُہ خود اِن خطابات کا دھتا بتاتا تھا - روپیہ کی قریباً وُہ حد درجے کی اہانت کرتا تھا - اور اس اعتبار کی جو روپیہ پیدا کرتا ہے - پٹ عالی ہمت آدمی تھا جس کی نسبت ارسطو علم اخلاق میں ایسی خوبی سے بیان کرتا ہے - جو اپنے تئیں بڑی باتوں کے لایق خیال کرتا تھا - اور درحقیقت لایق تھا - کسی بات نے اُس کے عادات کو ایسی جلا نہ دی جیسی کہ اُس کی شریف غربت نے *

شکارڈ صاحب کی نسبت جو بڑا فرانسیسی وکیل تھا - بیان کیا جاتا ہے - کہ اُس کو ایک مقدمہ کی پیروی میں ناکامی ہوئی - اور یہ تمام اِس واسطے ہوا - کہ ایک فرد ضروری تحاویز پیش نہیں کی گئی تھی - جج کا فیصلہ پارلیمنٹ میں رپورٹ ہو کر منظور ہو چکا تھا - اب وہاں کوئی اپیل (appeal) دایر نہ تھا - مقدمہ شکارڈ صاحب کے پاس گیا - اور بہی دولت کے نقصان کا افسوس کیا - اُس نے کہا کہ یہ شکارڈ صاحب کی وجہ سے کہ -

انہوں نے ایک ضروری دستاویز کا حوالہ نہیں دیا تھا۔ جو اس کے مقدمہ کی بنیاد تھی۔ واقعہ
ہُوا ہے۔ شملبرڈ نے تکرار کر کے کہا۔ کہ اُس نے دستاویز نہیں دیکھی تھی۔ موکل نے اصرار کیا
کہ یہ انکو اُور کاغذوں کے ساتھ حوالہ کیگئی تھی۔ آخر کار شملبرڈ نے اپنا بیگ (Bag) کھولا۔
اُور تلاش کر کے سند کو نکالا۔ اُس کو معلوم ہُوا۔ کہ مقدمہ جیت لیا جاتا۔ اگر وہ سند پیش ہو کر پڑھی
جاتی۔ لیکن اب اُس کا کوئی اپیل نہ تھا۔ وکیل نے فوراً اپنی تجویز اختیار کی۔ اُس نے مقدمہ
والے سے کہا۔ کہ کل صبح وُہ اُس کے پاس آوے۔ اس نے اپنا تمام روپیہ جو اُس سے ملسکا
اکٹھا کر لیا۔ اور دوسرے دن موکل کے آنے پر اُس نے وُہ تمام اُس کے حوالہ کر دیا۔
گو اس سے اس کا تمام سرمایہ اُس کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس طور پر اُس نے اپنی عزت
قایم رکھی۔ اُس نے اپنا سخت فرض ادا کیا۔ گو اسقدر اُس کا اس میں صرف ہوگیا۔ اُس نے نہ
صرف یہ کیا۔ بلکہ عدالت کے پریزیڈنٹ (President) کے پاس گیا۔ اور اُسے درخواست
کی۔ کہ پارلیمنٹ کے کسی رپورٹ میں پھر اُس سے چارج (Charge) نہ کرے۔ (اُجرت
پر نہ لگایا جاوے) کیونکہ اُس نے اپنے تئیں اس بڑی غلطی کے بعد ایک مشتبہ آدمی قرار دیا
گو اُس نے ایسی نیک نیتی سے اس کا نقصان بھر دیا۔

سر آرتھر ولزلی صاحب (جو بعدازاں ڈیوک آف ولنگٹن ہوئے) کو ایک بڑی رقم
روپیہ کی دربار حیدرآباد کے مدارالمہام نے بغرض دریافت کرنے کہ کیا فوائد اُسکے نواب
کے لیے آسائی کی لڑائی کے بعد دئے گئے تھے پیش کی۔ سر آرتھر نے چپ چاپ اُس کیطرف
دیکھا اور کہا۔ کہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم راز پوشیدہ رکھنے کے قابل ہو۔ ہاں یقیناً۔ انگریزی
جرنل نے کہا۔ کہ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ اُس نے پیشکش لینے سے انکار کیا۔ اور مدارالمہام
کو سلام کر کے رخصت کر دیا۔ کنٹور کے راجہ نے بعدازاں اُسے اپنے وزیر کے ذریعہ بعض
فوائد کے خاطر دس ہزار پگوڈا (Pagoda) بطور رشوت پیش کئے۔ رشوت لینے سے
غصہ کے ساتھ انکار کر دیا گیا۔ اور جرنیل نے کہا۔ کہ راجہ صاحب کو اطلاع دیجئے۔ کہ میں
اور تمام برٹش افسران ایسے پیشکشوں کو خواہ وُہ کسی شخص نے پیش کئے ہوں ہتک خیال کرتے ہیں
اُس کا شریف رشتہ دار مارکوئس آف ولزلی نے اسطور پر ایک لاکھ پونڈ

کی پنشن گورنمنٹ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ڈائرکٹروں نے دینی چاہی - (Directors of E. I. Company) لینے سے انکار کر دیا اور کسی طور پر وہ اس کے لینے سے راضی نہ ہوا - اس نے کہا کہ یہ ضروری نہیں ہے - میرے لئے کہ میں اپنے عادات کے خود مختاری کا حوالہ دوں - اور اس مناسب شان کا جو میرے عہدے سے لگا ہوا ہے - میں کسی اَور بات سوای اپنی فوج کے خیال نہیں کرتا ہوں - میں بہت غمگین ہونگا - اُن بہادر سپاہیوں کے حصّے کو کم کر کے - سر چالس نیپر صاحب نے اُسی قسم کی خود انکاری جب کہ وہ ہندوستان میں تھے ظاہر کی - اُس نے کہا - بے شک میں تیس ہزار پونڈ جب سے کہ میں سندھ میں آیا ہوں جمع کرتا - لیکن میرے ہاتھ ابھی شوئید گی نہیں چاہتے ہیں - ہمارے پیارے باپ کی تلوار بے داغ ہے ◆

سر جیمس اوٹرم صاحب فیاض اَور بہت بے غرض تھے - جب کہ وہ ہندوستان میں ایک چھوٹے کپتان تھے - تو اُس کو اُس فوج کی کمان دی گئی جو اہی کانٹا کے باغیوں کے برخلاف فراہم کی گئی تھی - اس نے یہ عزت ایک دوست کے حق میں جو اس سے عہدے میں بہت بڑا تھا لینے سے انکار کر دیا - اس نے اپنا فرض خیال کیا - یہ جتلانے کے لئے کہ ایسے چھوٹے افسر کی تقرری ناراضگی پیدا کریگی - ایسے جگھوں میں جہاں کیدلی کی ضرورت ہے - اعلیٰ عہدہ دار جو موقعہ پر موجود تھا - وہ قریباً فوج میں سب سے بڑا کپتان تھا - اُس نے کہا - کہ اُس افسر کی قابلیتیں میرے سے اعلیٰ ہیں - میں مرضی سے اپنا ادنےٰ وقار اُس کے چلن پر نثار کرتا ہوں - ادائی فرض میں جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں - میں اُس کا شریک ہونگا جب کہ اُسکو کامیابی کی عزت حاصل ہوگی - مجھے نہ شکست کا دھبا ہوگا - ایسی تجاویز میں جس کا میں تجویز کنندہ ہوں - لیکن کمانڈر انچیف نے اُس کی تجویز منظور نہیں کی - عہدہ کا دیا جانا از سر نو تجویز کیا گیا - اَور آخر کار قبول کیا گیا ◆

جب کہ سندھ کے انعام کا روپیہ افسروں اَور سپاہیوں میں تقسیم ہو رہا تھا - تو اوٹرم صاحب نے اپنے اعزاز کے لئے تین ہزار پونڈ لینے سے جس کا وہ بحیثیت میجر کے مستحق تھا انکار کیا - اُسنے کہا - کہ اُس نے انکار کر دیا - اِس لوٹ کا روپیہ قبول کرنے سے جو ایسی حکمت عملی

حاصل ہوا تھا جسکا وعدہ مخالف تھا۔ اُس نے وہ سارا روپیہ خیراتی اغراض دیدیا۔ دوسرے
لینے والوں کے درمیان سے ایک آکسفورڈ کے ہندوستانی مشنری (اسمائیلم)
مدرسے بھی تھے۔ اُس نے نیز آٹھ سو پونڈ کسوولی کے ہل اسکول (اسائیلم) کو دئیے۔ لیڈی
لارنس نے بعد ازاں اُسکو لکھا۔ آپکی بخشش کچھ کم قابل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ
یہ ایک پیشکش کی شکل میں اسکام کیلئے جسکے نسبت ہمیں یقین ہے کہ ایک سچا معاملہی آیا ہے
سر جیمس اوٹرم صاحب نے کبھی کسی اپنے فایدے کا خیال نہیں کیا۔
اور روپیہ اُسکے نزدیک لغوی معنوں میں کوئی شے نہ تھی۔ سوا اسکے جبکہ وہ دوسرونکو اُس سے فایدہ پہنچا سکے۔ کبھی کوئی اور شخص اُس سے زیادہ بالکل سادہ اور خودستناسی سے
آزاد نتھا۔ جسقدر زیادہ اُسکی زندگی کے حالات کی تفصیل غور سے دیکھی جاتی ہے۔
اُتنا ہی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُسنے کیسے عادتاً اپنے سے زیادہ تر دوسرونکی عزت
کرنے کی۔ اور اپنے باتونکا کم اور دوسرونکی زیادہ دیکھ بھال کرنیکی مشق کی اسکا
رحم بیشک بیحد تھا۔ وہ یہی رحم تھا۔ یہ قابلیت دوسروں کے آنکھوں سے
دیکھنے کی تھی۔ اور دوسروں کے دلوں سے خیال کرنے کی تھی۔ (یعنی) ایک
قابلیت جسکی عدم موجودگی نے ہمارے بڑے بڑوں کو اور ہمکو نہایت نازک
حالتیں ہندوستان میں پہونچایا۔ جس نے اوٹرم کو ایسا سخت دشمن اپنے تمام
بیلہ
اقسام کے بے انصافی کا بنایا۔
لارڈ لارنس صاحب اعظم کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک بڑے مقدمہ کے دوران ایک نوجوان چھوٹے اُسکے ہاتھوں میں میز کے نیچے ایک روپئوں کی تھیلی پہونچانیکی کوشش کی لارنس
صاحب نے کہا۔ جوانمرد۔ تم نے انگریز کی نہایت ہتک کی ہے۔ جو وہ ممکن طور پر سہار
سکتا ہے۔ اس موقعہ پر بلحاظ تمہاری جوانی کے میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اس تجربہ
سے میں تمکو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ پھر کبھی ایسا سخت قصور کسی انگریز شریف آدمی کے برخلاف

سلہ دیکھو اوٹرم کی سوانح عمری مصنفہ گولڈ سمڈ صاحب۔

نہ کرنا۔

ایسے آدمیوں کی بہادری اور دیانت کی وجہ سے ہے۔ کہ ہندوستان کی سلطنت چل رہی ہے۔ اُنہوں نے اپنے فرض کی آدائیگی میں اکثر اپنی جان کو خطرے میں ڈالکر مشقت کی ہے۔ ہندوستانی غدر کے موقعہ پر بہت سے جو اُس وقت تک مقابلتاً غیر مشہور تھے۔ جلدی مشہور ہوگئے ہیں۔ ایسے آدمی۔ جیسے جنرل نیل نکلسن۔ اوٹرم۔ کلائیڈ۔ انگلیس۔ ایڈورڈ۔ اور لارنس۔ لارنس صاحب کا نام ہی ممالک شمال مغربی میں ایک طاقت ظاہر کرتا تھا۔ دونو بھائیوں کا معیار فرض نہایت اعلے درجے کا تھا۔ پہلا جان۔ فولادی جان جیساکہ وہ کہلاتا تھا۔ اور دوسرے ہنری صاحب اپنے گرد وپیش آدمیوں میں ایک محبت اور خلوص طبع ظاہر کرتے تھے۔ اولالذکر کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اوسکا چال وچلن ہی ایک فوج کے برابر تھا۔ کہ نیل ایڈورڈ صاحب نے دونوں بھائیوں کے نسبت کہا۔ اُنہوں نے ایک عقیدہ کا خاکہ کھینچا۔ اور ایک سکول بنایا۔ جو دونوں اس زمانہ میں زندہ تھے ہیں +

جس زمانہ میں ہندوستان میں بغاوت پھوٹی۔ سر جان پنجاب کا چیف کمشنر تھا۔ وہ ملک جسکا وہ حکمران تھا۔ حال ہی وہ انگریزوں نے فتح کی تھی۔ اُس نے اپنے نئے صوبہ کی حکومت اچھی اور دانائی کیساتھ کی سو وہ اپنے آس پاس کے آدمیوں پر اعتبار کرتا تھا۔ اور اُنکو اپنا دوست بنایا۔ اور پھر اُسنے وہ کام کیا۔ جو شاید تواریخ میں بے مثال ہے۔ اُسنے تمام پنجابی دیسی فوج کو دہلے میں۔ انگریزی فوج کو مدد دینے کیلئے بھیجدیا۔ اور کوئی فوج اپنی محافظت کیلئے۔ نہ رکھی نتیجہ سے ثابت ہوا۔ کہ وہ ٹھیک تھا۔ سکھ اور پنجابی وفادار ثابت ہوئے۔ دہلی فتح کی گئی۔ اور ہندوستان بچا لیا گیا۔ یہ تمام جان لارنس صاحب کے ذاتی چلن پر منحصر تھا۔ الفاظ جو اُسکے بھائی سر ہنری لارنس نے اپنے مقبرے پر لکھوانے چاہئے۔ اس کی سوانح عمری اور چال وچلن کو سادگی

سے ظاہر کرتے ہیں۔ (یعنی) یہاں ہنری لارنس پڑا ہوا ہے۔ جس نے اپنا فرض ادا کرنیکی کوشش کی ہے ✢

ویسی ہی خود قربانی ظاہر فرماہی ہے۔ جب سر ہمفری سائنس دانوں نے ڈیوی صاحب نے بڑی محنت کی بعد سیفٹی لمپ (چراغ سلامتی) ایجاد کیا۔ بغرض کم کرنے خطرات کو ئلے کی کان کنوں کے جو بھک سے اڑنی والی ہوا کی دنیا میں کام کرتے تھے۔ تو اس نے اس کا پٹنٹ (دراغ دوزی) نہیں کروایا۔ بلکہ اسنے پبلک کو دیدیا۔ ایک دوست نے اسے کہا کہ آپ اس ایجاد کو داغ دوزی کے ذریعہ اپنا کر لیتے تو بہتر تھا۔ تاکہ پانچ یا دس ہزار سالانہ آپکو اس کے لئے مل جاتا۔ ڈیوی صاحب نے فرمایا۔ میرے نیک دوست نہیں۔ میں نے کسی ایسے امر کا خیال نہیں کیا۔ میرا کلی منشاء بحق انسانیت خدمت کرنا تھا۔ میرے پاس اپنے تمام مدعاء اور اغراض کے واسطے کافی ہے۔ شاید زیادہ دولت میری توجہ اپنی پسندیدہ مشاغل سے ہٹا لیتی۔ زیادہ ثروت میری شہرت یا میری خوشی کو بڑھا نہیں سکتی ہے یہ سے بیشک اپنی بگھی میں چار گھوڑوں کے لگانے کی قابلیت پیدا ہو جاتی۔ لیکن اس سے مجھے تو یہ کہلوانے سے کیا فایدہ ہوتا۔ کہ سر ہمفرے صاحب بگھی میں سوار ہوتے ہیں۔ اور اس میں چار گھوڑے لگتے ہیں۔

اس کے پیرو فراڈے صاحب کا بھی یہی حال تھا۔ اسنے صرف سائنس کے خاطر کام کیا۔ وہ ایسا ہی پرخیال تھا۔ جیسا کہ وہ ہنرمند تھا۔ ہر ایک نیا معاملہ جو وہ عقل سے تحصیل کرتا تھا وہ زیادہ تر رازوں کا مرکز بنجاتا تھا۔ وہ مادی نہیں تھا۔ اس کا فلسفہ یک لخت اصول ہنر اور مذہبی فرقہ بندی کی برخلاف معترض تھا۔ اپنی علم میں منکسر تھا۔ اور بچے کے مانند کام کرتا تھا۔ سچائی کی اظہار پر جو اس کو نمودار ہوتی تھی۔ تعجب کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ اذدان اور آکسیجن ہوائیں جو دنیا کے نصف سے زیادہ اوزان

بتاتی ہیں۔ یہ کیسی تعجب خیز چیز ہے۔ اور پھر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ہم عجائبات کے علم کی طرف ابتدائی منزل پر ہیں۔

فراڈے مقابلتاً غریب آدمی ہونے میں خوش تھا۔ وہ روپیہ کی خاطر کام نہیں کرتا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو بڑی دولت جمع کر لیتا۔ اس نے کسی چیز کا پیٹنٹ نہیں کرایا بلکہ اپنے تمام معلومات پبلک کو عطا کر دیں۔ اسنے خوبی سے روپیہ جمع کرنیکی لالچ کو روکا۔ کیونکہ اسکے حالات میں طمع نہ تھا۔ اس نے خالص ہنر کے راستی پر چلنے کو ترجیح دی۔ وہ بلاشک واقعات کا دریافت کنندہ تھا۔ اور اکثر وہ اونکے تعجب میں پڑ جاتا تھا۔ اسنے کہا۔ کہ یہ باتیں فی الحال ناقابل شرح ہیں۔ مگر اونسے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ باوجود تمام ہمارے علم کے ہم قلیل معلومات رکھتے ہیں۔ ان باتوں کی جو بعد ازاں ہمکو معلوم ہونگی۔ ان باتوں سے ہمیں ایک اخیر کہاوت آئزک نیوٹن صاحب کی یاد آتی ہے۔

رائل انسٹیٹیوشن (Royal Institution) کے حال کی نشست میں جب کہ پروفیسر (Professor) ٹنڈل صاحب نے ڈاکٹر ٹاف بین صاحب کو فراڈے کا تمغہ پیش کیا۔ یعنی نہایت اعلےٰ نشان۔ تمغہ جو کہ سوسائیٹی کے اختیار میں عطا کرتا تھا۔ تو ٹنڈل صاحب نے فراڈے کے مہربانی کا ایک دلچسپ مثال کا تذکرہ کیا۔ ایڈن برا کا ایک جوان طالب علم در حقیقت سیموئل براون صاحب جو بعد ازاں ایک ... جو ایٹمس اور ذرات کے متعلق ایک تعجب انگیز ... مصروف تھے۔ اپنے نتائج اس زمانہ کے نہایت بڑے کیمیاگر کے خدمت میں پیش کئے۔ فراڈے صاحب جو اس وقت کام میں بہت مصروف تھے۔ انہوں نے نہ بھول سے یا ذرا سی خوشامد سے جواب دیا۔ اسکے ... جوانمرد کو حسب ذیل تحریر کیا۔ میں آپ کو اپنے تجاویز کے موجب تجربہ

کرنیکے لیئے صلاح دینے میں نہیں جھجکتا ہوں - کیونکہ خواہ آپ اُن کو قایم
رکھیں - یا تردید کریں - ایکے تجربہ کا نیک نتیجہ برآمد ہوگا - خود زایون کے
بارہ میں میں اُن کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں - سوای اسکے کہ وہ تحقیقات
کیلئے دل کے ابھارنے میں مفید ہوں - ایک نہایت مختصر غور و فکر آزمائشی
حکمت کی ترقی کا آپ کو ظاہر کریگا - کہ یہ پہلے خیال شدہ مسایل کا بڑی کیلیلی
ایجاد دینے والا ہے - میں نے بہت دیر اور بڑے غوض سے مسایل کشش اور مادے
کے اجزا اور ذرات کے نسبت خیال کیا ہے - اور جتنا ہی زیادہ میں اس
کی نسبت تجربہ کر کے لگاو کے ساتھ خیال کرتا ہوں - اتنا ہی کم صاف
میرا خیال ذرے یا مادے کے جزو کی نسبت ہو جاتا ہے -

اب دوسرے مضمون کی طرف توجہ کیجائے (یعنی)
روپیہ جمع کرنا - یورپ کے خاندان کی ثروت اُس کے بنا کنندہ کے دیانت
داری پر مبنی تھی جس کا نام میئر امشل یا انسلم تھا - وہ فرینکفورٹ جو کہ
دریاے مین کے کنارے واقع ہے سنہ ۱۷۴۳ء میں پیدا ہوا تھا - اُس کے والدین
یہودی تھے - کیسی خوفناک تاریخ درمیانی زمانہ اور ہمارے زمانہ تک کے [سلہ]
یہودیوں کے تکالیف عذاب اور شہادتوں کے متعلق لکھی جاسکتی ہے - فرینکفورٹ کے
مقابلہ میں اور شہروں اور قصبوں اور جرمنی کے شہروں میں یہودیوں کو زبردستی قصاص میں
بند کیا جاتا تھا - کہ شام کے خاص وقتوں میں اپنے گھروں کے اندر چلے جایا
فرینکفورٹ کے [illegible] ہر یہودی [illegible] پھاٹکوں کے اندر بند کیا گیا تھا - جو رات
کو مقفل کئے گئے تھے - نپولین نے انکو توپ کے آگے اُڑا دیا - نہایت ہی اچھے
کاموں میں سے اُس نے ایک یہ کام کیا - پھر بھی یہودیوں پر عذاب جاری رہتے -

---

سلہ یہودیوں کے آخری [illegible] جنکی نسبت ہم نے سنا ہے روس اور بلگریا والے تھے -
[illegible] حق [illegible] حاصل کر لئے پر وہ یہودیوں سے اس کا انکار کرتے ہیں -

گیارہ برس کی عمر میں جوان انسلم کے والدین انتقال کر گئے اور
اس کو تنہا اپنی زندگی میں ترقی کے راستہ کیواسطے لڑنا پڑا۔ ذرا تھوڑی سی تعلیم کے
بعد کیونکہ یہودی ہمیشہ ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں۔ اس لڑکے کی
خوش قسمتی سے ایک چھوٹے سا ہوکار یا ہانوور کے صراف کے پاس ایک کلرک کی
کی جگہ مل گئی۔ وہ ۱۷۷۲ء میں فرنکفورٹ میں واپس آیا اور بطور دلال یا صراف
کے اُسنے دوکان نکالی۔ اپنے دوکان کے اُوپر سُرخ ڈھال کا نشان لٹکا دیا۔ (یعنی
جرمنی زبان میں راتھچائلڈ) اُسنے قدیم اور نایاب سکے جمع کئے۔ اور طلبگاروں میں
سے اکثر جو اُس کی دوکان پر آتے تھے۔ لینڈگریو ولیم صاحب Land grave
William تھے جو بعد ازاں ہیسی کے الکٹر ہو گئے۔

جب نپولین یورپ کو لوٹ مار کر رہا تھا ہیسی کا ولیم اپنی ریاست سے بدر گیا
تھا۔ اور تمام روپیہ جسقدر وہ اکٹھا کر سکا۔ انسلم کے سپرد کر گیا۔ جو کہ اُس کا
شہری گماشتہ تھا۔ اُس کی تعداد دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ تھی۔ کس طور پر
اُس روپیہ کی خبرداری کرے۔ اور اپنے ہاتھوں میں بڑھاوے۔ انسلم کی نہایت
بڑی منشا تھی۔ روپیہ اُن دنوں میں بڑا مہنگا تھا۔ اس کا سود بارہ [12] سے بیس تک
اچھی کفالت پر مل جاتا تھا۔ لڑائی جاری رہی۔ روس پر نپولین نے چڑھائی
کی۔ اُس کی فوج قریباً ساری برفوں میں غارت ہو گئی۔ لیپزک کی لڑائی
لڑی گئی۔ نپولین اور اُس کی فوج دریائے رائین (Rhine) کے پار نکالدئے
گئے ہیسی کا لینڈگریو صاحب اپنی ریاست میں پھر واپس آگیا۔ ۔۔۔۔۔۔
چند روز کے بعد میر انسلم کا سب سے بڑے لڑکے نے اپنے تئیں دربار میں پیش کیا۔

جو اب تک تکالیف اور غم سے لدے ہوئے ہیں۔ روسیا اور بلگیریا ولے بمشکل سے آزادی کے مستحق ہیں۔ اُنہوں نے اختیار حاصل کر لیا ہے۔ لیکن انصاف نہیں۔ اُن کی بے انصافی اُن پر ظلم کریگی۔ یقیناً پشل جوڑوں کے اپنے گھر بسیرا کر چکے تھے آئینگے

اور لینڈ گریو صاحب کو تین (۲۴) لاکھ فلورن (سکہ) جو کہ اُس کے باپ نے امانت
رکھا تھا۔ دیدیا۔ لینڈ گریو قریباً خوشی کے مارے جامے سے باہر تھا۔ اُس نے
واپس شدہ روپیہ کو بطور ایک اچانک نفع حاصل شدہ کے خیال کیا۔
اُس خوشی میں اُس نے جوان راسچائلڈ کو فوراً نابیٹ کا خطاب دیدیا۔ ایسی
دیانت ہز ہائینس نے فرمایا۔ دنیا میں کبھی نہیں دیکھی گئی ہے۔ ویانہ کے
کانگریس میں جہاں وہ تھوڑی دیر بعد گیا۔ راسچائلڈ کی دیانت کے سوا
اور کسی بات کی گفتگو نہ کی۔ افسلم کا ایک بڑا کنبہ تھا۔ انہوں نے اُس
کی مثال کی پیروی کی۔ اور اسطور پر راسچائلڈ[۱] دنیا میں نہایت بڑے
ساہوکار بن گئے۔

لارڈ مکالے صاحب متوفی کی نسبت یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ بالکل دیانتدار
آدمی تھا۔ اُن آدمیوں میں سے جن کیساتھ اُسنے پرورش پائی تھی۔ ولبر فورس
ہنری تھارنٹن اور زکاری مکالے وہ محب اور لاغرض
آدمی بن جانے سے نہ چوکا۔ جبکہ اپنے قلم سے۔ صرف دو ہزار نو پانچ سالانہ نہ مٹالا نہ کما تا تھا۔
سیڈنی سمتھ صاحب نے جن کی عادت بہت تعریف
کرنے کی نہ تھی۔ اسکی نسبت کہا۔ کہ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ مکالے دیانتدار ہے۔ آپ اُس کے آگے ربن (ریشمی فیتہ) ستارے ([illegible] کا ریکٹر) دولت خطاب بفایدہ رکھو گے۔ اُس کو اپنے ملک کی
سچی اور اصلی محبت ہے۔ اور اُسکے فوائد[۲] سے غافل ہونے کیلئے دنیا اسکو
رشوت نہ دے سکے گی۔

۱۔ یہ کہانی تفصیل کیساتھ فریڈرک مارٹن صاحب نے نیکو اور ساہوکاروں کے کہانیوں میں بیان کی ہے
۲۔ سیڈنی سمتھ صاحب نے ایک دفعہ کہا کہ اُسکی جیبوں کا تھیلا کھولنے سے وہ کبھی نہیں ڈرا
وہ سچا صاف طینت تھا۔ اُسنے کسی کو لوٹا نہ تھا۔ اگر اُسکا روپیہ ضایع ہو گیا۔

شکالے نے اپنے معاملات کو اسطرح ترتیب دیا۔ کہ اُن کا انتظام اُس کے نزدیک بطور ایک کھیل کے تھا۔ بجاے دکھ اور فکر کا منبع ہونے کے۔ اُس کے کفایت شعاری کے مسائل نہایت ہی سادہ تھے۔ (یعنی) سرکاری اور علمی فوائد کو بطور سرمایہ کے شمار کرنا۔ اور تمام قرضہ ۲۴ گھنٹوں کے اندر ادا کرنا۔ اُس نے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ جلد ادائگی ہمارا اخلاقی فرض ہے۔ یہ جانکر جیسا کہ میں جانتا ہوں۔ کہ ڈھیل کرنا کیسا تکلیف رسان ہے۔ اُس نے کہا۔ کوئی ایسی زیادہ سچی بات نہیں ہے۔ نسبت غریب رچارڈ کے تمثیل کے۔ ہمیں دوبارہ اپنے فخر سے بھاری ٹیکس لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ ریاست سے اوائل ہی میں اُس نے اپنے تئیں۔ اپنے آمدنی کے مناسب اصراف کا عادی کیا۔ صرف ایک بطور یقینی ذریعہ جسپر تمام اور خاص دیانت کی شہرت تعمیر کرے۔ اور ایک شاندار آزاد منشی قایم رکھے۔

اور پھر بھی وہ تھوڑی فراغت رکھتا تھا۔ لارڈ لینسڈون کو جس نے اُس کو ایک جگہ ہندوستان کی کونسل میں دی۔ اُس نے مفصلہ ذیل طور پر تحریر کیا۔

ہر روز جو میں بسر کرتا ہوں۔ میں کمتر بہت دولت کا خواہان ہوتا جاتا ہوں۔ لیکن ہر دن مجھے زیادہ تر باہوش بناتا ہے۔ آسودگی کے قدر کیواسطے۔

فراغت کے بغیر عام آدمی کیلئے دیانت دار ہونا بہت آسان بات نہیں ہے۔ اُس کو ایسا خیال کیا جاتا قریباً غیر ممکن ہے۔

جیسا کہ بیسیلونیئس کے استراد سے نقصان پہونچا۔ جرم اُس کے دروازے پر نہ لگا۔ بلکہ اُس کے قرضداروں پر۔

میرے حالات اس طرح واقع ہوئے ہیں۔ کہ میں صرف دو طریق پر گذارہ کر سکتا ہوں۔ دفتر میں رہ کر یا اپنی قلم کے ذریعہ سے۔ کتب فروش کا نوکر بننے کا خیال رفع کرنے کے لیئے نہ دل کی پری کو۔ بلکہ جیب کی خلو۔ ایک پژمردہ خیال کو ایک دلگیر کوشش سے چلانا۔ تختوں کو فضولیات سے پُر کرنا۔ صرف اس لئے کہ تختے پُر کر دیئے جائیں۔ شایع کنندگان اور ادیٹراں سے یہ معلوم کرنا کہ ڈریڈن نے ٹامسن سے کیا لیا۔ اور کیا میرے علم میں میکنٹاش نے لارڈنر سے حاصل کیا۔ یہ خیال میرے نزدیک خوفناک ہے۔ پھر بھی اس طرح یہ ہوگا۔ اگر میں دفتر کو چھوڑ دوں۔ اور پھر بھی عہدہ صرف آمدنی کی خاطر رکھنا اس سے زیادہ خطرناک ہوگا۔

نتیجہ یہ تھا۔ کہ مکالے نے ایک باعزت عہدہ ہندوستان میں حاصل کرکے پُر کیا۔ اور کافی آسودہ حالی کے ساتھ واپس گیا۔ جس سے وہ مشہور تواریخ انگلستان لکھنے کے قابل ہوا۔

باب پنجم

ہمت - برداشت

کمینہ لوا جب باتیں کرنے سے خوف کرنا دلیری ہے - اور اگر وہ ہمارے ساتھ کھلاویں - اُن کا برداشت کرنا بھی دلیری ہے - (بن جانسن) مجھے کوئی روشنی - بڑے آسمان - مت دو - بلکہ ایسی چیزیں کہ انسانی رفاقت کو طاقت عطا کریں - کوئی طاقت بڑھنے والے ارث سے پرے - جو کہ کامل تر انسانیت بناتا ہے - (جارج الیاٹ) نہ تنہا جبکہ جان اُسوقت تک قایم رہتی ہے - سچائی اور طاقت پیدا ہوتی ہے - بلکہ جب ہی عجب موقعہ اس کی روانی پر موثر ہوتا ہے - غیر استعمال شدہ اتصال میں جبکہ ہماری جسم کو توڑ دیتی ہے - بھوک - حفاظت - کثرت یا ضعف - اکثر موت نزدیک آتی ہے خطرہ کثرت انبساط یا رنج (رابرٹ برونگ) -

ہمت وہ صفت ہے جسکی تمام آدمی قدر کر کے خوش ہوتے ہیں - یہ طاقت ہے جو زندگی کے تمام مشکلات کا مقابلہ کرتی ہے یہ ایک کامل ارادہ ہے جسکو کوئی خطرہ ملا نہیں سکتا یہ ایک انسان کو - فرض کی ادائیگی میں اگر ضرورت ہو - مرنے کے قابل بنا دیتا ہے - بزدلی کی تعریف میں کون شخص ایک لفظ کہیگا - کیا عالمگیر ضمیر اسکو خراب نہیں کہتی ہے - بزدل آدمی کمینہ اور انسانیت سے گرا ہوا ہوتا ہے - اپنی رای پر قایم رہنے کی جرات اسمیں نہیں ہوتی ہے - وہ غلام بننے کیلئے تیار ہو جاتا ہے - ہماری نصف خوبی - ہومر صاحب فرماتے ہیں - ساقط ہو جاتی ہے جبکہ انسان غلام بنجاتا ہے - اور دوسرے نصف ڈاکٹر آرنلڈ صاحب نے فرمایا چلی جاتی ہے - جبکہ وہ

ہیگوڑا غلام بنجاتا ہے۔ اور پھر بھی بزدل کیساتھ برتنے کیلئے حوصلہ درکار ہے۔
ایک بیوقوف جوان آدمی جو سر فلپ سڈنی صاحب کے ساتھ لڑپڑا۔
اور اُسکو لڑنے کی اشتعالک دی۔ اسقدر بڑھگیا۔ کہ اُسکے مُنہ پر تھوکدیا۔
سر فلپ نے کہا۔ جوان آدمی اگر میں اپنے نور ایمان سے ایسی آسانی سے خون کا دھبا
مٹا سکتا جیسی کہ اپنی چہرہ سی یہ ہتک پونچھ سکتا ہوں۔ میں اسوقت
آپکی جان لے لیتا۔ یہ ایک شریفانہ حوصلہ تھا۔ یہ ہر ایک شخص کیواسطے
نصیحت ہے۔ کہ کسطور پر برداشت اور تحمل کرنا چاہیئے۔ باہمت آدمی دلاور
آدمی کیلئے ایک نمونہ ہے۔ اوسکا اثر مقناطیسی ہے۔ وہ شرافت کی دنیا پیدا
کر دیتا ہے۔ لوگ اُسکی مرنے دم تک پیروی کرتے ہیں۔ یہ وہ آدمی نہیں
ہیں۔ جو کامیاب ہوجاتے ہیں۔ جو ہمیشہ تعظیم کے قابل ہیں۔ وہی آدمی جو
کچھ وقت تک ناکام رہتے ہیں۔ قوی اثر اپنے قوم پر پہونچاتے رہتے
ہیں۔ گم گشتہ امید کا سرگروہ دراز میں گر پڑے۔ لیکن اُسکا جسم ایسا پل
بنا دیتا ہے۔ کہ جسکے اوپر سے فاتح قلعہ میں داخل ہوجاتے ہیں۔
شہید بازی میں فنا ہوجاوے۔ لیکن وہ سچائی کہ جس کیواسطے
وہ مرتا ہے وہ اپنی قربانی سے نئی چمک لے لیتا ہے۔ حب الوطن اپنا سر کندے
پہ دھر دیتا ہے۔ اور اُس مدعا نہیں جلدی کامیابی حاصل کرنے کیلئے جس
کیواسطے کہ وہ تکلیف برداشت کرتا ہے۔ اعلےٰ زندگی کی یادگار خود زندگانی
کیساتھ ہی نابود نہیں ہوجاتی ہے۔ بلکہ دوسروں کے دلوں میں زندہ رہتی ہے۔
سرگرم اور جوشیلے آدمی اپنی زندگی کو تباہ کرتے ہوئے معلوم ہوں۔ لیکن
باتحمل آدمی لڑائی جاری رکھتے ہیں۔ اور اُس زمین پر جسپر کہ اونکے نعش میں
سوتے ہیں۔ داخل ہوکر قبضہ کر لیتے ہیں۔ اسطور پر ایکسے مدعا کی کامیابی دیر
میں حاصل ہو۔ لیکن جب یہ ہوتی ہے۔ یہ اُن لوگوں کے وجہ سے جو ناکام رہتے
ہیں۔ اور نیز اُن لوگوں کے وجہ سے بھی جو آخرکار کامیاب ہوئے۔

دنیا کے تمام بڑے کام ہمت سے

تکمیل کو پہونچے ہیں۔ ہر ایک برکت کو جو ہم بھوگ رہے ہیں۔ یعنے ذاتی تحفظ شخصی حریت اور ارکانی آزادی۔ برائی کی لمبی۔ امیدواری (شاگردی) کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے۔ بطور ایک قوم کی زندہ رہنی کا حق صرف صدیوں کے جنگ اور کشت خون کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ چار صدیوں کی شہادت عیسویت کی قایم کرنے کیلئے اور ایک صدی کا ملکی جنگ (ریفارمیشن) زمانہ ترقی کے رواج کیواسطے درکار ہوا۔

یہ خالص سچائی کی رفاقت ہے۔ جو شہادت کو دایمی قدر عطا کرتی ہے۔ آزاد خیالی کے رفتار میں بلا مضایقہ اس امر کی کہ وہ سچائی کہ جسکا بیڑا اُٹھایا گیا ہے۔ کیا ہے۔ تمام شہید ہمارے شہید ہیں وہ مر گیئے۔ تاکہ ہم آزاد ہو جاویں۔ رومن کیتھلک۔ پروٹسٹنٹ۔ عیسائی کافر۔ عیسوی تعلیم (مومن) کا پابند یا منکر۔ گذشتہ زمانہ کی شاندار روشنی میں حصہ لیں۔ شہادت اور فتح یابی کے فرشتہ مسٹر ہنیتی صاحب فرماتے ہیں بھائی ہیں۔ دونوں جو اپنی پنکھہ آیندہ زندگی کی ہنڈولیمیں پھیلاتے ہیں +

عیسوی زمانہ کی ابتداء سے ایک کہانی شہیدونکی نجیب فوج کی ہمارے پاس پہونچی ہے یہ ایک پان کرائٹس یا پان کراسکی ہے وہ کپڑ یکیا میں پیدا ہوا تھا۔ ایک ضلع میں جہان اپوسل پال اُسوقت گیا تھا۔ جب کہ کلیشیا میں اُس نے گرجونکا انعقاد منظور فرمایا تھا۔ پان کرائٹس کو (منتری) بپتسمہ کی پوجا کرنی سکھائی گئی تھی۔ لیکن اُسکی باپ کے مرنے پر وہ اپنے چچا ڈایوشیس کے زیر حفاظت رکھا گیا تھا۔ چچا ۳۰۵ء میں روما کو چلا گیا۔ تاکہ یتیم جو بڑی دولت کا وارث تھا شاہی دربار کے نزدیک رہے۔ زیر حفاظت اور تعلیم بڑی اور متبرک مارسیلینس روم کے بشپ (لاٹ پادری) کے وہ عیسائی کر لیا گیا۔ اُسکا چچا اُسکے بعد جلد مر گیا۔ اور یہ

جوان جو اسوقت صرف چودہ برس کا تھا۔ دنیا میں اپنی ثروت اور اپنی مذہب کی ساتھ بلا رفیق کے رہگیا +

ڈایوکلیشن اُس وقت عیسائیونکو عذاب پہونچا رہا تھا۔ یہ اُس کو اطلاع پہونچائی گئی تھی۔ کہ **پان کرائی ٹس** نے (اب تسم لیلیا ہے) نیا مذہب اختیار کرلیا ہے۔ اُسکو فورًا حکم دیا گیا۔ کہ محل **ڈایوکلیشن** میں حاضر ہو۔ شہنشاہ نے فورًا اُسے قصاص کی دہمکی دی۔ بشرطیکہ وہ بر ہیبت پر قربانی نچڑھاوے لڑکے نے جواب دیا۔ کہ وہ ایک عیسائی ہے۔ اور مرنے کیلئے تیار ہے۔ کیونکہ عیسی اُس نے کہا۔ ہمارا مالک اپنے نوکروں کے روح (جوان آدمیوں کی بھی جیسا کہ بیچ ل) ہمت سی پہونکتا ہے۔ تاکہ ہم اُس کے خاطر برداشت کریں۔ شہنشاہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اُس نے حکم دیا۔ کہ اُسکو شہر کے باہر لیجایا جاوے۔ اور پلین دے۔ پر تلوار سے مار ڈالا جاوے۔ وہاں اُس نے اُس کے خون سے اُس کی شہادت بند کردی۔ صبح کی پو پھوٹنے کی روشنی تک ۵ وہاں پڑا رہا۔ جب کہ عیسائی رومن لیڈی نے اس کے لاش کو ایک باریک کپڑے میں لپیٹا۔ اور نزدیک کے مقبرہ میں اُسے لیگئی۔ جہاں اُس نے تازہ پھولوں سے اُسے ڈہکدیا۔ اور اپنی آنسوؤں سے اُسے بھر دیا۔ اُسکا نام آج تک اُن گرجوں سے جو اُس کے یادگار میں تعمیر کیئے گئے یاد کیا جاتا ہے +

ابتدائی عیسائی رومن کے اکھاڑے میں جنگلی جانوروں سے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے۔

سلہ سنیٹ جان لیٹرن روم والے کے نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ یہ سردار اور ماں تمام عیسائی گرجاؤں کے ہے۔ اگر آپ مستثنی کردیویں۔ سنیٹ پانکراس جو نائی گیٹ کے نیچے لنڈن کے نزدیک واقعہ ہے۔ عام طور سنیٹ پانکراس کے تعلقدار کی ایک نوجوان سنیٹ کی ظاہر کرتا ہے۔ جو بُت پرستوں کے تعصب کو دور کیا انگلستان میں پانکراس کے سات گرجے ہیں بہت سے اور اطالیہ اور فرانس میں ہیں

کر ڈالتے تھے۔ تیسری صدی کے آخر زمانے تک ایک رومن تعطیل منانے
کیواسطے وہ بے رحمی کیساتھ قتل کئے جاتے تھے۔ رومن والے لوگوں کو کوئی بات
زیادہ تماشہ معلوم نہیں ہوتی تھی۔ بہ نسبت جنگلی جانوروں کی لڑائی کے
عیسائیوں کے چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کیجانیکے۔ اور شمشیر زنی کے مہلک لڑائیوں
کے اسی قسم کے تماشے اسپٹھیٹر کہا جاتا ہے۔ تمام سلطنت میں پھیلے ہوئے
تھے۔ جہاں کہیں رومن والے آباد ہوئے۔ ایک تماشاگاہ کی بنیاد ڈالی
جاتی تھی۔ انگلستان میں قریباً صرف کھنڈرات رچ برا۔ اور ڈورچسٹر
میں پائے جاتے ہیں۔ ٹریوس کے مقام پر جو سلطنت کا دارالخلافہ کوہ الپس کے شمال
میں واقع تھا۔ بہت سے رومن والوں کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ دو پہاڑوں
کے درمیان ایک تماشاگاہ ہے۔ جو چٹان کو کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ جس پر
ہزاروں تماشابین بیٹھ سکتے ہیں۔ سنہ ۳۰۶ء میں **کانسٹنٹائن** نے اپنی رعایا
کو **فرنکش** کھیلوں کو دکھا کر خوش کیا۔ یہ مشتمل تھا۔ ہزاروں بے ہتھیار فرنگ
قیدیوں کو جنگلی جانوروں سے پھڑوا کر ٹکڑے ٹکڑے کروانے سے جانوروں کا مقتولوں
سے پیٹ بھروایا گیا۔ اور وہ خود بخود تباہی کے کام سے رک جاتے تھے۔ جو بچ
جاتے تھے۔ اُن کو بطور شمشیر زن کے ایکدوسرے کیساتھ لڑوایا جاتا تھا۔ یہ بات
کر چکنے بجائے وہ تماشابینوں کی خونخواری کو مایوس کر دیتے تھے خود بخود
ایکدوسرے کے تلوار کے آگے پڑ کر بجائے اس کے کہ وہ اپنی زندگی کیواسطے جھگڑتے
اور لڑتے اسی حال میں بروک ٹری کے ہزاروں آدمی وحشیانہ طور پر لوگوں
کی دلچسپی کیلئے قتل کیئے گئے تھے۔ ویران تماشاگاہ اور نیز جنگلی جانوروں کے
بندغار ابھی تک دکھائی دیتے ہیں +

فرانس میں بہت سے رومن والوں کے اکھاڑے ابتک موجود ہیں۔ گو کئی ایک
اُنہیں سے بطور کلاں کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ **نیمس** اور **آرلس** کے مقاموں
پر سب سے بڑے ہیں۔ آخرالذکر اسقدر وسیع ہے کہ مور والوں نے چند محل باہر

کی دیوار پر بنائے۔ جب کہ وہ اُس مقام کو فرانس والوں کے برخلاف بچا رہے تھے۔ ورونا کے مقام پر جو ایک تماشا گاہ ہے۔ وہ قریبًا سالم ہے۔ اور سال بسال اُس کی مرمت کی جاتی ہے۔ لیکن نہایت بڑا تماشا گاہ کالشیم کے مقام پر روم میں ہے۔ جس میں قریبًا ۸۷ ہزار تماشا بینوں کی نشست گاہ کی گنجائش ہے۔ گرجا کی روایت ہمیں بتلاتی ہے۔ کہ گاڈن شیئس جو ایک عیسائی کاریگر اور شہید تھا۔ اُس نے اُس کا نقشہ بنایا۔ اور نیز یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ہزاروں یہودی قیدی جو ٹیٹس یوروشلیم سے لایا۔ اسکی تعمیر پر لگائے گئے تھے۔ ٹیٹس نے اس عمارت کے تقدیس پر پانچ ہزار جانور اکٹھا رہے میں ذبح کئے۔ حال میں ہی جنگلی جانوروں شیر اور چیتوں کی ہڈیاں سرکسؔ کے نیچے تہ خانوں میں پائی گئی ہیں +

بڑے تماشوں کے دنوں میں کالشیم کے مقام پر تمام روم والے تعطیل مناتے تھے۔ مرد۔ عورتیں اور بچے خونخوار کھیلیں دیکھنے کیلئے جمع ہو جاتے تھے۔ مجسٹریٹ اور اہل کونسل اور ریاست کے اہلکار امرا۔ اور عام لوگ نیز پاکدامن کنواری لڑکیاں بھی وہاں آتی تھیں۔ اور شہنشاہ میر مجلس بنتا تھا۔ شمشیر زن شہنشاہ کے سامنے جاتے تھے۔ یہ چلاتے ہوئے۔ او۔ قیصر شمشیر زن آپکو سلام کرتے ہیں۔ وحشی حیوان لڑائی شروع کرتے تھے۔ اور شمشیر زن انکی پیروی کرتے تھے۔ کھیلیں رات تک جاری رہتی تھیں۔ جبکہ تماشائین کشت وخون سے مخمور ہو جاتے تھے +

یہ کھیلیں جاری رہیں جبکہ روم والے برائے نام عیسائی تھے۔ لیکن آخرکار چوتھی صدی کے قریب ایک بوڑھے زاہد نے ان خونخوار کشت وخون پر افسوس کر کے دخل دینے کا قصد کیا۔ گو اپنے غریب جسم کے لاگت پر اسکی زندگی ان خونخوار جرموں کے ارتکاب کے مقابلے میں کیا تھی۔ اس شہید کا ٹھیک نام نامعلوم ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ الیمیکس تھا۔ اور دوسرے۔

ملہ تماشا گاہ۔

کہتے ہیں ٹیلیمچس تھا کچھ مضایقہ نہیں۔ اس کی ہمت نے اسکی قدر ثابت کی۔
وہ دور مشرق سے آیا تھا۔ وہ کسی شخص کو نہیں جانتا تھا۔ اور نہ کوئی شخص
اس کو جانتا تھا۔ یہ خبر مشتہر ہو گئی۔ کہ اکھاڑے میں شمشیرزنوں کی لڑائی
ہو گی۔ تمام روم والے وہاں جمع ہو گئے۔ وہ اس بھیڑ کیساتھ اندر چلا گیا۔
اور اُسکا دل اپنے مدعا پر ٹھنا ہوا تھا۔ شمشیرزن اکھاڑے میں تیز نیزوں اور
تلواروں کے ساتھ داخل ہو گئے۔ یہ لڑائی جان وہی تک تھی۔ جوں ہی
کہ وہ نزدیک پہونچے۔ بوڑھا آدمی دیوار پر سے کود پڑا۔ اور اپنے تئیں شمشیرزنوں
کے بیچ میں جو لڑنے کیلئے تیار تھے۔ ڈالدیا۔ اُسنے اُن کو للکارا۔ کہ بیگناہ
خون کرنے سے رک جائیں۔ بلند نعرے۔ چنخیں اور غل ہر طرف مچ گیا۔ بوڑھے
آدمی واپس آو۔ واپس آو۔ وہ واپس نہیں جائیگا۔ شمشیرزنوں نے اُسے
ایک طرف دھکیل دیا۔ اور حملے کیلئے بڑھے۔ بوڑھا آدمی پھر بھی تیز تلواروں
کے درمیان کھڑا رہا۔ اور خونریزی کرنے سے اُن کو منع کیا۔ اُس کو
مار ڈالو۔ ایک عام شور مچا۔ (پریفکٹ) نے (Prefect) اپنی رضامندی
ظاہر کی۔ شمشیرزنوں نے اُس کو کاٹ کر پھینکدیا۔ اور اُس کے مردہ جسم پر سے
اُس کی موت بیفایدہ نہ تھی۔ لوگوں
نے جو کچھ کہ انہوں نے کیا تھا۔ اُس کا خیال کرنا شروع کیا۔ انہوں نے ایک
پاک مرد کو مار ڈالا ہے۔ جس نے اپنی زندگی اُن کے خون کی پیاس بجھانے
کے خاطر دیدی۔ وہ اپنی بیرحمی پر خود متاسف ہوئے۔ اُس دن جس
دن کہ اپنی قربانی کرنیوالا بوڑھا آدمی کاٹکر پھینکدیا گیا تھا۔ کالیسیم میں
کوئی اور لڑائیاں نہ ہوئیں ...... زاہد کی موت نصرت تھی۔ شمشیرزنوں
کی لڑائیاں ہنوریس نے ۴۰۲ء میں بند کر دیں۔ بہت مدت نہیں گذری ہے۔
اس گمنام آدمی کے ہڈیاں بڑے شان سے اکھاڑے کے گرد بھرا لی
گئیں۔ اور بعد ازاں تمام مذہبی عزت کیساتھ سینٹ کلیمنٹ کے قریب کے

گرجے میں دبائی گئیں +

روم اپنی قدیم شوکت سے بوجہ بددیانتی - بدکاری اور بےرحمی کے زوال
پذیر ہوگیا - اعلےٰ طبقہ میں بداخلاقی اپنا خراب اثر سوسائیٹی کے تمام جماعتوں
میں پیدا کرنے سے باز نہیں رہتی ہے - بداطواری سے بُرے اصول پیدا ہوتے
ہوتے ہیں - انسانی خلقت کے سفلی جذبات بلند رتبہ حاصل کرتے ہیں - اور
عادات کا اخلاقی جوہر زایل کر دیتے ہیں - یونان اور روم نے زوال پایا -
کیونکہ اُن کے حکمران کمتر (کج) اخلاق کے تھے - اور جسکی وجہ سے - وہاں
کے لوگ بددیانت تھے - روم جو دنیا کی قدیم عروس تھی - وحشی قومیں جو
وسطی یورپ کے جنگلوں سے نکل کر حملہ آور ہوئے تھے - اُن کے ہاتھ میں
پڑگئی - امرا عیش وعشرت میں پڑے ہوئے تھے - اور غربا کی خستہ حالت
تھی - اور خیرات پر بسر کرتے تھے - اپنے ملک کو بچانے کا دل نہ رکھتے تھے -
درحقیقت یہ بہتر تھا - کہ یہ قایم نہ رہتا +

پھر عیسویت آئی - اور انسانوں کو مذہب کی سچی بنیاد ظاہر کی - سینٹ پال
اس کو روم میں لگیا - تاکہ دنیا کو دوبارہ جنم دیوے - اس نے پہلے شائستہ
غربا کے درمیان میں جڑ پکڑی - اور کیوں ؟ کیونکہ مذہب انسانی نصیب -
(تقدیر) کی شرح ہے - اور ہمارے دنیاوی زندگی کا نظم ہے - اور بہتر زمانہ
آیندہ کا تسلی بخش وعدہ ہے - اس میں عورتیں بھی شامل تھیں - روم
میں اُن کے گھروالیوں کی جانیں اپنے خاوندوں کی اختیار میں تھیں - وہ
صرف غلام تھے - عیسائیت نے انکو انصاف دلوایا - اُن کو اب پہلی مرتبہ
امید پیدا ہوئی - انہوں نے انسانوں کی عزت اور محبت تحصیل کی - ایک
پرانی نایٹ ([illegible]) نے کہا - کہ تمام خوبیاں عورت میں مدغم ہیں
وہ قابلیت دیتی ہیں - اور انسانوں کو قابل بناتی ہیں +

نئے اعتدائی - نئے دینی - اور بداخلاقی پر مذہبی خیالات

طاقت سے جو فرداً فرداً مرد اور عورتوں کے دلوں میں جاگزین ہوئے قابو
کئے گئے۔ برائی کرنے کی خواہش اس طور پر کم یا مٹا دی گئی۔ مذہب نے انسانی
سرشت کی نیک خواہشوں کو پورا کر دیا۔ آرام کے دن کی تخصیص کی گئی۔ اور
کاریگروں کے مشقت کو تسخیر کیا گیا۔ گرجا نے اپنے ممبروں کو رسومات
مذہبی ادا کرنے کیلئے جمع کیا۔ اور اُس کے عالیشان چھت کے نیچے تمام
عیسائی خلقت بلا تمیز قومیت پرستش کرنے کیلئے۔ جمع ہو گئی کیا وہ سب
خدا کے حضور میں انسان اور بھائی نہ تھے۔ یہ کیسا خوشی کا عالم تھا۔
کاشکے یہ ختم نہ ہوتا۔

افسوس کہ بوڑھا آدم قابو نہیں کیا گیا تھا۔ قدرت میں کوئی عدن نہیں
ہے۔ پروتیائی ظلم کا آلہ بن گئی۔ چند آدمیوں کے فواید کو برخلاف
تمام لوگوں کے جایز فایدوں کے بچانے والے اور اُن لوگوں کے
نیچے میں شریک ہوئے۔ جن کی کہ اُنھوں نے مدد کی تھی۔ درباره مذہبی
مسائل وہاں اختلاف رائے تھا۔ جو کچھ کہ کافر روم نے ابتدائی عیسائیوں
کیساتھ کیا تھا۔ عیسائیوں نے اپنے مخالفوں کیساتھ کیا۔ عذاب
کی آگیں پھر روشن کی گئی تھیں۔ اور شہید پہلی کیطرح جلا دئیے گئے
تھے۔ ہمت اور برداشت اُن لوگوں کیواسطے پھر درکار ہوئی۔ جو سچائی
کیواسطے لڑے۔ اور شریفانہ طور پر انہوں نے برداشت کیا۔ اور شریفانہ
طور پر وہ مر گئے +

عذاب اٹلی میں شروع ہوا۔ ہسپانیہ۔ فرانس اور نیدرلینڈ تک پھیل گیا۔
جرمنی نے اسکو روکا۔ خدا کا ارادہ لوتھر نے کہا۔ لڑ کے ہونیکا ہے۔
جو ہمیشہ اور بالکل بیخوف۔ مطمئن اور فیاض ہیں۔ جو بالکل کسی چیز
سے نہیں ڈرتے ہیں بلکہ اُسکی فضل پر بھروسہ کرکے تمام باتوں کی حقانیت
کرکے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ اور جو سزاؤں اور موتوں پر تمسخر کرتے ہیں۔ وہ

(خدا) تمام بزدلوں سے نفرت کرتا ہے۔ جو ہر ایک چیز کے خوف سے پراگندہ ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پتے کی ہلنے کی آواز سے بھی +

مسٹر ایف۔ ڈبلیو۔ نیومین صاحب کہتے ہیں۔ تعجب ہے کہ کسطرح مذہب نے کسی شکل میں بیرحمی پیدا کردئی۔ عدالتین۔ جو عیسائیت کے بعد قایم کی گیئں۔ اس نے کفر کو دفعہ کردیا۔ اور یہ طریق ایک پختہ بیرحمی کا تھا۔ یہ صدیوں تک بطور ایک پارسا عدالت کے جاری رہا۔ اور ہمیشہ بطور ایک بدنام ملعون محکمہ کے داغدار کیا جائیگا۔ کبھی بھی اسکا دعوے نہیں تھا۔ ایک حلیم اور پیار سے مذہب کے نام کی بنیاد دی۔

ہسپانیہ کی پروہتائی نے دنیاوی طاقت کی مدد سے خالص اپنی جسمانی زور کیساتھ زمانہ ترقی کو معدوم کردیا۔ ایک رات کے اندر آٹھ سو پروٹسٹنٹ سویل کے جیلخانہ میں ڈالے گئے۔ ان کو ہر جگہ پکڑ کر جلا دیا گیا۔ آگ جو ہسپانیہ کے شہروں میں چمکتی تھی۔ تھوڑا عرصہ گذر گیا ہے۔ کہ ایک کھیت میں ایک بھٹی مڈریڈ ([illegible]) کے نزدیک نکالی گئی۔ جہاں کہ پروٹسٹنٹ جلائے گئے۔ کاریگروں نے ایک گہرا ردّہ کالی چمکنے والی خاک کا جلی ہوئی ہڈیوں اور گولیوں سے ملا ہوا رکھدیا۔ یہ اُن لوگوں کی ہڈیاں تھیں۔ جو گرجا کے حکم سے مارے گئے تھے +

اور ہسپانیہ کو سخت بیرحمی کرکے کیا فایدہ ہوا۔ اُسکی دولت چلی گئی ہے اور ملک قریبًا دیوالیہ ہوگیا ہے۔ لوگ غیر تعلیم یافتہ اور تغافل میں پڑے ہوئے ہیں۔ صرف ایک آٹھ میں سے پڑھ یا لکھ سکتا ہے۔ وہ پروہتوں کو اپنا قدرتی دشمن خیال کرتے ہیں۔ زیادہ تر تعداد بیدینوں کی ہے۔ پروہت بھی غریب ہیں۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہ بات خیال کرنے سے تعجب پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہسپانیہ زیادہ تر فارغ البال عورتوں کے

زمانہ میں تھا۔ بمقابلہ کہ وہ عیسائی حکمرانوں کی ماتحتی میں ہے۔ گورنمنٹ زیادہ فیاض۔ زیادہ متحمل۔ زیادہ تعلیم یافتہ (شایستہ) تھی۔ اُس کی رعایا زیادہ تر تعلیم یافتہ۔ اور اُسکی زمینات بہتر کاشت کی جاتی تھیں جب سے کہ موروالوں کو نکالدیا گیا۔ سپین قریبًا متواتر پست حالت میں ہوگیا ہے

سپین کا فلپ ثانی شاہانِ شاید برا مردود تھا۔ جو کبھی تخت نشین ہوا۔ وہ صرف نیرو اور کلیگولا سے مقابلہ کرنیکے قابل تھا۔ ۱۵۶۸ء کے فرمان میں اُس نے ہر ایک پروٹسٹنٹ کو نیدرلینڈ میں بطرز قصاص دیدی۔ فرمان نہ چل سکا۔ کیونکہ کافی وسایل اُس کے شیطانی حکم کے تعمیل کرنیکے موجود نہ تھے۔ لیکن اُس کے وزیر الوا نے۔ جو کچھ کہ ہوسکا۔ کیا۔ خونریز کونسل نہایت متبرک عدالت کے ناظر اور جلّادوں کی مدد سے وہ بعض اوقات اس قابل تھا کہ ایک ہفتے میں آٹھ سو آدمیوں کو قتل کروادے پہلا جرم پروٹسٹنٹ ہونا تھا۔ اور دوسرا دولتمند ہونا۔ اس آخری وجہ سے کیتھلک والے اور نیز پروٹسٹنٹ لوٹ کر غارت کئے جاتے تھے۔ جائیداد کی موجودگی کیتھرین کے نشان کو قریبًا غیر ممکن بنادیتی تھی۔ نصف درجن سالوں کے آخر پر الوا کو فخر حاصل تھا۔ کہ اُسنے اٹھارہ ہزار سے زیادہ ابنائے جنس کو سولی چڑھوادیا۔ غرق کروا دیا۔ جلا دیا۔ یا قتل کر دیا۔ یہ لاکھوں آدمیوں کے علاوہ تھا۔ جو محاصروں۔ اور لڑائیوں میں الوا کے دورِ حکومت میں تلف ہوگئے۔ اُس کی لوٹ قتلوں کے مانند خطیر تھیں ؎

لیکن فرانس ایسا ہی خراب تھا۔ جیسا کہ ہسپانیہ روم سے تعلق ہونے کے شروع سے ان تمام کو جنھوں نے بڑے رومن سردار کی رائے سے اختلاف کیا۔ لوٹ لیا۔ جلا دیا۔ قتل کردیا یا جلاوطن کیا گیا یا اذیت دئیے گئے۔ یا پریلیز میں بھگادئیے گئے وہ دائی والے بیوی کی مدد سے پھانسی۔

لگائے گئے۔ اور جلا دئے گئے۔ جنوب مشرقی فرانس اور شمال مغربی اطالیہ
کے ممالک میں۔ عذاب اور جلانا تمام فرانس میں جاری رہا۔ نصف
درجن لوتھر مشورت گر پیرس میں ہسپانیہ کے امرا کے تفریح کیلئے
جلادئے گئے۔

اس دیوانہ ہنگامہ عذاب سے بہت سے نیک مستثنات تھیں چانسلر ڈی
ایل ہوسپٹل نے اپنے ہم مذہبوں کو ترغیب دی۔ کہ وہ اپنے تئیں خوبیوں
اور اچھی زندگی سے مرصع کریں۔ اور اپنے دشمنوں پر خیرات۔ دعا اور
ترغیب کی ہتھیاروں سے حملہ آور ہوں۔ اس نے کہا۔ یہ مکروہ الفاظ
ہمکو بالائے طاق رکھدینے چاہئیں۔ یعنی فرقوں کے نام۔ لڑائیوں اور
سازشوں کو۔ لوتھر والے۔ ہیوگوناٹ والے۔ پاپسٹ۔ ان کو عیسائیوں کے
نام میں تبدیل کردو۔ اسواسطے چانسلر کو ناستک کہتے تھے۔

جب کہ وائکونٹ ڈارٹی گورنر اف بیون کو چارلس نہم کا
حکم پہونچا۔ کہ وہ وہاں کے پروٹسٹنٹوں کو قتل کردیوے۔ تو اس نے جواب
دیا۔ کہ اعلےٰ حضرت کا ارشاد شہر کے باشندوں اور قلعہ گر فوج کو پہنچا دیا گیا
لیکن ان میں سے وہ صرف بہادر سپاہی اور اچھی رعایا پانیکے قابل ہوا۔
اور ایک بھی اس میں سے جلاد نہ تھا۔ پھر ویوسی اور سینٹ بارتھلمو
کے کشت و خون نمودار ہوئے۔ جن کا تمام فرانس میں اعادہ کیا گیا
تھا۔ سینٹ بارتھلمو کا قتال یورپ کے تمام پراٹسٹنٹوں کے خیال میں ضیافت
کی ہڈی کی طرح ہمیشہ موجود تھا۔ یہ واقعہ اور انگلستان پر فلپ ثانی
کے ہسپانیہ والے آرمیڈا کا حملہ دو بڑے تواریخی واقعات سولھویں
صدی کے آخری نصف کے تواریخ میں تھے۔

نیائیٹز کے فرمان کا انفساخ لوئی چہاردھم نے جو فرمایا۔
زیادہ پُر رحم نہ تھا۔ اس حکم سے ہر ایک پراٹسٹنٹ فرانس سے

نکالدیاگیا تھا۔ زیر بزاے تبدیل مذہب یا موت کے پروٹسٹنٹ امرا۔ شرفا۔ سوداگران۔ کسان اور حرفت کاروں نے مکار بننے سے انکار کیا۔ وہ اس بات کی تعمیل نہ کرینگے۔ جس پر کہ اُن کو یقین نہ ہو۔ امرا اور مالکان نے اپنی جایدادیں چھوڑ دین۔ اپنی حقوق ترک کر دیے۔ اور ہر ایک چیز اپنے دشمنوں کے حوالے کر دی۔ سوداگر دستکاروں کیساتھ بھاگ نکلے گئے۔ اور اور ملکوں میں چلے گئے۔ جہاں کہ وہ آزادی سے خدا کو مطابق اپنے ضمیر کے پرستش کرنے اور اپنی محنت کا ثمرہ امن سے بھوگنے قابل تھے۔ یہ موت نہ تھی۔ جس سے کہ وہ ڈرتے تھے۔ ڈیوک ڈی مین لے ہیوناٹ کے عادات کا بھید پالیا۔ جب کہ اُس نے کہا۔ یہ لوگ باپ سے بیٹے تک ایسے سدھلائے گئے تھے۔ کہ وہ موت سے بیخوف تھے۔

وہ ہزاروں مار ڈالے گئے کلہاڑیوں سے۔ پھیوں سے۔ اور بقیاس اذیتوں سے وہ بذریعہ قصاص کے مغلوب نہ ہو سکے۔ انہوں نے اپنی جانیں فرض پر قربان کر دیں۔ زندگی اور عادات کا اعلے نقش جو ہوجینوناٹ اعظم کے سرگروہ میں جو ہم پاتے ہیں۔ وہ فرانس میں پھر کبھی نمودار نہ ہوا۔ درحقیقت اشرافت اور روحانی وسعت اور فرانسیسی پراٹسٹنٹوں کے کامل یقین سے یہ اعلے قسم کے عادات پیدا ہوئے۔ جس سے نہایت اعلے عادات فرانسیسی تواریخ کے تمام دائرے میں دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن تواریخ میں زیادہ تر بادشاہوں اور بیگموں کے سلطنتوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ فتوحات اور شکستیں یاد رکھی جاتی ہیں۔ اور مظلوم بھول جاتے ہیں۔

لوئی چہاردہم اور اُسکی تمام فوجیں خمر کے بے گذر فصیلوں پر قبضہ نہ کر سکیں اُسکی کمفور حکمت عملی سے ایک دایمی زمانہ سنیٹ بارتھلمو کا فرانس میں ساٹھ برس سے زیادہ قایم رہا۔ اور اوسکا کیا نتیجہ ہوا۔ اوسنی مغلوب ہو کر شکست کھائی۔

اُس نے فرانس کو تباہ حالت میں اور ٹیکسوں سے لبریز چھوڑا۔ اُسنے تجارت اور زراعت کو بباعث ہیوجیوناٹ کے جلاوطنی کے تباہ کردیا۔ اور فرانس کو عندالافلاس جاکر چھوڑا جس کا نتیجہ سنہ ۱۷۸۹ء کے انقلاب میں پیدا ہوا۔

ہیوجیوناٹ والوں کی فراری میچلٹ صاحب اپنی تواریخ فرانس میں کہتے ہیں۔ کہ نمک حلالی اور سچائی کا نیک عمل تھا۔ یہ بطلان کا ڈر تھا۔ تحمل کا اعجاز تھا۔ یہ انسانی سرشت کیلئے ایک مشکل امر ہے۔ کہ اسقدر کثیر تعداد مردوں اور عورتوں نے راستی کے خاطر ہر ایک چیز قربان کردی۔ امیری سے غریبی اختیار کی۔ اور اپنی جانیں۔ کنبے اور تمام چیزیں ایسے مشکل فراری کے خطرناک مہم میں خطرے میں ڈالدیں۔ بعض لوگوں کو یہ آدمی صرف سرکش ہٹ کے معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے یہ آدمی عظمت کے اعلےٰ خیال والے دکھائی دیتے ہیں۔ جنہوں نے تمام روی زمین پر اپنے تئیں فرانس کے برگزیدہ اشخاص ثابت کردیا ہے۔ آتمک شانتی جسکو کہ دہریوں نے عام پسند بنا دیا ہے۔ ٹھیک وہی خیال ہے۔ جو پراٹسٹنٹ مذہب کے جلاوطن کی جڑوں میں پڑا ہوا ہے۔ موت اور غلامی کے جہازوں کی پروا نہیں کرتے ہیں۔ نیک اور پاک رہنے کے خاطر۔

سلسلہ ڈاکٹر آرنلڈ صاحب کہتے ہیں۔ کہ اوگنین کے مقام پر پوپ کے محل کے جیلخانے بڑی تعجب انگیز منظروں میں سے ایک تھے۔ جو کہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی دیکھے تھے۔ اور خود اُسی جیلخانے میں جس کی چھتیں اب تک عدالتی آگوں کے دھوئیں سے سیاہ ہیں جس میں کہ مردوں کو اذیت دی گئی ہے۔ یا جلا دیا گیا تھا۔ اور جیسا ہی کہ تہہ در تہہ کو نیچے کے کمرے میں دیکھو تو دیواریں اب تک قربان شدہ گان کے لہو سے جن کو غارتگر کوب ٹیشی نے نیچے کے برف خانے میں ڈالدئے تھے سنہ ۱۷۹۱ء کی مشہور خونریزی میں داغدار پائے گئے۔ انسانی شرارت کے دو بڑی مختلف شکلوں کے نشانات کا دیکھنا سخت افسوسناک تھا۔

زندگی راستی کے خاطر قربان کی گئی ہے۔ یعنی سچائی[1] کیلئے زندگی قربان کر دی گئی ہے۔ اس سے پہلے اذیت کی آگ انگلستان اور سکاٹ لینڈ میں پھیل گئی سمتھ فیلڈ لنڈن میں اکثر پروٹسٹنٹوں اور جادوگرنیوں کے جلانے سے چمک اٹھتا تھا۔ لیکن کیتھلک والوں کو اپنے شہیدوں اور پروٹسٹنٹ والوں کی بھی کتابیں ہیں۔ فارسٹ ایک عالم فقیر ہنری ہشتم کے اطاعت سے انکار کرنے کی وجہ سے جلا دیا گیا تھا۔ آگ دونوں طرف لگائی گئی۔ بلکہ میری کے وقت میں مذہب کیلئے قصاص پہلے سے دس گنا زیادہ کثرت سے ہو گئے تھے جان راجرس سنیٹ پیلکر کا مددگار اپنے گرجا کے گنبد کے سوئی پر جلا دیا گیا۔ جان برڈفورڈ سولی کو تغلگیر ہوتے ہوئے اور اپنے ساتھ کے مصیبت زدہ کو تسلی دیتے ہوئے مر گیا۔ جان فلپاٹ ونچسٹر کا بڑا پادری اسیوقت جلا دیا گیا تھا۔ لٹمیر کرنمیر اور ریڈلے کے ناموں کا تذکرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس زمانہ کے بڑے آدمی اس مزاج کے نہ تھے۔ جیسے کہ آج کل کے آدمی ہیں ہم لوگ جو جلی ہوئی انگلی سے جھجکتے ہیں تعجب کرتے ہیں۔ ان آدمیوں پر جو نہ صرف اپنے اعتقاد کیلئے جلا دیئے گئے۔ بلکہ جو اس وجہ سے مشیخت مآب ہو گئے۔ جان فلپاٹ نے کہا۔ کہ کیا میں اس سوئی برداشت کرنے سے حقارت حاصل کروں۔ یہ دیکھکر کہ میرے نجات دہندہ نے ایک نہایت کمینہ موت میری خاطر صلیب پر برداشت کرنے سے انکار نہیں کیا۔ اذیت رسانی ضمیر کے خاطر چارلس ثانی کے عہد حکومت تک قایم رہی۔ ولیم پن نے کہا۔ کہ سابقہ

---

[1] اس مضمون پر پہلے ہی دو جلدیں چھپوائی گئی ہیں۔ (یعنی) ہوجینا ٹس۔ ان کی بستیاں گرجے۔ انگلستان اور آئرلینڈ میں ان کے کارخانے۔ دور ہو جینوناٹس فرانس میں ناٹیجر کے فرمان کے منسوخی کے بعد۔ مصنف اس مضمون پر اور زیادہ تحریر کرنا غیر ضروری سمجھتا ہے ×

بادشاہ کے دوبارہ تخت نشینی کے زمانہ سے قریبًا (۱۵) پندرہ ہزار قبیلہ تباہ ہوگئے ہیں۔ اور پانچ ہزار سے زیادہ اشخاص۔ زیر اسیری صرف خدا پر ایمان رکھنے کے معاملات میں مرگئے ہیں۔ چارلس دویم اور اُسکے بعد جیمس دویم نے ویسے ہی سکاٹلینڈ تک پھیلا دئے۔ پُرانے کیتھلک والوں کے زمانہ میں پراٹسٹنٹوں کے ساتھ برتنے کا طریق صرف آتشکدہ تھا۔ اپنی سینٹ اینڈرو کی محل کی سامنے کارڈینل بیٹن نے جارج وشہرٹ کو جلا دیا۔ اور دریچہ کے باہر دیکھتے ہوئے اپنی آنکھوں کے سامنے اُسے شکنجہ میں کرا دیا۔ چارلس اول جیمس کی بردستی زمانہ میں پروٹسٹنٹوں نے پروٹسٹنٹوں کو بوجہ اس کے کہ اُن کی رائیں ان کے خلاف تھا۔ اذیتیں پہونچائیں سٹوارٹ کے پیروؤں نے۔ پرسبٹیرین والوں کو شکار بنایا۔ اُن کو گولیاں ماریں قتل کر دیا۔ اور سولی پر چڑھا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اپنے خاص شکل کے مذہب کو اُن کے خاص دلوں اور جانوں میں گھسا دیا بوٹ اور پیچ کش برداشت کرنے خوفناک تھے۔ لیکن مصیبت زدگان بہادر اور برداشت کنندہ تھے ✢

نیویارک کا رابرٹ کالیر کہتا ہے۔ کہ میں صاحب کی ایک چھوٹی سی تصویر بیش قیمت خیال کرتا ہوں۔ یہ ایک عورت کی شکل ہے۔ جو ستون سے مضبوط باندھی گئی ہے۔ جو اربھاٹے کے ذرا نشان کے اندر سمندر اُسکے پاؤں کے نیچے لہریں مار رہا ہے۔ ایک جہاز پورے بادبان سے وہاں گذرتا ہے۔ لیکن نہ تو اُس کی نہ اُسکی قسمت کی پرواہ کرتا ہے۔ شکاری پرندے اُسکے چاروں طرف منڈلا رہے ہیں۔ لیکن وہ نہ تو پرندوں یا جہاز کی یا سمندر کی پرواہ کرتی ہے۔ اُس کے وعدے سیدھے دیکھ رہے ہیں۔ اور اُسکے پاؤں مضبوط کھڑے ہیں۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اُس کی آنکھیں ٹکٹکی آسمان پر تاڑی لگائی ہوئی ہیں۔ اور اُس کے جان کو بتلا رہے ہیں۔ کہ حال کے زمانے کی تکالیف کس طور پر مقابلہ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اُس جلال سے جو اُس

پر ظاہر ہوگا۔ تصویر کے نیچے یہ کتبہ درج ہے۔ جو کہ نقل کیا گیا ہے۔ اس پتھر سے جو اس
کی یادگار میں پرانے سکاٹ لینڈ کے گرجے کے صحن میں لگایا گیا ہے
قتل کی گئی تھی۔ عیسائی کو اپنے گرجے کا صدر اعلے ماننے کے لئے
کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف مجتہدی کی عدم قبولیت کی وجہ سے
اور پریسبٹیری کیواسطے قسم کھانے سے انکار کرنے کیواسطے سمندر کے درمیان
سولی پر بندھے جا کر حضرت عیسے مسیح کی خاطر اسنے صعوبت برداشت کی
میں اسکی قدر کرتا ہوں۔ کیونکہ جب میں اس کی طرف دیکھتا ہوں۔ تو مجھے اس
قبیل کی بڑی کثرت سے عورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ جو نگہبانی کرتی ہیں۔ اور منتظر
رہتی ہیں۔ اپنے قسمت سے مضبوط باندھے جا کر اور جب کہ موج (موجیں)
دریا سرکتی ہوئی ان کے پاس پہونچتی ہے۔ لیکن وہ ابھرتی ہیں۔ جون ہی کہ
لہریں چڑھتی ہیں۔ اور آخیری اور نہایت بلند تر کرار سے خاموش بندرگاہ
میں لے جاتی ہیں۔ اور خوش کرداری کا آواز سنتے ہیں +
کسقدر برسوں تک۔ سڈنی سمتھ صاحب کہتے ہیں۔ اسبات کی کوشش کی
گئی تھی۔ کہ سکاٹ لینڈ والوں کو اپنا مذہب تبدیل کرنے کیلئے مجبور کیا
جاوے۔ سوار پیادے۔ اور توپ خانہ اور مسلح پادری پریسبٹرین کے پادریوں
اور مجلسوں کے پیچھے بھیجے گئے تھے۔ بہت خونریزی ہوئی تھی۔ لیکن امام
حیران تھے۔ کہ وہ عام دعا کے کتاب مروج نہ کر سکے۔ اور نہ برہم گیانی
لوگوں کو اپنے سچے راستے پر چلا کے ہمارے سچے رستے کے بہشت میں
جانے سے نہ روک سکے۔ صحیح اور ایک ہی علاج کیا گیا۔ سکاٹ لینڈ والوں
کو اپنے امکان والے طریقہ پر بلا دکھ۔ سزا اور نقصان کے خدا کی پرستش کی
جانے دی۔ کوئی بجلی آسمان سے نہیں آن پڑی۔ ملک تباہ نہیں ہوا۔ اور دنیا
ابھی تک اختتام کو نہیں پہنچی۔ ان پادریوں کو جنہوں نے یہ تمام نتایج کی
پیشین گوئیاں کی تھیں۔ بالکل فراموش کر دیا گیا۔ اور سکاٹ لینڈ اس

وقت میں کیونکہ برطانیہ کلان کا ایک بڑھنے والا سرچشمہ طاقت کا ہے۔ برداشت
صرف حال ہی میں معلوم ہوئی ہے۔ ہم نے آدمیوں کو جلانا چھوڑ دیا ہے۔
اب یہ ضروری ہے۔ کہ ہم اُن کو ترغیب دیں۔ شہادت کا زمانہ مثل زمانہ معجزات
کے گذر چکا ہے۔ ہم کو گولی نہیں ماری جاتی ہے۔ یا سولی پہ نہیں لٹکایا جاتا
ہے۔ یا یہ پر زندہ نہیں کاٹا جاتا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ زمانوں میں۔ اور پھر بھی
ہم تنہائی کی وجہ سے خلاف بیانی۔ ٹھٹھے اور الزام برداشت کرتے ہیں۔
ہمت ہمیشہ اُن لوگون کے لئے ایسی ضروری ہے۔ جو سچائی کے اصلی
مدعا کی پیروی کرتے ہیں ان لاپرواہیوں کے زمانہ میں بہ زیادہ تر مشکل ہے
کہ اعلےٰ تر قانون صاف تر عقل قائم رکھ سکے۔ بمقابلہ اسکے کہ یہ شہادت
زمانہ تھی۔ ایک مشہور مصنف کہتا ہے۔ کہ زبردست اذیت رسانی اور
سخت زجر و توبیخ شریان کیلئے مقویات ہیں۔ لیکن صرف مسلمہ یقین کہ کوئی
شخص پرواہ نہیں کرتا ہے۔ کوئی شخص توجہ نہیں کرتا ہے۔ کوئی انسان ایسا
نہیں ہے۔ جو عزت کرتا ہے۔ کوئی دیوتا نہیں ہے۔ جو رحم کرتا ہے۔ تمام
اعلےٰ تر کوششون کا زیادہ مزیل ہے۔ بہ نسبت کسی لڑائی کے جو تظلم
یا جہالت کے ساتھ ہو۔

لیکن کیا ہم نے۔ درحقیقت اذیت دہی کے بے کارگی کی نسبت اپنا خیال
ترک کر دیا ہے۔ اس زمانہ میں چھپوائی اور اشاعت بے لاگت ملتی ہیں
اور لوگ اپنے خیالات عام چھاپہ خانون میں ظاہر کرتے ہیں ہم اس جملے کی نسبت کیا
خیال کریں۔ جو حال میں لنڈن کے ایک اخبار میں نکلا۔ انسان کے انجام کا اور ملکی
سوسائیٹی کے اغراض کا خیال کر کے قتل اور سرقہ بالجبر خفیف جرائم ہیں۔ اور
دبائی بیماریون کا پھیلنا کچھ بات نہیں ہے۔ بمقابلہ اُس جرم کے جسکے تو بھر اور
کالون مرتکب ہوئے جبکہ انھون نے گرجا سے لعادت اختیار کی۔ اس جملے کو سینٹ بارتھلمو
کے قتل کے ارتکاب کرنے والے پسند فرمائیں اور نیز وہ سب جنھون نے ان ہزارون آدمیون کو

جو اپنے مذہبی اعتقاد پر قائم رہے - اور سر کٹوا دیا - لیکن اب یہ نہیں چلیگا تا ہمارے
آباد اجداد نے ایک آزاد سلطنت کی بیش بہا میراث ہمارے حوالے کی ہے
(دینی) جو اس دنیا کے بعض نہایت نیک آدمیوں کی جانوں سے خرید کی گئی ہے -
اور یہ ہماری غلطی ہوگی - اگر ہم اس باغیانہ تعصب کی اپیل کو جو ان لوگوں کے
جانب سے ہوتی ہے - جو ہم سے اختلاف رکھتے ہیں اپیل کی حوصلہ افزائی کریں
جسوٹ بھی ہیوجینوٹس کے مانند فرانس سے جلاء وطن کئے گئے - اور یہ مانند تمام
مظلوم لوگونکے وہ آزاد ہیں - کہ انگریزی قانون کی پشت پناہی میں گذارہ کریں -
لیکن انکو ان قوانین اور اس ملک کے مذہبی برداشت کی جو انکی حمایت کرتی ہے
عزت کرنی چاہیئے - ولیم پن کی یہ رائے تھی کہ اس سے بڑھکر اور کوئی غلطی نہیں ہے
اس بات کے ماننے کی کہ ایک ملک یا ایک قوم کو تقویت پہونچتی ہے - تمام
لوگونکی ایک رائے رکھنے سے خواہ مذہبی مسایل یا مذہبی مرجاد کے متعلق ہو -
اور یہ کہ مختلف رائیں ہیں اور مرجادیں رعایا اور گورنمنٹ کی طاقت ہیں
اگر سب یکساں جائز تصور کیجاویں - شخصیت قائم رکھنی چاہیئے - کیونکہ بلا
شخصیت کے کوئی حریت نہیں ہوسکتی - شخصیت کا ہر جگہ لحاظ اور عزت
کیا جاتا ہے - کیونکہ یہ ہر ایک نیک چیز کی جڑ ہے - جان سٹوارٹ مل کہتا ہے
کہ مطلق العنانی بھی خراب نتائج پیدا نہیں کرتی ہے - اسوقت تک جبتک
کہ شخصیت اسکے نیچے موجود رہتی ہے - اور جو چیز شخصیت کو دبا دیتی ہے
وہ مطلق العنانی ہے خواہ کسی نام سے اسکو پکارا جائے - اور خواہ وہ
خدا کی مرضی یا انسانی احکامات کی ترویج وہی کا اقرار کرے -

جرمی ٹیلر جیسوی ضبط کی معذرت ایک مشرقی
حکایت سے ختم کرتا ہے - ابراہیم اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا -
جبکہ ایک بوڑھا آدمی اپنی لکڑی پر خمیدہ ہوکر اور جھک کر اسکے سامنے
آگیا - ابراہیم نے اسے اپنے خیمے میں بلایا اور اسکے سامنے گوشت رکھا اور دیکھکر کہ اسنے

برکت طلب نہیں کی۔ تو اُس نے اُس سے پوچھا کہ وہ آسمانی خدا کی پرستش کیوں نہیں کرتا ہے۔ میں صرف آگ کو پوجتا ہوں۔ اور کسی اور دیوتا کو نہیں مانتا۔ ابراہیم خفا ہو گیا۔ اور بوڑھے آدمی کو اپنے خیمے سے نکالدیا۔ پھر خدا نے ابراہیم کو بلایا اور اُس سے پوچھا۔ کہ اجنبی مسافر کہاں ہے۔ میں نے اُس کو نکالدیا۔ کیونکہ اوس نے تیری پرستش نہیں کی۔ خدا نے اسے جواب دیا۔ کہ میں نے اُنیس برسوں میں اُس کا برداشت کیا۔ گو اُس نے میری بے عزتی کی۔ اور کیا تو ایک اکیلی رات اُسکی برداشت نہیں کر سکا۔ جس پر حکایت بیان کرتی ہے۔ ابراہیم پھر اُس کو واپس لے گیا۔ اور اُس کو مہمان نوازی سے دعوت دی۔ اور عاقلانہ نصیحت کی +

بڑے آدمیوں نے بھی جنہوں نے امورات سائنس (ٹیلی سفٹک) کے ترقی کے واسطے کوشش کی ہے۔ شہادت کے خطرات برداشت کئے ہیں۔ پہلے زمانوں میں مشکل سے کوئی بڑی معلومات علم ہیئت۔ علم خواص الاشیا اور علم طبیعیات میں تھی۔ جس کی ملامت نہ کی گئی ہو۔ اس طور پر کہ وہ ملے دینی سکھاتی ہے۔ سرونو کو روم میں بوجہ رواج لیکن اپنے وقت کی جھوٹی فلسفہ کی سقم ظاہر کرنے پر زندہ جلایا گیا۔ کوپر نکس کے پیرو غیر معتقدوں کے لقب سے داغدار کئے گئے۔ بعد اس کے کہ ڈچ برا کے لپرسکلے نے ہالینڈ میں دوربین ایجاد کی تو گلیلیو نے یہ خیال لے لیا۔ اور ایک اپنی دوربین بنا ڈالی۔ جسکو لیکر وہ وینس کے سینٹ مارک کے گنبد پر اجرام فلکی دیکھنے کیلئے چڑھا۔ اس نے سیاروں اور قطبی ستاروں کی طرف لگا دی جن کو اُس نے بلا اعتبار خوشی سے مشاہدہ کیا۔ اس نے کھیتوں (ایک قسم کے ستارے) اور مشتری کے چال۔ زہرہ کی شکلیں اور سورج کے داغ دریافت کئے۔ اس نے بڑی احتیاط سے وہ باتیں جو براہ راست آسمان سے اتریں درج کیں۔ وہ اپنے مشاہدوں میں لگا رہا۔ اور شاید اُس نے اپنی زندگی میں

بہت زیادہ بہ نسبت کسی آیندہ جوتشی کے معلومات کیں۔ لیکن یہ سب اس وقت کی قبول شدہ خیالات کے مختلف تھا۔ عدالت نے علم نجوم کو ترتیب دینا اختیار کیا۔ گلیلیو روم بلوایا گیا۔ اور عدالت کے سامنے کافرانہ مسایل جو اس نے طبع کروائے تھے۔ اُس کے جوابدہی کیلئے طلب کیا گیا۔ اُسکو اپنی رائیں ترک کرنے کیلئے مجبور کیا گیا۔ اُس نے ظاہر کیا۔ کہ اسنے زمین کی حرکت آفتاب کے گرد ہونے کے مسلہ کو چھوڑ دیا ہے۔ ارکان عدالت نے ممنوعات کے فہرست میں گلیلیو۔ کیپلر اور کوپرنکس کی کتابیں شامل کردیں۔ گلیلیو نے پھر دل اپنا کڑا کرلیا۔ اور ایک نئی کتاب سوال وجواب کی شکل میں اپنے مسایل کے تقویت میں چھپوائی۔ وہ عدالت کے سامنے بلوایا گیا اور گھٹنوں کے بل اپنے شاندار معلومات کے ترک کرنے اور قسم کھانے کیلئے مجبور کیا گیا۔ گلیلیو میں اپنے رای کی جرأت کی ضرورت تھی۔ لیکن وہ ستر (۷۰) برس کا بوڑھا آدمی تھا۔ جب کہ اُس نے اپنے اعتقاد سے انکار کیا۔ گلیلیو کو اذیت نہ دیجاتی۔ بشرطیکہ اس کے بات کا جواب دیا جا سکتا۔ پھر بھی سچائی قایم رہی۔ اور آدمیوں کو زمانہ مستقبل کے لئے مشاہدہ کے سیدھے راستے پر ڈالدیا گیا۔

لیبکل نے اُس فتوے کی نسبت کہا۔ کہ یہ امر بیفایدہ ہے۔ کہ تم لوگوں نے فرقہ جیزوٹ گلیلیو کے برخلاف روم سے اُس کی زمین کی حرکت کی رائے کو تردید کرنے کے غرض سے فرمان حاصل کیئے لیقیناً یہ بات کبھی اس کو ساکن ثابت نہیں کرسکیگی۔ اور اگر ہمارے پاس غیر مشتبہ مشاہدات موجود ہیں۔ جو ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ اپنے گرد پھرتی ہے۔ تو پھر تمام بنی انسان ملکر اس کو گردش سے باز نہیں رکھ سکتے ہیں۔ اور نہ خود اُس کے ساتھ گردش کرنے سے رہ سکتے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ سچائی ایک مدت تک اندر ہی اندر زیر زمین رہے۔ لیکن آخرکار وہ سطح کے اوپر آہی جاتی ہے۔ اور جس تناسب سے رکاوٹیں اوسکی سد راہ ہوتی ہیں۔ اور وقت اُس کیلئے کوشش میں صرف ہوتا ہے۔

اسکی فتح ویسی ہی یقینی اور عالمگیر ہوتی ہے۔

کیپلر کی زندگی بھی ایسی ہی افسوس ناک تھی۔ جیسی کہ گلیلو کی۔ یہ اصل میں ایک غریب لڑکا تھا۔ مول برّوم کے خانقاہ کے مدرسے میں داخل ہوا۔۔ اور آخرکار ایک عالم آدمی بنا۔ اُس نے پروفیسر علم ہیئت کی کرسی مقام گرٹیز واقعہ سیٹریا میں منظور فرمائی۔ اور ثوابت اور سیاروں کی تعلیم میں اپنے تئیں لگا دیا۔ پھر بعد ازاں شہنشاہ کا شاہی ریاضی دان مقرر کیا گیا۔ گو اُس کی تنخواہ اس کے اور اُس کے کنبے کے گذارے کیلئے غیر مکتفی تھی۔ مقام لنٹز میں رومن کیتھلک والوں نے اُسے اپنی برادری سے خارج کر دیا۔ بوجہ بعض رایوں کے جو اُس نے درباره تبدیل اجسام ظاہر کی تھیں۔ اُس نے ٹاف بین کو کہا۔ آپ خود انصاف کریں۔ کہ میں کہاں تک آپ کی ایسے مقام پر جہاں پادری اور انسپکٹر سکول نے ملکر کفر کے عام داغ مجھ پر لگائے ہیں۔ مدد کر سکتا ہوں۔ حالانکہ میں نے ہر ایک سوال میں وہ پہلو اختیار کیا ہے۔ جو مجھے خدا کے مرضی کے موافق معلوم ہوتا ہے۔

کیپلر کو بلوگنا کے مقام پر ریاضی کی پروفیسری پھر عطا کی گئی۔ لیکن وہاں گلیلو کا جو حال ہوا تھا۔ اس کو خوب یاد تھا۔ اسلئے اس نے وہ عہدہ لینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ اس سے میرا سرمایہ تو بڑھ جائیگا۔ لیکن ملک جرمنی میں بطور ایک اہل ملک کے رہ کر مجھے جو تحریر و تقریر اور اوضاع و اطوار کی آزادگی کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ اگر ایسے مقام پر قایم رکھی جاوے۔ تو اگرچہ کسی قسم کا خطرہ نہ بھی ہو۔ تاہم کم از کم بدنام ضرور ہو جاؤنگا۔ اور مجھے اپنے تئیں بدگمانی اور فریبانہ حسد کا شکار بنانا پڑیگا۔

۱۶۱۹ء میں کیپلر نے وہ مشہور قانون دریافت کیا۔ جو سائنس کی تواریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ کہ سیاروں کے موسمی اوقات کے مربع ایکدوسرے سے وہی نسبت رکھتے ہیں۔ جو اُن کے فاصلوں کے مکعب کو آپس میں

ہوتی ہے ۔ اوسنی بڑی خوشی سے اس اصول کی قطعی سچائی کو تسلیم کیا
جو سترہ برس تک اُس کے لگاتار محنتوں کا نتیجہ تھی ۔ چنانچہ اس نے کہا
کہ گویا پانسہ پھینکدیا گیا ہے ۔ کتاب لکھی جا چکی ہے ۔ خواہ اب پڑھی جاوے
یا نسل آیندہ پڑھے ۔ مجھے اس کی پروا نہیں ۔ کہ کون پڑھے ۔ مگر پڑھینگے
ضرور بہتر ہے ۔ کہ یہ کتاب ایک صدی پڑھنے والے کا انتظار کرے ۔ جیسا کہ خدا نے
چھ ہزار برس تک ایک مشاہدہ بین کا انتظار کیا
دوسری کتاب کاپرنکس کی علم ہئیت کا خلاصہ تھا ۔ جسکو کیپلر نے چھپوایا ۔ روم
میں اُسے ناجائز قرار دیا گیا ۔ اور فہرست ممنوعی میں درج کیا گیا ۔ اس اثنا میں اُس
کا دل ایک نہایت بڑی تکلیف کی وجہ سے پژمردہ ہو گیا وہ یہ کہ اُسکی ماں اُناسی
برس کی بوڑھیا جیلخانہ میں ڈالی گئی اور اُسے اذیت رسانی کا فتوٰے دیا گیا ۔
اور وہ بطور ایک جادوگرنی کے جلائی جانیوالی تھی ۔ کہ کیپلر فوراً اسکی مدد کیلئے دوڑ
پڑا ۔ اور اپنے سوابی گھر میں اپنے ماں کو مزید سزا سے بچانے کیلئے بروقت
پہونچ گیا ۔ لیکن مزید تکالیف پیش آئیں سٹیریا کے ریاستوں نے حکم دیا ۔
کہ اس کے ۱۶۲۴ء کے تمام کلنڈرہ کی کاپیاں سر عام جلائی جائیں جسوٹ کے حکم
سے اُسکا کتب خانہ سربمہر کیا گیا ۔ اور تمام ہنگامہ نے جو اُس وقت پھیل رہا تھا ۔
اُس کو لنتز چھوڑنے پر مجبور کیا ۔ وہ سیگن میں جو سلیشیا میں واقع ہے ۔ زیر
سرپرستی البرٹ ولنسٹین ڈیوک آف فریڈلینڈ چلا گیا ۔ اور وہاں
تھوڑی مدت بعد دماغی بیماری سے جو بہت مطالعہ سے پیدا ہو گئی تھی ۔ مر گیا
کولمبس کو بھی شہید کے حیثیت میں خیال کرنا چاہئے ۔ اس
نے اپنی زندگی نئی دنیا کے دریافت میں لگا دی ۔ اس جنیوا کا غریب اون دھونے
والے کے لڑکے کو اُن خفیف اسباب کی فراہمی کے لئے جو اُس کے خیال کے
حصول کے لئے ضروری تھے ناکامی کے ساتھ مدت تک جدوجہد کرنی پڑی
اُس نے یقین کرنے کی جرأت کی ۔ اُن دلائل پر جو اُس کے عقل کے نزدیک

کافی معلوم ہوئے۔ وہ اُس بات کا جس پر کہ دنیا یقین نہیں کرتی تھی۔ اور ہنستی تھی۔ اور مذمت کرتی تھی یعنے کہ زمین گول ہے۔ یقین رکھتا تھا۔ جب کہ دنیا کو یقین تھا۔ کہ یہ مثل رکابی کے چپٹی ہے۔ وہ یقین رکھتا تھا۔ کہ تمام زمین کا دایرہ دنیای معلومہ کے باہر تمام سمندروں سے بھرا ہوا نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اغلب یہ امر ہے۔ کہ خشکی کے براعظم اس کے اندر واقعہ ہوں یہ درحقیقت ایک ظن غالب تھا۔ لیکن نہایت نیک روحانی خاصیتیں اکثر احتمالات کی قوت سے پیدا کیجاتی ہیں۔ جو زیادہ تر کم ہمت آدمیوں کو خفیف نظر آتی ہیں۔ اُس کے ملک والوں کے نظر میں بہ نسبت اس کے کہ کولمبس غیر معلوم سمندروں اور نئی نصف الارض زمینات کے کناروں پر خطروں سے زندہ محفوظ رہے۔ کم ہی کوئی بات ناقابل اعتبار معلوم ہوتی تھی۔ کولمبس ایک عملی اور بیز عقلی بہادر تھا۔ وہ ایک ریاست سے دوسری ریاست میں بادشاہوں اور شہنشاہوں کو نئی دنیا کے پہلی سیاحت اختیار کرنے کے لئے جو اُسکی آگاہ شدہ روح پہلے ہی دور کے سمندروں میں معلوم کرچکی تھی۔ ترغیب دینے کے لئے گیا۔ اُس نے پہلے اپنے ملک والے جنیوا کے رہنے والوں کو آمادہ کیا۔ لیکن کسی شخص کو مدد دینے کے لئے تیار نہ پایا۔ پھر پرتگال چلا گیا۔ اور اپنی تجویز جان دوم کے خدمت میں پیش کی۔ جس نے اُسے اپنی کونسل کے سامنے ڈال دیا۔ یہ بطور فضول اور وہمی تجویز کے ناپسند کی گئی۔ تاہم بادشاہ نے کولمبس کا خیال اُڑا لینے کی کوشش کی۔ ایک بیڑہ اُس طرف کو جو اس جہازران نے بتایا تھا۔ بھیجا گیا۔ لیکن وہ طوفان اور ہوا سے ناکام ہوکر پھر لزبن میں چاروں کے جہازی سفر کے بعد واپس آگیا +

کولمبس جنیوا میں واپس آیا۔ اور اپنی تجویزیں پھر سلطنت جمہوری

کے سامنے تازہ کیں۔ لیکن ناکامیاب رہا۔ اس نے کسی بات سے حوصلہ نہ ہارا۔ نئی دنیا کی یافت اس کی زندگی کا غیر متغیر مدعا تھا۔ وہ ہسپانیہ گیا۔ اور پیلوس کے شہر کے اندر انڈل یوشیا میں اُترا۔ وہ اتفاقاً فرانسسکنس کی خانقاہ میں گیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور تھوڑی سی روٹی اور پانی طلب کیا۔ خانقاہ کے سردار نے اس اجنبی کو شکریہ کے ساتھ مدعو کیا۔ اور اس کی مہمان نوازی کی۔ اور اس کی زندگی کی کہانی اس سے سُنی۔ اس نے اس کی امیدوں میں ہمت دلائی۔ اور دربار سپین میں جو اس وقت کارڈووا میں ہوتا تھا۔ اس کا داخلہ حاصل کیا۔ بادشاہ فرڈلینڈ بڑے الطاف سے پیش آیا۔ لیکن فیصلہ کرنے سے پہلے اس نے اس تجویز کو اپنے نہایت عقلمند آدمیوں کی کونسل کے روبرو سلامنکا کے مقام پر پیش کرنے کی خواہش کی۔ کولمبس کو نہ صرف سائنٹفک دلایل کا۔ جو اس کے سامنے پیش کئے گئے۔ جواب دینا پڑا۔ بلکہ انجیل کے حوالوں کا (حوالہ جات) بھی۔ ہسپانیہ کے پادریوں نے کہا۔ کہ تحت الارض کا مسئلہ عقید سے (مذہب) کے برخلاف ہے۔ زمین ایک نہایت چپٹی تکیہ (قرص) ہے۔ اور اگر کہیں سمندر کے پرے زمین ہوتی۔ تو پھر تمام انسان کیونکر آدم کے اولاد ہوتے۔ چنانچہ کولمبس کو بیوقوف بنا کر رخصت کر دیا۔

اپنے خیال پر پھر بھی قایم رہ کر اس نے انگلستان کے بادشاہ کو اور پھر فرانس کے بادشاہ کو بے سود لکھا آخر کار ۱۴۹۲ء میں کولمبس کو لوئیسا ڈی سینٹ انجیل نے ملکہ ازابیلا والیٔ ہسپانیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اُن دوستوں نے جو اس کے ساتھ گئے۔ اس کے مقدمہ کی اسقدر زور اور یقین کے ساتھ وکالت کی۔ کہ ملکہ نے اس کی خواہشوں کو مان لیا۔ اور مجوزہ مہم کا چارج لینے کا وعدہ کیا۔ تین چھوٹے جہازوں کا بیڑہ جس میں سے صرف ایک تختوں

سے بند کیا گیا تھا۔ تیار کیا گیا۔ اور کولمبس پلوس کی بندرگاہ سے ۳ اگست ۱۴۹۲ء کو روانہ ہوا۔ عوام کی جہالت کے برخلاف مدت تک لڑنے کے بعد اب اُس کو ملاحوں کے توہم کے برخلاف کوشش کرنی پڑی یہ ایک لمبی اور جفاکش کوشش تھی۔ نامعلوم سمندر اور سمندروں کے خطرات۔ یہ خوف کہ مبادا فاقہ کشی کی نوبت نہ آوے۔ اور خاموش بحر اعظم کی تھکانے والی مایوسی۔ اور زمین کے دیکھنے کی امید کی متواتر نا اُمیدی جو بعض اوقات بغاوت پیدا کر لی تھی۔ جس کو کہ کولمبس ہمیشہ اُمید سے بھرا ہوا مغلوب کرنے کی ہمت رکھتا تھا۔ آخر کار ستر دن کی بادبانی کے بعد زمین دریافت ہوئی۔ اور کولمبس نے سن سلو اوڈر کے خبر یرے پر قدم رکھا۔ پھر کوبا۔ اور ہسپانیولا دریافت کیے گئے۔ پھر اُن پر بادشاہ اور ملکہ ہسپانیہ کے نام سے قبضہ کر لیا گیا۔ آخر الذکر خبر یرے پر ایک قلعہ بنا یا گیا۔ ایک کانیر اور کچھ آدمی اس میں چھوڑ دیے گئے۔ اور کولمبس پھر ہسپانیہ میں اپنے دریافت کے حالات بیان کرنے کے لیئے واپس چلا آیا۔ لوگ اُسے بڑے تپاک سے ملتے تھے۔ اور اُس کی بڑی شہرت ہوئی۔ نہ صرف ہسپانیہ میں بلکہ تمام دنیا میں۔ لیکن وہ مدت تک ہسپانیہ میں نہیں رہا۔ بلکہ پھر امریکہ کے طرف روانہ ہوگیا۔ اس دفعہ ۱۴ چھوٹے جہازوں (Caravelles) اور تین بڑے جہازوں کا بیڑا جس میں قریباً کُل بارہ سو (۱۲۰۰) آدمی تھے۔ اور چند اُمرا بھی اس مہم میں شریک ہوئے اس کے زیر کمان تھا۔ اس موقعہ پر گواڈلوپ اور جمیکا دریافت کیے گئے۔ اور سن ڈومنگو اور کوبا کی تلاش کر ڈالی۔ لیکن وہ بے تعداد سونا جس کی اُمرا امید رکھتے تھے۔ برآمد نہیں ہوا۔ لڑائیاں شروع ہوئیں۔ اور خونریزی تک نوبت پہونچی۔ کولمبس نے بیفائدہ اُن کے جوش

کو دوبارہ تازہ کرنے کی کوشش کی - لیکن انہوں نے اُس کو ذلیل اور اپنی مصیبت کا بانی خیال کر کے اس کی ایک نہ سُنی +

کولمبس دوبارہ ہسپانیہ میں واپس آیا - لیکن پہلی جیسی تعریف کے ساتھ اُس کا خیر مقدم نہیں کیا گیا ہسپانیہ کے بادشاہوں نے ایک دلچسپی کے ساتھ گو بلا کسی قدر سرد مہری کے نہیں - اُس کے ساتھ ملاقات کی - اُس کو معلوم ہوا - کہ کینہ اور حاسدانہ حسد اُس کے برخلاف درباریوں میں پیدا ہو گیا ہے - مگر ایک اور مہم اختیار کی گئی - چھ بڑے جہاز کولمبس اور اُس کے ہمراہیوں کو نئی دنیا کی طرف لے چلے - اس موقعہ پر امریکہ کا بر اعظم اور دیگر جزایر بحیرہ کرابیا کے دریافت کئے گئے +

اس اثناء میں سن **ڈومنگو** کے باشندوں نے ہسپانیہ والوں کے برخلاف بغاوت اختیار کی - جنہوں نے بڑی بے رحمی کے ساتھ اُن سے سلوک کیا - ہسپانیہ کے بستی کے رہنے والوں میں بھی آپس میں نزاع ہو گئی - اور ایک دوسرے کے برخلاف متواتر جنگ کرنے لگے - **کولمبس** نے ان حالات کو دیکھکر بڑی افسوس ناک حالت میں ہسپانیہ کے بادشاہ کو پیغام بھیجا - جس میں اُسنے استدعا کی - کہ سن ڈومنگو میں ایک مجسٹریٹ اور ایک جج روانہ فرماویں +

بعض حاسد اور مخالف ممبران دربار کے تحریک سے بادشاہ نے **ڈون فرن سسکو ڈی بابا ڈلو** کو کامل اختیارات دے کر اور گورنری کے عہدے سے نامزد کر کے نئی دنیا کو روانہ کر دیا - وہ جج نہ تھا بلکہ جلاد تھا - پہلی بات جو اُس نے جہاز سے اتر کر کی - وہ یہ تھی - کہ کولمبس اور اُس کے دو بھائیوں کو جیلخانہ میں ڈالدیا - اور **الفونزو ڈی ویلیگو** کو تعینات کیا - کہ وہ ان بھائیوں کو ہسپانیہ لے جائے - **کولمبس**

ایک مجرم کے مانند زنجیروں سے لاد کر جہاز میں سوار کر دیا گیا۔ راستے میں ویلیگو نے بڑے جہاز راں کی قسمت پر رحم کھا کر اس کی بیڑیوں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سے رہا کرنے کیلئے کہا۔ کولمبس نے کہا۔ نہیں۔ میں بطور اپنی خدمات کے واجب انعام کی یادگار میں ان کو پہنے رہونگا۔ کولمبس کے لڑکے فرنینڈ کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ اس نے ان بیڑیوں کو اکثر اپنے باپ کے خلوت خانہ میں لٹکا ہوا دیکھا تھا۔ اور اس نے حکم دیا تھا۔ کہ اس کی وفات پر ان کو اس کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔

ہسپانیہ میں جہاز کے واپس آنے پر بادشاہ اور ملکہ نے بوباڈلو کے سلوک پر شرمندہ ہو کر حکم دیا۔ کہ قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے۔ لیکن کولمبس اس سلوک سے متنفر ہو گیا۔ اس نے کہا کہ دنیا نے مجھے ہزاروں جھگڑوں میں ڈالا۔ لیکن میں آج تک ان سب کا مقابلہ کرتا رہا۔ میرے ہتھیار دوراندیشی میرے کچھ کام نہ آئے۔ اور لوگوں نے کس وحشیانہ طور پر اس تمام عرصے میں شروع سے آخر تک۔ میرے ساتھ سلوک کیا۔

پھر بھی اس کی مشتاق اور مخفی (غیبی) طور پر مطلع شدہ روح اب تک فراخ سمندر کے خیال میں غرق آب تھی۔ اس نے چوتھی مرتبہ جہازی سفر اختیار کرنے کے وسایل حاصل کئے۔ اس کا خیال تھا۔ کہ آخر کار میں ہسپانیہ کو جس کی اس نے آج تک بلا حصول شکرانہ خدمت کی تھی۔ امیر بنا دونگا۔ اس مرتبہ اس نے جزیرہ گوانا جا دریافت کیا۔ اور ہنڈوراس۔ نکاراگوا اور پناما کے گرد کے ساحلوں پر پھرا۔ پھر ویراگوس کے بندرگاہ پر اترا۔ اور اس سرزمین میں اسے سونے کی بیش قیمت کانیں ملیں۔ اس نے دریا سے بیلن کے اوپر ایک آبادی کی بنیاد ڈالنی ...... کی کوشش کی۔ لیکن طوفان اٹھنے کی وجہ سے اس کا جہاز ادھر ادھر سے اوڑ گیا۔ اور وہ اپنے جہازوں کے مرمت کرنے کیلئے

سن ڈومنگو کو روانہ ہونے کے واسطے مجبور ہو گیا۔ وُہ اب بوڑھا اور مصائب اور تھکان سے کمزور ہوتا جاتا تھا۔ وہ بیمار اور علیل تھا۔ جب کہ اس کے ملاحوں نے بغاوت اختیار کی۔ اور اس کو جان لینے کی دھمکی دی۔ وہ مقابلہ نہ کرسکا۔ کیوں کہ کوئی شخص اس کے مدد کے لئے موجود نہ تھا۔ لیکن اچانک زمین نظر آگئی۔ اور وہ سن ڈومنگو میں سلامتی کیساتھ داخل ہوا۔

تھوڑے عرصے کے بعد وہ ہسپانیہ کی طرف جہاز پرپرواز ہوا۔ یہ اس کا آخری سفر تھا۔ وہ اب قریباً ستر (۷۰) برس کا تھا۔ مدت کے آوارہ گردی کے اندوہ کے بعد وہ ہسپانیہ آخر کار پہونچکر خوش ہوا۔ وہ کسقدر انعام کی امید رکھتا تھا۔ (یعنی) کم از کم اسقدر کہ جس سے اُس کا جان وجسم قائم رہ سکتے۔ لیکن اس کی عرضداشتیں فضول ثابت ہوئیں۔ وہ واپسی کے بعد چند مہینے غریبی۔ تنہائی۔ اور مہلک بیماری سے بیمار زندہ رہا۔ موت کے قریب بھی کوئی۔ اس کی دستگیری کو آمادہ نہ ہوا۔ وہ شاکی تھا کہ اس کے کوٹ کو لیکر بیچ ڈالا گیا ہے۔ اور کہ اُس کا کوئی اپنا مکان نہیں تھا۔ وہ ایسا محتاج تھا۔ جس سے وُہ شراب خانہ کا بل ادا نہیں کرسکتا تھا۔ اپنے دم ٹوٹنے کے وقت اس نے یہ الفاظ جو اپنے سادگی کے اثر میں اعلےٰ درجہ کے تھے کہے مجھ ہی جنیوا کے باشندے نے۔ دور و دراز مغرب میں براعظم اور جزیرہ ہندوستان دریافت کئے۔ اُس نے ولاڈولڈ کے مقام پر ۲۰ مئی ۱۵۰۶ء میں انتقال کیا۔ اُس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ اے خدا۔ میں اپنی جان تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔ اس طرح وہ دریافت کا سب سے بڑا شہید مر گیا۔ اس کی شکست نصرت تھی۔ اُس نے

بڑی خوبی سے جدوجہد کی۔ اور وفادارانہ موت سے مرا +

بعض آدمی اپنے تیئں بڑے مدعا
کے تعاقب میں ڈالنے کیلیے رضامند رہتے ہیں۔ ابتدائی شہید۔
ابتدائی دریافت کنندگان۔ ابتدائی موجد۔ شائستگی کے پیش رو
(یعنی) وہ تمام جو سچائی مذہب اور حب الوطنی کے خاطر کام کرتے
ہیں یہی لوگ ہیں۔ جنکے ساتھ بنی نوع انسان کے تمام امیدیں
وابستہ ہوتی ہیں۔ وہ زندہ رہتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں۔ اور
بلا ذاتی انعام کی کسی امید کے مرجاتے ہیں۔ یہ اُن کے لیئے
کافی ہے۔ کہ وہ اپنے کام کو جانیں۔ اور اپنے اخلاقی طاقت کے
استعمال سے اُسے کریں۔ مستعد اور ذہین آدمی۔ نہایت وسیع
اور نہایت اعلےٰ رجحان طبع کے اندیشوں سے۔ جو تباہ ہوتی ہیں
وہ نے ہمت اور ناامید کیئے جاویں۔ ایسے شخص کو مشکلات
اُسے گھیرلیں۔ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ عجیب حوصلہ
مندی سے بڑھتا ہے۔ اور اگر وہ مرجاتا ہے۔ تو وہ اپنے
پیچھے ایک نام چھوڑ جاتا ہے۔ جس کی ہر ایک شخص قدر کرتا
ہے۔ موت اُس کی زندگی کو باروَر کردیتی ہے۔ اور دوسروں
کے لیئے زیادہ ثمرہ بخش بنادیتی ہے۔ جب کہ خدا نے اپنے
متولیوں کو انجیل کی خاطر مرنے کی اجازت دی۔ بروسن صاحب
نے کہا۔ کہ وہ اپنے قبروں سے زیادہ بلندی سے وعظ کرتے
ہیں۔ بہ نسبت اُس کے کہ جو انہوں نے اپنے زندگی میں کی
جرمی ٹیلر نے کہا۔ کہ جو کچھ کہ ہم چند سالوں کے منٹوں۔ اور
اوقات فرصت کے حصوں میں بوتے ہیں۔ تاج اور علم
کی شاندار اور خوشگوار صورت میں ہمیشگی کی سرزمین میں

پیدا ہو کر بارور ہوتا ہے +

کیا مشکلات اور مصایب نہایت اعلےٰ قسم کے عادات۔ کمال قسمت اور ذہانت پیدا کرنے کے لئے ضروری نہیں ہیں۔ کوشش اور برداشت۔ جفاکشی۔ اور اطاعت۔ قوت اور صبر ہر ایک مقدر میں داخل ہوتے ہیں۔ مجہول برداشت میں ایک قسم کی خوبی ہے۔ جو اکثر زیادہ تر بڑی ہوتی ہے۔ بہ نسبت کامیابی کے شوکت کے۔ ایک قسم کا شخص جو پڑتی ہے۔ اُس کو سہتا ہے۔ تکلیف اٹھاتا ہے ......

صعوبت برداشت کرتا ہے۔ اور پھر بھی اُمید رکھے جاتا ہے۔ یہ مصائب کو ہنستے ہنستے برداشت کرتا ہے۔ اور نہایت بھاری بھاری بوجھوں کے تلے سیدھا کھڑے ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ مصیبت۔ صبر اور نہایت بردباری کے ساتھ برداشت کرنا انسان کا ایک نہایت اعلےٰ وصف ہے۔ اس خصلت میں یہ کچھ بات ایسی اچھی ہے۔ جو اسے بہادری کے نہایت اعلےٰ طبقے میں عروج دیتی ہے۔ **ملٹن صاحب** کی یہ کہاوت سچی ہے۔ کہ جو سخت سے سخت صعوبت اُٹھا سکتا ہے۔ وہی اعلےٰ سے اعلےٰ درجے کا کام کر سکتا ہے +

یہ فرض کر لینا غلطی ہے۔ کہ کبھی کوئی زمانہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جس میں بہادرانہ خوبی کی ضرورت نہ ہو۔ اور یہ کہ ظالم شہادت یا ظلم کے ساتھ جان کنی کا زمانہ ہی صرف اس نیکی کے مشق کی ضرورت پیدا کرتا ہے۔ ایک نسل کے روزانہ دور کی روک تھام کرنے کو جس نے انسان کے اعلےٰ مقدر کے خیال کو ضایع کر دیا ہے۔ اور عیش کو فرض کی جگہ غصب کرنے کی اجازت دی ہے

ایسی ہی اصلی بہادری درکار ہے۔ جیسی کہ ایک ظالم طاقت کا مقابلہ کرنے یا جلّاد کی کلہاڑی کا سامنا کر سکنے کو درکار ہو +

خود جنگ میں بھی برداشت ایسے

اعلیٰ درجے کی خوبی ہے۔ جیسے کہ ہمت اور اب جب کہ جنگ سائنٹفک (Scientific) بن گئے ہیں۔ برداشت نے اعلےٰ تر مرتبہ پالیا ہے۔ عمدہ تربیت یافتہ سپاہی کو اس جگہ جو اُسے دی گئی ہے۔ سیدھا کھڑا ہونا چاہیئے۔ حکم ہوتا ہے۔ کہ شخص ثابت قدم رہو۔ بلا حرکت وہ خطرات کا مقابلہ کرتا ہے۔ جب کہ گولیاں اس کے چاروں طرف ہلاکت کا کام کر رہی ہیں۔ جب وہ پیش قدمی کرتا ہے۔ تو پھر بھی اُسے مصائب اُٹھانے پڑتے ہیں۔ اس کو گولی نہیں چلانی چاہیئے۔ جب تک کہ حکم نہ دیا جاوے۔ اور پھر حملہ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ صرف لڑائی میں ہی نہیں ہے۔ کہ برداشت اعلےٰ درجے کی خیال کیجاتی ہے۔ یہ شکست میں گریز کے موقعہ پر ضروری ہو جاتی ہے۔ اس نظر سے دیکھنے سے زنوفن۔ (Xenophon) کے دس ہزار آدمیوں کی پس پائی سکندر کے فتوحات سے زیادہ روشن ہو جاتی ہے۔ اور سر جان مُور کی کروتا کی واپسی ایسی بڑی تھی۔ جیسے کہ ولنگٹن کے فتوحات +

بے شمار آدمی ایسے ہیں۔ جو اپنے ملک کے بچاؤ میں شہید ہو گئے ہیں۔ یہ فرانس کا ایک پرانا قصہ ہے۔ لیکن درحقیقت ہر ملک پر جاوی ہو سکتا ہے۔ یعنے کلودس نے متقام گروں کے پرے لہلہاتے کھیتوں کو دیکھکر کہا۔ یہ شرم کی بات ہے۔ کہ ایسے ممالک ان بدبختوں کے ہاتھ میں ہوں۔ جو ہمارے سے تہ ...

سے مختلف ہیں۔ آگے بڑھو۔ اور اُن کے زمین پر قبضہ کر لو۔

جب زرزیز ([illegible]) نے یونان کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ تو لیونی ڈاس نے تین سو آدمیوں کے ہمراہ درہ تھرماپولی کیطرف ایک بڑی ایرانی فوج کے مقابلہ کرنے کے لیے کوچ کیا۔ ایک سخت لڑائی شروع ہوئی۔ بہت سے حملہ آور قتل ہو گئے۔ لیونی ڈاس اور اُس کے بہادروں کا چھوٹا دستہ تلف کر دیا گیا۔ لیکن یونان بچا لیا گیا۔

لیونی ڈاس کی نسبت جوڈس مکابیس کدالی

کچھ کم بہادر نہ تھا۔ اس نے آٹھ سو آدمیوں کی مایوس اُمید کیساتھ بیس ہزار سیریا والوں کے حملے کو جو پاک خطے کو تاخت و تاراج کر رہے تھے۔ روک دیا۔ جوڈس نے آخری قدم الیسا کے مقام پر جمایا۔ اُس کے ہمراہی اُس کو گریز کی ترغیب دینے میں خوش تھے۔ لیکن اُس نے جواب دیا۔ خدا نہ کرے۔ کہ میں اُن کے سامنے سے بھاگ جاؤں۔ اگر ہمارا وقت آجاوے۔ تو اپنے بھائیوں کے خاطر مردانہ وار مرجانا چاہیئے۔ اور اپنی عزت پر دھبا نہ لگنے دینا چاہیئے۔ لڑائی سخت اور بھاری تھی۔ جوڈس اور اُس کے آدمی بہادری سے لڑے۔ اور ایک ایک کر کے قتل ہو گئے۔ جن کے چہرے دشمنوں کی طرف رہے۔ وہ بیفایدہ نہیں مرے۔ یہودیوں کو حوصلہ ہو گیا۔ انھوں نے حملہ آوروں کو مار کر نکال دیا۔ مندر دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ اور جوڈیا پھر مشرق میں ایک نہایت فارغ البال ملک بن گیا۔ اہل روما بھی اپنے ملک والوں کی بہادری اور وفاداری کی قدر جانتے تھے۔ لیکن اب ہمیں زیادہ حال کے زمانے کا خیال کرنا چاہیئے۔ چھوٹے ممالک جن میں مقابلتًہ تھوڑی آبادی ہو۔ انھوں نے باوجود سخت مشکلات

کے اپنی آزادی قایم رکھنے اور بچانے کا حیلہ کیا ہے۔ یہ ملک کی وسعت
نہیں ہے۔ بلکہ اُسکے باشندوں کا چلن ہے۔ کہ جو اُس کی خالص
قدر بناتا ہے۔ ہمیں اکثر ایسے آدمی ملتے ہیں۔ کہ جو متواتر حرّیت طلب
کرتے ہیں۔ لیکن وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے۔ کہ وہ اُسکے مستحق پائے
جائیں۔ وہ کاہل سُست اور خود غرض بنے رہتے ہیں۔ وہاں ایسی
نام نہاد حبُّ الوطنی ہے۔ جس کی وقعت بھیڑیوں کے آواز کی
مانند ہے۔ سچی حب الوطنی اور قسم کی ہوتی ہے۔ یعنے یہ دیانت۔ راست
بازی۔ سخاوت۔ کسرِ نفسی (خود قربانی) اور آزادی کی سچی محبت
پر مبنی ہوتی ہے ؂

مثلاً سوئیٹزرلینڈ کی چھوٹی سلطنت جمہوری کی طرف نگاہ کرو۔
جو ہزاروں برسوں سے ظالم گورنمنٹ سے محروس ہیں۔ لیکن اُسکے
باشندے بہادر۔ کفایت شعار۔ دیانت دار۔ اور اپنی مدد کرنے والے
ہیں۔ اُن کو آقا درکار نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود بہ آپ حکومت کرتے
ہیں۔ اُنہوں نے اپنے وکیل جیسا کہ اینٹرل کے مقام پر ہوا سعام
بازاروں میں رائے عامہ سے انتخاب کیا۔ گویا رائے دینے میں
ہاتھ اُٹھانے سے۔ انہوں نے اپنی ضمیر کی حرّیت کا اعلان کیا۔
سوئیٹزرلینڈ بھی انگلستان کی طرح ضمیر کے خاطر مظلوموں
کا ہمیشہ سے جائے پناہ رہا ہے ؂

سوئیٹزرلینڈ کو آزادی کی کامیابی بلا سخت جد و جہد کے حاصل
نہیں ہوئی۔ اِن بہادر لوگوں کے سرداروں کو اکثر اپنے ملک کی بھلائی
کے خاطر اپنے تیئں قربان کرنا پڑا۔ بطور تمثیل آرنالڈوں ولکلو نیڈ
کی مثال لیویں ۱۳۸۶ء میں آسٹریا والے سوئیٹزرلینڈ پر حملہ آور
ہوئے۔ اور مقابلتاً گنتی کے آدمیوں نے اُن کا مقابلہ کرنے کا قصد

کیا۔ سیمپچ کے چھوٹے قصبے کے نزدیک آسٹیریا والے ایک ٹھوس
جمعیت میں بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جس سے کہ لگاتار لمبی نیزوں
کی دکھائی دیتی تھی۔ سوٹیزرلینڈ والوں نے اُن کا مقابلہ کیا لیکن
اُن کے ہتھیار نسبتاً چھوٹے تھے۔ اور اُن کی تعداد نہایت قلیل تھی۔
اس واسطے وہ ہار ماننے پر مجبور ہوئے۔ آرنالڈوں ونکلریڈ نے
یہ دیکھ کر کہ سوس والوں کی تمام کوششیں اپنے دشمنوں کے قطاریں
توڑنے میں رائیگاں گئی ہیں۔ اپنے ملک والوں کو چلا کر کہا۔ کہ
میں آزادی کا رستہ واکروں گا۔ پیارے رفیقو۔ میرے بیوی اور بچوں
کی حفاظت رکھو۔ وہ آگے بڑھا۔ اور اپنے بازوں میں اسقدر
تیرے جس قدر کہ وہ پکڑ سکا۔ جمع کر کے اُس نے چھاتی میں اُن کو دبا
لیا۔ وہ کام آیا۔ لیکن صف دشمن میں ایک شگاف پڑ گیا۔ اور
سوٹزرلینڈ والے ڈٹ کر جا پڑے۔ اور نہایت بڑی فتح حاصل
کر لی۔ آرنالڈوں ونکلریڈ مر گیا۔ لیکن اپنے ملک کو بچا گیا۔
چھوٹی پہاڑی سلطنت جمہور نے اپنی حریت قائم رکھی یہ لڑائی۔
۹ جولائی کو واقعہ ہوئی۔ اور آج تک اُس ملک کے باشندے
آسٹریا والوں سے اپنے لیڈر (Leader) کے خود قربانی
کے توسل سے مخلصی پانے کا تیوہار منانے کیلئے میلہ کرتے ہیں +
لیکن سوئٹزرلینڈ کی عورتیں بھی
ایسی بہادر ہیں۔ جیسے کہ وہاں کے مرد۔ عورتیں اخلاقی اور جسمانی
خدشات کو ایسے حوصلے سے عبور کر لی ہیں۔ جو نہایت دلیر آدمی کے
مساوی ہوتا ہے۔ وہ ثابت قدمی سے برداشت کرنے میں نہایت
افضل ہیں۔ اور بعض اوقات وہ ایک اچانک اور چابک دست
خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے مردوں جیسی دلیر ہو جاتی ہیں۔ کیبلٹ

ہے۔ کہ بہادر بہادروں کے لڑکے اور لڑکیاں ہوتی ہیں۔ صرف اِس وجہ سے کہ بہادر اُن کے پرورش کرنے ہیں۔ اور اُن کی مثال اثرپذیر ہوتے ہیں ✣

سیمپچ کی لڑائی سے قریباً دو سو برس بعد ۱۶۲۲ء میں آسٹریا کے شہنشاہ نے گرے بنس کا مالک بنا چاہا۔ تاکہ مذہب پروٹسٹنٹ کو نابود کردیوے۔ اور اُس کے پادریوں کو جلاوطن کردیوے۔ اُس کی فوج پہلے وادی پریٹیگو میں نمودار ہوئی۔ یہ وادی بلند پہاڑوں سے بندھے اِس میں زرخیز چراگاہ ہیں۔ اور اب تک اپنے کثیر مویشیوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ مرد پہاڑیوں کے بہت اوپر تھے۔ وہاں اپنے ریوڑوں کو چراتے اور محافظت کرتے تھے۔ صرف عورتیں وہاں تھیں اُنہوں نے جوں ہی کہ آسٹریا والوں کی آمد کو درمیان کلاسٹر اور لینڈکوارٹ کے سُنا۔ اُنہوں نے اپنے خاوندوں کے ہتھیار اُٹھا لئے۔ (یعنی) نیزے۔ درانتی۔ اور چھریاں۔ اور اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے دوڑ پڑیں۔ سوٹزرلینڈ میں ایسے درے ہیں۔ جہاں کہ چند ہی خوب مسلح مرد اور عورتیں ہزار آدمیوں کو مار بھگا سکتے ہیں۔ پتھروں کی مدد سے جو اُنہوں نے پہاڑوں پر سے دشمن پر برسائے۔ عورتیں کامیاب ہوگئیں۔ آسٹریا والوں کو پیچھے ہٹا دیا گیا۔ بے شک مرد ایسے ہی بہادر تھے۔ جیسے کہ عورتیں تھوڑے عرصے کے بعد ہی کاسٹل کا محل قدرس کے سامنے حملہ کرکے دہقانوں نے جو صرف لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ لے لیا۔ عورتوں کے اِس بہادرانہ بچاؤ کے وجہ سے یہ ایک مقررہ کلیہ قاعدہ وادی میں جاری ہوگیا۔ کہ پرستش کے موقعہ پر پہلے عورتیں جاتی تھیں۔ اور مرد اُن کے پیچھے جاتے تھے۔ ایسے ہی بہادر مرد اور عورتیں

ہیں - جن کی کہ سوئیٹزرلینڈ والے عزت کرتے ہیں - اور وہ یہ ہیں - ٹل - ٹلڈ - تیر انداز اور ونکلریڈ نیزہ باز - اگرچہ اول الذکر آدمی غالبًا روایتی ہو - لیکن آخر الذکر آدمی تواریخی ہے - وہ گھر جس میں وہ رہتا تھا - آج تک سٹنزا میں بمقام اشٹر والڈین میں دکھلایا جاتا ہے - اس کا زرہ کا کوٹ آج تک راتھاس میں موجود ہے - اور چوک میں اس کا ایک بت کھڑا کیا ہوا ہے - جس کے بازوں کے نیچے برچھیوں کا ایک گٹھا دبا ہوا ہے۔

کوئی پانچ صدی کا عرصہ گذرا ہے - کہ انگلستان نے شمال میں سخت شکست کھائی - جو بعد ازاں ایک نہایت بڑی برکت ثابت ہوئی - سکاٹ لینڈ غریب ملک تھا - جس میں خاص کر پہاڑ اور دلدلیں واقعہ تھیں - اس کی آبادی حال کی لنڈن شہر کی آبادی کا چوتھا حصہ بھی نہ تھا - لوگ دور دور تک پھیلے پڑے تھے - ملک انگلستان کی نسبت قریب تیرواں تھا - اور اسلئے ہمیشہ حملوں کا آماجگاہ تھا -

---

سلہ کئی ایک ٹیل مشہور ہیں - ایک ڈنمارک کے ملک کا ٹل - ایک فن لینڈ کے ملک کا ٹیل - اور ایک سوئیٹزرلینڈ کا ٹیل - مشرق میں بھی ایک ٹیل ہے - یہ اغلب ہے - کہ ٹیل کی کہانی ایک ہندوستانی افسانہ ہو -

سکاٹ لینڈ کی آبادی الحاق کے وقت ۱۷۰۷ء میں صرف دس لاکھ تھی ۔

یہ آیرلینڈ کیطرح فراخ اور عمیق سمندری **خندق** سے محفوظ نہ تھا۔ علاوہ اس کے یہ ایک متفقہ قوم نہ تھی۔ اور نہ اس کے ملک والے ایک قوم کے تھے۔ شمالی اور مغربی حصص میں **کلٹس** یا پہاڑی آدمی تھے۔ اور جنوب اور مشرق میں **سکسنی۔ اسکینڈین** اور شمالی باشندوں کے اولاد تھے۔ پہاڑی قومیں ایک دوسرے سے لڑا کرتی تھیں۔ انہوں نے باشندگان نشیبی کو اپنی آزادی کی جنگ میں کوئی مدد نہیں دئی۔ **رابرٹ بروس** کو **شیورن** کی ملک میں سے فرار کے وقت **میکڈوگل** والوں نے تقریباً مار ڈالا تھا۔

والس۔ بروس سے پہلے ہوا ہے۔ نشیبی ملک ایڈورڈ اول نے فتح کرلیا اس کے تمام قلعہ جات انگریزوں کے ہاتھ لگے۔ **ویلس** نے حُب الوطنی کا جوش تمام مغربی صوبوں میں پیدا کرنیکی کوشش کئی۔ گو وہ ایک ذاتی جیّد طاقت کا آدمی تھا۔ لیکن وہ بڑا جنگجو نہ تھا۔ وہ فیصلہ کن جنگ لڑنے کیلئے کافی آدمیوں کی جمعیت حاصل نہ کرسکا۔ **اسکوفل کرک** کے مقام پر شکست ہوگئی۔ درحقیقت وہ ایک ایسا آدمی تھا۔ جو کامیاب نہو سکا۔ اُس زمانہ میں سکاٹ لینڈ کی تمام امیدیں اس سے وابستہ تھیں۔ پھر بھی اُسکی اعتقاد میں وہ جادو تھا۔ کہ اسکے ملک کی مستقبل پر اسکے شکستوں کا جو اثر ہوا۔ اسکے جانشین **رابرٹ بروس** کی فتوحات کا بھی ویسا نہیں ہوا۔ آخر کار **ویلس** پکروادیا گیا۔ اور انگریزوں کے حوالے کردیا گیا۔ اُسکو لنڈن لے گئے۔ اور ۱۳۰۵ء کی **سینٹ بارتھولیمو** کی شام کو اُسکو ایک رہرو۔ سلیج یعنی ایک گاڑی) پر بیٹھا کر ٹوور (مینا یا برج) سے **سمتھ فیلڈ** کو لیگئے۔ جہانکہ وہ سولی پر چڑھایا گیا۔ اور ابھی زندہ ہی تھا۔ کہ کاٹ کر چار ٹکڑے کردیا گیا۔ اس طور پر آزادی کا شہید مرگیا۔ وہ بے فایدہ زندہ نہیں رہا۔ اُس نے اپنے ملک والوں میں حریت کی محبت پھونکدی۔

اور وہ وقت آگیا۔ جب کہ وہ اُنکے مثال کی پیروی کامیابی کی ساتھ کرسکیں

رابرٹ بروس ایک نارمن

کی اولاد تھا۔ وہ آدھا انگریز اور آدھا سکاچ تھا۔ اور اپنی والدہ کی سلسلہ نسب سے سکاٹ لینڈ کی تاج کا دعویدار تھا۔ بہت سے دلیرانہ سانحات اور لے ہنگم خطرات کے بعد جو ازسرتاپیا بڑی مستقل مزاجی اور آزادی کے دلسوز محبت کے ساتھ برداشت کیئے گئے تھے۔ **بروس وطن** کے محبت کے جوش سے بھری ہوئی فوج انگریزوں کا مقابلہ بنے ناک بن کے مقام پر ۱۳۱۴ء میں کرنے کیلئے جمع کرنے کے قابل ہوا۔ لڑائی شروع ہونے سے پیشتر **سکاٹ لینڈ** والوں کی فوج نماز کے لئے جھک پڑی۔ یہ ماجرا ایڈورڈ دوم دیکھ رہا تھا۔ اُس نے اپنے منظور نظر سردار کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ **ارجنٹاین** - باغی مطیع ہوتے ہیں۔ وہ رحم طلب کرتے ہیں۔ جواب ملا۔ کہ وہ پناہ مانگتے ہیں۔ لیکن تم سے نہیں۔ لڑائی کا خاتمہ نہ صرف **بروس** کی فتح یابی پر ہوا۔ بلکہ دشمن کے فوج میں بھاگڑ پڑ گئی +

پوپ کے دربار کے انگریزی سفیروں نے جان **باٹسوین** کو ترغیب دی۔ کہ وہ **رابرٹ بروس** کو اپنی مذہب سے خارج کردیوے اور اُس کی سلطنت تابع فرمان کلیسا کے کردیوے۔ اس فرمان کے مخالفت میں ایک بہادرانہ پارلیمنٹ **آربروتھ** کے مقام پر ۱۳۲۰ء میں کی گئی۔ آٹھ نوابوں اور اکیس[۲۱] اُمرا نے اپنے نام اس مراسلے میں جو پارلیمنٹ نے **پوپ** کی خدمتمیں ارسال کیا۔ ثبت کئے۔ جو اُس اصول کی احتصاص کے وجہ سے یورپ کی تواریخ میں بڑی سے بڑی سند کی ہم پلہ ہونے کی قابلیت رکھتا تھا۔ اس میں پوپ سے چاہا گیا تھا۔ کہ وہ انگریزی بادشاہ کو تحریک کرے۔ کہ وہ **سکاٹ لینڈ** کی

آزادی کو تسلیم کرے - اور اپنے ہی معاملات کا خیال رکھے - دستخط کنندگان نے ظاہر کیا - کہ جب تک کہ ہم میں سے سو آدمی بھی زندہ رہینگے - ہم کبھی ذرا بھر بھی انگریزی اطاعت قبول نہ کرینگے - یہ شوکت - دولت یا عزت کی خاطر نہیں ہے - کہ ہم لڑ رہے ہیں - بلکہ صرف حریت کی خاطر - جو کوئی نیک آدمی چھوڑنا نہیں چاہتا ہے - جب تک کہ اُس کی ہیں جان ہے - اگرچہ بیشمار لڑائیاں اس کے بعد واقعہ ہوئیں - اور اگرچہ زور آور قوم نے نئے قسم کے مذاہب کمزور قوم کو مجبوراً اختیار کروانے کیلئے کوششیں کیں - لیکن نتیجہ ویسا ہی رہا - سکاٹ لینڈ کی تواریخ ہمیشہ مطلق العنانی کے برخلاف جھگڑاتی رہی - اس کا یہ سبق تھا - کہ پہلے قوت آزادی خیالات افرادی حاصل ہو - اور دوسرے میں آزادی مذہب یعنے حقوق نور ایمان - اُسی زمانہ میں انگلستان کو ایک اور بڑی شکست نصیب ہوئی جو گو کہ ایک افسوسناک خیال کی گئی - تاہم آخر میں وہ ایسے بڑی بابرکت ثابت ہوئی - جیسی کہ بے نک برن کی - ڈاکٹر آرنلڈ صاحب فرماتے ہیں - کہ یہ اورلینیز کا محاصرہ تھا - جو اقوام[۲] کی تواریخ میں ایک فیصلہ کن واقعہ تھا - انگریز

---

[۱] پروفیسر ج۔ صاحب کی تواریخ اور نظم سرحدی صفحہ ۲۷ -

[۲] ڈاکٹر آرنلڈ صاحب کی مفصلہ ذیل الفاظ (سوانح عمری اور مراسلات ڈین سٹینلے) اورلینیز کا محاصرہ اقوام کی تواریخ میں ایک فیصلہ کن موقعہ تھا - اگر انگریزوں کا تسلط فرانس میں قایم ہوجاتا - کوئی شخص نہیں کہہ سکتا ہے - کہ انگلستان کے حق میں اسکا کیا نتیجہ نکلتا - جو غالباً فرانس کا ایک علاقہ بنجاتا - رعایا کی فارغ البالی جنگوں کی فتح پر انحصار نہیں رکھتی ہے - اسلئے ہماری دو بڑی سے بڑی شکستیں جنکے برابر شاید ہی کبھی کھائی ہوئی - ہمارے لئے نہایت ہی عظیم الشان برکتیں ثابت ہوئیں - یعنے (اورلینیز اور بے نکبرن) یہ بھی تعجب کی بات ہے -

فرانس کو تاخت و تاراج کر رہے تھے۔ انہوں نے بہت سی لڑائیاں جیت لیں تھیں وہ پیرس میں داخل ہوگئے تھے۔ اور اورلینز کا محاصرہ کر رہے تھے۔ فرانس ایک ہولناک حالت میں تھا۔ اُمرائے عظام نے بادشاہ **چارلس ہفتم** کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور ہر ایک اپنی اپنی چھوٹی سلطنتیں قایم کرنیکی کوشش کر رہا تھا۔ شہروں نے بلا مقابلہ متابعت اختیار کی تھی۔ ٹیکس جبراً لگائی گئی۔ اور بادشاہ کو بھی وسائل معشیت مشکل سے حاصل تھی۔ چہ جائیکہ وہ اپنی فوج رکھ سکتا۔ ملک والوں کو بادشاہ اور اُمرا ہر دو کا بھروسہ جاتا رہا۔ اور وہ خواہاں تھے۔ کہ خدا اُنکی مخلصی کا کوئی بہانہ پیدا کر دے۔ تعجب ہے کہ ایسا خفیف واقعہ ایک قوم کی قسمت بدل دیوے۔ یہ ایک عورت تھی یعنی ایک دہقانی لڑکی جو گھر میں کاتنے اور بٹنے کا کام کرتی تھی۔ اور باہر جا کر بھیڑیں چرایا کرتی تھی۔ (یعنی) جو فرانس کے مدد کو نکلی۔ **جون آف آرک** **ڈومریمی** کے گاؤں میں جو **لورین** کے ضلعے میں واقع ہے۔ پیدا ہوئی وہ سادہ۔ پاکدامن اور دین دار عورت تھی۔ وہ اعصابی ضعیف نازک مزاج تھی۔ عالم رویا میں اُس نے خواب دیکھی۔ سُنا کہ کوئی معقول اور سنجیدہ باتیں کہتا ہے۔ اُسے فرانس کے بادشاہ کی مدد کیلئے جانے کیواسطے کہا گیا اور اُس کو یقین دلایا گیا۔

کہ ایڈورڈ دوئیم کی بادشاہت میں ہمارا غلبہ ایرلینڈ والوں پر اتنا اُن کی مقام پر ہمارے لیئے ایک آفت ثابت ہوا۔ جیسی کہ شکست جو ہم کو سکاٹ لینڈ والوں کے طرف سے نصیب ہوئی آخر میں برکت والی ثابت ہوئی۔ اگر ایرلینڈ والے آزاد رہتے تو بعد ازاں ہم سے ملحق کر لیئے جاتے جسطرح سکاٹ لینڈ کر دیا گیا تھا۔ اور اگر سکاٹلینڈ والے مطیع کر لیئے جاتے۔ تو یہ ایک بدنصیب ایرلینڈ کے مانند ہمارے لئے ہو جاتا۔

کہ وہ اُس کی سلطنت اُسکو واپس دلوادیگی۔ **کپتان باڈرسی کورٹ**
جو اُس کے خواہشات سے مطلع کیا گیا تھا۔ اُس نے اسکو پہلے دیوانہ خیال کیا۔
آخرکار وہ اُس کی سنجیدگی سے ایسا متاثر ہوا۔ کہ اُس نے اُسے مسلّح آدمیوں
کا سامان اسے مہیا کرنے اور اُسے بادشاہ کے سامنے لے جانے کا وعدہ کیا
اُس نے ڈیڑھ سو میل ایسے ملک میں سے سفر کیا۔ جس پر انگریزوں کا قبضہ
تھا۔ اور آخرکار وہ بادشاہ اور دربار میں سلامتی سے **چینن** کے مقام
پر پہونچ گئی ✣

بادشاہ چاہتا تھا۔ کہ کوئی صورت امداد کی پیدا ہو جائے۔ اِس بات کا مضایقہ
نہ تھا۔ کہ کسطرف سے یہ امداد ہوتی ہے۔ پادری اور پروہتوں نے اُسے
جادوگرنی اور شیطان سے حلول کی ہوئی خیال کیا۔ تاہم بادشاہ نے اُسے
آرلینز بھیجدیا۔ اور وہ محاصرہ شدہ شہر میں پہونچ گئی۔ انگریز پہلے
ہی سے مصیبت زدہ ہو گئے تھے۔ وہ **آرلینس** کے سامنے سردی کے
موسم میں پڑے رہے۔ اور اُن کی فوجیں جلد جلد کم ہوتی جاتی تھیں۔ سالسبری
کے ارل (Salisbury) کے وفات کے بعد بہت سے سپاہی جن کو
اُس نے ملازم رکھا تھا۔ کمپ سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ برگنڈیا والے
جو انگریزوں سے ملے ہوئے تھے۔ اُن کو اپنے ڈیوک نے بلا لیا تھا۔
صرف دو یا تین ہزار فوج وہاں تھی۔ اور یہ بھی قریباً درجن بھر قلعوں میں
جن کے درمیان کوئی تعلق نہ تھا۔ تقسیم کی ہوئی تھی۔ **مچلیٹ** کہتا
ہے۔ کہ اُن کپتانوں کی لمبی فہرست جنہوں نے اپنی فوج کے ساتھ
شہر پر دھاوا کیا۔ پڑھکر **آرلینس** کی مخلصی آخرکار ایسی تعجب
خیز معلوم نہیں ہوتی ہے ✣

جون آف آرک نے انگریزوں پر جو قلعہ جات میں تھے۔ حملہ کرنے میں
رہنمائی کی۔ وہ باہر نکالدیئے گئے۔ گو آخری قلعہ کے دباوے میں وہ کنواری

لڑکی زخمی ہوگئی تھی۔ لیکن وہ اور لینیز کا محاصرہ اٹھائی پرخوش نہ تھی۔ اس کا منشا تھا۔ کہ انگریزوں کو ملک سے بدر کردینا چاہئے۔ فوج نے اسکی زیر ہدایت دشمن کا پیٹے تک تعاقب کیا۔ جہاں انکو پھر شکست دیگئی۔ پھر چارلس ہفتم کی تاجپوشی بمقام رہیم جیسی کہ اس نے پیشین گوئی گئی تھی۔ واقعہ ہوئی۔ مچلیٹ کہتا ہے۔ کہ لاپوسیلے کے اصالت اور اسکی کامیابی کا راز اس کی ہمت یا خواب نہ تھے۔ بلکہ اس کی عقل سلیم تھی۔ چارلس ہفتم کو سیدھے رہیم لیجانے سے اور اس کو تاج پہنوانے سے اس نے انگریزوں پر تاج پوشی کے فیصلہ کا فائدہ حاصل کیا۔ جو کچھ اس کا ارادہ کرنے کا تھا۔ وہ اس نے کرکے سرانجام کو پہنچایا۔ اب اس نے گھر اپنی والدین کے پاس اور اپنی ریوڑ اور گلہ کے پاس واپس جانے کی خواہش کی۔ لیکن بادشاہ نے نمانا۔ اس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ جون آف آرک نے کس طرح سے فرانسیسی فوج کے طبقے میں کامیابی دلائی تھی۔ اس نے اس لئے سپاہ کے درمیان اس کی موجودگی کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اس وقت سے لیکر اس کو اپنے آپ میں ویسا ہی بھروسہ نہ رہا۔ وہ بیقرار اور بےچین معلوم ہوتی تھی۔ اور گو وہ لڑتی رہی۔ لیکن قطعی نتائج اس سے کچھ نمودار نہ ہوئے +

انگریز اور برگنڈیا والے پھر مل گئے تھے۔ اور انہوں نے کمپگنی پر جو دریائے البونسی پر واقعہ ہے۔ محاصرہ ڈالا۔ شہرواروں نے پہلے ہی چارلس ہفتم کے طرف کا اپنے تئیں ظاہر کردیا تھا۔ اور لاپسولی (لڑکی) فوراً اس جگہ میں داخل ہوگئی۔ اسی دن اس نے ایک دھاوے کی سربراہی کی۔ اور قریباً محاصرین کو گھیرا دیا تھا۔ لیکن اس کو شہر کے دروازے میں واپس دھکیل دیا۔ جہاں کہ اس کو فرانسیسوں (برگنڈیا والے) نے گھیر لیا۔ اور

اُس کو گھوڑے سے گھسیٹ کر قید کرلیا۔ اُس کے ملک والوں نے۔ اُسے
انگریزوں کے حوالے کردیا۔ جنہوں نے رویئن کی عدالت میں اُسے
سزادہی کے واسطے حوالے کردیا۔ وقار (۹۲ نمبر) مبر مجلس مقرر ہوا۔
اور بیو ویس کا بشپ اور لیریز کا بشپ اور دیگر فرانسیسی پادری اُس
کی مددگار مقرر ہوئے۔ اسٹویٹ جو بیو ویس کا کپتان Caumon
تھا۔ مقدمہ کا پیروکار مقرر ہوگیا ✠
بادشاہ چارلس ہفتم نے جسکو جوشیلی جوان کی بہادری سے تخت
نصیب ہوا تھا۔ اِس کی مخلصی کی کوئی تدبیر اختیار نہیں کی۔ سیرین ڈری
مذہبی عدالتی کے پاس اپیل کی گئی۔ اور اُس نے فیصلہ دیا کہ یہ لڑکی
بالکل شیطان کی بچی ہے۔ اور اسکے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیئے۔
فرانسیسی برگنڈیا والوں نے اُس سخت سزا کے برخلاف جو اُسکو ملنی
والی تھی۔ کوئی اعتراض نہیں کیا۔ معمولی طریق اُس زمانہ میں یہ تھا۔ کہ تمام
جادوگرنیوں اور ساحروں کو جنکو بھوت کا آسیب ہوتا تھا۔ جلا دیا جاتا تھا۔
اور جون آف آرک کو اسکے مطابق زندہ جلا دینے کا فتویٰ دیا گیا۔
اُس کی شہادت رویئن کی مقام پر اُس موقعہ پر جواب پیس ڈی لا پیلی
کی نام سے مشہور ہے۔ اور کوئی ڈی ہیور سے دور نہیں ہے۔ جہانکہ اسکی
یادگار میں اُس کا بُت ایستادہ کیا گیا ہے۔ واقعہ ہوئی ✠
مچلٹ کہتا ہے۔ کہ تواریخ سے پایا جاتا ہے۔ کہ ہمیشہ
شہید ہوئے ہیں۔ جو کم و بیش پاک یا کم بیش پر جلال فخر و شہرت کے
بھی اپنی شہید ہوتی رہیں ہیں۔ اور اِس طور پر نفرت اور تناقص خیالات
کے کوئی زمانہ جنگ اور شہیدوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ جو بلاشک
اچھی عزت سے مرگئے۔ جبکہ وہ اور کو قتل نہ کرسکے۔ ایسے خیالات ہمارے
مضمون کی غیر متعلق ہیں۔ یہ پارسا لڑکی اپنی قسم کی اپنی خاص شان کی تھی

سخاوت - اور دلربائی - قدیم شہیدوں کی شیرینی اُس میں بھی موجود تھی - لیکن کسقدر مختلف - پہلے زمانہ کی عیسائی کاروبار عالم سے پرہیز کرنے سے اور دنیاوی صعوبات اور کشمکش سے بچ کر پاک رہی جون نہایت گھمسان لڑائی میں حلیم رہی - بڑو نمیں اچھی تھی - جنگ کے موقعہ پہ بیاکن رہتی تھی - اور خود جنگ میں ایسا معلوم ہوتا تھا - کہ اوسکے دم سے خدا[سلہ] کی روح آموجود ہوئی ہے - فرانس کے لوگوں نے جوُن آف آرک کو فراموش نہیں کر دیا ہے - اُسکی یادگار میں بہت سے بُت ایستادہ کئے گئے ہیں - وہ فرانسیسی سپاہیوں کے لئے نسلاً بعد نسلاً قابل پرستش کی مثال ثابت ہوئی ہے - جب کہ کوئی رجمنٹ ڈومریمی کی علاقہ سے کوچ کرتی ہوئی گذرتی ہے - تو ہمیشہ سپاہی وہاں کھڑے ہو جاتے ہیں - اور اُسکی ولادت گاہ کی عزت میں سلامی آدا کرتے ہیں - یہ سُن کر مسرت ہوتی ہے - کہ یہ رسم اتنی مدت سے آج تک چلی آرہی ہے - اور کہ اس ناکتخدا بہادر لڑکی کی یادگار اُس ملک والے جن کی کہ اُس نے ایسی وفاداری سے خدمت کی تازہ رکھے ہوئے ہیں +

سلہ میکلے کی تواریخ فرانس - ۴ ۵ - ۷ - باب چہارم

باب ششم ۶

برداشت اخیر تک (ساوونا رولا) محبت جانکنی کو مغلوب کرلیتی ہے اور وہ روح جو بے بس و بیکس معلوم ہوتی تھی پھر خدا کی موجودگی کو محسوس کرتی ہے اور اپنے باپ کے گود میں قناعت سے جان دیدیتی ہے (کیمبل)
دنیا کی اچھی سے اچھی زندگی کے نسبت جب کام کا سرانجام ہوجائے موت بہتر ہے (جارج میکڈانل) یہ خیال کرنا کہ زندہ رہنے ہیں حقیقتاً زندگی ہے اور مرجانے ہیں سچ مچ موت - سراسر غلطی ہے (ہمنل)
(زندگی زندہ دلی کا ہے نام - مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں)

[کیا تم مجھ سے عام طور پر پوچھتے ہو - کہ اس کشاکش کا انجام کیا ہوگا - تو میں جواب دیتا ہوں - کہ نصرت - لیکن اگر تم بالخصوص اس معاملہ کی نسبت دریافت کرتے ہو تو میں کہہ سکتا ہوں - کہ موت (ساوونا رولا)] اب ہم بڑے بہادر شہیدان (اطالیہ) بریشیا کے آرنلڈ - ڈانتی - ساوونارولا - کا کچھ تذکرہ کرتے ہیں - سلطنت روما کے زوال کے تھوڑی مدت بعد انسانی خلقت کے سفلی جذبات نے زور حاصل کیا - گرجا اُن کے برخلاف کچھ نہ کرسکا - درحقیقت گرجا اُن کا پیرو ہوگیا - چنانچہ کلیرواز کے سنیٹ برنرڈ نے روم والوں کی بُرائیوں کو اُن ترش الفاظ میں قلمبند کیا ہے - کون شخص ان کی تاتی اور سخت تاتی سے ناواقف ہے - وہ ایک ایسی قوم تھی - جو سازشوں میں پلی ہو وہ ناقابل تربیت تھی اور فرمانبرداری کو حقیر سمجھتی تھی جب تک کہ وہ اسقدر کمزور ہوجاتی تھی کہ مقابلہ کی تاب نہ لاسکے - شرارت میں چالاک اور نیکی کرنے

کے علم سے کبھی آشنا نہ تھی۔ خوشامد۔ تہمت۔ نمکحرامی۔ اور دغابازی
اُن کے حکمت عملی کے جزو اعظم تھی۔

اعلےٰ طبقوں میں رشوت خواری اور بے وقری سوسائیٹی کی حالت پر بُرا اثر پیدا
کرنے سے چوکتی نہیں ہے۔ وہ ادنےٰ قوموں میں پھیل جاتی ہے جب کہ سب نیکیاں
بدکار ہو جاتے ہیں۔ اعلےٰ اطالیہ کے طبقے کے لوگ عیش و عشرت اور بے وقری میں
پڑ گئے تھے۔ اور ادنےٰ قومیں مفلسی۔ مصیبت اور بُرائیوں میں مبتلا ہو گئی
تھیں۔ گرجا والے عام خلقت سے کچھ بہتر نہ تھے چنانچہ یہ عام کہاوت ہو گئی
۔ کہ اگر تم اپنے لڑکے شریر آدمی بنانا چاہتے ہو۔ تو اُسے پادری بنادو اس قوم نے
جو ایک دفعہ بہادر اور پُرقوت قوم تھی۔ اخلاقی تباہی کے کنارے پر پہونچ گئی

بارھویں صدی میں بریشیا کے آرنلڈ نے اطالیہ کی آزادی کا بگل بجایا

اس کا عہدہ گرجا میں نہایت ادنےٰ درجے کا تھا۔ وہ ایک پرجوش اور فصیح واعظ
تھا۔ وہ صفائی محبت اور نیکی کا نیز حُریت کا وعظ کرتا تھا۔ اس کے تمام تعلیمات
میں سے یہ نہایت درجے کی خوفناک تعلیم تھی۔ پھر بھی لوگ بطور محب الوطن اُس
کی عزت کرتے تھے۔ اُس کے دشمنوں کی کمی نہ تھی۔ جو اس کے مقولات کی
رپورٹ پوپ کو نہ کر دیتے تھے۔ انوسینٹ ثانی نے اُس کے خیالات کو قند کہنا
کر دیا۔ اور بریشیا کے مجسٹریٹ اس کے فتوی کی تعمیل کرنے لگے۔ لیکن آرنلڈ
پہلے سے ہی آگاہی پاکر الپس پر سے بھاگ کر سوئٹزرلینڈ میں چلا گیا۔ جہاں کہ
زیوریچ کے مقام پر اُس نے پناہ لی۔ جو سوئٹزرلینڈ والوں کا صوبہ تھا۔
ڈر سے بے خوف ہو کر وہ پھر الپس کو عبور کر کے روم چلا گیا۔ اور وہاں اپنا
جھنڈا کھڑا کیا۔ امرا اور خلقت نے اس کی اعانت کی۔ اور دس برس تک
سات پہاڑیوں پر اُس کی خوش کلامی گونجتی رہی۔ اُس نے روما والوں کو دعوت دی
کہ وہ انسانوں اور عیسائیوں کی غیر ممکن الانفکاک حقوق کا دعوی کریں اور جمہوریت
کی قوانین اور عمل کو تازہ کریں۔ اور اپنی گڈریئے کو اپنی گاہ کی روحانی حکومت

پابند کردیویں ۔

اس کی حکومت دو پوپوں کے زندگی بھر چلتی رہی ۔ لیکن ایڈرین چہارم کی تخت نشینی پر صرف یہی ایک انگریز تھا ۔ جو کبھی سینٹ پیٹر کے تخت پر بیٹھا ۔ آرنلڈ کا مقابلہ بڑی زور اور طاقت سے ہوا ۔ پوپ نے تمام رعایا کے اوپر ایک قدغنی کا فرمان جاری کیا اور اس ترقی خواہ کی جلاوطنی اُن کی مخلصی کی قیمت قرار دی ۔ آرنلڈ گرفتار ہو کر موت کی سزا کو پہونچا ایک غافل اور ناسپاس خلقت کی موجودگی میں وہ زندہ جلا دیا گیا اور اس کی راکھ دریای ٹیبر میں اس خیال سے پھینکدی گئی ۔ کہ مبادا اُس کے پیرو اپنے مالک کی راکھ ہی کو جمع کر کے پرستش کرنے لگیں ۔

اٹلی اپنے دوزخ نت ۔ اوباشی اور برائی میں سرگرم رہا ۔ یہ ریاست دوسرے ریاست کے برخلاف جنگ کرتی رہی ۔ اور گولفس اور گیلن والوں نے ملک کو ویران کر دیا ۔ تیرھویں صدی میں وانتی پیدا ہوا اور پھر حریت کے راگ کی صدا اُٹھی ۔ وہ ابدی انصاف پر یقین رکھتا تھا ۔ سچائی اور محبت کے لحاظ جو اس کے اپنے دل میں جاگزین تھی ۔ اُس نے اطالیہ کی زندگی کا مقابلہ انسانیت کے اعلےٰ تر اور پاک ترمیلانوں سے کیا ۔ دیوانہ دنیائی اطالیہ وقت کی روشنی میں اوپر کے آسمان اور نیچے کے دوزخ کے درمیان لگا بیٹھی ۔ اس نے ابدی انصاف انسانی بے سروپا جدوجہد میں معلوم کیا ۔ اس کی روح ہمہ تن اس بڑے دلیل میں محو ہو گئی ۔ اور اس نے اپنے آپ کو اس کے ثبوت کے لایق ثابت کیا ۔ اور ایک بے نظیر الاپ میں انسانوں کے ساتھ خدا کی طریق برتاو کے مناسبت کی تائید میں سخن سنجی فرمائی ۔

اطالیہ کے زوال اور مصایب کے لمبے صدیوں میں اُس کے دل جلانی والی باتیں بطور ایک الاؤ کے تعین جونشان کے طور پر روشن کیا جاتا ہے اور وہ سخن اس کے ملک کے سچے اور وفادار لوگوں کے لیئے بطور ایک رہنما کی تھی وہ اپنی قوم کی حریت کا پیشوا

تھا اور اس کی الفت کی خاطر - اذیّت - جلاوطنی - اور موت کا بہادری سے سامنا کرتا تھا - ڈی منورشیا کی کتاب میں - بریشیا کے آرنلڈ کے مانند مذہبی طاقت ملکی طاقت سے علیحدگی کی وکالت کرتا تھا - اور یہ تسلیم کرتا تھا - کہ پوپ کی دنیاوی حکومت بطور ایک غاصب کے تھی - اُس کی ڈی منورشیا سرعام بڑے پادری کے عدالتی حکم سے جلا دی گئی - اور وہ کتاب روما کے فہرست کتب ممنوعہ میں درج کر دی گئی - وہ اطالیہ کے شعرا میں سب سے زیادہ محب قوم تھا سب لوگ اس کو نہایت پیارا رکھتے تھے اور اس کی کتابوں کا بکثرت مطالعہ ہوتا تھا وہ فلورنس سے سنہ ۱۳۰۱ میں جلاوطن کیا گیا اور اس کا گھر لٹوا دیا گیا - اور اس کی عدم حاضری میں اُس کو زندہ جلانے کا فتویٰ دیا گیا - اپنی جلاوطنی کے دوران میں اُس نے بعض نہایت اعلےٰ درجے کی کتابیں تصنیف کیں - لوگ اس کا بڑا خیال رکھتے تھے - اُس کی عزت کرتے تھے - اور اُسے محبت کرتے تھے - چنانچہ یہ خواہش کی گئی کہ اُس کے جلاء وطنی کا حکم منسوخ کیا جاوے - اور اس کو فلورنس میں واپس بلوایا جاوے -

یہ ایک قدیم رسم تھی کہ بعض مجرموں کو فلارنس میں سینٹ جان کے تہوار پر جو بڑا مذہبی تھا معافی دیدی جاتی تھی - یہ دانتی کو پیغام بھیجا گیا تھا - کہ ایسی معافی اُس کو دیدی جائیگی - اس شرط پر کہ وہ بطور ایک مجرم کے اپنے آپ کو پیش کرے - جب اُس کو یہ تجویز پیش کی گئی - اُس نے کہا - کیا غیر منصفانہ حکم کی یہ شاندار تنسیخ ہے - جس کے ذریعہ سے دانتی علی گھری اپنے ملک میں جلاء وطنی کے قریباً تین سال مصیبت اُٹھانے کے بعد بلوایا جاتا ہے - کیا حب الوطنی اسی لایق ہے - کیا میرے متواتر محنت اور مطالعہ کا یہی معاوضہ ہے - اگر صرف اسی طریق میں فلورنس واپس جا سکتا ہوں - تو فلورنس میں پھر کبھی داخل نہیں ہونگا - اور پھر کیا میں سورج اور ستارے جہاں کہیں ہوں نہیں دیکھوں - اور خوش کن سچائی جہاں کہیں آسمان کے تلے ملے -

اُس پر غور نہ کرونگا - بلا اس کے کہ پہلے میں اپنے تیں شاندار لباس برہنگی میں
اور قریباً قریباً بالکل ذلالت کے حالت میں فلورنس کے لوگوں کو حوالہ کروں روٹی
کی مجھے ابھی کمی نہیں ہے - نہیں ۔نہیں - میں واپس نہیں آونگا - دانتی نے اس
طور پر معافی سے انکار کیا - وہ بیس سال تک جلا وطنی میں رہا - اور روینا کے
مقام پر ۱۳۲۱ع میں انتقال کیا -

ایک صدی کے بعد ایک دوسرا آزادی کا پیشوا پیدا ہوا - جو نہایت باوفا اور دلیر
آدمی تھا یہ تواریخ کے جواہرلں میں شمار رکھتا تھا - اور اس کا نام گرولامو
سا دانا رولا تھا - وہ فریرا کے مقام پر ۱۴۵۲ء میں پیدا ہوا تھا - اُس کے والدین
گو غریب تھے - لیکن شریف تھے - اُس کا باپ حاضر باش دربار تھا - اور یہ حق اُن کا
خاندانی ورثہ تھا - پہلے یہ تجویز کی گئی تھی کہ گرولامو کو طبابت کی تعلیم دی
جاوے - لیکن اس کے میلان طبیعت نے اس کو بالکل ایک اور طرف اُسے
کھینچ لیا -

اٹلی اب تک نفسانیت بد دیانتی اور بُرائیوں میں مبتلا تھا - امرا غریبوں پر
ستم کرتے تھے اور غریب مصیبت زدہ لاچار اور بے بس تھے گرولامو کے دل میں
ابتدا ہی سے مذہبی خیالات جاگزین ہوئے تھے - وہ انجیل مقدس اور تیز
سینٹ ٹومس اکیوناس کی تصانیف کے مطالعہ میں مصروف رہا - اُس نے اپنے
تئیں دنیا کے ساتھ جنگ میں پایا - اور اُن ناپاکیوں سے جو اُس کے اردگرد
موجود تھیں - اس کے دل کو صدمہ ہوا - اُس نے کہا - کہ کوئی نہیں ایک بھی
نہیں ہے - جو نیکی کی خواہش رکھتا ہو - ہمیں بچوں اور کم بضاعت عورتوں سے
سیکھنا چاہیے - کیونکہ اُن میں صرف اب تک کسیقدر معصومیت کا پرتو موجود
ہے - نیک آدمیوں کو ستایا جاتا ہے - اور اٹلی کے لوگ مصریوں کے مانند ہو
گئے ہیں - جو خدا کے خلقت کو غلام حلقہ بگوش بنائے ہوئے ہیں -

آخرکار گرولامو نے معصیت کے دنیا ترک کرنے کا اور بالکل دینیات میں مصروف

رہنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ ۲۳ برس کی عمر میں اُس نے اپنے خوردنی اشیا کی ایک
گٹھڑی باندھ لی۔ اور اپنے والدین کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر بلوگنا چلا گیا
وہ سن ڈومنگا کے خانقاہ کو سیدھا گیا۔ اور اُس فرقہ میں بطور ایک نوکر کے داخل
ہونے کے لیے کہا۔ اس کو فوراً لے لیا گیا۔ اور نوملازمی میں داخل ہونے کے لیئے
تیار کیا گیا اس وقت اُس نے فوراً اپنے والد کو لکھکر اس وجہ سے اطلاع دی جس کے باعث
وہ گھر چھوڑ کر بھاگ نکلا تھا۔ اُس نے کہا کہ وہ مدعا جس سے کہ میں مذہبی زندگی میں
داخل ہوا ہوں یہ ہیں۔ دنیا کے بڑے مصیبتیں۔ معصیت انساں۔ اُن کی نابکاری
اور زناکاری ان کا فخر۔ بت پرستی۔ اور خوفناک کفر۔ اطالیہ کے اندھی خلقت کی
سخت شرارتیں میں برداشت نہ کرسکا اور زیادہ تر اس واسطے کیونکہ میں نے ہر جگہ
نیکی کی حقارت اور برائی کی عزت ہوتی ہوئی دیکھی۔ اس دنیا میں زیادہ تر غم میں
نہ اٹھا سکا۔ اور اس طور پر میں حضرت عیسےٰ مسیح سے دعا مانگنے کے لیئے مجبور ہوا۔
تاکہ وہ مجھے اس قعر مذلت کے غار سے نکال لیوے۔ یہ مختصر دعا ہر وقت میرے
ہونٹھوں پر تھی۔ صدق دل سے خدا سے بنتی کرتا تھا۔ کہ مجھے وہ رستہ جتلادے۔
کہ جس پر مجھے چلنا چاہیے۔ کوئی اور بات میرے لیے کہنے کو باقی نہیں رہی ہے۔
سوائے اس کے کہ میں آپ سے بطور ایک صاحبدل آدمی کے التجا کروں۔ کہ میرے ماں کو
تسلی دیں۔ اور درخواست کروں۔ کہ آپ اور وہ اپنی برکت والی دعائیں مجھ پر
نازل فرماتے رہیں۔

اس وقت گرجے کی بددیانتیاں قریباً ناقابل برداشت ہوگئی تھیں۔ پال ثانی کے
ناپیداکنار حرص اور سکسٹس چہارم کے فریب اور بے اصولیاں اور سکندر ششم[1] کے
بورگیا کے ناقابل بیان جرایم سے عالمگیر خوف کل اطالیہ کے نیک آدمیوں میں پڑ گیا۔ ساوانارولا نے
اپنے کوٹھڑی میں کہا کہ پرانے ڈاکٹر کہاں ہیں قدیم مرتاض علم۔ محبت اور گذشتہ
زمانے کی پاکیزگیاں کہاں ہیں اے خدا۔ یہ بلند پرواز کرنے والے پر جو موت کی طرف
اڑائے لیئے جاتے ہیں۔ ای کاش کہ ٹوٹ جائیں۔"

[1] سکندر ششم کی پادریانہ سرداری درحقیقت حال کے روم کے تواریخ میں نہایت سیاہ صفحہ ہے

اوسوقت حریت تقریباً معدوم ہو گئی تھی۔ چھوٹے شہزادے جو رعایا پر ستم رسانی کرتے تھے نہ تو اُن میں قابلیت تھی اور نہ اُن میں دانشمندی۔ اپنی باپ جیسی تھی اُن کی دلی خواہش خودسر حکومت کی تھی۔ اُن کے الواہے اُن کے رعایا بعض اوقات ناراض ہوجایا کرتے تھے۔ اس طور پر اُن میں سے کئی ایک دن دہولے قتل کردئے گئے تھے۔ ڈیوک گیل آزومیلان کے مقام پر گرجا میں قتل کردیا گیا تھا ڈیوک نکولس ڈی اسٹی بمقام فریرہ مارڈالا گیا تھا۔ ڈیوک گلیالو۔ ڈی۔ میڈیکی فلورنس کے گرجا میں ایک مذہبی رسم کی ادائگی کی موقعہ پر مارڈالا گیا تھا۔
اسقدر بگڑے ہوئے اخلاق کے درمیان میں ساوانارولا نے نشوونما پایا۔ ڈومنکن کے افسر نے بلوگنا کے خانقاہ میں یہ بہت جلد معلوم کرلیا۔ کہ اس کی طبیعت میں نایاب خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ بجاے اس کے کہ ادنے خدمت اُس سے لی جا تی اُس کو نوآموزوں کو تعلیم دینے کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ فرمانبرداری اس کا فرض تھا اور اُس نے اپنے تئیں دلی رضامندی سے نئے عہدے کے کام میں مصروف رکھا۔ پھر اس کو نوآموزوں کے معلمی کے عہدے سے واعظ کے عہدے پر ترقی دی گئی اور تیس برس کے عمر میں فریرا کے مقام پر جو اس کی جاے ولادت تھی۔ وعظ کرنے کے لئے بھیجدیا گیا۔ اُس کے تقریر نے وہاں کے لوگوں میں کچھ فروغ نہ پایا۔ چونکہ وہ صرف اُن میں سے ایک تھا۔ وہ اُس کی کیا سنتے۔ اُن کے خیال میں وہ گیا تھا جو وہ پہلے نہیں جانتے تھے۔ غرض اُسے اپنے ملک میں کوئی عزت حاصل نہیں ہوئی۔ پھر اُس نے برلشیا بھیجا۔ جینوا کے مقامات پر وعظ کیا۔ جہاں اُس کی خوش کلامی نہایت مرغوب طبع ثابت ہوئی۔

اُس زمانے کے تمام بداخلاقی کثرت کی تفصیلیں جان برچرڈس کے روزنامچے اور رنیز ٹینوبیس ٹے مرانوری اور فنیسر فلوریز کے گرجا کی تواریخ کے سلسلے میں اور دیگر کیتھلک اور پراٹسٹنٹ مصنفوں کی کتابوں میں اس طرح پر پائی جاتی ہیں کہ جن کا ہمارے وقت میں یقین آنا قریباً نا ممکن ہے۔ (لیبنی) انگریزی لغات

ڈومنکن کے خانقاہ میں - بلوگنا - کے مقام پر سات برس رہنے کے بعد
ساوانا رولا آخر کار فلورنس بھیجا گیا - اُس کا رستہ ایک نئی ملک میں سے گذرتا تھا
اور اُس نے پہلے کبھی اسقدر جنوبی جانب دور سفر نہ کیا تھا - وہ پا پیادہ چلتا تھا - اور
اُس سے اُسے کافی موقعہ خوشنما چار طرف کے نظاروں کو دیکھنے کا ملتا تھا - اسی طرح
لگونا کے مقام پر پہاڑی پر بڑی مستعدی سے پہونچ گیا - پشت کے جانب بلوگنا نظر آتا
تھا - اور شمالی جانب وہ نظارہ دکھائی دیتا تھا - جو اُس کو پھر دوبارہ دیکھنا نصیب تھا -
وہ سنسان پہاڑوں میں سے جو خشک سنگلاخ اور ننگے تھے گزر کر لافوتا کی چوٹی پر پہنچا -
جو سمندر سے تین ہزار فٹ بلند تھے - اور سیلو کے وادی کے پاس سے چل کر اپنینز اکے
پہاڑ کی شاخ کو عبور کیا - جو سیو کی وادی کو آرنو کی وادی سے جدا کرتا ہے - اوسکی
نیچے فلورنس کا عالیشان شہر واقعہ تھا - جہاں اس کے پُر رونق دور باہمت زندگی کا
خاتمہ اور نیز اُس کی شہادت کا واقعہ ہوتا تھا -

فلورنس پہونچنے پر ساوانا رولا فوراً اسنیٹ مارک کے خانقاہ میں گیا - جہاں وہ بطور
ایک (برادر) کے داخل کیا گیا - اُس وقت لورنیز و اعظم نہایت عروج پر تھا - اُس
نے اپنے دشمنوں کو جلاوطنی - قید یا موت کے ذریعہ سے نکال دیا تھا - اُس نے اپنی رعایا
کو ضیافتیں - ناچ اور کھیل تماشوں کے ذریعہ سے مطیع کر رکھا تھا - وہ یکساں اُمرا اور
مخلوقات کا عزیز تھا - اُس کی زندگی کی تمام اوباشی سب بھول گیے تھے - کیونکہ وہ علوم اور
فنون کا مربی تھا - ولاری کہتا ہے - کہ اس کی وقت میں صنعت کار - انشا پرداز -
مدبر - اُمرا اور عام رعایا ایک جیسے بد طینت تھے اُن میں نہ کوئی (ظاہری وباطنی) خوبی
تھی - اور نہ کوئی اخلاقی خیال اُن کا رہنما تھا - مذہب یا تو بطور آلہ حکومت یا بطور ایک
کمینہ مکرو فریب کے استعمال کیا جاتا تھا - معاملات ملکی - مذہب - اخلاقی یا فلسفہ
میں کوئی اعتقاد نہ تھا - بہیمیتی بھی کسی درجہ سنجیدگی کے ساتھ موجود نہ تھی - سب کے
سب قید اصول سے سخت مستغنی پائے جاتے تھے -

سلہ پرنہ فیسر ولاری ہو تواریخ گرولامو - ساوانا رولا اور اس کا زمانہ

ساوانارولا کو اِن سب باتوں سے نفرت تھی جب کہ سینٹ لورنزو کے
مقام پر اس نے پہلے تقریر کی تو اُس نے اُس زمانہ کے خرابیوں کے برخلاف
نکتہ چینی فرمائی۔ فولادی کوڑوں سے بُرائی کو اُڑا دیا۔ قماربازی۔
دروغگوئی۔ اور فریب کی اُس نے انجیل مقدس کے زیادہ تر حوالے دے
کر ملامت کی۔ سامعین پہلے متعجب ہوئے۔ پھر متنفر ہو گئے پھر غصہ میں
بھر گئے۔ اجی وہ بھورے کپڑے والا ہمنت کون ہے۔ جو پہاڑیوں کے
اُس پار سے فلورنس کی خرابیوں کی بُرائیاں کرنے آیا ہے۔ اس پر وہ
آوازے کستے تھے۔ اور ہنستے تھے۔ اس پرستان کے سے شہر میں۔ وہی
ایک بدصورت تھا۔ وہ درمیانہ قد۔ اور گندمی رنگ کا آدمی تھا۔ اس کے
خط و خال بھونڈے اور بھدّے تھے۔ اس کی ناک لمبی اور طوطہ کی سی تھی۔
اُس کا مُنہ چوڑا۔ ہونٹ موٹے۔ اور اس کی ٹھوڑی گہری اور چپٹی تھی۔
۲۳ برس کی عمر میں بھی اُس کی پیشانی پر جھرّیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کیا ایک
ایسا آدمی فلورنس میں رسوخ یا حیثیت حاصل کر سکتا تھا۔
جب کوئی دوسرا عالم ہمنت وعظ کہنا شروع کرتا تھا۔ تو انبوہ کثیر اُس کے سننے
کے لیئے جمع ہو جاتی تھی۔ کیونکہ وہ لوگوں کو جانتا تھا۔ اور اُن کی بُرائیوں
کو گدگداتا تھا۔ وہ کسی کو بُرا نہیں کہتا تھا۔ پارسائی یا حریّت کے جاتے
رہنے کیطرف بھی اشارہ نکرتا تھا۔ وہ لورنزو عظیم الشان کا دوست تھا
جب ساوانارولا کو اپنے حریف کی کامیابی کا طعنہ دیا گیا۔ تو اُس نے جواب
دیا۔ کہ سچ مسایل کے وعظ کرنے میں لطافت زبان کو صداقت کی سادگی کے
سامنے سر خم کرنا پڑتا ہے۔ وہ اپنی الٰہی رسالت پر کلی یقین رکھتا تھا۔
اور اُس کو اپنی زندگی کا ایک نہایت اعلےٰ درجے کا فرض قرار دیتا تھا۔ اس کا
صرف یہ خیال تھا۔ کہ وہ کس طور پر اس غرض کو نہایت عمدگی سے ادا کرنے کے
قابل ہوگا۔ سینٹ مارک کے مقام پر اُس نے نونشوں کی تعلیم پھر اختیار کی۔

اور بعض اوقات حجرے میں شفیق سامعین کی ایک چیدہ جماعت کو لکچر دیا کرتا تھا۔ اُس کو ممبر پر سے لکچر دینے کی تحریص کی گئی۔ اُس نے مان لیا۔ اور پہلے اگست سنہ ۱۴۸۹ع کو ایک عجیب وعظ کیا۔ وہ اُس وقت اٹھتیس ۳۸ برس کا تھا۔ دوسرے سال چلہ کے موقعہ پر اُس نے ڈیوموں میں وعظ کیا۔ یہانتک کہ لوگوں کی ایک بھیڑ لگ گئی اور لوگ جوق در جوق اُس کا وعظ سننے کو آئے۔ جوشیلے انبوہ پر اُس نے اپنے خیالات کی گرم جوشی اُن میں پیدا کر لی۔ وہ پہلے کی طرح کم قدر آدمی نہ تھا جب کہ وہ سینٹ لورنزو میں وارد ہوا تھا۔ اُس نے اپنے تمام طاقت سے غافل خلقت کی بُرائیوں کو للکار کر پکارا۔ اور سستی سے اُن کو بیدار کرنی کی کوشش کی۔ اب ہر وقت وہ اس کے گوش بر آواز تھے۔ اور اُن کا شوق دن بدن اس کے لیئے بڑھتا جاتا تھا۔

ان تمام باتوں سے لورنزو ڈی میڈیکی کو نہایت درجہ ناراضگی پیدا ہوئی۔ اُس لئے فلورنس کے پانچ بڑے شہروار بھیجے۔ کہ وہ ساوانارولا کو اُن خطرات سے جس میں وہ صرف اپنے تئیں ڈال رہا ہے۔ بلکہ اپنے خانقاہ کو پہنچا رہا ہے (آگاہ کریں) اس کا جواب یہ تھا کہ میں کلیتاً واقف ہوں۔ کہ تم خود آپ سے یہاں نہیں آئے ہو۔ بلکہ لورنزو نے تمکو بھیجا ہے۔ اُسے کہدو کہ اپنے گناہوں سے پشیماں ہونے کے لیئے تیار ہو جائے۔ کیونکہ خدا کسی کو نہیں چھوڑتا ہے اور دنیا کے بادشاہوں کا اُس کو کوئی خوف نہیں ہے اُسی سال وہ سینٹ مارک کے پادری گری کیواسطے منتخب کیا گیا۔ اُس نے اپنی دیانت اور آزاد منشی قایم رکھی باوجودیکہ لورنزو نے خانقاہ کو بیش بہا تحایف نذر کئے۔ پھر بھی ساوانارولا نے اس کے وطیرہ کی سخت گیری کے ساتھ نکتہ چینی کی۔ وہ ان ضررات سے واقف تھا جو اس نے عام اخلاق کو پہنچائی تھیں۔ وہ اُسے نہ صرف دشمن بلکہ مخرب آزادی خیال کرتا تھا۔ اور یہ کہ لوگوں کے عمدہ عادات کے حاصل کرنے میں اور عیسوی طریق معاشرت کے اختیار کرنے میں اُس کو بڑا سدِ راہ

خیال کرتا تھا۔ اپنے وعظ میں وہ قمار بازی کی مذمت کرتا رہا۔ خواہ ریاست کے لیے اس میں فایدہ ہی متصور تھا وہ دولتمندوں کی عیاشی اور فضول خرچی کو بُرا کہتا تھا۔ کیونکہ اس سے عام خلقت کے اخلاق میں خلل واقعہ ہوتا ہے۔

ساوانا رولا ہمیشہ اچھے کاموں کی ضرورت پر اصرار کرتا تھا۔ اور اسی وجہ سے انسانی آزاد مرضی پر۔ اس نے کہا۔ کہ ہماری مرضی اپنی جبلت میں خاص طور پر آزاد ہے۔ یہ حریت کی ایک تصویر ہے۔ خدا نہایت اعلے مددگار ہے لیکن وہ حامی بنتا پسند کرتا ہے۔ ساوانا رولا نے کہا کہ نماز صدق دل سے پڑھو۔ لیکن انسانی وسایل کو فراموش مت کرو۔ ہر ایک طریق پر تمھیں اپنی مدد آپ کرنی چاہیے اور پھر خدا تمھارا ساتھ دیگا۔ میرے بھائیو ہمت کرو اور سب سے بالاتر اتفاق کرو۔ اور پھر وہ کہتا ہے کہ راست بازی سے ہم ایک خاص عادت کو سمجھتے ہیں جس سے کہ ایک انسان بذریعہ ہر دو اپنے افعال اور کلام کے اپنے تیں ایسا ظاہر کرتا ہے جو وہ درحقیقت ہوتا ہے اور اس سے کم بیش نہیں یہ بات اگرچہ قانونی تو نہیں ہے۔ مگر اخلاقی فرض ہے کیونکہ یہ ایک ایسا فرض ہے۔ جو ہر ایک شخص درحقیقت اپنے ہمسایہ کا اپنے پر رکھتا ہے۔ اور سچائی کا اظہار انصاف کا ضروری جزو ہے۔

آخر کار لورنزو اعظم فلورنس سے اپنے پرانی مکان کریگی ییس[1] مرنے کو چلا گیا۔ وہ اپریل کے مہینے کے اوائل حصے میں گیا۔ جب کہ قدرت نہایت تر و تازہ اور پوری رونق پر تھی۔ (یعنی) جب کہ بلبل ہزار داستاں کی آواز کبھی بند نہیں رہتی ہے یہ مقام آرنو کے فراخ وادی میں واقعہ ہے۔ جو فلورنس کے شمال مشرق میں قریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اُس کے دریچوں سے ڈیمو اور کیمپانیل اور بہت سے گرجوں کے منار درختوں سے اُبھرتے ہوئے دیکھو گے شمال کے جانب فیسول کی چوٹیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اور دور فاصلہ پر پسکن کی پہاڑیوں کا ایک ہلکا سا خاکہ نظر آتا ہے۔ لیکن یہ تمام منظر بہاری اور روکا

[1] یہ مقام ایک شخص کے ہاتھ لگ گیا ہے اور یہ اب میڈیکی سلون کہلاتا ہے

دفعیہ نہ کر سکے۔ لورنزو اپنے بستر مرگ پر تھا۔ تمام علاج کر چکے تھے۔ آبدار جواہرات کے ڈھیروں نے کچھ تاثیر نہ کی۔ کوئی علاج اس بڑے آدمی پر کارگر نہ ہوا پھر اس نے مذہب کی طرف توجہ کی۔ اُس کے اپنے گناہ کثیر تعداد میں معلوم ہوئے۔ جوں جوں موت نزدیک آتی تھی۔ مذہب کے اخیری رسوم سے اُس کو کچھ منفعت نہ پہونچی۔ اُس کو کچھ اعتقاد انسان پر نہ رہا۔ کیونکہ ہر ایک شخص اُس کی خواہشات کا مطیع تھا۔ وہ اپنے مرشد کے سچائی پر یقین نہ رکھتا تھا۔ کیونکہ کسی شخص نے کبھی اولوالعزمی کے ساتھ نفی کا کلمہ کہنے کی اس سے جرات نہ کی تھی۔ پھر اُس کو ساوانارولا کا خیال آیا۔ وہی ایک ایسا آدمی تھا۔ کہ کبھی دھمکیوں اور خوشامد پر چھینے میں نہ آیا۔ اُس نے سوچا کہ میں سوای اُس کے اور کسی دیانت دار زاہد کو نہیں جانتا۔ اُس نے ساوانارولا کو بلوا بھیجا۔ تاکہ اُسے اپنے گناہ کا اقرار کرے جب کہ زاہد کو لورنزو کی نازک حالت کی اطلاع پہونچی وہ فوراً کوریگی کو روانہ ہو گیا

پروفیسر ولاری لورنزو اور ساوانارولا کے درمیاں کی آخری ملاقات کی اس طور پر داستان بیان کرتا ہے۔ جوں ہی کہ پکوڈیلا میرانڈولا چلا گیا۔ ساوانارولا داخل ہوا۔ اور بڑے ادب سے قریب المرگ لورنزو کے بستر کے نزدیک گیا اُس نے کہا کہ میں تین گناہوں کا تم سے اقرار کرنا چاہتا ہوں اور اُن کیواسطے مغفرت طلب کرتا ہوں (یعنی) والیٹرا کی غارت گری۔ وہ روپیہ جو مونٹی ڈیلی فان سیالا سے لیا تھا۔ اور جس سے بہت جدال و قتال واقعہ ہوئے تھے۔ اور پازی کے سازش کے بعد جو کُشت و خون ہوئے تھے۔ جب کہ وہ یہ کہہ رہا تھا۔ تو وہ پھر گھبرا اُٹھا۔ اور ساوانارولا نے متواتر (کہ خدا اچھا ہے۔ خدا رحیم ہے) دوہرا کر تسکین دینے کی کوشش کی۔ لورنزو نے مشکل سے بولنا بند ہی کیا تھا۔ جبکہ ساوانارولا نے کہا۔ تین باتیں آپ سے درکار ہیں۔ باپ وہ کیا ہیں"

ساوانارولا کا چہرہ سنجیدہ بن گیا - اور اپنی دہنے ہاتھ کے اونگلیاں اٹھا کر اُس نے اس طور پر شروع کیا - پہلے یہ ضروری ہے کہ آپ کو کامل اور سچا اعتقاد خدا کی رحم میں ہونا چاہیئے - وہ مجھے نہایت پوری طور پر ہے - دوسری یہ ضروری ہے کہ آپ واپس کردو وہ چیز جو ناجایز طور پر اپنے چھینی ہے یا اپنے لڑکوں کو تلقین کرو کہ وہ آپ کے خاطر اُسے واپس کر دیویں - اُس طلب سے وہ متعجب اور رنجیدہ معلوم ہوا - پھر بھی ذرا کوشش کرکے اپنا سر ہلاکر منظوری دیدی -

ساوانارولا پھر اٹھ کھڑا ہوا - اور جب کہ قریب المرگ شہزادہ خوف سے بستر میں سکڑ رہا تھا - تو مرشد حوصلہ پاتا ہوا معلوم ہوا - اور اُس نے کہا لاکہ سب سے آخر یہ بات ہے کہ فلورنس کے باشندوں کو حریت واپس دلائی چاہیئے - ساوانارولا کا چہرہ سنجیدہ تھا اُس کی آواز قریباً خوفناک تھی - اُس کی آنکھیں گویا کہ جواب کے پڑھنے کے لیے لورنزو کے آنکھوں سے لگی ہوئی تھیں - جس نے اپنی تمام طاقت جو کہ قدرت نے اُسمیں باقی رکھی تھی جمع کرکے حقارت سے اپنی پیٹھ بلا بولنے ایک لفظ کے پھیر لی - اور اس طور پر ساوانارولا بلا مغفرت کی دعا دینے کے اُسے چھوڑ کر چلا گیا - اور لورنزو پشیمانی سے مغلوب ہوا اور اس کے بعد جلد اُس کا دم نکل گیا -

اُس کا بیٹا پائیرو اُس کا جانشین ہوا - وہ ہر ایک امر میں اپنے باپ سے بدتر تھا - اُس نے علم و ہنر کی کچھ پروا نہ کی - بلکہ فضیحت گری اور عیاشی میں پڑ گیا - ساوانارولا پہلے کی طرح وعظ کرتا رہا - اُس کی جرأت بڑھ گئی - اور اُس کا نام دور اور نزدیک پھیل گیا - پائیرو کے رسوخ سے اُس کو فلورنس سے کچھ عرصے کے لیے بھیجدیا گیا - اور پیسا - جینوا - اور دیگر قصبوں میں وہ وعظ کرتا رہا - وہ پھر فلورنس واپس آگیا - قانون مساکین اُس نے اپنی خانقاہ میں جاری کیا - اور یہ خواہش کی کہ ہمنت خود محنت کرکے گذارہ کریں انجیل مقدس کی تعلیم کی اُس نے خاص حوصلہ افزائی کی - اور یہ خواہش کی -

گروہ اور اُس کے برادراں غیر مذہب لوگوں کے تلقین کے لیئے باہر جایا کریں۔
جب مصایب اُس پر نازل ہوئے۔ تو اُس نے فلورنس کے چھوڑ دینے اور مشنری
کا کام اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔
لیکن آخر کار وہ وہیں رہا۔ لوگوں نے اُس کو جانے نہ دیا۔ وہ ڈمبو میں انبوہِ
غفیر کو وعظ کرتا رہا۔ وہ نہ صرف اُس زمانے کی بُرائیوں کے سخت برخلاف تھا۔
بلکہ پیشواؤں کے بھی برخلاف تھا۔ جو اپنے غرض سے غافل رہتے تھے۔ اُس نے لوگوں
سے پادریوں کے نسبت کہا تم انہیں سنہری کلاہ جو جواہرات سے جڑے ہوئے ہیں
سر پر پہنے ہوئی اور چاندی کی صلیب دار عصا اُن کے ساتھ قربانگاہ کے سامنے کمخواب
کی قبا پہنے ہوئے کھڑی ہوئی آہستہ آہستہ شام کی اور دیگر نمازیوں کو بڑی
طمطراق سے نماز پڑھاتے ہوئے مع باجہ اور گانیلوالوں کے دیکھتے ہو۔ جب تک
کہ تم بالکل مست ہو جاتے ہو۔ پہلے پادریوں کے پاس درحقیقت اتنے سنہری کلاہ
نہ تھے اور نہ اسقدر کٹوریاں تھیں۔ اور وہ ایسی کٹوریاں غریبوں کی ضروریات
رفع کرنے کے خاطر دے ڈالتے تھے۔ ہمارے امام اپنے پیالے ایسے غریبوں سے
کہ جن پر اُن کا گذارہ ہوتا ہے۔ لے لیتے ہیں۔ ابتدائی گرجے میں لکڑی کی
کٹوریاں اور سنہری پادری ہوتے تھے۔ لیکن آجکل گرجے میں سنہری پیالے
اور چوبی پادری ہوتے ہیں۔
پائرو ڈی میڈیکی نے فلورنس میں شاہی طاقت حاصل کرنے کے غرض سے پوپ
اور نیپلز کے بادشاہ کے ساتھ گہرا اتحاد پیدا کیا۔ لیکن اُس نے اچانک اُن کو
چھوڑ دیا۔ جب کہ اُس کو معلوم ہوا۔ کہ فرانسیسی اطالیہ پر حملہ آور ہوئے ہیں
لڈ ڈیکو نے جو ایک مور تھا۔ میلان کے سلطنت کو غصب کر لیا۔ اور فرانسیسی بادشاہ
چارلس ہشتم کو اطالیہ پر حملہ کرنے اور نیپلز کے بادشاہت کے فتح حاصل کرنے کے
لیے مدعو کیا۔ ایک فرانسیسی فوج اس کے مطابق سرحد سے عبور کر آئی۔ اور جنوبی
جانب کوچ کیا۔ ہر ایک قصبے اور شہر کو جس پر انہوں نے قبضہ کیا۔ لوٹ لیا۔

اور ہر ایک سد راہ کو دفع کردیا۔ پھر پائرو کو چارلس ہشتم کے پاس جانے اور اُس کے ساتھ صلح کرنے کا خیال آیا۔ پائرو نے مشہور قلعہ سرزانا کا اور نیز پائیٹرا سنتا کا قصبہ اور پنیرا اور لگ ٹارن شہر اُس کے حوالے کر دیئے۔

فلورنس کے باشندے اپنے حکمران کی کمینگی سے ناراض ہو گئے۔ مجسٹریٹوں کے محل میں اُسے داخل ہونے سے روک دیا۔ اُس کی ذاتی سلامتی خطرے میں پڑ گئی۔ اور وہ جلدی وینس میں چلا آیا۔ فلورنس عام بغاوت کرنے پر آمادہ تھا۔

میڈیکی کے پیروان پادشاہ کے طرفدار تھے۔ اور خلقت کا انبوہ سلطنت جمہوری چاہتا تھا۔ دونوں فریق میں چھری کٹاری چل رہی تھی۔ ساوانارولا ہی صرف ایک آدمی تھا۔ جس کو خلقت پر رسوخ حاصل تھا۔ وہ اُن سب کو ڈیمو میں لیے آیا۔ اور وہاں اُن کو تشفی دینے کی کوشش کی۔ اور ساتھ ہی اُس نے اُن کو توبہ کرنے۔ اتفاق کرنے۔ خیرات کرنے اور اعتقاد رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ دوسرے طور پر بغاوت جو قریب معلوم ہوتی تھی۔ فرو کی۔

فلورنس کے رؤساء شہر کی ایک سفارت فرانس کے بادشاہ کی خدمت میں حاضری کے لیے منتخب کی گئی۔ اُن میں سے ساوانارولا بھی ایک تھا۔ سفیر بگھیوں میں گئے۔ ساوانارولا پا پیادہ گیا۔ جو اُس کا معمولی طریق سفر کرنے کا تھا۔ سفیروں نے بادشاہ سے ملاقات نہ کی۔ اور اپنی کوششوں میں ناکام رہے۔ فلورنس میں واپس آتے ہوئے اُن کو ساوانارولا پیدل جاتا ہوا ملا۔ وہ تنہا فرانسیسوں کے کیمپ میں گیا۔ اور بادشاہ سے شرف نیاز حاصل کیا۔ اُس نے التماس کی اور قریبا خواستگاری کی کہ وہ فلورنس شہر کی اُس کے مستورات کی اُس کے شہر باشوں اور اُس کے حریت کی عزت افزائی کرے۔ یہ رائیگاں ہوئی۔ فرانسیسی فوج اُس کے تھوڑی دیر بعد فلورنس میں بلامقابلہ داخل ہو گئی۔ فوجیں میڈیکی کا محل لوٹنے میں لگ گئیں۔ اور نہایت بیش قیمت نمونہ جات ہنرمندی غارت کر کے لے گئے۔ اس میں خود فلارنس کے باشندہ شریک ہو گئے۔

جو کہلم کھلا جو کچھ انہیں - نایاب اور بیش بہا چیز معلوم ہوئی لے گئے یا تصرف بیجا میں لائے - اس طور پر ایک ہی دن میں نصف صدی کا بیش بہا اندوختہ تباہ یا منتشر ہوگیا -

جب فرانسیسی فوج جنوبی جانب کوچ کر گئی - تو فلورنس بلا حکمران کے رہ گیا میڈیکی کی طرفدار گویا کہ جادو سے غایب ہو گئی - لوگوں کی مرضی کی رہنمائی ساوانارولا پر چھوڑی گئی - آیندہ کی انتظام حکومت کی بارہ میں اُس نے اُس کونسل کو جو اُس نے طلب کی تجویز کیا - کہ گورنمنٹ کے وینیشین طریق کو رواج دیا جاوے اس نے کہا وہی ایک طرز ہے جو عام بربادی سے باقی رہ گیا ہے - اور استحکام طاقت اور عزت میں بڑہا ہے - اس مضمون پر لمبی بحث چھڑ گئی تاوقتیکہ عارضی حکومت طے پا گئی اس طور پر ایک ہی سال میں فلارنس کی آزادی قایم ہو گئی ؛ ساوانارولا وعظ کرتا رہا - اُس نے ترقی ریاست - رفاہ گرجا اور درستی طرز معاشرت کی ترغیب کی - محاصل آزادی کا لوگوں میں رواج دیا - سچی آزادی - اُس نے کہا - وُہی صرف آزادی ہے جو نیک زندگی کی بسر کرنیکی قصد میں داخل ہے - وہ کس قسم کی آزادی ہو سکتی ہے - جو ہمیں ہوا و ہوس میں مبتلا کر دیوے - اچھا پھر اس بحث کا مقصد حاصل کرنے کے لیئے کیا آپ فلارنس والے حریت کے خواہاں ہو - کیا آپ شہر باش آزاد ہونا چاہتے ہو - پھر سب سے زیادہ خدا کی پرستش کرو - ہمسایہ سے الفت رکھو - ایک دوسرے سے محبت کرو - اور رفاہیت خلق سے محبت رکھو - جب تم میں یہ محبت ہوگی - اور تمھاری درمیان میں ایسا اتفاق میسر ہوگا - تب تمکو سچی حریت نصیب ہوگی عملی وقعت کی قابل باتوں میں سے جن کا سلطنت جمہور نے رواج دیا - تخفیف ٹکس انصاف میں ترقی اور مانٹی ڈی پایٹا کی انعقاد سے سود خواری کی موقوفی تھی یہودی صراف ساڑھے بتیس روپیہ سود قلیل رقموں پر جو وہ مزدور پیشہ لوگوں کو قرض دیتے تھے - لیتے تھے - اس کے برعکس مانٹی ڈی پایٹا بطور ایک سرکاری محکمہ کے منعقد کی گئی -

اس غرض سے کہ نہایت رحیمانہ [illegible] شہروں کی آبادی بڑھ جائے
یہ ساوانا رولا کے خاص کوششوں سے [illegible] کیا گیا - نیز جلا وطن
شدہ ڈانٹی کے اولاد کو واپس بلوا لیا گیا - میڈیچی [illegible] نہایت غریبی کی حالت
کو پہونچ گئے تھے - اس اثنا میں شہر کی صورت بالکل بدل گئی تھی - عورتوں
نے قیمتی زیورات پہننے ترک کر دئے تھے - اور سادہ لباس میں ملبوس رہتی
تھیں جوان آدمی باحیا اور بامذہب بن گئے - دوپہر کے قیلولہ کے وقت میں
دوکاندار اپنی دوکانوں میں انجیل مقدس مطالعہ کرتے ہوئے - یا کسی پادری
کی کتاب پڑھتے ہوئے دکھائی دیتے تھے - گرجے آباد تھے - اور مستقل
خیرات دل کھول کر دی جاتی تھی - لیکن سب سے تعجب کی بات یہ معلوم ہوتی ہے -
کہ سوداگر اور بنکر ضمیر کے دباؤ سے وہ رقمیں جن کی بعض اوقات ہزاروں
فلورنس (ایک قسم کا سکہ) کی تعداد ہو جاتی تھی - جو انہوں نے ناواجب
طور پر حاصل کی تھیں - واپس دیدیتے تھے - یہ سب باتیں ایک اکیلے
آدمی کے ذاتی رسوخ کے سبب سے حاصل ہوئیں -

سنہ ۱۴۹۵ء کے چالیس روزوں کی نماز کے بعد ساوانا رولا بالکل تھک چکا
تھا وہ قلیل خوراک پر بسر کرتا تھا - اور روزے وفاداری سے رکھتا تھا -
اس کا بستر ہر کسی کے بستر سے زیادہ سخت تھا - کوٹھڑی نہایت غریبانہ
طور سے آراستہ تھی - وہ ہر قسم کی آسایش سے پرہیز کرتا تھا - اگر وہ دوسروں
پر سختی کرتا تھا - تو وہ اس سے زیادہ اپنے لئے سخت گیر تھا - وہ غیر معمولی درجے
تک لاغر ہو گیا تھا - اس کی طاقت ظاہری طور پر جاتی رہی تھی - اور اس
کی کمزوری اندرونی بیماری کی وجہ سے بڑھ گئی تھی - ولاری کہتا ہے - کہ
مگر پادری کی ایسی غیر مغلوب ہمت تھی - کہ جوں ہی کہ پولیٹکل جد و جہد رفع
ہو گئی - اس نے پھر جا بجا پر سلسلہ وعظ خوانی کا شروع کر دیا - اس کی جسمانی
کمزوری سے اس کا اخلاقی ارتقا بڑھ گیا تھا اس کے انکھوں سے آگ برستی تھی -

اور اُس کا تمام جسم کانپتا تھا۔ اس کی تقریر معمول سے زیادہ پُرجوش تھی۔ لیکن ساتھ ہی زیادہ ملایم تھی۔

برلامیشی کہتا ہے کہ ساوانارولا نے نہایت سخت اور خوفناک وعظ خوانی کی جو معرض تحریر میں لائی جا کر پوپ کے پاس بھیجی گئی۔ آخر الذکر نے غضبناک ہو کر اُسی فرقہ کے بڑے پادری کو۔ جو ایک بڑا عالم آدمی تھا۔ بلوا کر کہا کہ اس تقریر کا جواب دو۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس پادری کے برخلاف مجادلہ قایم رہے۔ بڑے پادری نے جواب دیا۔ پاک باپ۔ میں ایسا کرونگا لیکن مجھے اُس کے مغلوب کرنے کے خاطر جواب دینے کے واسطے وسایل درکار ہیں پوپ نے کہا۔ کیا وسایل ہیں۔ پادری کہتا ہے۔ کہ ہمیں کسبیں نہیں رکھنی چاہییں یا ملازمتوں کے خرید و فروخت میں حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئیے۔ اور جو کچھ وہ کہتا ہے۔ سچ ہے۔ پوپ نے جواب دیا۔ کہ اُس کو اس سے کیا تعلق ہے؟ بشپ نے جواب دیا۔ اُسے انعام دو۔ اور دوست بناو۔ اور سرخ ٹوپی دیکر اُس کی عزت افزائی کرو۔ تاکہ وہ پیشین گوئی کرنا چھوڑ دے۔ اور جو کچھ اس نے کیا ہے۔ اس سے باز آئے۔

۱۴۹۵ء میں ساوانارولا کو عرب بیاٹی نے جو فلورنس والوں کے سازش کنندگان کی ایک کلب جو میڈیکی کا خیرخواہ تھی۔ قتل کرنے کی دھمکی دی۔ انہوں نے خیال کیا۔ کہ نیکمرد کو مار کر وہ سلطنت جمہوری کا خاتمہ کردینگے پھر مسلح آدمیوں کی والنٹیر جماعت نے اُس کو گھیر لیا۔ اور ڈیمو سے سینٹ مارک کے خانقاہ تک اُس کے ساتھ گئے۔ پوپ بورگیا سکندر ششم نے ایک مختصر تحریر روم میں لکھی۔ جس میں اُس کی وعظ خوانی بند کروا دی اور ساتھ ہی اُس کو غلط مسایل کا پھیلانے والا اقرار دے کر اُسے ملامت کی۔ جب کہ وہ خاموش کر دیا گیا تھا۔ تو عرب بیاٹی نے روک خواہشات نفسانی کو اور کارنوال کے فحش و مچھیلوں کو ترو تازہ کرنے کے لیے تیار

ہوگئی۔ ساوانارولا نے اصلاح بچگاں نام کو شستہ قصہ ہوئی۔ یہ اچانک چار پول
تدبیر کی۔ چنانچہ اُس کے رُفقا کے بچے ایک جلوس بنا کر فلاں تا ہے۔ ساوانارولا نے
جاتے اور لوگوں سے روپیہ اس غرض سے جمع کرتے۔ گون کو متنبہ کیا تھا۔ کہ
عارفوں کو غریبوں کی امداد کے واسطے دیا جاوے۔ اُنہیں۔ حُریت کیواسطے
اپنا حکم واپس لے لیا۔ اور ساوانارولا کو پیشتر کی طرح وعظ رکھیں۔ اور سب
دیدئی۔ اس نے ساوانارولا کو اپنا کارڈنل (پوپ صاحب کے مجلتی)۔ کہ خدا کے
بنانا چاہا۔ بشرطیکہ آیندہ وہ اپنے وعظوں میں طرز تقریر بدل لیوے بس میں
اُس نے اس درخواست سے انکار کر دیا۔ ڈیموہیں دوسرے دن صبح جو اُس
وعظ خوانی کی اُس میں اُس نے کہا۔ کہ مجھے نہ لال ٹوپی درکار ہے نہ عصا۔ نہ
کچھ چھوٹی چیز چاہیئے نہ موٹی۔ سوائے اُس چیز کے جو ولیوں کو دی گئی ہے (یعنی
موت) اگر میں مرتبے کا خواستگار ہوتا۔ تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔ کہ میں اس
وقت یہ چھیٹرا بجائے چوغہ کے پہنا ہوا نہ ہوتا۔ میں اپنی جان فرض کے خاطر
دینے کے لیے بالکل تیار ہوں۔

سلطنت جمہوری کو بڑی بڑی مشکلات پیش آئیں۔ پیزا کے محاصرہ میں
فلورنس والے بڑے مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ غریب آدمی بازاروں میں یا
سڑکوں کے دونوں طرف بھوکے مرتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ پھر طاعون
پھوٹا اور بہت غارتگری کی۔ وہ سینٹ مارک کے خانقاہ میں داخل ہو گیا۔
ساوانارولا نے ڈرپوک اور بیماروں کو باہر بھیجدیا۔ اور وہ خود اپنے وفادار
پیرواں کے ساتھ وہیں رہا۔ شہر میں قریبا سو آدمی روز مرتے تھے ساوانارولا
ہمیشہ طاعون زدہ گھروں میں جانے کے لئے اور مرنے والوں کیلئے آخری مذہبی
فرائض یا رسومات ادا کرنے کے لئے تیار رہتا تھا۔ قریبًا ایک مہینے کے بعد طاعون
کم ہو گیا۔ اور سلطنت جمہور کے برخلاف سازشیں پھر شروع ہو گئیں۔
اب ساوانارولا زیادہ تر اپنی خانقاد سے باہر نہ جاتا تھا۔ اور انگریز

اس کے بعد عام لوگوں کی رائے میں بڑی تبدیلی واقعہ ہوئی۔ یہ اچانک چاروں طرف پھیل گئی مانند ایک پھریرے کے جو ہوا سے اڑتا ہے۔ ساوانارولا نے آٹھ برس فلورنس کے شہر میں کام کیا تھا۔ اس نے لوگوں کو متنبہ کیا تھا۔ کہ وہ پشیمان ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ امن سے رہیں۔ حریت کے واسطے جد و جہد کریں بدکاری اور قماربازی کو ایک طرف اٹھا رکھیں۔ اور سب سے بدتر جیسا کہ اس نے خود خیال کیا۔ اس نے ان کو ترغیب دی تھی۔ کہ خدا کی مدد سے گرجا کی عالمگیر ترقی میں فوراً مصروف ہو جائیں۔ وہ فلورنس میں نہایت ہر دلعزیز آدمی تھا اب وہ نہایت ہی غیر ہر دلعزیز ہو گیا۔ ہوا اچانک پھر گئی۔ ساوانارولا کے پیرواں یا تو غائب ہو گئے۔ یا انہوں نے اپنے تئیں چھپا لیا تھا۔ کیونکہ اب تمام فلورنس اس کا مخالف دکھائی دیتا تھا۔

فرانسسکو والوں نے آگ کے آزمایش کے واسطے اس کو کہا یعنی اگر تو سچا ہے تو آگ میں پڑ کر سلامت چلا آ۔ یہ وسطی زمانے کا عجیب دستور تھا ساوانارولا نے اس کی مخالفت کی۔ گو اس کا بھائی ڈومینکو اس کو قبول کرنے کے لیے آمادہ تھا۔ کیونکہ اس عارف پر اس کو بہت بڑا اعتقاد تھا اور بھی اس کے شریک ہونے کے لیے تیار تھے لیکن ساوانارولا نے مجوزہ آزمایش میں بالکل کمزوری اور نادانی دیکھی۔ اور اس نے آگ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ جلدی ظاہر ہوا۔ سینٹ مارک کی خانقاہ پر خلقت کا انبوہ زیر سرپرستی کمپگنیکی حملہ آور ہوا۔ جس نے اس کو آگ لگا دینے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ ساوانارولا کے بعض دوست مسلح وہاں پر موجود تھے۔ جنہوں نے اس جگہ کو بچانا چاہا۔ لیکن اس نے ان کو کہا۔ مجھے جانے دو۔ کیونکہ یہ طوفان میرے وجہ سے اٹھا ہے۔ مجھے اپنی تئیں دشمن کے حوالے کرنے دو۔ لیکن دوسرے عارفوں نے اس کو اپنے تئیں حوالہ کرنے سے منع کر دیا۔ سنیاری نے پھر ایک فوج کا دستہ وہاں بھیجا۔ چوبداروں

نے ہر ایک شخص کو خانقاہ میں اپنے ہتھیار چھوڑ دینے کے لیئے حکم دیا۔ اور ظاہر کیا
کہ ساوانارولا کو جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ اور اس کو فلورنس کا ملک بارہ گھنٹے
میں ترک کرنے کے لیئے حکم دیا گیا ہے۔ خانقاہ کے مسلح آدمی اس کو بچانے میں
لگ گیئے۔ اور طرفین سے بہت سے آدمی مارے گیئے۔ ساوانارولا دعا مانگتا رہا
آخرکار اندر اور باہر جانوں کا اتلاف دیکھ کر اُس نے اپنے بھائیوں اور دوستوں کو بچاؤ
کے چھوڑنے اور اُس کے پیچھے پیچھے لائبریری میں جو خانقاہ کے پشت پر واقعہ تھی چلے
آنے کے واسطے کہا۔
اُس ہال کے درمیان میں صنوبر کی کے صاف گنبد میں اُس نے پوجا پہ رکھدیا۔ اور
اپنے بھائیوں کو چاروں طرف سے اکٹھا کر کے اپنے آخری اور یادگار الفاظوں میں
مخاطب ہو کر کہا۔ میرے بچو! خدا کے سامنے اور مقدس ساتھیوں کے سامنے کھڑے
ہوئے اور خانقاہ میں پہلے ہی پھنچتے ہوئے اپنے دشمنوں کے ساتھ میں اب
اپنے مسایل کی تصدیق کرتا ہوں۔ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ وہ خدا کے جانب سے
مجھے نازل ہوا ہے۔ اور وہی آسمان پہ میرا گواہ ہے۔ جو کچھ کہ میں کہتا ہوں سچ
ہے مجھے اس بات کا کم خیال تھا۔ کہ تمام شہر اتنے جلدی میرے برخلاف ہو جائیگا۔
لیکن خدا کی مرضی پوری ہو گی۔ میری آخری نصیحت تمکو یہ ہے۔ تمھارے۔ ہتھیار۔
اعتقاد۔ صبر اور دعا ہوں۔ میں تمہیں گھبراہٹ اور تکلیف میں اپنے دشمنوں کے
ہاتھ میں جانے کیلئے چھوڑتا ہوں۔ میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ آیا وہ میری جان
لینگے لیکن اس بات کا مجھے یقین ہے۔ کہ مر کر میں بہشت میں تمہارے لیئے زیادہ
کچھ کر سکونگا۔ بہ نسبت اسکے کہ زندگی میں میں تمھارے لیئے کبھی مجھے طاقت تھی تشفی
رکھو صلیب سے بغلگیر ہو۔ اور اُسکے ذریعہ سے تمہیں نجات کا بندرگاہ ملیگا۔
فوج اندر آن گھسی۔ اور ساوانارولا کو قید کر لیا۔ اُس کے ہاتھ اُس کے پیچھے باندھ
دیئے گئے اور سنیاریہ کے پاس اُسے قید کر کے لے گیئے لوگ خشمناک تھے۔ اور
مشکل سے اُسے قتل کرنے سے باز رکھے گیئے۔ برادروں میں سے دو نے اُس کے ساتھ

جانے کے لیے اصرار کیا۔ سنیاری پہونچکر تینوں عارف اپنی اپنی کوٹھریوں میں بند
کر دئے گئے۔ ساوانارولا کو وہ کوٹھری دی گئی جس کو البرگھیتنو کہتے تھے
ایک چھوٹا سا کمرہ پلازو کے برج میں تھا۔ (یعنی) وہی جس میں کاسموڈی
میڈیکی کچھ عرصے تک قید رکھا گیا تھا۔ ساوانارولا کو فوراً اذیت پہنچانی شروع
کی گئی مجسٹریٹوں کے سامنے اوپر کے کمرے میں بارگیلو میں لے گئے اور قیل و قال
دھمکی اور بےعزتی کرنے کے بعد انہوں نے اس کو ایک لٹکے ہوئے رسے سے
باندھ دیا۔ اس قسم کے عذاب میں ایک رسا ایک چرخی سے لگا دیا گیا تھا
جو ایک اونچی بلی کی چوٹی پر لگائی گئی تھی۔ جس شخص کو اذیت پہونچائی جاتی
تھی۔ اس کے ہاتھ اس کے پیٹھ کے پیچھے باندھ دئے جاتے تھے۔ اور رسی کا سرا
اس کی کلائی میں لپیٹ دیا جاتا تھا۔ اور اس حالت میں اس کو اوپر کھینچ کر
جلاد فوراً نیچے چھوڑ دیا کرتا تھا۔ بازو پیچھے سے کھچے جا کر نیم دائرے کی شکل
میں ہویدا ہوتے تھے۔ پٹھے اس طور پر پھٹ جاتے تھے۔ اور اعضا پر جانکنی
کی وجہ سے رعشہ پڑ جاتا تھا جب کچھ عرصے تک یہ عمل کیا جاتا تھا۔ تو عذاب سے
خفقان اور موت پیدا ہونی یقینی امر ہوتا تھا۔

ساوانارولا اپنی ابتدائی عمر سے نحیف اور حس دار جسم کا تھا۔ اور بوجہ اپنی
عادتی پرہیزگاری کے اپنے لمبی شب بیداری کے اپنی قریباً مسلسل وعظوں کے نیز
ایک سخت اندرونی بیماری کے وہ اس قدر کمزور اور سست ہو گیا تھا۔ کہ اس
کی زندگی کو کہا جا سکتا ہے۔ کہ صعوبت کا پتلا بن گئی تھی۔ اور یہ کہ وہ اپنی مستقل
مزاجی کی طاقت سے قایم تھی۔ سب کچھ آخری دنوں میں واقعہ ہوا (یعنی) اس
کے خطرات وہ بےحرمتی جو اس سے کی گئی۔ اس کا نتیجہ۔ یہ دیکھنا کہ فلورنس کے
باشندوں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ یہ باتیں اس کے دل پر کچھ کم اثر پیدا کرنے
والی نہ تھیں۔ اس حالت میں اسے سخت اور بے رحمانہ اذیت پہنچائی گئی اس
کو رسے سے کھینچکر یک لخت بہت مرتبہ نیچے لڑھکا یا گیا۔ اس کا دل ہجایر پریشان

ہونے لگا اُس کے جواب غیر مسلسل ہو گئے۔ اور آخر کار گویا کہ اپنی زندگی سے
مایوس ہو کر ایسی آواز سے جس سے کہ پتھر کا دل پگھل جاوے۔ چلا اُٹھا۔ اے خدا!
لے لے او میری جان لے لے۔

آخر کار اذیّت رسانی بند کی گئی۔ وہ اپنے جیلخانہ میں چُور چُور اور لہولہان ہوتا
ہوا واپس لے جایا گیا۔ کوئی شخص مشکل سے اُس کے مصائب کا جورات کو ہوئیں
خیال کر سکتا ہے۔ دن چڑھا اور دو پہر کے وقت برائے نام تحقیقات شروع ہوئی
تمام جج اُس کے دشمن تھے۔ اُسے سوال کیا گیا۔ اور اُس نے جواب دیا۔ ایک
فلورنس کے وکیل سیکوم نے سنیاری کے درمیان میں اس بات کا افسوس سُنکر
کہ ساوانارولا کے برخلاف کوئی بات معلوم نہ کر سکے کہا۔ جہاں کوئی وجہ موجود
نہ ہو وہاں ایک اختراع کرلی چاہیے۔ چار سو ڈوکٹ (ایک قسم کا سکہ) ججوں نے
اُسے پیشکش کیے۔ کہ وہ تحقیقات کی غلط یاداشت اور جوابات کو اُلٹ پھیر تیار کرے
تاکہ ملزم کی سزایابی میں کامیابی حاصل ہو سکے۔

ایذارسانی ہر روز لینٹ کے تاریک اوقات میں اور ایسٹر کے خوش آیند زمانے میں
جاری رکھی گئی۔ تحقیقات ایک مہینے تک جاری رہی ایک دن ساوانارولا کو رسے
سے چودہ مرتبہ اوپر کھینچکر نیچے زمین پر جھٹک کر پھینکا گیا۔ اُس نے کبھی حوصلہ
نہ ہارا۔ اُس کا جسم تکلیف سے کانپتا تھا۔ لیکن اُس کی مستقل مزاجی نے چوک تھی
اُنہوں نے جلتے ہوئے انگارے اُس کے پاؤں کے تلوؤں میں لگائے۔ لیکن وہ کبھی
حوصلہ نہ ہارا۔ اس کو پھر جیلخانہ میں واپس بھیجدیا گیا۔ جہاں وہ ایک مہینے رہا۔
پوپ کے کمشنر ۱۵ مئی سنہ ۱۴۹۸ء کو پہونچے۔ ساوانارولا کو
پھر تیسری مرتبہ زیر تحقیقات لایا گیا۔ کارڈنل رومولینو کے زیر فرمان وحشیانہ
بیرحمی سے اُس کی پھر کھال ادھیڑ کر عذاب پہونچایا گیا وہ بیہوش ہو گیا۔ اور بے
معنی جواب دیتا رہا۔ جو وکیلوں نے بالکل بدل دیئے۔ اُس نے اُسے کھلوایا جو کچھ کہ
اُس کے اذیّت دہندگان اُسے کھلوانا چاہتے تھے۔ اور پھر بھی وہ اپنے مطلب میں

کے ساماں نیز اُس کے دوسرے بہت سے دلچسپ یادگاریں - اُس مقام پر دیکھنے میں آتی ہیں -

اطالیہ نے مدت مدید سے فلارنس سے دانتی کی جلا وطنی کا فرمان منسوخ کردیا ہے - اور اپنی تمام بڑے شہروں میں اُس کی یادگاریں - بُت استادہ کرکے اُس شہر کی تردید کردی ہے - وہ نیز کیوں - ساوا نارولا کے حق میں بھی انصاف نہیں [illegible] جو محب الوطن اور شہید تھا - اور وہ کیوں اُس کی یادگار قایم نہیں کرتا [illegible] وہ آیندہ زمانہ کے لیئے نمونہ ہو اور اس مطلب کے لیے سب سے موزوں وہی مقام - پلازو وکیشیو کا چوک ہے - جہاں ایسی بہادری اور جاں فروشی سے - اُس نے اپنی جان مذہبی حریت اور انسانی آزادی کے حق میں دی ڈالی -

باب ہفتم

ناخدا

انگلستان پرشوکت سمندر سے گھیرا ہوا ہے جس کے چٹانی دار کنارے پانی کے دیوتا کی پر اشتیاق لہروں کو مار کر پیچھے ہٹا دیتے ہیں (فیکن) لیکن او! تو شاندار اور خوبصورت سمندر صحت اور خوشی اور نعمتیں تجھ میں ہیں بڑی غرور سے اور خوش دلی سے میں تیری آواز سنتا ہوں - جس میں تو مجھے رونے اور پھر خوشی منانے کی ہدایت کرتا ہے رونے کی ہدایت اُن پیاروں کے واسطے جو تیرے لہروں میں دفن ہیں

اور خوشی کی تلقین اُس (عیسیٰ مسیح) کے باعث جس نے موت پر نصرت حاصل کی تھی۔ (پورٹس کے کپتان ہیر صاحب) کشتی کے سرے میں دوسری دنیا کا تحفہ ہے۔ اس کے بغیر کونسا جہاز ایسا مضبوط ہوگا۔ جیسا کہ سفید اور شورکن سمندر ہے لیکن کیلیں جو کشتی کے سروں کے تختوں کو آپس میں جوڑتی ہیں وہ دنیا کے مختلف ملکوں کو آپس میں ملانے کا کام دیتی ہیں اُن کا لوہا آسمان سے بجلی اُتارنے کی نسبت یہ بڑا کام کرتا ہے۔ کہ وہ عالم کے چاروں طرف محبت کو پھیلاتا ہے (رسکن صاحب)

(بدریا در منافع بے شمار است۔ اگر خواہی سلامت بر کنار است)

سمندر نے نہایت دلیر آدمیوں کو پالا ہے۔ سمندری سفر کی زندگی خطرات انسان کو حوصلہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور نہ صرف ہمت کی۔ بلکہ فرض کے عمیق خیال کی جہازی زندگی صبر، چستی اور خبرداری کی زندگی ہے۔ یہ تفکرات اور ذمہ داریوں سے پُر ہے۔ یہ ساحل کی زندگی کے مانند نہیں ہے۔ جہاں کہ ایک آدمی اپنے دن کے کام کے خاتمہ کے بعد۔ بستر میں جاکر بلا خوف سو سکتا ہے۔ ملاح کو متواتر رات اور دن چوکس رہنا پڑتا ہے۔ لمبے جہازی سفروں میں اکثر ملاح اپنی کوٹھڑی میں تنہا نہیں بیٹھ سکتا ہے۔ جب کہ طوفان بیٹھ جاوے۔ اور سمندر ساکن ہو جاوے لیکن وہ ہوشیار اور چالاک بن جاتا ہے۔ جب کہ طوفان اُٹھتا ہے۔ اور سمندر شائیں شائیں کرنے لگتا ہے جو بادبانوں کو لپیٹا ہوتا ہے۔ یا جہاز کو کھٹکانے لگا یا ہوتا ہے۔ خواہ رات یا دن۔ جہازی پال پر چڑھتا ہے۔ تنہا جاتا ہے۔ اور اپنی جان جوکھوں کے ساتھ پہونچتا ہے۔ خواہ ہوا کا جھکڑ اُس کو اُڑا کر لے جائے۔ خواہ سمندر کے تیز تھپیڑے۔ جو جھونکا جہاز کو لگتا ہے۔ اُس کے اچانک صدمے سے وہ سمندر میں ڈھلک جاوے۔ اور طوفان میں اور رات کے اندھیرے میں اُسکا

گویا شفق میں بھی نہیں آتا ہے - پر جہاز پہلے کی طرح چلتا رہتا ہے - اور ہمیں
پہنچا دیتا ہے کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی -

کھلی کشتی میں اور خشکی کے نظروں سے باہر جب پہلا آدمی سمندر میں گیا ہوگا
تو ضرور اسے اپنی نئی حالت پر خوف چھا گیا ہوگا - اُس کے آس پاس کچھ نہ ہوگا -
اوپر آسمان اور نیچے سمندر - صرف ایک تختہ اُس کے اور موت کے درمیان حائل
ہوگا کس قسم کی نئی ذمہ واری اور ہمت اُس پہلے جہازی نے معلوم کی ہوگی -
اُن لوگوں کے لیے بھی جو کنارے پر ہیں - سمندر ایک بڑا معلم ہے - ڈاکٹر
آرنلڈ صاحب فرماتے ہیں - ایک ہوشیار بچے کے عادات کو کوئی چیز فراخ نہیں
کرتی ہے جسقدر کہ سمندر کا پہلا نظارہ کرتا ہے - ڈاکٹر جیننگ جب لڑکے
تھے - تو اپنا بہت سا وقت نیوپورٹ کے مقام پر سمندر کے کنارے خرچ کرتے
تھے - انہوں نے بعدازاں فرمایا - کہ دنیا کی کسی جگہ نے اس سے زیادہ تربیت
کرنے میں - بہ نسبت اُس کنارے کے مجھے مدد نہیں دی -

بعض لوگ سمندر کو پانیوں کا ایک بڑا ویرانہ خیال کرتے ہیں - ایک شخص جو
پہاڑ کی چوٹی سے سمندر کو دیکھتا ہے - تو یہ ایک لامحدود شے دکھائی دیتا
ہے - سوای پانی کے دہنے اور بائیں اور کوئی چیز نہیں ہوتی ہے - صاف موسم
میں لہریں - ہلکے ریت پر تمہارے پاؤں چاٹنے کے لیے آتی ہیں پھر یہ جھکے
کھاتے ہوئے وحشیانہ طور پر چڑھ آتی ہیں - اور اپنے بڑے لڑھکتے ہوئے
موجوں میں کنارے پر آن کر ٹکر کھاتے ہیں - اور پاش پاش ہو جاتی ہیں ایک
وقت خاموش اور بھلا ہوتا ہے - اور دوسرے وقت یہ چیتے کے مانند غصہ
ہو کر گرجتا ہے - سمندر کو کچھ یاد نہیں رہتا - یہ جہاز کو کرخت چٹانوں پر چور چور کر دیتا
ہے - اور پھر خواب کے سے دھندلکے کے عالم میں اونگتا رہتا ہے - جرمیا کہتا ہے -
کہ سمندر پر غمناکی ہے - یہ کبھی ساکن نہیں ہے - اس میں نہ انسان کا پتہ چلتا ہے نہ
وقت کا - اسکا ہمیشگی سے تعلق ہے - اور ابدالآباد تک اسے ایک ماتمی لہجہ اور
شکل میں گنگناتے چلا جاتا ہے -

لیکن سمندر کا انسانی ترقی کے ساتھ گہرا تعلق ہے - یہ کیا بات ہے کہ انگلستان اور تمام قوموں سے سمندری باشندگاں کی خبر گیری میں سبقت لے گیا ہے یہ اس واسطے ہے کہ ہم جہازی قوم سے ہیں اور اسی وجہ سے ہم ایک تاجر قوم ہیں ہمارے ساحلوں کے اردگرد والے مچھلی والوں سے لیکر جو ہمارے لیے متواتر مچھلیاں مہیا کرتے ہیں - بڑے دخانی جہازوں تک - جو امریکہ - چین ہندوستان اور برّاعظمی بندرگاہوں پر ہمارے روزمرہ کی سامان آسایش اور ضروریات زندگی لانے کے واسطے جاتے ہیں - سب تاجر ہی تاجر ہیں ہم اپنے ملاحوں کے بہت کچھ مرہون احسان ہیں - شاید ہم کبھی ایک معظم قوم نہ ہوتی یا بہرکیف ایک آزاد اور بڑے قوم نہوتے اگر سمندر جو ہمیں چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے نہ ہوتا -

گہری سمندری خندق نے جو ہمارے اور براعظم کے درمیاں حایل ہے اس ملک کو تمام ملکوں کی مظلوموں کی جاے پناہ بنا دیا ہے - دو سو برس گذرے ہیں کہ نانٹیز کی فرمان کی تنسیخ کے قریب ہمکو فرانس کی نہایت اعلے درجہ کے تاجر پیشہ لوگ دستیاب ہوئے ہیں - اور ہماری موجودہ تجارتی فوقیت بڑی حد تک اون ہسباق صنعت اور حرفت سے حاصل ہوئی ہے جو جہنی - فرانسیسی پناہ گیروں سے پڑھے ہیں - یہہ تجارت ہی ہے - جو ہمارے افواج بحری کا سہارا ہے - تجارت ہی ہے - جو ہمارے ساحلوں پر روٹی پہونچاتی ہے - نہ صرف اسی قدر یہ تجارت ہے - جو دنیا کو شایستہ بناتی ہے -

سر سیول بیکر نے ایک لکچر میں لورپول کے مقام پر ظاہر کیا - کہ یہ صرف اقوام افریقہ کی تجارت ہی ہے - جو نہایت اعلی وسایل مشنری کا آلہ ثابت ہوئی دیسی جو عام فہم کے آدمی ہیں وہ وہ بات سمینگے - جس کے نسبت وہ جانتے ہیں کہ اون کی حالت کو بہتر کردیگی - کوئی بات اسقدر وحشیوں کے لیے فائدہ مند نہیں ہوسکتی ہے - جسقدر کہ تجارت کا رواج جو اُن کے طاقت کو

بالکل ناکام رہے - تحقیقات کی روزنامچہ پر کبھی نہ تو دستخط ہوئے - اور نہ کبھی شایع ہوا - کمشنران نے ۲۲ ماہ مئی کو اجلاس کیا اور تینوں عارفوں (فرائیر) کو قصاص کا فتوی سگنری کی منظوری سے دیا - عارفوں کو فوراً سزا کے حکم سے مطلع کیا گیا - وہ اس کے واسطے بالکل تیار تھے - ڈومینگو کو اپنے قصاص کا حکم بطور ضیافت کی طلبی کے معلوم ہوا - ساوانارولا اپنے گھٹنوں کے بل دعا مانگتا ہوا پایا گیا - جب اُس نے حکم سنا - وہ پھر بھی اپنی نماز میں دل سے مصروف رہا - رات کے وقت جب اُس کو کھانا دیا گیا - تو اُس نے کھانے سے انکار کیا - یہ کہکر کہ یہ ضروری ہے کہ وہ اپنا دل موت کے لیئے تیار کرے -

اس کے بعد جلدی ایک مہنت جاکوپو نیکولینی اُس کی کوٹھڑی میں داخل ہوا - وہ سیاہ کپڑے پہنا ہوا تھا - اور اس کا چہرہ سیاہ ٹوپی کے نیچے چھپا ہوا تھا - وہ ممبر ایک انجمن مسمی ہٹولو کا تھا جو خود بخود آخری اوقات میں پھانسی پانے والے مجرموں کی خدمت کرتا تھا - نیکولینی نے ساوانارولا سے پوچھا - کہ آیا وہ کچھ کر سکتا ہے - جو اُس کے واسطے مفید ہو - اُس نے جواب دیا - ہاں - سنیاری کو التجا کرو - کہ مجھے اجازت دیوے - کہ میں کچھ تھوڑی سی گفتگو اپنے دو ساتھی قیدیوں کے ساتھ کروں - جن کو میں چند باتیں مرنے سے پہلے کہنا چاہتا ہوں - جب نیکولینی اپنے کام پر گیا - تو ایک برکت دینے والا مہنت قیدیوں کے پاس دعا گوئی کے واسطے آیا - جنہوں نے پارسائی سے جھک کر بڑے شوق سے وہ مذہبی فرض ادا کیا -

تینوں عارف پھر ایک دفعہ ملے - یہ پہلی مرتبہ تھا کہ انہوں نے ایک دوسرے کو ـــــــ چالیس دن کی قید اور عذاب کے بعد دیکھا تھا - اُن کو کوئی اور خیال سوای موت کو مردانگی سے سہنے کے کچھ نہ تھا - دونو بھائی اپنے گھٹنوں کے بل ساوانارولا کے پاؤں پڑ گیے جو اُن کا بالا افسر

رسم کے مطابق اپنے حکم کے نسبت رائے طلب کی۔ جو بالاتفاق پاس کیا گیا

وہ اب سولی پر لٹکائے جانے کے لیے تیار تھے۔

عارفان بڑی ثابت قدمی سے سولی کی طرف بڑھے۔ ایک پریسبیٹیرین منسٹر جس نے ساوانارولا سے پوچھا۔ کہ اس کا شہادت اٹھانے سے دل پر کیا اثر ہو رہا ہے۔ جس کا اس نے جواب دیا۔ کہ خداوند عیسیٰ مسیح نے اس قدر میرے واسطے برداشت کیا۔ یہ اس کے آخری الفاظ تھے۔ جو اس نے کہے۔ فرا سلویسٹرو پہلے سولی پر چڑھایا گیا۔ پھر عارف ڈومنکو۔ جس کے بعد ساوانارولا کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ ان کے درمیان کی خالی جگہ لے لیوے۔ وہ سیڑھی پر چڑھا اور تختے میں پہنچ گیا۔ اور چاروں طرف اس خلقت پر نظر کی۔ جو پہلے ڈیومو میں اس کے باتوں کے مشتاق رہتے تھے۔ یہ کیسی تبدیلی ہے۔ متلون مزاج خلقت اب اس کے موت کے لیے غل مچا رہی تھی۔ اس نے اپنی گردن رسّی میں ڈال دی۔ اور جلاد نے اس کو کھینچ لیا۔ اس کی موت اچانک تھی۔ زنجیریں عارفوں کے لاشوں کے چاروں طرف لپیٹ دی گئیں۔ اور نیچے کے آگ نے ان کو جلدی سے خاکستر بنا دیا۔ ان کی راکھ گاڑی میں لے جا کر پونٹی ویشیو سے دریائی آرنو میں ڈال دی گئی۔ یہ قصاص ۲۳ مئی ۱۴۹۹ء کو واقع ہوا۔ جب ساوانارولا صرف پنتالیس برس کا تھا۔

گو لوتھر نے اسے پروٹسٹنٹ کے مذہب کا شہید قرار دیا ہے۔ وہ اس بدعت[1] سزا کی قصاص کو نہیں پہونچا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ وہ حریت کا بڑا مفتون تھا۔ اس کا منشا گرجا کو چھوڑنے کا نہ تھا۔ بلکہ ان آزادی اور مذہب کے بنیادوں کو زیادہ مضبوط کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ یہ دونوں اپنے سچے اصولوں پر قائم ہو جاویں۔

---

[1] درحقیقت ساوانارولا خود کیتھلک کے اصول پر [illegible] تھا۔ وہ [illegible] ایک الزام جو وہ اکثر راہبوں کے برخلاف لگاتا تھا کہ وہ عقیدہ [illegible] روٹی اور شراب مسیح کا جسم و خون ہو جاتے ہیں اعتقاد نہ تھا

یہ اسی واسطے تھا۔ کہ اس نے شہادت برداشت کی۔ اس واسطے اس نے اپنی
جان اپنے خدا اور اپنے ملک کے خاطر دیدی۔ اس کا عقیدہ تھا۔ کہ جب اصلاحات
جن کی وہ ترغیب دیتا تھا۔ واقعات کے اصلیت تک پہونچ جائینگی۔ تو عیسائیت
اپنے سچے اور پورے عروج پر پہونچ جائیگی۔ اور اطالیہ پُرشوکت نئی شائستگی
کے سرے پر پھر کھڑا ہو جائیگا۔

فلارنس ایک نہایت مشہور شہروں میں سے ایک ہے۔ یہ بڑے فیلسوفوں
بڑے شعرا۔ بڑے ہنرمندوں۔ مثل دانتی۔ گلیلیو۔ لیونارڈو ڈاونسی۔
میچل انجیلو۔ رفیل۔ دوناتیلو۔ لکا ڈیلا روبیا[1] پچیا دیلی۔ اور اور بہت سے
معروف آدمیوں کی جای رہایش رہ چکا ہے وہاں۔ وہ بت ہیں جو دنیا کو
فریفتہ کر دیتے ہیں۔ وہیں اطالیہ کے نہایت اعلے مصوروں کے نہایت پُر
عظمت کارنمایاں۔ رصدگاہ گلیلیو جای ولادت دانتی جاے وفات لورنزو ڈی
میڈیکی اور میچل انجیلو کا گھر اور مقبرہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ لیکن شاید نہایت
دلچسپ مقام فلارنس میں ڈیومو ہے۔ جہاں ساوانارولا نے۔ ایسی پرجوش
فصاحت کے ساتھ وعظ کی۔

سینٹ مارک کے خانقاہ جہاں اُس نے اپنی غریبی۔ پارسائی اور مطالعہ کی
زندگی بسر کی۔ اور پیلازو سگنورا۔ جہاں کہ وہ ظالموں کے ہاتھوں میں
سونپ دیا گیا تھا۔ اور شہیدوں کی موت مرا تھا۔ سینٹ مارک کے خانقاہ
میں تم ایک چھوٹی کوٹھری دیکھوگے۔ جس میں کہ وہ رہا کرتا تھا۔ وہ انجیل جو وہ
پڑھا کرتا تھا۔ اور جس کی تلقین وہ ممبر پر سے کیا کرتا تھا۔ یعنی ایک چھوٹی
دستی انجیل۔ جس کا حاشیہ بیشمار قلمی یادداشتوں سے بھرا ہوا ہے۔ جو ایسی باریک
قلم سے لکھی ہوئی کہ یہ قریبًا ناممکن ہے۔ کہ بلا خوردبین کی مدد کے پڑھنے میں
آسکیں۔ ابتک وہاں موجود ہے۔ اس کے شبیہہ۔ نسخہ جات قلمی۔ پرستش

---

[1] فلارنس کے ایک علاقہ میں پیدا ہوا تھا۔

خود اپنی زمین سے پیداوار کرنے کے لئے - جوش لانے کی طرف مائل کرتی ہے نیز تاکہ اُس میں وہ پیدا ہو - جو کہ زمین پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی ہے اور اپنے پیداوار کو مختلف اشیا سے تبادلہ کریں - جو فی الحال نامعلوم ہیں - اور جب معلوم ہو جائینگی - تو حاجتوں میں داخل ہو جائینگی اور اُن کی ضروریات[1] کا جزو اعظم بن جائینگی -

---

[1] ایک دوسرے موقعہ پر مسٹر سیمول بیکر نے کہا - بطور ایک سیاح کے ہمیں ایک فرض ادا کرنا ہے (یعنی) ایک فرض جس کے نسبت کہا جاسکتا ہے - کہ انگلستان سے تعلق رکھتا ہے - یہ صرف یہ بات نہ تھی کہ وہ نامعلوم ممالک کے اندر داخل ہوئے - بلکہ یہ کہ وہ ایسے معلومات کے ساتھ واپس آئے - جو اس ملک کے لئے تجارتی وقعت رکھتی ہے اس نے ہمیشہ یہ بات معلوم کی - کہ خواہ کیسی بڑی تکلیف اور مصائب ایک سیاح اٹھائے - اُس کی تلاش بالکل فضول ہوگی - جبتک کہ اوس ملک میں جس کے اوس نے کھوج لگایا ہے کچھ قدرتی پیداوار نہ ہو - جو تجارتی طور پر بیش قیمت ہو - تاکہ اُس کے رفتار میں (یعنی) پہلے جو اُس کے قدم تھے تجارتی مہم اُس کے بعد آنی یقینی ہو - وہ اُس حصے کے جو انگلستان نے اخیری چند صدیوں میں لیا ہے کیوں نہ خوب فخر اُن کو ہو خاصکر الزبتھ کے سلطنت کے زمانے سے کرۂ دنیا کو شائستہ بناتے ہیں - امریکہ کی نئی دنیا قریبًا انگریزوں سے آباد ہے - اور اسی طرح سے آسٹریلیا - اور یہہ دیکھکر تعجب ہوتا ہے - کہ انگریزی بولنے والی قومیں جو دنیا کے مختلف حصوں میں بے انتہا پھیل گئی ہیں - وہ زیادہ تر تجارتی مہموں کے بہ نسبت سیاحوں کے معلومات کے نتائج تھے - اور یہ ایک مثال ہے کہ کسطرح سے درجہ بدرجہ وہ ممالک جو آج تک وحشی تھے - شائستہ بن گئے ہیں نہایت بڑے سیاح اور دریافت کنندہ پرتگالی اور ہسپانیہ والے تھے - لیکن یہ بات زیادہ تر اگر بالکل نہیں - تجارتی مہم سے [illegible] جس سے کہ سیاحوں کی معلومات مستقل طور پر نوع انسان کے لیے بیش قیمت بن گئیں

یہ تمام نئے ملکوں کی دریافت جہازیوں سے تعلق رکھتی ہے۔ کولمبس سے لیکر
کپتان کک تک یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آئیسلنڈ والوں نے پہلے شمالی امریکہ
دریافت کیا لیکن انہوں نے وہاں کوئی بستی نہیں بنائی۔ کولمبس اور امریکیس
پہلے اشخاص تھے جنہوں اپنی دریافت دنیا پر ظاہر کی۔ پرتگالی اور ہالنڈ والے
کولمبس کے بعد نہایت بڑے دریافت کنندگان میں سے تھے فرنندو میگلان پہلا
شخص تھا۔ جس نے دنیا کے اردگرد جہازی سفر کیا۔ وہ صرف بیس سال کا تھا۔ جب
کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ اس کا پہلا بحری سفر افریقہ اور انڈیس کا تھا۔ دوسرا
سفر اوس کا جنوبی امریکہ کا تھا گیا تا برازیل کے کنارے کنارے۔ وہ سفر کر کے
(ریوڈی جنیرو) کی خلیج میں پہونچا وہ جنوب کے جانب گیا اور آبنائے میگلین
اس نے دریافت کی۔ جہاں سے وہ بحر الکاہل میں چلا گیا۔

ہالنڈ والے بھی معلومات کرنے میں بڑے جانباز تھے۔ وہ برنٹز کے ماتحتی میں
پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے راس شمالی کے خطرات کو جھیلا۔ جب وہ کیتھے کا رستہ دریافت
کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اُن کا صرف یہ نتیجہ نکلا۔ کہ وہ نوازملا کا جزیرہ دریافت
کر سکے۔ ہالنڈ کے جہاز ران جنوبی جانب گئے اور آسٹریلیا نیوہالنڈ وبن ڈائی
منس لینڈ اور بحر ملایا کے جزایر دریافت کیئے۔

واسکوڈی گاما کی ہندوستان کے رستے کی دریافت براہ راس امید تجارتی تواریخ

اور وہ اس ملک میں اُس تھوڑے کام کے بعد جو انہوں نے کیا ہے۔ بالکل یقین
کے ساتھ واپس آئے۔ کہ اگر انگلستان اپنے ہاتھ میں وسطی افریقہ کے
وسائل ترقی کو ہاتھ میں لیوے۔ تو ایک دن آویگا۔ اور وہ دور نہ ہوگا۔
جبکہ وہ ممالک جو صرف وحشی قوموں سے آباد ہیں۔ آہستہ آہستہ
شایستگی کے حد میں لے جاوینگے اور یہ بات صرف تجارت سے ہی ہو سکتی ہے

ہین بڑی قابل یادگار ثابت ہوئی - مغربی اقوام کو اِس نے بعید مشرق کا بحری [illegible]
دکھلا دیا - اِس کے انکشاف کا دعوی ڈچ ہالینڈ والے بھی کرتے ہین - وہ کہتے
ہین کہ ہوٹ مین برادران پہلے تھے - جو براہ راست ہندوستان پہونچے -
اور یہ کہ وہان انہون نے اس بڑے اجارہ کی بنیاد جسکو ڈچ انڈیا کمپنی کہتے ہین
ڈالی - جس سے ہالینڈ کی چھوٹی سلطنت جمہوری نے جہازون بستیون اور
تجارت مین اسقدر طاقت خطیر حاصل کی +

انگریز اب تک تجارت پیشہ نہ تھے - تجارت مغربی جانب کوچ کر کے آئی لیکن
انگلستان تک نہین پہونچی تھی - اِس ملک مین صرف خام مصالحہ پیدا ہوتا تھا
انگلستان کی اون بھی باہر بیلجیم مین کپڑے بنانے کے لیے کاتنے اور بننے کے لیے
بھیجی جاتی تھی - انگلستان مین کثرت سے جہاز ران تھے - لیکن جہاز رانی کے
کام مین اُن کی کوئی نوکری نہ تھی - کیونکہ وہان کوئی تجارت نہ تھی مگر وہ بڑے
جھگڑالو تھے - جب کوئی بیرونی لڑائی برپا ہوتی تھی - تو وہ سمندر مین جا کر ایک
دوسرے سے لڑتے تھے - ہمسایہ بندرگاہ لوسٹافٹ اور یارموتھ کے اکثر جنگ
جدل مین مصروف رہتے تھے - اکثر اوقات سمندری ڈاکہ ڈالنے مین بھی دریغ نہین
کرتے تھے - وہ سمندر مین چلے جاتے تھے اور اُن کی بندرگاہ کے پاس سے جو جہاز گزرتے
تھے - اُن پر قبضہ کر لیتے تھے +

الزبیتھ کے زمانہ سے پہلے بڑے جہازیون کی قوم پیدا نہین ہوئی - ہر ایک شخص ڈریک رالیے
اور ہاکنس اور ابتدائی بحری بہادرون کی تواریخ جانتا ہے - غیر معلوم سمندرون
مین گھونگے کوڑیون والے جہازون مین آنکھون پہ پٹی باندھ کر نئے ملکون کا
کھوج نکالنے کے لیے جو آئندہ زمانے مین اُنکے اولاد کا گھر تھے گویا وہ بحری سفر کرتے
تھے ہسپانیہ اور انگلستان برسر جنگ تھے اور انگریزون کی اپنے دشمنون کے ساتھ
بحری و بری بہت سی سخت لڑائیان ہوئین ایک بہادر جماعت ملاحون کی
اس طور پر طیار کر کے آراستہ کی گئی جس کی انگلستان کو ہر ایک قسم کی ضرورت

تین کہ ہسپانیہ جو یورپ کے اقوام میں سے نہایت طاقتور تھا۔ اُس نے اپنے
انوینسیبل آرمیڈا بیڑے کے ساتھ اُس پر حملہ کیا۔ وہ ایک نہایت بڑی جدوجہد
ملک۔ مذہب عزت اور آزادی کے واسطے تھی۔ جو کہ کل تاریخ میں واقعہ ہوئی ہے۔
سر فرانسس ڈریک بحری بہادروں میں سے ایک شخص
تھا اُس وقت کی تواریخ میں نہایت اچھی طور پر ممنون کیا جاتا ہے۔ مسٹر موٹلے اُس
کی نسبت کہتا ہے کہ وہ سولھویں صدی کا ایک اعلیٰ نمونہ تھا۔ ڈریک پورا بحری آدمی
تھا۔ وہ اصل میں غریب آدمی تھا۔ اوسکو ایک چھوٹے جہاز پر امیدوار کیا گیا۔
جہاں اُس نے جہاز رانی کا علم سیکھا۔ جب جہاز کا مالک مر گیا۔ تو اُس نے اپنا جہاز
اپنے امیدوار کو وصیت کر کے دیدیا۔ اور تنگ سمندروں کے ساحلوں پر کچھ مدت
تک جہاز رانی کر کے اُس نے مشقت سے پیدا کی ہوئی آمدنی امیر البحر ہاکنس کے ساتھ
بحری سفر میں لگا دی۔ ہسپانیہ والوں نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ وہاں سے بمشکل
اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اُس کی آیندہ کی مہمات ہسپانیہ والوں کے برخلاف مشہور
کامیاب ثابت ہوئیں۔

ہسپانیہ کے بادشاہ نے ہسپانیہ کے بندرگاہوں تمام انگریزی جہازوں - انکا
اور مال و متاع پر ایک ضبطی کا فرمان جاری کیا۔ ڈریک سمندر میں چھ مسلح جہازوں
کے ساتھ چلا گیا۔ سین ڈومنگو کارتھیجنا اور سینٹ اگسٹاین گرفتار کر لیے
فلپ ثانی اب نہایت درجے کی جنگی تیاریاں کر رہا تھا۔ تاکہ مشترکہ بحری فوج ہسپانیہ
اور پرتگال کی نیپلس اور سسلی کی۔ جنیوا اور وینس کی سمندروں کے پار
انگلستان کے بڑے کافروں کو مغلوب کرنے کے لیئے بھیجے جائے۔ روم نے اس
مہم کو برکت دی پیشین گوئیاں مختلف باتوں میں سماعت میں آئی تھیں۔ کہ سنہ ۱۵۸۸
کا سال نہایت قاتل اور منحوس تمام ریاستوں کے لیئے ہوگا۔ اور اب یہ معلوم ہوا۔ کہ
انگلستان اس بڑے بحری مہم کا مدعا ہوگا۔ مگر انگلستان نہیں ڈرا۔ تمام قوم یکدل و
یک جان ہو گئی۔ اس نے تمام پارٹیوں کے آدمیوں کو آپس میں ملا دیا۔ پروٹسٹنٹوں اور

انگلستان کو یکسان طور پر ۔ شکسپیر اُس زمانہ مین زندہ تھا - اِس نے اس طور پر انگریزون کی آزادی پر اُس جرمنی حملے کی نسبت بیان کیا -

دنیا کے تینون سمتین مسلح ہو کر آجادین تو ہم اُن کو ہلا دینگے
اگر انگلستان خود با امن او صادق رہے تو کسی کا افسوس نہوگا

ڈریک نے ہسپانیہ کے دلی تجویز کو نقصان پہونچانے کا قصد کیا - وہ پلی متھ سے چار ملکہ کے جہازون اور چوبیس سوداگرون کے مہیا کردہ جہازون کے ساتھ روانہ ہوا ماہ اپریل ۱۵۸۷ء کے شروع مین انگریزی بیڑہ کیڈس کے بندرگاہ مین داخل ہوا - اور ہسپانیہ کے جہازون پر جو انگلستان پر حملہ کرنے کے لیئے مقرر کیئے گئے تھے حملہ آور ہوا - بعض اُنمین سے اُس زمانہ کے نہایت مشہور قدآور جہازون مین سے تھے - ایک اُن مین سے ۱۵۰۰ سو ٹن کا تھا - دوسرا بارہ سو کا - کئی اور ہزار ہزار اور آٹھ آٹھ سو ٹن کے تھے - ڈریک نے دس ہزار ٹن کا جہاز بمعہ اُن کے مال کے تباہ کر دیئے - دو رات اور ایک دن وہ اس کام مین مصروف رہا - یعنی ہسپانیہ کی جنگی جہازون کو چھید تا رہا - لوٹتا رہا - خالی کرتا رہا - اور جلاتا رہا - اُس مقام کو چھوڑنے سے پیشتر ڈیڑھ سو جہاز جل رہے تھے اور کیڈس کے فیصلون اور قلعہ جات پر چمکدار شعلون کی روشنی ڈال رہے تھے -

انگلستان کے بحری سفر سے واپسی پر ڈریک نے (۱۰۰) سو اور جہاز پکڑ کر تباہ کر دیئے اور کچھ حصہ جہاز کے اسباب کا قبضہ مین لے آیا - اور اہل جہاز کو گرفتار کر لیا اُس نے نیز ہسپانیہ (کیرک) قسم کا جہاز گرفتار کر لیا - جسمین غیر معمولی قیمت کا اسباب لدا ہوا تھا - یہ اُس کو بھی اپنے ساتھ انگلستان لے گیا - اس نے اقرار کیا کہ اُس نے صرف تھوڑا سا کام کیا ہے - اور اُس نے گورنمنٹ کو آگاہ کیا - کہ ہسپانیہ والے بڑی تیاریان کر رہے ہین - اور بڑی طاقت حاصل کر رہے ہین - اُس نے اطلاع دی - کہ چالیس ہزار آدمی تھوڑے عرصے مین عمدہ آراستہ اور ذخیرہ خوراک سے

لہ ٹن مساوی ۲۸ من کے ہوتا ہے -

پیر سہتہ تیار ہوجاوینگے - اور ممکن ہے کہ انگلستان اُس کے مقابلہ کی تدابیر مین
ایسا مستعد نہ پایا جائیگا -

فلپ نے آرمیڈا کو اجیت بنانے کی ہر ایک بات اختیار کی - اُس نے قریباً پچاس ہزار دوکٹ
(ایک قسم کا سکہ) بیڑہ پر صرف کئے - پوپ نے اوسکو ایکہزار ڈوکٹ قرض دیئے - علاوہ
اُس کے جو اُس نے خرچ کیا - اس کے پاس بیس لاکھ ڈوکٹ (ایک قسم کا سکہ) محفوظ بچے
ہوئے تھے - آرمیڈا ایک سو پینتیس جہازون کا بیڑہ تھا - وہ نہایت بڑے بیڑون
مین سے تھے - جو اس وقت تک بنائے گئے تھے - اُسمین تئیس ہزار ہسپانیہ کے پیادہ
اور ملاح تھے دو ہزار جہازی غلام جہازون کے کہینے کے لیئے جب کہ ہوا بند ہو جاوے - اور
دو سو نوّے مہنت پادری اور عدالتیون کے قبایل تھے - اس بڑی فوج کے علاوہ
تیس ہزار ہسپانیہ نیدرلینڈ مین آرمیڈا کے فوج کے مدد دینے کے لیئے ایک مقررہ
اشارہ پر جہاز پر سوار ہونے کے لیئے تیار تھی - ایسی فوج تھی جسکے ساتھ انگریزی
ملاحون کو مٹھ بھیڑ کرنی تھی - آرمیڈا کے روانگے سے پہلے پوپ سکٹس پنجم نے اُس
کی تیوار کو برکت دیتی - اُس نے الزبیتھ کو بطور ایک ناجایز غاصب کے ملعون
بنایا - اور مذہبی طور پر اُسکی سلطنت اُس نے فلپ کو عطا کی اور اوسکو مذہب
عیسوی کا حامی ہونے کا خطاب عطا فرمایا - تاکہ وہ اِسکو لے کر بطور ایک جاگیر اور روم
کے مطیع علاقے کے قبضے مین رکھے - انگلستان کے مطیع کرنے کے لیے اب ہر ایک قسم
کی تیاری کی گئی تھی - اور اجیت آرمیڈا نے بادبان کھولدئے -

پہلے جہاز لزرڈ سے پرے ٢٩ جولائی ١٥٨٨ء مین دکھلائی دیئے - مدت سے
اون کا انتظار ہو رہا تھا - لزرڈ سے لیکر فالموتھ - ڈاڈمین پوئنٹ
گیریس ہیڈ اور ریم ہیڈ تک آگ کے الاؤ روشن تھے - جب پلیمتھ کے مقام پر
یہ خبر پہونچی کہ دشمن نظر آگیا ہے - تو ڈریک اپنے ہمراہیون کے ساتھ
انڈے کا کھیل رہا تھا - لیکن شام ہونے سے پیشتر ساٹھ اعلیٰ درجے کے انگریزی
جہاز بندرگاہ پلیمتھ سے باہر دشمن کے مقابلہ کے لیئے آراستہ کیئے گئے - وہ

انگلش چینل مین داخل ہوگئے مگر دو ہفتہ تک اُن کو ہسپانیہ کے جہاز دکھائی نہ دئے - ایک دن گزرا اور پھر اُن کا مقابلہ ہوا ۔ انگریزی کمانڈر ڈریک - ہاکنس اور فرابشر تھے وہ کامل جہازی کار آزمودہ - برداشت ہنر اور دلیری مین تھے - تمام اقسام کے خطرات کا انہون نے مقابلہ کیا ہوا تھا - اور وہ ملک کے خاطر اب ہر ایک بات برداشت کرنے کے لیئے تیار تھے - اُن کا اثر پہلے ہی لڑائی مین ظاہر ہوگیا - اتفاق سے اُن کو موافق ہوا مل گئی - دشمن نے گولہ اندازی کی - لیکن یہ اُن کی مار سے جب چاہتے تھے - باہر نکل کر بچ جاتے تھے - ہلکے انگریزی جہاز جن پر بآسانی قابو کیا ہوا تھا - بھاری جنگی جہازون کے ارد گرد بہتے پھرتے تھے اور جون جون دشمن کے پاس سے گزرتے تھے - گولیان لگاتے جاتے تھے - ہسپانیہ والون نے چاہا کہ اونکو ایک عام دست بدستی لڑائی مین معروف کرین لیکن انگریزون نے اُن کا قابو نہ چلنے دیا - وہ صرف دشمن سے چپکے رہے - اور اُس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے - اور دوڑتے ہوئے لڑائی ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کرتے رہے - جب پلی متھ سے گزرے تو اور کشتیان کمک لے کر انگریزی جہازون سے آن کر مل گئیں - جب رات ہوئی تو نشان والی آگین روشن کی گئیں تاکہ ہمیشہ معلوم رہے کہ کہان لڑائی ہو رہی ہے - ہسپانیہ والے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے - اور اُن کا ایک جہاز فلیمنگ نے اڑا دیا - ان کا ایک پچھلا جہاز تنہا ہوگیا فرابشر اور ہاکنس رات تک اس پر گولہ اندازی کرتے رہے لیکن دوسرے صبح تک یہ بات حاصل نہیں ہوئی - کہ اُس نے اپنے تئیں ریونج کے جسکا کمانیڈر ڈریک تھا - حوالے کر دیا -

جون جون آرمیڈا جس کے پیچھے انگریزی بیڑہ چل رہا تھا - ڈیون اور ڈورسیٹ کے کنارے کنارے لڑتا ہوا جا رہا تھا - خشکی کے لوگ بڑی امیدون سے نظارہ کر رہے تھے - ہر ایک چھوٹی بندرگاہ سے جو رہ گزر سے (یعنی) وارث موتھ - پین موتھ - لائم اور دوسرے موقعہ کے مقامات پر کشتیان آدمیون اور ذخیرون سے لدی ہوئی باہر نکلیں اور چھوٹے جہاز سمندر میں دوڑ پڑے جن

انگریز سوداگرون کے جہاز تھے - تاکہ وہ اُس جنگ مین حصہ لین - آرمیڈا درمیان
پورٹ لینڈبل اور سینٹ البنس ہیڈ کے خلیج مین پہونچا - جب ہوا شمال
مشرق کے جانب پھر گئی - اور وہ ہسپانیہ والون کو موافق ہو گئی انگریزون نے
سمندر کے جانب رخ کردیا - اور اس کے بعد جلدی اُن پر ہسپانیہ والے حملہ آور ہوئے
- جنہون نے اُن کو آد بوچا - یکے بعد دیگرے جہازون کی ساتھ مقابلہ کیا گیا -
لیکن ہسپانیہ والے نہ تو کبھی نزدیک آنے کے قابل ہوئے - اور نہ اپنے ہمیشہ حملہ آور
اور بھاگنے والے دشمنون کے جہاز کو تباہ کرسکے - اور اس طور پر توپون کی گرج برابر
کنارے کنارے سنائی دیتی رہی - ایک لڑائی کے بعد دوسری لڑائی ہوئی لیکن پھر بھی
کچھ فیصلہ نہوا -
کیلے کے طرف جاتے ہوئے آرمیڈا جزیرہ وائٹ کے پاس سے گزرا - انگریزون کے
پاس آدمی اور لڑائی کا سامان کنارہ سے پہونچا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ روانہ
ہوئے - اونہون نے لارڈ ہنری سیمور - اور اُس کے سولہ جہازونکی دستہ کی
اتصال کا جو درمیان ڈونجنس اور فوکسٹون کے پڑے ہوئے تھے انتظار کیا - جب اتصال
واقع ہوگیا - تو انگریزی بیڑہ کیلے روانہ ہوا - جہانکہ گرانڈیل ہسپانیہ کا آرمیڈا
نصف چاند کی شکل مین آراستہ اور لنگر ڈالا ہوا پایا گیا - وہ تیس ہزار مسلح جنگ
آزمودہ سپاہیون کا نیدرلینڈ سے انتظار کر رہے تھے نہایت اعلے ہسپانیہ کا
جرنیل الیگزنڈر فارنس سارے ہسپانیہ کی فوج کو انگلستان کے پایۂ تخت مین اپنی
فتحمند کوچ مین لیجانے والا تھا - لیکن آرمیڈا نے بیفایدہ انتظار کیا - انگریزی فوج
اور ہالینڈ کی بیڑون نے نیدرلینڈ کے تمام بندرگاہ بند کردئے - اس طور پر کہ
کوئی کشتی بھی وہان سے نہ نکل سکے -
لارڈ ہاورڈ انگریزی بیڑہ کے کمانیر نے تمام کمانیرون کو مشورہ کرنے کے لیے
بلوایا - پھر اُس وقت آرمیڈا پر حملہ کرنے کا قصد کیا گیا - اُس وقت آدھی رات کا
سما تھا - سمندر سیاہ تھا - اور فاصلہ پر کچھ گڑگڑاہٹ ہو رہی تھی - ایک لمحہ مین چھ جلتی

ہوئے آتشی جہاز آرمیڈا کی درمیان میں بھیجے گئے۔ ہسپانیہ والے گھبراہٹ
میں پڑ گئے۔ سارے بیڑہ میں ایک چیخ گونجتی تھی۔ ہر ایک زنجیر کاٹ ڈالی
گئی۔ اور جہاز بہنے لگے۔ بڑے بڑے جہاز ایکدوسرے میں پھنس گئے۔
بعض اُن میں سے شعلہ گر جہازون سے جل گئے۔ آرمیڈا کا سب سے بڑا
اور سب سے زیادہ عالیشان جہاز کپتانا کنارہ پر دھکیل دیا گیا۔ اور
فرانسیسیوں نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ جب تڑکا ہوا ہسپانیہ کے بیڑے
کا ایک حصہ ٹکا پڑا ہوا تھا۔ لیکن زیادہ تر جہاز سمندر میں چلے گئے۔ اور
نیدرلینڈ کے بندرگاہون کے طرف جاتے ہوئے دکھلائی دیئے۔
انگریزوں نے لنگر اٹھا لیا۔ اور اُن کے پیچھے ہوئے۔ اور گریولنس
سے پرے ہسپانیہ کے بیڑے کے ساتھ ساتھ آن پہونچے۔ اور فوراً
اُن پر حملہ آور ہوئے۔ وہ ہراول کو چیر کر ہسپانیہ کی علی جہازوں پر حملہ آور
ہوئے۔ اُنھوں نے اُن کو خوب چکر میں ڈالدیا۔ اُن کے بادبان پھاڑ ڈالے
اور کرپاس کی دھجیان کر ڈالیں۔ اور رسّوں کے ٹکڑے اڑا دئے۔ اور انکو
فوج کی دوسرے صف میں پیچھے ہٹا دیا۔ اُن کے چار جہاز ایک دوسرے
سے ٹکرا گئے۔ انگریزوں نے چھ گھنٹے لڑائی جاری رکھی۔ اور ہمیشہ ہسپانیہ
والوں کی کوشش کو کہ جہازوں کو پہلو بہ پہلو ڈالا جاوے۔ رد کر دیا۔
تین ہسپانیہ کے جہاز لڑائی ختم ہونے سے پہلے غرق ہو گئے۔ اور بہت سے
اور جہاز نکمے کمنڈر کے صورت میں ہالینڈ کے مخدوش ریتیلے کناروں
کے طرف بہہ گئے۔ ہسپانیہ کے سولہ اعلیٰ قسم کے جہاز پہلے ہی تباہ
ہو چکے تھے۔ اور چار یا پانچ ہزار سپاہی بھی قتل ہو چکے تھے۔ تاہم ایک انگریزی
جہاز کو بھی نقصان نہیں پہونچا۔ اور سو آدمیوں سے زیادہ انگریز قتل
نہیں ہوئے۔
اب تند ہوا چل رہی تھی۔ اور جہازوں کو ساحل پر دھکیل رہی تھی جسکو بچکر

مسیڈینہ سیڈونیہ ہسپانیہ بیڑہ کا جنرل کپتان نے پیچھے بھاگ جانے کا
حکم دیا۔ اجیت آرمیڈا بہر شمال مغرب کی طرف لےجایا جاکر کھلے سمندر
میں داخل ہو گیا۔ لارڈ ہوورڈ نے انگریزی بیڑہ کے ایک حصے کے ساتھ
انکا پیچھا کیا۔ باقی کے جہازوں میں چونکہ سامان جنگ کی کمی تھی۔ وہ ٹیمز کے
طرف روانہ ہوئے ایک سخت طوفان شروع ہوا جنوبی ہوا نے ہسپانیہ کے جہازوں
کو سر دیبت ناک اور ریکھو کے شمالی سمندروں کے طرف بہادیا۔ ہوورڈ نے
فرتھ آف فورتھ تک انکا تعاقب کیا۔ اس سے آگے جانا غیر ضروری تھا طوفان
نے انکے دشمنوں کو قابو میں کرلیا بیکار جہاز ایک دوسرے کے بعد ڈوب گئے وہ بہت
دور دور تک پھیل گئے بعض ان میں سے ناروے کے چٹانی ساحلوں پر ٹکرا کر
ٹوٹ گئے وہ جنوب کے طرف سفر نہ کرسکے انگلش چینل ان کے برخلاف
بند کی گئی تھی۔ وہ صرف ہسپانیہ سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کے مغربی ساحلوں
کے گرد ہو کر پہونچ سکتے تھے لیکن جہازرانی نہایت خطرناک تھی بحر مغربی کو
پہونچنے کی کوشش میں بہت سے ہسپانیہ کے جہاز شٹلینڈ اور آرکنی جزائر یا
سٹرونسا اینٹلینڈ فرتھ کے خوفناک امواج سے چٹانوں پر پھوٹ گئے۔ اور
ایک دفعہ جب بحر مغربی میں پہونچ گئے۔ تو پھر بھی وہاں جزائر ہبریڈیز کے خطرات تھے
اور سکاٹ لینڈ کے مغربی چٹانی جزائر سے بچنا تھا۔ موسم اب بہت بڑھ گیا تھا۔ اور
طوفانوں میں مغربی جانب سے سمندر خوفناک طاقت سے آکر بہتا ہے سکاٹ لینڈ
اور آئرلینڈ کے ساحلوں میں تباہ شدہ جہازوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے پائے گئے
چند ہسپانیہ والے کہانی کہنے کے لئے بچ گئے صرف بہتے ہوئے لکڑے کے ڈھیر جو
کنارے پر انباروں میں پائے گئے تباہ شدہ جہازوں کا حال بیان کرتے تھے

سلہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک جہاز کی تباہی فیر آئیل سٹیٹر جو ایک طوفان زدہ پہاڑیوں کی
قطار ہے واقع ہوئی بعض اہل جہاز ان میں سے ضرور بچا لئے گئے ہونگے کیونکہ وہاں

لیکن یہ بات معلوم ہے کہ اٹھتیس[۳۹] ہسپانیہ کے جہاز جس میں امیر البحر اوکنڈو
کا بڑا جہاز بھی شامل ہے۔ آیرلینڈ کے ساحل پر تباہ ہوگئے جبکہ قریباً قریباً ہر ایک
شخص جو جہاز پر تھا۔ مر گیا۔ آرمیڈا کا باقی حصہ ہسپانیہ میں تباہی کی حالت میں
واپس پہونچا جہازوں کو اسقدر صدمہ پہونچا۔ کہ وہ بالکل آیندہ کے کام[۵۲] کے
نہ رہے فلپ نے آرمیڈا جیسی مہم کا کبھی اعادہ نہیں کیا۔ مگر یہ اُس کے واسطے
ضروری تھا کہ اپنے مقبوضات امریکہ کے ساتھ آمد و رفت جاری رکھنے
کے واسطے اور نیز سونے سے بھری جہازوں کی حفاظت کے واسطے جو اپنے
ملک کو واپس آتے تھے۔ ایک بڑا بیڑہ قایم رکھے۔ چونکہ انگلستان اور
ہالینڈ ہسپانیہ کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ اُن کے بیڑوں کے درمیان
سمندری لڑائیاں اکثر واقعہ ہوتی رہیں۔ انگریز اور ڈچ ہسپانیہ کے
جہازوں کی تلاش میں رہتے رہے۔ اُن سے وہ سونا چھیننے کے لئے جس سے
کہ فلپ انگریزی اور ڈچ آزادی کے برخلاف برسر جنگ رہتا تھا۔
انگلستان کے بحری بہادروں نے بہادری کے کار نمایاں کئے۔ سر رچارڈ گرینول
جو ملکہ الزبتھ کے زمانے میں بیڑہ کا نایب امیر البحر تھا۔ اُسکی آخری لڑائی کا

ہسپانیہ کے خون کا رنگ آج تک وہاں کے جزیرے والوں میں موجود ہے۔
۵۲ آرمیڈا کے متعلق یہ ممکن ہے۔ کہ یہ کامیاب ہو جاتا۔ اگر ملاح بہادرانہ بچاؤ
نہ کرتے بیڑہ اس وقت جیسا کہ اب ہے۔ پہلی دیوار بچاؤ کی ہے۔ ملکہ الزبتھ کے
پاس نہ کوئی مستقل فوج یا گنور دل تھا۔ وہ صرف چار ہزار والنٹیر جمع کر سکتی
تھی۔ آرمیڈا کو بالکل شکست دی گئی۔ بیکار کر دیا گیا۔ اور شمالی سمندروں
میں بھگا دیا گیا پیشتر اس کے کہ ملکہ تلبری کے مقام پر اپنے مٹھی بھر والنٹیروں سے
مل سکیں اگر انگریزی بیڑہ آرمیڈا کے سپاہیوں کو کنارے پر اترنے سے نہ روکتا۔ تو لنڈن ان کے
ہاتھوں میں آجاتا۔ اسواسطے انگلستان کی محفوظیت بالکل ملاحوں کے وجہ سے نصیب ہوئی تھی

حال مثال سنہ ۱۵۹۱ء میں دیکھیں۔ سو وہ بحر ازورز میں ہسپانیہ کے لا پلاٹا بیڑہ کو پکڑنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ ہسپانیہ کے فلپ نے اس سازش سے آگاہ ہو کر ایک بڑا طاقتور بیڑہ جس میں ۵۳ جہاز تھے۔ اس کوشش کے ناکام کرنے کے لئے اور سونے سے بھرے ہوئے جہازوں کو بندرگاہ میں لانے کے لئے روانہ کیا۔ بیڑوں میں مقابلہ ہوا (یعنی) چھ انگریزی ایک طرف ۵۳ ہسپانیہ کے جہاز دوسری طرف تھے آخر الذکر کی برتری اسقدر بڑی تھی۔ کہ انگریزی پانچ جہاز جو لارڈ ہورڈ کے تحت میں تھے۔ پس پا ہونے پر مجبور ہوئے۔ سر رچارڈ گرنیول (ریونج) میں رہا۔ جو ایک پرانا جہاز تھا۔ جس میں سر فرانسس ڈریک آرمیڈا بیڑہ کے ساتھ انگلش چینل (رود بار انگریزی) میں لڑا تھا۔ وہ پس پا نہیں ہوا۔ اس نے تمام ہسپانیہ کے بیڑہ کا مقابلہ کیا۔

اس کے ساتھ صرف سو آدمی تھے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک ایسا بہادر تھا۔ جیسا وہ خود تھا۔ بارہ گھنٹے تک ہسپانیہ والے اس بد نصیب جہاز پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتے رہے۔ انہوں نے پندرہ مرتبہ اس سے مٹ بھیڑ کی۔ لیکن مستقل بہادری کے ساتھ انکو پیچھے ہٹا دیا گیا۔ سر رچارڈ دو مرتبہ زخمی ہوا۔ اسکو نیچے لیجایا گیا۔ اور ایک دوسری گولی اس کے سر میں لگی جب کہ ڈاکٹر جو اسکی مرہم پٹی کر رہا تھا۔ اس کے پہلو میں مار ڈالا گیا۔ اس بیچارگی کی حالت میں اس نے مشورہ دیا۔ کہ مطیع ہونے کے بجائے جہاز کو غرق کر دیا جائے۔ لیکن اہل جہاز کثرت سے اسکے برخلاف تھے اور ریونج گرفتار ہو گیا۔ (یعنی) صرف یہی ایک جہاز ابتک ہسپانیہ والوں کے ہاتھ لگا۔ لیکن وہ اسقدر سخت ان گولیوں سے جنکی بوچھاڑ چاروں طرف سے اسمیں کی گئی تھی تباہ ہو گیا تھا کہ وہ پانی پر نہ ٹھہر سکا۔ اور دو دن کے اندر اندر غرق ہو گیا۔

اس بہادر کی موت ایسی پاک تھی جیسی کہ اُسکی زندگی۔ یہاں اُس نے کہا "میں ریچارڈ گرنیول خوشدلی اور طمانیت کے ساتھ مرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنی زندگی بسر کی ہے جیسے کہ ایک سچّے سپاہی کو بسر کرنی چاہئے۔ میں اپنے ملک۔ ملکہ۔ مذہب اور عزت کے لئے لڑتا رہا ہوں۔ میری روح قالب سے برضامندی جُدا ہوتی ہے۔ اور اپنے پیچھے میں ہمیشگی کی ناموری اس بات کی چھوڑتا ہوں کہ میں نے اپنا ایسا چلن رکھا ہے جیسا کہ ہر ایک بہادر سپاہی کو اپنے فرض منصبی کی ادائگی میں پابند رہ کر ادا کرنیکا حق ہے۔ اور اس طرح پر بہادر سر ریچارڈ گرنیول اس جہان سے گزر گیا۔

طاقت اور تجارت عموماً اکٹھے پائے جاتے ہیں جبکہ ایک ملک اپنی تجارت کھو بیٹھتا ہے تو اُسکے ساتھ ہی اُسکی طاقت بھی چلی جاتی ہے۔ ایک کا انحصار دوسرے پر ہوتا ہے۔ پہلی بڑی تجارتی ریاست حال کے زمانے میں وینس کی تھی ہم اُسکے کھنڈرات عالیشان محلات میں جو بڑے نہر کے کنارے واقعہ ہے۔ دیکھتے ہیں۔ گو شہر اب حالت غریبی میں ہے۔ لینپٹو کے لڑائی کے بعد تجارت ذرا اور دور مغرب کی طرف چلی گئی۔ جینوا پھر جنوب میں تجارت کا مرکز بن گیا۔ اور جرمنی کے ہانسی قصبات شمال میں۔ بیلجیم گو وسعت میں چھوٹا تھا۔ لیکن یورپ میں نہایت بڑے پیداوار کے ملکوں میں سے ایک تھا گو اس وقت ہالینڈ نے مشکل سے اپنے تئیں رائن کی دلدل سے سکیڑ کر نکالا تھا۔

فلپ دوم کے سلطنت میں الوا کی وحشت ناکی نے بیلجیم کی تجارت کو تباہ کر دیا۔ ہسپانیہ جو اتنی مدت تک نئی دنیا کا ستم رسان رہا۔ (یعنی) جرمنی۔ اطالیہ اور نیدرلینڈ کا۔ (یعنی) یورپ کا ایک مضحکہ بن گیا۔ ہالینڈ نے اُسکو مغلوب کر لیا اور اُسکے جہازوں کو بھگا دیا۔ ہالینڈ تجارت کی ایک بڑی منڈی بن گیا جہاں کہ ہسپانیہ کی تجارت مستقل طور پر کم ہوتی گئی یہاں تک کہ وہ ایسا نیچے زیر ملک ہو گیا جیسا کہ اب ہم اس کو دیکھتے ہیں۔

انگلستان کی تجارت نے ہالینڈ کے پیچھے رونق پائی۔ وہ دونوں قومیں جہازرانوں کی تھیں۔ اور ایک ہی نسل سے پیدا ہوئی تھیں۔ دُنیا کی تواریخ میں انہوں نے ایک نیا زمانہ پیدا کیا۔ جہاز نو آبادیاں اور تجارت اُن کا مقولہ تھا۔ انہوں نے نئی زمینیں آباد کیں اور دنیا بھر میں اپنی نو آبادیاں پھیلا دیں۔ فرانس ہسپانیہ۔ ہالینڈ اور انگلستان نے یکساں شمالی امریکہ میں بستیاں بسائیں گو اُن سب کے بقیہ نشانات آج تک موجود ہیں۔ مگر انگریز اُن سب سے تعداد میں بڑھ گئے ہیں۔ کنیڈا شمالی امریکہ۔ آسٹریلیا۔ نیوزیلینڈ۔ راس اُمید اور جزائر انڈیس میں انگریزی زبان بولی جاتی ہے اور ایک اور صدی میں یہ بولی نہایت وسیع پیمانے کی دنیا میں ہو جائیگی یہ سب باتیں جہازوں اور ملاحوں کے کرامات سے ہیں۔

بڑے انقلاب پیدا کرنے والے جنگ کے دوران میں نپولین نے انگریزی جہازوں کے برخلاف تمام یورپ کے بندرگاہ بند کر دئے۔ وہ نیپلز سے اٹلی میں۔ ٹولون سے فرانس میں۔ کیڈز سے ہسپانیہ میں۔ ہالینڈ۔ ڈنمارک اور جرمنی کے ساحلوں کے ارد گرد سے ڈانٹ زگ تک بالٹک میں بند کر دئے گئے نپولین انگریزی بیڑہ سے نفرت رکھتا تھا۔ اس لئے اسکا بحر روم میں پیچھا کیا۔ اور ابوکیر کے مقام پر اُسکو پکڑ لیا۔ اس نے اُسکے چھیٹے بیڑے والے کشتیوں کو لولونکے مقام پر تباہ کر دیا۔ یہ اپنی فوج کو روتا۔ ٹورس ویڈارس اور بیلجیم کو اُس سے مخالفت کرنے کے لئے لے گیا نپولین نے کبھی انگریزی بیڑہ کا پیچھا چھوڑا۔ پھر بھی اس نے اپنی طاقت ہر جگہہ دکھلا دئی بہت سے بہادر اسکے رہبر تھے اور اُن سب سے اعلی نلسن تھا۔ یہ ایک غیر معمولی ذہانت کا آدمی تھا۔ وہ ہر ایک بات صاف طور پر دیکھتا تھا اور پوری طاقت سے کام کرتا تھا۔ وہ یہ جانتا تھا کہ یہ اُسکا کام اور فرض ہے کہ انگلستان کے وجود کی خاطر پاسبانی کرے جب نلسن سمندروں میں رہتا تھا۔ مرد اور عورتیں اپنے تئیں محفوظ اور پر امن خیال کرتی تھیں۔ وہ نہ صرف لائق اور باہمت ملاح تھا حب الوطنی کا خالص شعلہ اسکے بہادر تن میں جلتا تھا اور اسکے مذہب کا لب لباب ہومر کے الفاظوں میں اسطور پر بیان کیا جاتا ہے۔

اپنے باپ کے سرزمین کے خاطر لڑنا ایک نہایت نیک فال ہے
اُسکی زندگی ایک افسانہ تھی۔ اُسکی کمزوریاں ایسی ہی مشہور تھیں جیسے کہ
اُسکے عجائب اور خاصیتیں اسپر بھی وہ ایک دنیا کی بڑی بہادرانہ صورت ہوگا۔
جو آخری الفاظ اُس نے بولے وہ یہ تھے۔ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ میں اُسکے
واسطے خدا کی تعریف کرتا ہون۔

ہمارے ملاح ہمارے اپنے آدمی ہیں جو بحری قوم کے روایتوں سے بنے ہیں اور
اپنی ذاتی عقل سے تجارتی خواہش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور عادتاً تجارتی عمل انہیں
ظہور پذیر رہتا ہے۔ اور اپنی علیحدگی سے انگریزی قوم ایک خاص اور عجیب سانچے
میں ڈھلی ہوئی ہے اپنے تصویر خانہ کے تمام تصاویر میں ملو ٹارک کوئی ایسی
شبیہ نہیں دکھا سکتا ہے جس سے ہمیں ڈریک یا گرینویل یا کالنگ وڈ یا
نلسن جیسے اشخاص کا خیال آوے۔ ہمارے ملاح ہمارے اپنی عجیب آدمی ہیں۔
ہاں اُنکے چلن کے طرف جیسا کہ لارڈ سنڈن نے لورپول کے مقام پر ظاہر کیا ہے
خیال کرو اس نے چند طلبا کو جو سوداگری۔ ملاحی کی واسطے تربیت یا رہے تھے۔
اسطور پر مخاطب ہو کر تقریر کی۔ اُس نے کہا۔ بہ نسبت اسکے کیا پاک تربیت
ہو سکتی ہے؟ کہ ہم اول درجے کے انگریزی جہاز ران ہوں اور انگریزی
ملاحوں کے اعلے قسم کا چلن کس بات میں مشتمل ہے میں یہ کہونگا۔ کہ سب باتوں
سے بالا وہ سچا۔ بہادر۔ مہربان۔ کمزوروں کا خیال رکھنے والا۔ اور اپنے ملک اور
خدا کا اچھی طور پر فرض ادا کرنے والا ہے لوگ جو نہایت درجے کی خوشی کی
زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ ہیں۔ جو پہلے اپنا خیال نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ اُن کا جو
اُنکے اردگرد ہیں۔ اور جو اپنا فرض ادا کرکے باقی معاملات کو خدا کے بھروسے
پر چھوڑتے ہیں۔ یہی اعلے درجے کا نسخہ زندگی میں یہی طریق ہے جس سے نہایت
اعلے انگریزی عادات بنتے ہیں۔
جو شرائط کہ ملکہ نے اُس انعام کے لئے جو علیا حضرت نے بحری لڑکوں کو دینے کے لئے

مقرر کیے ہیں یہ ہیں (یعنی بڑوں کی خوشی سے اطاعت کرنا۔ اپنی عزت کو قائم
رکھنا۔ اور وطن کی آزادی کمزوروں پر مہربانی اور سرپرستی خطاؤں کو معاف کرنے
میں مستعدی دکھانا۔ اور دوسروں کے تفرقوں کو ہٹانے کی خواہش رکھنا اور سب سے
زیادہ اپنے فرض منصبی کو شدہ ہو کے تکمیل کو پہونچانا اور راستبازی سے کبھی گریز
نہ کرنا۔ ایسے اصول اگر مقرر کیئے جاویں اور اُن پر عمل کیا جاوے۔ تو اس سے قریباً کامل نیک
عادات ہر ایک قسم کی زندگی میں پیدا ہو جاینگے۔

ملاح اپنے جہاز کا وفا کیش ہے خطرے کے وقت کپتان سب سے آخر آدمی ہے جو جہاز کو
چھوڑتا ہے خواہ آگ یا طوفان کا خطرہ ہو کپتان پہلے عورتوں اور بچوں کو محفوظیت
میں پہونچاتا ہے پھر اپنے مسافروں کو پھر اپنے آدمیوں کو اور اخیر میں اپنے تئیں
ایسے حالات میں ہمّت خوبی کے مانند اپنا انعام آپ رکھتی ہے یہ اپنے تعریف
کا نہ سمندر پر اور نہ خشکی پر تلاشی ہوتا ہے بس ہمیں نے صرف اپنا فرض ادا کیا ہے
یہی ملاح کی نہایت تعریف ہے خطرہ نہایت اعلے درجے کے اوصاف ظاہر کرنے کا
موقع ثابت ہوتا ہے جب بہت سی جانیں خطرے میں ہوتی ہیں تو جرأت اس بات
کی مقتضی ہے کہ وہ انکو بچانے کی ہر ایک کوشش کرے باہمت آدمی اس خطرے
کا پورے طور پر خیال کریں وہ اُس سے نڈر رہتا ہے بلکہ مردانگی سے اُسکا مقابلہ
کرتا ہے۔ وہ مرنے اور جینے کے واسطے مساوی اطمینان کے ساتھ تیار رہتا ہے۔

ایک نہایت مشہور واقعہ ایک بادشاہی جہاز کے کپتان کا جو آخر تک جہاز
پر رہا۔ کمانڈر رالو کا تھا۔ اُس کا جہاز گارڈین تھی جب وہ سمندر کے منجدھار میں تھا۔
وہ کہر کے درمیان ایک برف کے پہاڑی میں پھنس گیا جہاز کی تباہی قریب معلوم
ہوئی پمپوں سے لگاتار کام لیا گیا ہر ایک چیز جس سے کہ جہاز ہلکا ہو جاتا جہاز سے باہر
پھینکدی گئی (یعنی) توپیں ذخیرے اور بم کے گولے اور ۹۶ گھنٹے کے متواتر
کام کرنے کے بعد بھی مخلصی کی اُمید نہ رہی تو کشتیوں کی تیاری کا حکم ملا اور لوگ سر پہنچے
اُس سے پوچھا کہ کس کشتی میں وہ جائیگا تاکہ وہ اُسکے پاس جگہ لے اُسکا جواب تھا کہ وہ جہاز نہ چھوڑیگا

اسکو بچائیگا اگر ممکن ہوا اور اگر ضرورت ہوئی تو اُسکے ساتھ ڈوب جائیگا - پیشتر اسکے
کہ کشتیان کچھ حصہ اہل جہاز کے ساتھ روانہ ہوئین - تو رابو نے بحری افسران
کو ایک چٹھی لکھی - جسمین اُن کو اس سانحہ کی اطلاع دی - جسمین افسرون اور
آدمیون کے چلن کی تعریف کی - اور اُن سے رخصت طلب کی - کیونکہ جیسے
اس دنیا مین بہت ساعت زندہ رہنے کا ظن غالب کھائی نہین دیتا کشتیان
روانہ ہوگئین - اور رابو قریبًا آدھے ملاحون کے ساتھ وہین رہا - بہت سی
کشتیان غرق ہوگئیں - لیکن جہاز بچ رہا - آٹھ ہفتے کے بہادرانہ تحمل
اور پُرفن ملاحی کے بعد گارڈین پانی کے اوپر تیرنے لگا - یہان تک کہ وہ ایک
ڈچ ویلر کشتی کے پیچھے پہونچ گیا - اور اُنہون نے خلیج ٹیبل میں اُسے
کھینچکر پہونچا دیا - کپتان رابو بعدازان جب بہادری سے کوپن ہیگن
کی لڑائی مین اپنے جہاز کے خاطر لڑ رہا تھا - مار ڈالا گیا -

ایک اَور مثال لیوین - یعنی ایک معمولی سوداگری کے جہاز
کا کپتان جو سچائی اور فرض کے خیال مین مستغرق تھا - ہم متوفی کپتان نولس
کے واقعہ کا حوالہ دیتے ہین - جس کو کہ مسٹر گلیڈسٹون صاحب نپولین کی نسبت
بہت بڑا بہادر خیال کرتا ہے - کیونکہ اوسکی زندگی خودغرضی سے بالکل بے داغ
تھی اُس کی زندگی کا نہایت بڑا واقعہ مفصلۂ ذیل تھا - نارتھفلیٹ کا
جہاز جس کا وہ کپتان تھا - لنڈن سے ہابرٹاون جا رہا تھا - جس کے اوپر
کچھ جلاء وطنان سوار تھے - وہ ڈنجنس کے پرے لنگر انداز ہوا - رات کے
گیارہ بجے ہوئے تھے اور بہت اندھیرا تھا - جہاز کے روشنیان اطلاع ایک
آگاہی کے گذرنے والے جہازون کے واسطے جل رہی تھین - ایک لمحہ مین
ہسپانیہ کا جہاز مورللو اُس مین آن گھسا - اور اس کی پسلیے مین ایک
بڑا سوراخ کر دیا - وہ فورًا ڈوبنا شروع ہوگیا - ہسپانیہ والے جہاز کی
بیچ مین سے واپس ہٹ آئے اور بہانب اوڑالی ہوئے چلے گئے - ذرا سی بھی

امداد پیش کرنیکے بغیر تین سو سے زیادہ آدمیوں کی کا بعدم ہونے کی لئے چھوڑ گئے
کپتان نوول صاحب نے پمپوں سے کام لینے کا حکم دیدیا - اور آفت کے نشان
چڑھا دئے - مسافروں میں بڑی ہل چل مچ گئی اور عورتوں میں مصیبت کے
نشان ظاہر ہوئے - جب اُن کو جہاز ڈوبتا ہوا دکھائی دیا - کشتیاں
چھوڑی گئیں - اور کپتان نے حکم دیا کہ عورتیں اور بچے فوراً اُن میں سوار کردئے
جاویں - مرد کشتیوں کے طرف دوڑ پڑے - اور نوول نے اپنے ہاتھ میں
تمنچہ لیکر کہا - کہ وہ پہلے آدمی کو گولی مار دیگا - کہ جو رستہ میں سدراہ ہوگا
ایک آدمی آگے بڑھ آیا - اوس کی ٹانگ میں گولی ماری گئی - اور نکما کردیا
گیا - عورتیں اور بچے اب سوار کردیے گیے دو کشتیاں مسافروں سے بھر کر
چھوڑ دی گئیں - جہاز جلدی سے تہ میں بیٹھا جاتا تھا - اور موجیں اس کے
گرد لہرا رہی تھیں - اور پھر وہ ڈوب گیا - بہادر کپتان اپنے جہاز کے
ساتھ ڈوب گیا - اس کی بیوی جو نئی بیاہی ہوئی آئی تھی - ۸۵ دیگر همراہیوں ان
کے ساتھ بچائی گئی تھی

وہ خوش برضا سمندر میں ڈوب گیا -
اپنی نئی نویلی خوش خرم محبوبہ دلی کو چھوڑ کر
کیونکہ یہ بات تھی جو اُس کو کرنی چاہیے تھی -
میرے ملک تو جو ایسے جانباز آدمی پیدا اور آراستہ
کرتا ہے - چلا اور گریہ وزاری کر ہمیشہ ایسی ہی
ترمیت کیا کرو اور میرے وفادار بیٹے کو تاجدار بناؤ

تقریباً ۱۱ سال گذرے ہیں جب کہ جہاز لنڈن خلیج بسکے میں ۲۲۰ آدمی لیکر
ڈوب گیا - تو تمام ملک میں بڑی سنسنی پھیل گئی - جہاز بہت ہی بھرا ہوا تھا
ہلکے سے ہوا کے جھونکے میں بھی سمندر اُس کی تختہ بندی کو آکر بار بار دھو ڈالتا تھا
اوس وقت وہاں کوئی بوجھ رکھنے کا نشان نہیں تھا - مسٹر پلم سول نے لائچی

مالکان جہاز کے برخلاف جنگ شروع نہین کیا تھا - لیکن جہازیون اور مسافرون کا چلن اعلی تھا - ماسواڈچ حصہ جہازیون کے جنہون نے کام کرنے سے انکار کیا گسٹاوس پنجم بردک مشہور فسانہ نویس ایک نہایت بہادر آدمی اوس جہاز پر تھا اُس نے اپنی نہایت طاقت صرف کی - تاکہ جہاز بہتا ہوا آگے وہ رات دن پمپ چلاتا رہا - وہ جہاز کے تختہ بندی کے اوپر ننگے پاون - ٹوپی کے بغیر اور صرف سرج کرمیا کی کرتی اور پاجامہ پہنے پھرتا رہا - وہ ایک پمپ سے دوسری پمپ ملک الموت کی طرح کام کرتا ہوا جاتا تھا اور جب اُسکو آخری مرتبہ جہاز کی غرقیدگی سے چار گھنٹہ پہلے دیکھا گیا - تو وہ بڑے اطمینان سے اپنی ایک قمیص کے نیم دریچہ پر جھکا ہوا تھا - ایک بچے ہوئے مسافر نے جسکو اس نے دیکھا تھا - کہا کہ اُس نے عجیب کام کیا اور درحقیقت زیادہ بہادری کے ساتھ بہ نسبت کسی آدمی کے جو اُس جہاز پر تھا -

مسٹر ملیم سول نے ایک قصہ سنایا ہے - کہ وہ کس طرح ان بیچارے آدمیون یعنی سوداگر پیشہ جہازیون کا معاملہ کا مددگار رہ گیا - ایک مرتبہ طوفانی موسم مین اوس نے سٹیمر سے ریڈ کار تک جہازی سفر کیا - اور اپنے مقام مقصود پر سلامتی سے پہونچ گیا - اور اُس نے شکریہ اس بات کا کیا - کہ وہ ایسے مسافرون کے جہاز پر تھا - جو گورنمنٹ کے معاینہ مین لایا جاتا تھا - مگر رستہ مین وہ تین ریتی پر چڑھے ہوئے ٹوٹے پھوٹے جہازون پر سے گذرا - اور ایک ڈوبے ہوئے جہاز کا مستول دیکھا - اور یہ معلوم ہوا کہ اون تینون جہازون کی سوداگریون مین سے ایک آدمی بھی نہین بچا - اس کی بیوی اس کا انتظار کر رہی تھی - اور دیر تک بیدار اور کشمکش پیچ مین رہ کر سخت فکر برداشت کر رہی تھی - اور پھر اوس نے اُن لوگون کی بیویون کا خیال کیا - جو ڈوب گئے تھے - اور جو اپنی خاوندون کے واسطے بیفایدہ انتظار کرتی تھیں - جو کبھی اُن کے پاس واپس نہین آسکتے اس وقت سے اُس نے اپنا

آنریبل ایچ - ڈبلیو - فرمینٹل جہاز کے کپتان نے جو اوس وقت پل پر تھا -
دیکھا کہ ایک لمحہ کی ڈھیل بھی ڈوبتے ہوئے آدمی کے لیئے مہلک ہوگی
وہ جہاز سے باہر جیوں کا تیوں کود پڑا - (یعنی) ٹوپی - کوٹ - بوٹ اور
سینہ بند سمیت وہ ٹھیک وقت پر کودا - کیونکہ بڑی کوشش کے بعد جب وہ
اوس مقام پر جہاں وہ آدمی ڈوبا تھا پہونچا - تو غوطہ لگا کر اوسکو قریبا
مردہ اوپر لے آیا - وہ بھی ایسا ہی بھاری لدا ہوا تھا - جیسا کہ کپتان -
اسلیئے اسکو تھکان سے اوسکا سر پانی سے اوپر رکھنے میں کچھ دقت معلوم ہوتی تھی
اسوقت چھوٹا لفٹننٹ مور اور کنگسم جو لوہار کا میٹ تھا جہاز
سے باہر دونوں کے مدد کیواسطے کود پڑا - اور کشتیاں پہونچنے پر چاروں
آدمی اوپر سوار کر لیئے گئے - اور سب سلامتی کے ساتھ جہاز پر چڑھا لیئے گئے
بچائے ہوئے آدمی کو فوراً بیمارخانے میں لے گئے - جہاں کہ وہ جلدی ہوش
میں آگیا - اور بہادر بچانے والا تھوڑی سے آرام سے پھر اچھا ہوگیا -
کپتان سٹاریپ اور جان میکنٹاش انابیلا کلارک والوں کا چلن کچھ کم
بہادرانہ اور جانکش فرانسیسی جہاز ملالی کے جلتے ہوئے اہل جہاز کو نومبر
سنہ ۱۸۶۸ع میں بچانے میں نہ تھا - دونوں جہاز ایک ہی سرک کے نزدیک دریائے
آدور میں بیوں سے بیچ پڑے ہوئے تھے - ملالی مٹی کے تیل سے لدا ہوا
تھا - یکایک اوسکو آگ لگ گئی - اور گرمی سے پیپے پھٹ گئے - اور جہاز جلدی
جلدی جلنے لگا - اور جلتا ہوا تیل نالیوں میں سے سمندر میں بہنے لگا -
یہانتک کہ آن کے آن میں ملالی ہر طرف سے آگ کی تپاک شعلوں سے گھر گیا -
بعض اہل جہاز جہاز سے باہر کود پڑے - مگر دوسرے آگ اور پانی کے دوہرے
خوف کا مقابلہ کرنے کے لیئے وہیں رہے -
انابیلا کلارک کے جہاز والوں نے آگ کا شمار دیکھا - اور شعلوں کو ہوا میں غضب
اونچے کودتے ہوئے دیکھا - باوجود خطرے کے دو آدمیوں نے جلتے ہوئے

فرانسیسون کو بچانے کا قصد کیا۔ کپتان شارپ ایک کشتی مین کود پڑا۔ اور
جان میکنتاش جہاز کا بخار اوس کے پیچھے ہولیا۔ وہ آگ کے سمندر مین
سے ملاح کی طرف شعلون سے رگڑتے ہوئے چلے گئے۔ اُن کے کپڑے جل گئے
اور ان کے ہاتھ اور بازو بھی جل گئے لیکن وہ جہاز پر پہونچ گئے۔ اور انہون
نے اپنے تئین فرانس کے جہاز والون کی جان بچا کر اور اُن کو نا بیلا کلارک
پر سلامتی سے واپس لاکر یہ خیال کیا۔ کہ ہمکو صلہ مل گیا۔ یہ ایک نہایت
بہادرانہ کام تھا۔ نہایت سخت درجے کی خطرہ مین جرات اور خود قربانی
ظاہر کی۔ پھر یہ روپیہ کے خاطر نہین۔ ناموری کے خاطر نہین بلکہ محض فرض
کے خاطر (یعنی) دوسرون کیواسطے کام کیا گیا۔ جو کوئی خود اپنے واسطے کرکے
لیکن یہ بڑا سخت گزرتا ہے۔ کہ ایسے کام مین ایک آدمی اپنی تمام زندگی اپنے
نیک عمل کی وجہ سے تباہ کرے۔ چنانچہ جان میکنتاش جہاز کے بخار کے
ہاتھ اور بازو ایسے سخت جل گئے۔ کہ وہ اپنے پیشے کا کام چلانے کے بالکل
ناقابل ہوگیا۔ وہ اس کو آرڈروسن مین بطور ایک بیمار کے گھر لے گئے۔
جہان وہ رہتا ہے۔ اور آجتک ناقابل کار ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ کپتان اور
جہاز کے بخار کو بیتیل کا تمغہ اول درجے کا علیا حضرت کیطرف سے عطا ہوا
اور سونے کا تمغہ فرانسسی گورنمنٹ نے اور ایک تمغہ لائیڈس نے سمندر پر جان
بچانے کے خاطر دیا۔ لیکن ایک مستقل ناقابل کار شدہ آدمی تمغون پر گذارہ
نہین کر سکتا ہے۔ کیا کوئی شخص ایسے بہادر کو گذارہ کے وسایل مین مدد دینے
کے لیئے نہین ہے۔
اسی قسم کا ایک واقعہ امریکہ مین ہوا لیکن خوش قسمتی سے فتحمندی کے عین وقت مین
وہ آدمی مرگیا۔ اور اس بات کی اسے ضرورت نہین پڑی کہ پبلک کو مدد کے
لیئے اپیل کرتا۔ ایک دخانی جہاز کو جھیل ایری جاتے ہوئے آگ لگ گئی۔ سو سے
زیادہ اشخاص اُسمین سوار تھے۔ جرخی کی پاس کا آدمی جان میبنارڈ اپنی جگہ پر

ٹھہرا رہا۔ اس کا منشا تھا۔ کہ سواریوں کی جان بچانے کے لیے جہاز کنارہ پر دوڑا کر لے جاوے آگ سارے جہاز مین پھیل گئی۔ حتّٰی کہ اوس تک پہونچ گئی۔ اُس کے کپڑے پھنک چیتھڑے ہو گئے۔ وہ بھیانک طور پر جل گیا۔ لیکن اوس نے اپنا چارج نچھوڑا۔ وہ چرخی سے چپکا رہا۔ جہاز آخرکار کنارہ پر لگ گیا سو آدمیوں کے جان بچائی کشتی لیکن سکان گیر طعمہ اجل ہو گیا۔ دوسرون کے جان بہادرے کے ساتھ بچاتے ہوئے۔ اُس نے اپنی تئین قربان کر دیا۔ ایسی بڑی فتح جیسی کہ واٹر لو کے ڈوبتے ہوئے یا جلتے ہوئے جہاز کے سوار آدمی حاصل کر سکتے ہین۔ برکنہیڈ[1] والے جہاز کے ملاحون اور سپاہیون کا اعلےٰ وطیرہ کس کو یاد نہین ہے۔ ۴۲ وین پیادہ فوج کا چلن جو سارا اسپلنڈس کے جہاز پر سوار تھین۔ بحر جنوبی مین کچھ کم بہادرانہ نہ تھا۔ آگ لگنی کی پکار جہاز مین سنائی دی۔ اور آدمی فوراً اپنی اپنی جگہ چلے گئے شعلہ تک پہونچنے کی ہر ایک کوشش کی گئی لیکن بے فایدہ۔ سب سے زیادہ کام جو اوس جہاز کے بچانے کا کیا جا سکتا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ میگزین ذخیرہ گھر سے باہر نکال دیا جاوے۔ لیکن جب آدمی کام کر رہے تھے۔ تو دو بارود کے پیپے پھٹ گئے۔ جس سے جہاز کا بندرگاہی مقام اُڑ گیا اور شعلے بڑے رستے سے پتوار تک پھیل گئے۔ جہاز کا کمرہ جس کو ملک ہیڈ کہتے ہیں خوش قسمتی سے صدمہ سے بچ رہا۔ اور اہل جہاز کو اس قابل کیا کہ وہ جلتے ہوئے ماڈیسے پر پانی اس طور چھڑکین جس سے کہ آگ درمیانی جہاز کے حصے سے پرے یہ پھیلنے نہ پاوے پھر بیڑے تیار کئے گئے۔ اور کشتیان نہایت ترتیب سے لگا کر عورتین اور بچے اس مین بٹھا دیے گئے۔ اور سپاہی جہاز کے پچھلے حصے مین ایسے قاعدے کے ساتھ جیسے کہ پریڈ پر جمع ہوتے ہین حاضر ہو گئے۔ اور وہ خاص کام پر خصوصاً شعلون کے مٹانے پر جس سے اب تک جہاز کو خاتمہ کر دینے کا اندیشہ تھا

---

[1] المدد صفحہ ۴۷۶

لگا دئے گئے -

دو دن تک وہ نہایت چابکدستی سے آگ کے ساتھ لڑتے رہے اور آخر کار اس کو مغلوب کر لیا - لیکن اس وقت تک جہاز نیم کھنڈر ہو گیا تھا - آندھی اٹھی - اور لہریں چڑھنے لگیں - گویا کہ بہادر ملاحوں اور سپاہیوں کو سمندر میں ڈبو دینگی لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم رہے - انہوں نے جہاز کے پیندے کے نیچے ایک بڑا رسّا اس کو جوڑے رکھنے کے لیے چاروں طرف باندھ دیا - اور بندرگاہی حصہ جہاز کا جو کھلے سوراخ کو بادبانوں اور کمبلوں سے ٹھونس دیا - زندگی کیواسطے لگاتار ترا س لڑائی جاری رہی - جب کہ آخر کار سمندر کسی قدر دھیما ہوا - اور جہاز کو ہوا کے موافق لگانے کی قابلیت ہوئی - آٹھ دن کی بادبانی کے بعد زیر متواتر ہدایات کپتان کیمبل صاحب وہ برباد جہاز ایک جان کے نقصان کے بغیر موریشس پہونچ گیا -

جب سیاح نارویچ کیتھیڈرل دیکھنے جاتا ہے - اور ذکر پوچھتا ہے کہ یہ پھٹے ہوئے جھنڈے اپنے کیسے لٹک رہے ہیں تو عصا بردار بڑے فخر کے ساتھ بتلاتا ہے - کہ وہ بہادر سارا سینڈس کے آدمیوں کے جھنڈے ہیں - دیکھو - فوج کی جنگی فتوحات کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا جاتا ہے گو وہ بھی بڑی شاندار تھیں - لیکن یہ ان کی سمندر میں بہادری ہے - جو ان کے خاص عزت کا باعث ہے - پس اس کو ایسے ہی رہنے دو -

ایک اور موقعہ پر جب کہ ایک فوجی جہاز میں آگ لگ گئی تھی - اور ۲۸۰ آدمی تلف ہو جانے والے تھے - ایک کنوارے - افسر نے جسکو کہ قیمت دیکر ایک جگہ کا حق کشتی میں حاصل ہوا تھا - دوسرے افسر کے خاطر جسکی بیوی اور کنبہ تھا - چھوڑ دی درخواست منظور کر لی گئی - اور وہ تنہا افسر ان آدمیوں میں جا ملا - جو چند منٹوں میں ابدی زندگی حاصل کرنے والے تھے - یہ ایک سچی بہادری کی مثال ہے - کہ اپنے ہمسر افسر کے خاطر

جو اوس سے زیادہ تر ذمہ وار تھا - ایک شخص نے مرجانے کے لیے آمادگی
دکھائی - اس سبب سے کہ باعث عیالدار ہونے کے عیالدار کا زندہ رہنا
زیادہ ضروری تھا -

ناہموار اور طوفانی سمندر جہاز کے لیے خطرناک نہیں ہوتی خطرناک تو
سے اٹھا ہوا کنارہ بھی ایسا ہی ہوتا ہی - جبکہ جہاز عمدہ بنا ہوا ہو - اور
محفوظ لدا ہو اور پورے ملاح ہوں - تو وہ کھلے سمندر میں ایسا ہی محفوظ
ہے - جیسا کہ خشک لنگر گاہ پر - لیکن اوس وقت جب کہ وہ ساحل کو روانگی
کے وقت چھوڑتا ہے اور واپسی کی وقت پہونچتا ہے - تو اس کو تباہی کا
بیشک خطرہ ہوتا ہے - اسی لیے تو ہمارے ساحلوں کے اردگرد روشنی
کے منار تعمیر کیے گیے ہیں - تاکہ جہازران اپنے گھر کی طرف واپسی کے وقت سفر
میں اوسی اندازے کے مطابق جہاز کی چال رکھیں جیسا کہ ضروری ہو کوئی
شخص اون روشنیوں کا فایدہ پوری طرح نہیں جان سکتا ہے - سوا ان
کے جو اپنے ملک کے ساحلوں کے نزدیک اندھیری راتوں اور سردی کے طوفانوں
کے موسم میں پہونچے ہوں - جن کو جبری کشمکش کا درمیان امید قندیل اور نامعلوم
خطرے کے خوف اور اچانک تباہی کا تجربہ ہوچکا ہو - روشنی کے مناروں کا
پہلا نظارہ جو کناروں کو محفوظ رکھتے ہیں اور اپنے مقصد کے سامنے رنگ یا
اپنے موسمی اندھیرے - اجالے کے ذریعے پہچانے جاتے ہیں - اور کسی ایسا
کا یا جہازوں کے سلسلہ کا - ان سے بچکر گذرنے کے لیے نشان دیتے ہیں
اوس سے جہازرانوں کا دل خوش ہوجاتا ہے - کیونکہ اون کو یقین کے ساتھ
اس راستے کا پتہ مل جاتا ہے - جس پر جہاز کو اپنے بندرگاہ منزل مقصود پر
پہونچنے کے لیے جانا ضروری ہے -

روشنی کے منار کی تعمیر سمندر کا ایک بڑا بھاری خطرہ ہے - پہلے روشنی کے
منار جو انگلستان کے جنوبی ساحلوں کے کنارے بنائے گئے تھے

سنہ ۱۷۰۳ کے سخت طوفان مین بہ گیا تھا - اور دوسرا آگ سے ضایع ہو گیا تھا
کیونکہ دونون لکڑی کے تھے - پھر سمیٹن آگیا جسنے تجویز کی کہ روشنی کا
منار پتھر اور سنگ مرمر کا بنانا چاہیے گو برادران تثلیث نے کہا کہ سوا لکڑی
کے کوئی چیز ایڈی سٹون پر ٹھیری ممکن نہین ہے - لیکن سمیٹن اپنے ارادہ
پر قایم رہا - اور پتھر کا روشنی کا منیار آخر کار بنانا منظور کیا گیا

سمیٹن پلیمتھ چلا گیا - اور وہان سے سمندر مین
مجوزہ تعمیر کے جگہ مشاہدہ کرنے کے واسطے گیا - سمندر کی لہرین چٹانون کی
چوٹیون پر بڑی تندی سے تھپیڑ رہی تھین اور وہ اس واسطے اُتر نہ سکا -
تین دن کے بعد وہ ایڈی سٹون پر اُترنے مین کامیاب ہوا - اُسنے صرف لوہے
کی حلقہ جو پہلے دو معمارون نے لگائی تھی دیکھی - اُسنے تین روز متواتر چٹان
کے پاس پہونچنے کی کوششین کین - لیکن سمندر نے بیس پا کر دین آخر کار
چھٹی کوشش مین کامیاب ہوا - اور پانی کے اُتار کے موقعہ پر وہان جا
اُترا پھر اُس نے ایک صحیح پیمایش مجوزہ روشنی کے منار کی کی - یہ ضرور کیا
نہین ہے - کہ انجنیر کے اُن مشکلات کو جو اُس نے جھیلین - بیان کیا جاے
کیونکہ یہ پہلے ہی بیان کر دی گئی ہین[۱] - ایک موقعہ پر سمیٹن اور اُسکے کاریگر
تباہی سے قریباً بال بال بچ گئے - جب وہ پلیمتھ واپس آ رہے تھے - تو ہوا کے
جھکڑ نے بڑھ بڑھ کر ایک آندھی برپا کر دی - کشتی پہنٹون مقام فاہی کی طرف
چلائی گئی - اور جہاز قریباً موجون مین پھنس گیا - وہ بالکل خستہ ہو گیا
لہرین بالکل اُس کے اوپر آن کے ٹوٹتی تھین صبح کے وقت زمین نظرون سے
غایب ہو گئی - اور جہاز خلیج بسکے کے نیچے تیر رہا تھا چار دن سمندر مین ہوا کے
جھکولون سے ٹکرین کھا کر وہ آخر کار سطح خشکی کے کنارہ پر پہونچے

[۱] دیکھو سوانح عمری انجنیران جلد دوم

بہادر ہے - اُس نے بہت سے خطرات گہرے سمندر میں برداشت کیے
جب وہ روشنی کی میناروں کی بنیاد ڈال رہا تھا - بشپ کی چٹان پر وہ
قریباً سمندر کی اچھال سے جو ہر ایک اُس کے اوپر سے گزر گیا غرق ہو چلا تھا
سپاہیوں کی مانند وہ خطرہ سے کبھی جھجکتا نہیں ہے - لوگ اُس کو بطور ایک
مقتدرہ نمونہ کے شمار کرتے ہیں - ایڈی سٹون کے مقام پر نئی روشنی کی
مینار کا بنیادی پتھر رکھنے سے چند روز پیشتر لوگ کام کرتے رہے - گو سمندر
اُن کے اوپر سے لہریں مارتا ہوا چلا جاتا تھا - جب جوار بھاٹا چڑھتا - تو وہ
چٹان کی سطح سے ایک ڈھیر میں کھولتی ہوئی موج میں بہنے کے قریب معلوم
ہوتے تھے - وہ ہاتھ پاؤں کے بل جسم تلک بھیگے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ
ساتھ چلے - یہاں تک کہ وہ سب جہاز میں سلامتی سے سوار ہو گئے

جیمز واکر - سی - ای - متوفی نے مسٹر ڈگلس کی
کی جو ایک بڑا معمار روشنی کی مینار کا تھا - ڈیوک آف ولنگٹن سے
ملاقات کروائی - مسٹر واکر نے کہا کہ یہاں ایک آدمی ہے - جس نے اتنی لڑائیاں
لڑی ہیں - کہ جتنی کہ آنجناب نے - لیکن اُس نے ایک جان بھی ضایع نہ ہونے
دی - ڈیوک نے کہا - کہ کاش کہ میں بھی ایسا ہی کہہ سکتا - درحقیقت
خونخوار لڑائیاں جتنی کہ جیتی گئیں ہیں - اور میدان کامیابی کے ساتھ مارے
گئے ہیں - بہت کم جسمانی خطرات کی برداشت منجانب کمانڈر انچیف واقع
ہوتی ہے - بہ نسبت اُن کے جو معماران روشنی گھر کو دن بدن بہ برداشت اُٹھانا
پڑتی ہیں - چیف انجینیر ہمیشہ رہنمائی کرتا ہے - وہ سب سے پہلے چٹان
پر چھلانگ مار کر جاتا ہے - اور سب سے پیچھے ہٹ جاتا ہے - اپنی مثال سے
اور ترغیب کاریگروں کو ہمت سے حوصلہ افزائی کرتا ہے - کہ جو اُس کے ماتحت
اُس موقعہ کے خاص خوفناک حالات کے عادی ہو جاتے ہیں
اکثر نہایت بہادرانہ کام حال کے دنوں کا قریباً چالیس سال کے اندر کیا گیا

سکری دور کے روشنی کے مینار کی تعمیر کا تھا۔ سکری دور کا سلسلہ چٹان
بہت دور تک ٹائیری کے جزیرے کے مقابل سکاٹ لینڈ کے مغربی ساحلوں
پر سمندر کے اندر چلا گیا ہے۔ بہت سے جہاز وہاں تباہ ہو گئے۔ اور جہازوں
کے پاش پاش شدہ حصے صرف کنارے پر پہونچا کرتے تھے۔ روشنی
کی شمالی کمشن نے سکری دور پر ایک روشنی کا مینار تعمیر کرنے کا قصد کیا
مسٹر ایلن سٹیون سن کو ہدایت ملی۔ کہ ابتدائی پیمایش شروع کرے جسکو
وہ صرف ۱۸۳۵ء میں ختم کرنے کے قابل ہوا۔ کام تین سال بعد شروع کیا گیا
عارضی بارکوں کا تیار کرنا اس کا کام تھا۔ مینار کے پایوں سے زیادہ کچھ
اس تعمیر کے لیے ختم نہ ہو سکا کہ کاریگر چٹان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور تمام
عمارت دوسرے دن بہہ گئی۔ دوسرے سال یہہ کام پھر شروع کیا گیا۔
۴۲ فٹ کا بنیادی غار کھودا گیا اور ۱۸۴۰ء میں بارک از سر نو تعمیر کی گئی
اور یہاں انجینیر اور اوسکی پارٹی نے جائے رہایش اختیار کرنے پر قناعت کی

بہادر سردار کہتا ہے۔ کہ یہاں پہلے مہینے میں
ہمارے کمروں میں پانی کا سیلاب آنے کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی
ایک موقعہ پر ہم چودہ روز تک ساحل اور دخانی جہاز سے بے لگاو تھے۔ اور
اس وقت کے زیادہ تر حصے میں سوا جھاگ کے سفید تودوں کے جہاں تک نظر
پہونچتی تھی اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اور سوائے ہوا کے سناٹے اور
موجوں کے گرج کے کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ جو بعض اوقات ایسا بلند ہوتا
تھا۔ کہ کسی آدمی کی آواز سننی غیر ممکن تھی۔ ایسا نظارہ جہاں سے پہلے بارک
کے کھنڈرات ہم سے بہت دور نہ تھے۔ نہایت مایوسانہ پیشبندیاں پیدا
کرنے والی تھیں۔ مجھے خوب یاد ہے۔ اوس خوف کے بے بیان خیال کا
جو میرے دل میں ایک رات بہاری سمندر کا جھکولا جو بارکوں کو لگا۔ اور
جس سے کہ میری چارپائی دیوار سے اندر کے طرف جھولنے لگی۔ اُس سے پیدا ہوئے

غرق ہونے والی کشتی سمندر میں جان بچانے کے خاطر آراستہ کی ہبورا کے
نزدیک کا ساحل جیسکے پرے جزایر فرن واقعہ ہیں - اکثر جہازوں کی تباہیوں کا
تماشاگاہ تھا - پادری ڈاکٹر شیرپ جو اُس وقت محل میں تھے انہوں نے ایک
مچھلی پکڑنے کے لیے نہ ڈوبنے والی کشتی بنانے کے خاطر بھیجی یہ ایسی بنائی
گئی - اور کوبل کی کشتی نے اس کے استعمال کے پہلے سال میں کئی جانیں بچائیں
تاہم جان بچانے والی کشتیاں ابتک عام استعمال میں ابھی نہیں آئیں تھیں
وہ ایک جو آجتک تیار کی گئی تھی - وہ ہبورا کے مقام پر کوبل قسم کی کشتی تھی
۱۷۸۹ء میں نیوکاسل کا ایڈونچر جہاز دریا کے
منہ کے دہانے پر تباہ ہوگیا - جب کہ جہاز ہرڈسینڈ کے مقام پر ریتی پر
چڑھ گیا - دریا کے دہانے کے نزدیک بڑے خوفناک پھوٹنے والی لہروں کے
درمیان اوسکے اہل جہاز ایک ایک کرکے اس کے رسّے پرسے صرف تین سو گز
ساحل سے پرے سمندر میں گر پڑے ہزاروں تماشائیوں کی موجودگی میں
یہ امر واقعہ ہوا - جن میں سے ایک نے بھی اُن کی مدد کرنے کے لیے جانے کی
جرات نہیں کی - کیا کوئی کشتی یا مچھلی والی کشتی معمولی بناوٹ کی ایسے
لہری تھپیڑوں میں بچ سکتی تھی - اس تباہی کی وجہ سے [illegible]
پڑ گئی - اور اس وجہ سے ایک کمیٹی مقرر کی گئی - اور انعام جان بچانے والی
کشتی کے اعلے درجے کے نمونے کیواسطے کہ جو سمندر کے خطرات کا مقابلہ کرسکے
خاص کر تلاطم کیوقت تجویز کیا گیا - کمیٹی نے دو نقشے منتخب کیے - ایک ولیم
وڈہیو کا اور دوسرا ہنری گریٹ ہیڈ کا شیلڈ کی کمیٹی نے گریٹ ہیڈ
کو انعام عطا کیا - بلحاظ اس کے جہاز کے پیندے کی بیچ والی لکڑی کے
نمونے کے بناوٹ کی لیکن انہوں نے وڈہیو کے نمونے سے کاک کے ذریعہ
کشتی کو زیادہ تر تیرنے والی بنانے کا اشارہ لے لیا - اب یہ درحقیقت جان
بچانے والی کشتی کی نہایت استادانہ ایجاد ہے - اور وڈہیو بے شک اس انعام کے

تباہی اور قومی صیغہ منگئی ہے۔ کپتان ہین بی کے مصالحہ والے سامان کے استعمال کے ساتھ وہ سال بسال سینکڑوں تباہ شدہ جہازرانوں کی جانیں بچاتا ہے۔ اس محکمہ میں اب تین سو کشتیوں سے اوپر کا ایک اعلیٰ جانیں بچانے والا بیڑہ ہے جسمیں پچیس ہزار بہادر آدمی ملازم ہیں اسکی موجودگی میں ستائیس ہزار سے زیادہ جانیں جہاز کی تباہی کے خطرات سے بچی ہیں اور خوشی کا خیال کرو جو نجات یافتہ والوں کی بیویوں اور بچوں کو حاصل ہوئی ہے
ملاحوں نے جو بہادرانہ خدمات ادا کیئے ہیں۔ اُن کی تفصیل دینی غیر ممکن ہوگی۔ قومی صیغہ کے لائیف بوٹوں میں ایک ونکوک نامی ایک کشتی ہے۔ جو آئی۔ ڈبلیو۔ کک آر۔ اے۔ متوفی نے پیش کی ہے یہ صاحب اسبرمنی الاصل تھا۔ یہ ۱۸۶۵ء میں ڈیل کے مقام پر مقیم کی گئی تھی۔ اس نے پہلے ہی ۱۶۱ جانیں بچائی ہیں۔ اور سات جہازوں کو تباہی سے بچنے میں مدد دی ہے جبکہ بوڑھا صناع بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا تو اس لائیف بوٹ کے آدمی نہایت بہادرانہ کام کر رہے تھے۔
اتوار کے دن ایک بجے کیوقت ۲۸ دسمبر ۱۸۷۹ء کو سوتھ سنڈس لابٹ شپ کے مقام سے جو گڈون سنڈس پر واقع ہے۔ ڈیل سے قریب سات میل کے فاصلہ پر ایک توپ چلا کر اطلاع دی۔ کہ ایک جہاز لہروں کے چکر میں پھنس گیا ہے

نجات یافتگان کی آوازیں سننے کے قابل ہیں۔ بے زبان خیالات کی آنسو بھاری بیویوں اور بچوں نے انکا لے رحم کی یادگاریں انسان کی نہایت اشد ضرورت کے موقعوں پر سب نے پیارے پرانی لائیف بوٹ کے لیئے ملکر وکالت کرنی شروع کی۔ وہ لوگ جو لائیف بوٹ کے جہازیوں کی بہادری کی نسبت پڑھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ کہ کسقدر جانیں اس نے ہر سال بچائی ہیں۔ اُن کو رسالہ لائیف بوٹ اور لائیف بوٹ اور اس کے فواید کی تواریخ مطالعہ کرنی چاہیئے۔

جنوب مغرب کی جانب سے ایک نہایت تیز آندھی چل رہی تھی۔
اور جہاز جو مقابلتاً ڈاؤنس کے پناہ میں تھے دونوں لنگروں کے ساتھ چل رہے
تھے بعض نے کہا۔ کہ یہ آندھی ایسی تھی۔ کہ جس سے تمہارے دانت بھی حلق
میں جا پڑیں جبکہ نمازی گرجوں سے باہر آ رہے تھے۔ تو ان کی چھتریوں کے غلاف ہوا کے
زور سے الٹ گئے اور وہ گھرا تنے جلدی بھاگ گئے۔ جتنا ان سے ہو سکا
لیکن کشتیبان کنارے پر تھے گھڑیال لائیف بوٹ میں آدمی ڈالنے کے
لئے آواز دی کشتیبانوں نے بہادری سے اس طلبی کا جواب دیا جو وہ آدمی تھے
رابرٹ وابلڈ کاک[1] سٹوین کے اس کے جہازی تھے۔ بڑے زور کے ہلکورے
سے انہوں نے لائیف بوٹ ڈھلوان ساحل کے نیچے کھولتے ہوئے لہروں
میں آن لگائی ایک بہت لمبے نعرہ خوشی نے انکو اپنے خطرناک کام پر روانہ کیا۔
درحقیقت گڈون سنڈس پر تین جہاز تھے ان میں سے ایک کے اہل
جہاز اپنے اپنے کشتیوں میں چلے گئے اپنے جہاز کو بہ کڑاکے ٹکڑے ہونے
کے لئے اکیلا چھوڑ کر مارگیٹ میں داخل ہو گئے ایک اور دوستولی جہاز جو
ڈنمارک والوں کا خیال کیا جاتا تھا۔ غائب ہو گیا اور تمام سواریوں سمیت
غرق ہو گیا۔ جو جہاز بچ رہا۔ وہ لنڈا جرمنی کا جہاز تھا جو [illegible] بار کے
[illegible] کا سامان لے جا رہا تھا۔ لائیف بوٹ [illegible] جہاز والوں
[illegible] ڈاؤنس کے [illegible] پہنچکر ایک بڑا جہاز [illegible]
ہوا دیکھا یہ سنڈس کے نہایت خراب حصے میں سخت پھنس گیا تھا۔
یعنی [illegible] سیٹ میں جہاں کہ موجیں نہایت تیز اس دن میں بھی متواتر
ٹکراتی رہتی ہیں۔ انہوں نے ارادہ کر لیا کچھ ہی [illegible]

---

[1] وہ شخص جو کشتی کے پچھلی [illegible] کا [illegible] چلاتا ہے۔ اور کسی افسر کی عدم
موجودگی میں اسکا کمانڈر ہوتا ہے۔

ضرور پہونچنا چاہیئے اس کے نزدیک پہونچکر یہ معلوم ہوا کہ درمیان کا بڑا
مستول اور پچھلا مستول کٹ کر بہ گئے ہیں۔ اور لوگ ہوا کے بیچ سے
چپٹے ہوئے ہیں جنکے بیچ ٹھوس پانی کی چادر ان پر سے صاف بہکر جا رہی ہے
دن [illegible] جہاز کے موافق ہوا کے رخ کی طرف ذرا نزدیک
آن پہونچا۔ اور لنگر ڈالکر اسکے پاس [illegible] پہونچے۔ اگر رسا چھوٹ جاتا
اور لائیف بوٹ پورے زور سے جہاز سے ٹکراتا۔ تو ایک آدمی بھی نہیں
بچ سکتا تھا لیکن لائیف بوٹ کے کشتی بانوں نے کہا۔ کہ ہم اسکے بچانے
کے لیے مجبور ہیں۔ اور اپنی قوم کی تمام سرد مہری سے جو جرات کہ آدمی
کر سکتے تھے۔ انھوں نے اس کھنڈر جہاز کے ذرا نزدیک اپنی کشتی
پہونچا کر اپنا لنگر ڈالدیا ہیں تمام طاقت صرف کر دی گو خوفناک سمندر کے
پانی سے جو اون کے اوپر اور باہر چھوٹ رہا تھا بیس دفعہ ہو کر پار کیا ہے
تھے یہاں تک کہ کشتی ملاحوں کی بیٹھکوں تک پر ہو چکی تھی اس وقت اسکو
ننگیر ملاح راگ گا اٹھا۔ جب اس نے ایک اور موج نزدیک آتی
ہوئی دیکھی۔ کہ آدمیو۔ خبردار ہو جاؤ۔ اور انھوں نے بیٹھکوں کو پکڑ لیا
اور اپنے جان عزیز کے واسطے بےدم ہو کر دونوں ہاتھوں سے اسکو
تھامے رہے۔ ایک سمندر کی موج نے کشتی کو جہاز کے آگے لا ڈالا
اور اسکو اگلے ہوا کے بکس میں آ جھونکا۔ اس طور پر تمام آدمیوں
کی سلامتی نے اس بات کی ضرورت پیدا کی کہ وہ جہاز کو ذرا [illegible]

وہ پھر واپس آ گئے اور ایک کھینچنے والا رسا آخرکار جہاز کے اوپر
پہونچا دیا گیا۔ اور اہل جہاز ایک یا دو کر کے لائیف بوٹ میں سوار
ہو گئے۔ آخری آدمی بچا لیا گیا۔ اور بہادر ننگیر ملاحوں کا افسر چلا اٹھا
کہ [illegible] اور رسی کو کاٹ ڈالو۔ ایسا کیا گیا۔ اور لائیف بوٹ

گھر کی طرف روانہ ہو پڑی۔ جسمیں ۴۳ آدمیوں کی خاصی سواریاں تھیں۔ ایک نجات یافتہ جہازی کو دو مرتبہ پہلے وین گک نے بچایا تھا جس نے اپنے پہلے مخلصیوں کے حالات اپنے ساتھیوں کو سنا کر حوصلہ افزائی کی۔ اور اسطور پر آخر کار لائیف بوٹ نے تر بتر ڈگمگاتے ہوئے شکر گزار اہل جرمن کو ڈیل کے ساحل پر اُتار دیا۔ جہانکہ باوجود طوفان ہونے کے جم غفیر متعجب اور مشکور دلوں کے ساتھ اُنکو آن ملا۔ ایڈورڈ ڈبلیو کک کافی عرصہ تک کرداری سننے کے لئے زندہ رہا۔ سات دن کے بعد وہ مرگیا۔ لیکن اُسکی نیکوکاری اُسکے بعد آج تک زندہ ہے اور دوسروں کے لئے ایک مثال کا کام دیتی ہے۔

سینکڑوں اسی قسم کے بہادری کے کام ہیں۔ جو ہر سال چھوٹی چھوٹی سواریوں کی کشتیاں جو ہمارے ساحلوں کے اردگرد پھیلے ہوئے ہیں سر انجام کو پہنچاتے ہیں۔ جب کوئی جہاز یا مچھلی پکڑنے والے کشتی بھی سمندر میں خطرے میں معلوم ہوتی ہے۔ تو وہ فوراً ہی اُن مدد کرنے سے باز نہیں رہتے۔ وہ اپنی کشتی ڈال دیتے ہیں اور اُنکو بے رحم طوفان پھیر پھیر کر پیچھے دھکیل دیتا ہے۔ وہ پھر کوشش کرتے ہیں۔ اور آخر کار نہایت بہادری سے کھیکر وہ سمندر میں چلے جاتے ہیں بعض اوقات اُنکی کشتی چٹان سے جا کر ٹکر کھاتی ہے۔ لیکن وہ خود اپنے تئیں سیدھا کر لیتی ہے۔ اور پُر رحم کام کے لئے آگے چلی جاتی ہے۔ بہت مدت نہیں گذری ہے کہ رینڈکار لائیف بوٹ چار میل سمندر کے اندر ایک مچھلی پکڑنے والی کشتیوں کے سواریوں کو بچانے کے لئے چلی گئی۔ اور اُن کو کامیابی حاصل ہوئی۔

فریزر برا کے مقام پر اسی سال اگسٹا کے سکونر قسم کے جہاز کے جہازیوں کو بچانے کے لئے ایک بڑے سخت طوفان میں لائیف بوٹ

ا چلا گیا۔ جو کسی چٹان پر بندرگاہ کے ہوائی رخ کی جانب پھوٹ گیا۔
جب اہل جہاز کو بچا لیا گیا۔ تو کمانڈر جہاز پاش پاش ہو گیا بمشکل ابھی تک
طے نہیں ہوئی۔ یہ پایا گیا۔ کہ چپو مارنے والوں کی نہایت درجے کی طاقت
کشتی کو طوفان کے برخلاف بندرگاہ کے دہانے کی طرف زور سے دھکیلنے
میں ناکافی تھی۔ لنگر چھوڑا گیا۔ لیکن وہ گرفت نہ کر سکا جھوار نے چٹانوں
سے ٹکر کھائی۔ اور بھاری سمندر اسکے اوپر سے پھلانگ گیا مگر ملاح سرنا
نے رسی کاٹنے کا حکم دیدیا۔ اس امید پر کہ موج انگیز سمندر ایسی تیرنے
والی اور ہلکی کشتی کو چٹانوں کے اوپر کافی دور دھکیل دیگا۔ کہ جس سے
وہ لوگ جو کشتی میں سوار ہیں۔ بچ نکلینگے۔ لائف بوٹ گو بالکل کھنڈرا
حالت میں ہو گئی تھی۔ لیکن تمام سترہ آدمیوں کو سخت اور مضبوط چٹان پر
لے گئی۔ اور اس سے سارے اہل جہاز بچ گئے۔

ایک اور دلچسپ مثال جان ماری کی سنئے۔ ایک طوفانی اتوار کی شام کو
مارچ کے مہینے میں جبکہ لوگ گریٹ یارموتھ کے گرجے سے باہر نکل رہے
تھے۔ ایک علامتی توپ کی آواز گرایل سینڈ پر ایک جہاز سے سنائی دی۔
جہاز ریتے پر چڑھ گیا تھا۔ اور موجاین اوسکا لیفٹیننٹ ہنارسی تھیں ملاح
فوراً ساحل پر پہنچ گئے۔ اور ایک ناؤ پانی میں ڈالنے کے لئے تیار تھے
جبکہ وہ کشتی کو موجوں میں سے لے جانے کے لئے سکن کا انتظار کر رہے
تھے۔ تو ایک جوان ساحلی اوپر سے آ کودا۔ اور ناؤ کے ایک کشتیبان کو اپنی
جگہ سے دھکیل دیا۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ نہیں جیک اس مرتبے نہیں
تم تین مرتبے پہلے ہی جا چکے ہو۔ چونکہ میں شادی کر چکا ہوں۔ صاف ستھرے
بے باک رہو۔ بس اب پھر اپنی باری لے لونگا۔ کشتی پانی میں ڈالی
گئی۔ اور جونہی کہ وہ موجوں میں سے گزر رہی تھی۔ تو ایک سمندر کی
لہر نے اسے اوپر اچھال کر بالکل الٹا دیا۔ تین ناخدا غرق ہو گئے۔ انمیں

سے ایک وہ تازہ شادی شدہ تھا جس نے اپنے بھائی کو اپنی جگہ دینے
سے انکار کر دیا تھا۔ ایک لمحہ کے وقفے کے بغیر ایک اور ناؤ پانی میں ڈالنے
کے لئے تیاری کی گئی۔ اسکو سمندر میں کھیکر لے گئے۔ لیکن بہت دیر ہو چکی
تھی۔ جہاز سینٹ ہیلینا پاش پاش ہو چکا تھا۔ اور تمام اہل جہاز غرق ہو گئے

باب ہشتم

سپاہی

میں ذی اختیار شخص ہوں۔ میری ماتحت سپاہی ہیں اور میں
اس آدمی کو کہتا ہوں۔ کہ جاؤ۔ اور وہ چلا جاتا ہے۔ اور ایک اور
کو کہتا ہوں۔ کہ آؤ۔ اور وہ چلا آتا ہے۔ اور میں اپنے نوکر کو کہتا ہوں
کہ یہ کرو۔ تو وہ وہی کام کرنے لگتا ہے۔ (سینٹ میتھیو کا کمانڈر)

یہ میرا نصیب ہے یا یہ کہو کہ یہ میرا فرض ہے کہ ہم میں سے اعلیٰ سے
اعلیٰ شخص صرف اپنی جگہ پر بطور ایک سنتری کے ہے (وائٹ ملویل)

انسان کا خون جو ہمارے خاندان۔ ہمارے دوستوں ہمارے
خدا۔ ہمارے ملک۔ ہمارے ابنائے جنس کے واسطے بہایا گیا
موقعہ مناسب پر بہا ہے۔ باقی سب لغو و فضول تھا۔ بلکہ جرم
تھا۔ (برگ) یہاں میں اپنا فرض ادا کرنے کے لئے آیا ہوں
اور بجز ادائگی اپنے ملک کے فرض کے نہ مجھے اطمینان معلوم ہوتا ہے
اور نہ مجھے خوشی ہی اور کسی بات میں حاصل ہو سکتی ہے۔
(ولنگٹن پرتگال میں)

سپاہی کی زندگی فرض کی جان ہے۔ اسکو فرمانبردار۔ تربیت یافتہ اور ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔ جب طرم کی آواز سے بلوایا جائے۔ تو اسکو آجانا چاہیئے۔ جب اسکو کسی خطرناک مہم پر جانے کے لئے حکم دیا جائے تو اسکو جانا چاہیئے اسمیں کوئی قیل وقال کی گنجائش نہیں ہے۔ اسکو احکامات کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ خواہ اسکو توپ کے منہ میں ہی کیوں نہ جھونک دیا جاوے۔

فرمانبرداری۔ تابعداری۔ تربیت۔ ہمت یہ اوصاف ہیں جن سے ایک آدمی بنتا ہے۔ یہ نیز وہ اوصاف ہیں جن سے سچا سپاہی بنتا ہے۔ اُن کی جانبین میں اعتبار اور سخت فرمانبرداری ہونی چاہیئے۔ اُن سب کی فرمانبرداری جو اُس سے بالا ہوں۔ رسکن کہتا ہے کہ ایسی اطاعت اور بید تعصب مصالحہ میں صرف سپاہی کی تربیت ہی پورا زور پیدا کر سکتی ہے۔ وہ انسان جو دوسری حالتوں میں سست یا اوباشی کی حالت میں پڑ جاتے۔ ایسی خدمت سے پاک زندگی حاصل کرتے ہیں۔ جو فوراً اونکی قوت کو اکٹھا کرکے رہنمائی کرتے ہے۔

خواہ فتح یا شکست ہو۔ سپاہی کو اپنی جگہ پر ٹھہرنا چاہیئے۔ اسکو برابر ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اگر وہ رات کو پہرہ پر ہو تو اُسے غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ ایک لحظہ کی غفلت اُس فوج کو برباد کر سکتی ہے کہ جسکی وہ پاسبانی کرتا ہے۔ سپاہی کو ہمیشہ اپنے ملک والوں کی سلامتی کے واسطے جان دینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ میدان جنگ کی آگ کی چوکی پر پہونچنا موت ہے۔

سپاہی کو چست وچالاک ہونا چاہیئے۔ اُسکو ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے۔ لارڈ لارنس کی یہ عادت تھی۔ تیار رہو۔ ہر ایک کی چھاتی پر [illegible]
[illegible] لنے اسکی وساطت کی کمی کو پورا کردیا۔ [illegible]

کے ساتھ اپنے ڈکلڈی مین کا مقابلہ کیا۔ جو چالیس ہزار فوج سے اسکا تعاقب کر رہا تھا۔ اور آرکس کی لڑائی اس نے باوجود جمعیت کے فرق کی جیت لی۔ یہ غیر معمولی نتیجہ غالباً زیادہ تر دونوں جرنیلوں کے ذاتی چلن کی فرق کی وجہ سے تھا۔ مینی سست اور کاہل تھا۔ ہنری کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ وہ بستر میں اس سے کم وقت صرف کرتا تھا۔ کہ جسقدر مینی کھانے کے میز پر وقت ضائع کرتا تھا۔ اور اسکی وردی کی بنات بہت کم گھستی تھی لیکن بوٹ کا چمڑا بہت گھس جاتا تھا۔ ایک شخص ایک مرتبہ مینی کی ہمت اور ہنرمندی کی تعریف ہنری کے روبرو کر رہا تھا۔ ہنری نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو کہ وہ بڑا کپتان ہے۔ لیکن میں ہمیشہ پانچ گھنٹہ پہلے اس سے چل پڑتا ہوں۔ ہنری چار بجے صبح کے بیدار ہوتا تھا۔ اور مینی قریباً دس بجے ہی اسکے درمیان میں فرق پیدا کرتا تھا۔

مارشل ٹورین ۔ سپاہی کا ہیرو (یعنے بہادر) تھا۔ وہ انکی تمام تکالیف میں شریک رہتا تھا۔ اور وہ اسکے اوپر بالکل بھروسہ رکھتے تھے ۱۶۷۲ء میں اسکو اپنی فوج کی ساتھ جرمنی بھیجا گیا تاکہ برینڈن برگ کے الکٹر کا حملہ روکے۔ اور بہت سخت زمستانی موسم تھا۔ اور برف اور کیچڑ سے لدی ہوئی سڑکوں پر سے کوچ کرنا بہت مشکل اور تکاوٹ پیدا کرنیوالا تھا۔ ایک مرتبہ جب کہ فوج ایک بھاری دلدل میں سے گذر رہی تھی۔ تو بعض کم عمر سپاہیوں نے شکایت کی۔ لیکن بڑی عمر والوں نے کہا۔ اس بات کا یقین رکھو کہ ٹورین کو ہماری نسبت زیادہ تعلق ہے۔ وہ اس مو‍قع پر سوچ رہا ہے۔ کہ ہمیں کسطرح سے خلاصی ہو جاوے۔ وہ ہماری پاسبانی کرتا ہے جب ہم سوتے ہیں۔ وہ ہمارا باپ ہے اگر کوئی بڑا انجام ہونیوالا ہو جسکو ابھی ہم معلوم نہیں کر سکتے ہیں۔ مد نظر نہ ہوتا۔ تو وہ ہمکو ایسی مصیبت اٹھانے نہ دیتا۔ مارشل

یہ باتیں سن لیں۔ اور اُسنے ظاہر کیا۔ کہ اُسکو کبھی کسی بات سے
اس سے زیادہ مسرت حاصل نہیں ہوئی جسقدر کہ اسکو اس گفتگو
کے سُننے سے ہوئی۔ ٹورین اس کمانیر کی لیاقتوں کو جس کے ساتھ
وہ جنگ آور ہوتا تھا جلدی معلوم کرلیا کرتا تھا۔ فرانڈی کے جنگوں
میں جبکہ وہ شاہی افواج کے چارج میں تھا۔ تو کونڈی اسکے مقابلے
میں تھا۔ گو اسکی نسبت کہا جاتا تھا۔ کہ وہ لڑائی کے موقع پر غیر حاضر تھا
لیکن حملے کی طرز سے ٹورین کو فوراً معلوم ہوگیا۔ کہ کونڈی واپس
آگیا ہے۔ ہاں۔ اُس نے کہا۔ کونڈی یہاں ہے غنیم کے باہنر حرکات
سے استادانہ ٹانند کا کرتب اس کو معلوم ہوگیا

فرانسیسی اور جرمن کی لڑائی کے بعد جرمنی کے ایک شاعر نے
وان مولٹکی کی تعریف میں ایک جلد تیار کی جسمیں یہ بات ثابت کی کہ ہنیبال اور سکندر نپولین
اور مارل برا مورو جرمنی کے سٹاف کے سردار کے مقابلے میں صرف
کم پایہ جنگی آدمی تھے۔ **وان مولٹکی** نے نظم کی جلد کو قبول کیا۔
اور شاعر کی چٹھی کا جواب بہت انکساری سے دیا۔ اُس نے اپنے نوجوان آشناؤں
کو کہا۔ کہ درحقیقت بڑے آدمی مصیبت کی آزمائش سے مشہور ہوجاتے
ہیں۔ اُسنے کہا کہ ہمیں بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کو اتفاق۔
نصیب۔ قسمت یا خدائی مہربانی کہنا چاہئے۔ تنہا انسانوں نے کام
نہیں کیا۔ ایسی بڑی فتوحات خاصکر ایسی باتوں کی حالت کا نتیجہ ہے
جو نہ تو ہم پیدا کرسکتے ہیں۔ اور نہ اُسپر ہمارا قابو چل سکتا ہے۔ اعلےٰ
لیکن بدقسمت پوپ اندرین نے اپنی قبر پر منصلہ ذیل الفاظ کندہ کرائے
(یعنی) کیسی مختلف نہایت اعلےٰ آدمی کی حرکت بھی اُن اوقات
کے مطابق جسمیں وہ رہتا ہے ہوئی ہے۔ کیسے زیادہ
مرتبہ نہایت قابل آدمی بوجہ واقعات کے اہمیت نہ رکھی رہے

ناکام رہا ہے۔ حالانکہ کم لیاقت آدمی نے انہی واقعات سے کامیابی حاصل کی ہے

سپاہی کو خود قربانی کا حوصلہ ہونا چاہیئے۔ ۱۷۶۰ء کے موسم خزاں میں لوئیس پانزدہم نے ایک فوج جرمنی کیطرف روانہ کی۔ مارکوئیس ڈی کاسٹرنیز نے پچیس ہزار آدمیوں کی فوج رین برگ کیطرف روانہ کی انہوں نے ایک مضبوط موقعہ کلاسٹر کیمپ کے مقام پر لے لیا۔ ۱۵۔ اکتوبر کی رات کو ایک جوان افسر شیو لیر ڈیا ساز نامی دیکھ بھال کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ اور اپنے آدمیوں سے ذرا تھوڑے سے فاصلے پر جنگل میں تنہا بڑھ گیا۔ اسنے اچانک اپنی تئیں چند غنیم کے سپاہیوں سے گھرا ہوا پایا۔ ان کی سنگینوں سے اسکی چھاتی چھد گئی۔ جب کہ ایک آواز نے اسکے کان میں چپکے سے کہا۔ اگر تم صرف ذرا سی آواز بھی نکالوگے۔ تو تم مردہ آدمی بن جاؤگے۔ ایک لمحے میں اُسنے حالت کا اندازہ کر لیا۔ کہ دشمن فرانسیسوں کے کیمپ میں بیخبر جا پڑنے کے لئے بڑھ رہا ہے۔ وہ بول اٹھا ایسے زور سے کہ جسقدر اسکی آواز لفظ نکال سکے۔ یہاں پور جیئن۔ یہاں دشمن ہے۔ ان الفاظ نے اسکے قیمت کا فیصلہ کر دیا وہ فوراً کاٹ ڈالا گیا۔ لیکن اسکی ... موت نے فوج کو بچا لیا اچانک حملے میں بچا لیا رہی۔ اور دشمن پیچھے ہٹ گیا۔

یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تمام ملکوں میں لڑائی کے اوقات ہی میں علم و ہنر نہایت درجہ پھلے پھولے اور علم و ہنر کی ملیاقت نہایت تندی برق کے ساتھ چمکی۔ ممکن ہے کہ اس خیال کی صحت میں شک کیا جائے لیکن یونان کی حالت کا اندازہ کرو۔ سقراط۔ اسچیلس۔ سوفوکلس زینوفن یہ تمام آدمی تھے۔ جنہوں نے اپنے ملک کی لڑائیاں لڑیں۔ اور بعد ازاں اپنے ملک کے علم ادب کو زینت عطا فرمائی۔

سلہ بروس کی علمی اور تواریخی تسلوسید۔۲۰۶

یہی بات روم میں تھی۔ جب وہ اپنی جاہ و جلال کے کمال پر تھا۔ شہنشاہ قیصر اپنے سپاہ گروں میں سے ایک نہایت اعلےٰ آدمی تھا۔ اور اپنے اہل تصانیف میں سے نہایت اعلےٰ مصنف تھا۔ شاعر ہوریس بھی اپنی جوانی کی عمر میں ایک سپاہی تھا۔ اور بروٹس نے اکیڈسنہ فوج کی کمان اس کے حوالے کی تھی۔
اس قدر بڑی تعداد نامور آدمیوں کی دیکھکر تعجب ہوتا ہے۔ (یعنی) ناظم شعرا اور صاحب ہنروں کی جنہوں نے کہ سپاہانہ زندگی بسر کی۔ اور بری اور بحری لڑائیاں اپنے ملک اور غیر ملک میں جاکر لڑے ہیں۔ مشابہت بات ہو کہ تابعداری۔ قواعد اور ترتیب جو سپاہانہ زندگی کی روح رواں ہے۔ عادات کے ساخت اور استحکام پر قوی اثر رکھتی ہے۔ اور تربیت یافتہ یک جہتی کی جماعت پیدا کرنا اور یہی بات اصلی لیاقت کے بناوٹ کے لئے ضروری ہوتی ہے۔
دانتی بطور ایک سپاہی کیمپل دینو کی لڑائی میں موجود تھا۔ جہاں وہ گولف رسالے کی اگلی صفوں میں بہادری سے لڑا۔ یہ بات اس وجہ سے اور دیگر وجوہات سے تھی۔ کہ اسکو بعد ازاں فلورنس سے جلا وطن کردیا گیا۔ پیٹر جابر یعنی جہاد کا رہبر اپنی اوائل عمر میں ایک سپاہی تھا۔ اور کاؤنٹ ڈی بولوں کی ماتحتی میں اسکے فلنڈرس کے مقابلے کی لڑائیوں میں خدمتگذار رہا۔ بطور ایک سپاہی کے اس نے کوئی امتیاز حاصل نہیں کیا۔ اس لئے وہ کنارہ کش ہو گیا اور شادی کر لی۔ اور کئی ایک بچے ہوئے۔ بیوی کے مرنے پر وہ خانقاہ میں چلا گیا۔ اور بعد ازاں ایک گوشہ نشین ہو گیا۔ اسنے اورشلیم کی جاترا اختیار کی۔ اور واپسی پر اس نے ان تکالیف کی

خیرپن جزائر ان کو برداشت کرنی پڑتی نہیں۔ تشہیر کیں اسنے تمام
یورپ میں وعظ کیا۔ اور پہلے جہادیوں کی جنگی تعداد لاکھ آدمیوں
کی تھی سربراہی کی گئی۔ قریباً ان میں سے سارے تباہ ہو گئے گو اسکے
بعد اور جہاد کئے گئے۔

ہمارے شاعروں میں سے چوسر نے ایڈورڈ سوئم کی ماتحتی میں اسکے
فرانس کے حملہ میں ۱۳۵۹ء میں بطور ایک سپاہی کے نوکری کی۔ قصبہ ریتھین
کے نزدیک۔ جہاں وہ کچھ عرصہ تک بندیخانہ میں رہا۔ وہ قیدی جنگ بنایا
گیا۔ جارج بکینن جب جوان آدمی تھا۔ اسنے سکاٹ لینڈ کی فوج میں
بطور ایک معمولی سپاہی کے خدمت انجام دی۔ اور کیمبل آف وارک
کے محاصرہ میں ۱۵۲۳ء میں موجود تھا۔ بنجانسن نے بطور ایک معمولی
سپاہی کے لو کنٹریز میں خدمت انجام دی۔ ایک سر فلپ سڈنی[1] تھا
جسکے مرنے وقت کا نیک چلن ایک نہایت اعلے درجے کا تواریخی واقعہ
ہے۔ الجرنن سڈنی آئرلینڈ کی بغاوت میں فوجی رسالہ کا کمانر تھا۔
ڈیوننٹ اور لولیس چارلس اول کی ماتحتی میں کمان رکھتے
تھے۔ حالانکہ وِدرس پارلیمنٹ کی فوج کا میجر تھا۔ بنین کامن ویلتھ کی
ملازمت میں معمولی سپاہی تھا۔ اوٹ وے نے بطور ایک رسالہ کے
جھنڈا بردار کے فوج میں فلینڈرس میں کام کیا جبکہ وہ فرقہار ارل
آرریس کی رجمنٹ میں کمیشن رکھتا تھا۔
سٹیل ہارس گارڈ میں بطور ایک سوار کے نوکر رکھا گیا۔ لیکن
اسکی لیاقت جلدی ظاہر ہو گئی۔ اور اسکو نشان بردار کے درجے پر ترقی

---

[1] سر فلپ سڈنی جبکہ زٹفن کے میدان جنگ میں کاری زخم کھا کر پڑا ہوا تھا۔ اور
کثرت سے خون نکلنے سے پیاسا تھا۔ تو اُس نے کچھ شراب مانگی جو فوراً لائی گئی جبکہ وہ

دی گئی۔ اس نے خاصکر محاصرہ نومر اور بعد ازاں ویٹ لوجین امتیاز حاصل کیا۔ کالرج نے بطور ایک سپاہی کے ڈریگون رجمنٹ میں نام لکھوایا۔ لیکن اس کے کمان آفیسر نے اسکے ترقی کرنے کے بجای اسکی علیحدگی میں مدد دی۔ کالرج نے ایک دوست سے کہا۔ کہ میں بعض اوقات اپنی زندگی کا مقابلہ سٹیل کے ساتھ کرتا ہوں۔ تاہم میری اور اسکی حالت میں بڑا فرق ہے میں نے کچھ قلیل عرصہ سپاہگری کر کے اور اپنے نام کے ساتھ بایہ کہو کہ ایک دوسرے نام کے ساتھ سپاہی کا لفظ لکھوا لیا۔ میں حیران ہوتا ہوں۔ کہ جب مجھ سے میرا نام اچانک پوچھا گیا۔ تو میں نے کہا۔ کہ کمبربیک اور حقیقت یہ ہے۔ کہ میرے عادات ایسی کم سواری کی تھے۔ کہ میرا گھوڑا ابھی مجھے کچھ شبہ نہیں ہے میری نسبت بہی رلے رکھتا تھا۔ ان کے علاوہ سود نے ایک دسویں ڈریگون رسالے میں ایک افسر تھا پیشتر اسکے کہ وہ چارجیز آف درجل کا ناظم اور مترجم ہوا۔ ولیم کابٹ اد نے سپاہی سے پیادہ فوج کا سارجنٹ میجر کے رتبے تک پہونچ گیا پیشتر اسکے کہ وہ صاحب تصنیف تہا۔ الیف۔ آر۔ بی آر۔ اے نے بطور ایک افسر کے

اپنے منہ میں بوتل لگا رہا تھا۔ تو اس نے ایک غریب سپاہی کو پاس سے لے جاتے ہوئے اور اس بوتل کی طرف حسرت بھری ہوئی نظریں ڈالتے ہوئے دیکھا۔ سر فلپ نے یہ دیکھکر اپنے سر کے تلے سے پینے سے پہلے بوتل نکالی۔ اور اس غریب آدمی کو ان الفاظ کے ساتھ حوالے کر دی کہ تیری کل ضرورت میری نسبت زیادہ ہے سر فلپ ارنہیم کے مقام پر چند دن بعد مر گیا۔ ایک زخمی ڈرین کے سپاہی کی خود قربانی قریباً ایسی ہی بڑی تھی۔ اسنے ایک زخمی سویڈ کو جو اس کے قریب پڑا ہوا تھا۔ اپنی بیر شراب کا گھونٹ چمڑے کی بوتل سے نکالکر دیدیا۔ اور اس کے کہا۔ کہ اسے پی لے۔ حریف نے اسکا جواب کندے پر پستول سے گولی لگا کر دیا۔ ڈرین نے کہا۔ کہ میں آپ کو تمہیں سزا دونگا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اسکو ساری بوتل دیدوں لیکن اب تمہیں صرف آدھی ملیگی

۵۶ ڈین پیادہ پلٹن میں نوکری کی پیشتر اسکے کہ اس نے اپنی توجہ نظارہ گاہوں کی تصویر کھینچنے کے فن کی طرف لگائی۔ اور سر رالڈرک مرچنیرن انس کلنگ ڈریگون کا کپتان تھا پیشتر اسکے کہ وہ حال کے علم ترکیب ارضی کا صاحب تصنیف ہوا۔

ہسپانیہ کے انشا پردازی کے پاک زمانہ میں اسکی تمام شاعر اور بڑے مصنف سپاہی اور جانباز تھے۔ جو اپنی ملک میں اور باہر بحری اور بری لڑائیاں لڑتے تھے۔ لوپ ڈی ویگا ہسپانیہ والوں کے آرمیڈا جہاز پر بطور ایک سپاہی کے سوار تھا۔ وہ چندمین سے ایک تھا۔ جسنے گھر واپس آنکر بہت سے ناٹک تصنیف کیئے۔ اور بعدازان وہ پادری اور عدالت سے ماہر بن گیا۔ سروانٹس اعظم ایک سپاہی تھا۔ اور وہ بحر و بر پہ لڑتا رہا۔ اس نے اپنی بہادری سے لیپنٹو کی لڑائی میں امتیاز حاصل کیا۔ یہاں اسکو بندوق کے تین زخم لگے۔ دو چھاتی میں اور ایک ہاتھ پر جس سے وہ تمام عمر کے لیئے نکما ہوگیا۔ لیکن جیسا کہ اس نے بعدازاں خود کہا ہے کہ نیزہ کبھی قلم کو کند نہیں کرتا ہے۔ اور وہ اپنے بڑی مشہور کتاب ڈون کوئیکزوٹ لکھنے کے لیئے زندہ رہا۔

کلڈرن ایک ہسپانیہ کا سپاہی ڈراما نویس تھا۔ اور بعدازاں پادری ہوا۔ مینڈوزا ڈی ساانٹی لانا ایک بڑا ہسپانیہ کا سپاہی ایک نہایت خوش تقریر عالم جون ثانی کے دربار میں خیال کیا جاتا تھا۔ حالانکہ لیکن منظمیر گارسلاکو اور ارسلا دونوں مشہور سپاہی اور بڑے صاحب تصنیف[1] تھے۔

---

[1] پرانی ہسپانیہ کی پیدل فوج جو گنزالو ڈی کارڈوا نے آخر کار بنائی تھی۔ اسکا ایک ایک آدمی پیادہ پا کھڑے کھڑے راکری کی لڑائی [illegible] میں کاٹ ڈالا گیا۔ ایک آدمی نے بھی اپنا منہ نہ موڑا۔ ساری رجمنٹ باقاعدہ ترتیب میں مری ہوئی پائی گئی۔

سروانٹیز سپین کی شوکت اور کیمینس شوکت پرتگال
کے درمیان خاص مشابہت تھی۔ دونوں سپاہی اور عالم آدمی تھے
سروانٹیز کا بائیں ہاتھ اور کیمنس کی دائیں آنکھ لڑائی میں جاتی رہی۔
دونوں مشہور ہوئے۔ مدت مدید کے بعد جبکہ انکی ہڈیاں خاک [illegible]
گئیں۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ سروانٹیز کہاں پیدا ہوا تھا۔ میڈرڈ اس
سویس سیول اور لوسین اوسکی جائے ولادت کے فخر کے لئے تنازعہ کرتے
ہیں۔ اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ وہ بہت غریب آدمی ہوکر مرا۔ اسکو ایک
جگہ میں دفن کیا گیا جو اب عالم فراموشی میں ہے۔ اور اسکی ہڈیاں
بالکل بے عزتی کی حالت میں پڑی ہوئی ہیں
بہت مدت نہیں گذری ہے کہ پرتگال والوں نے کیمونس پر جو ان کا بہت
بڑا شاعر تھا تیسری صدی کے رسومات ادا کئے۔ وہاں جلوس باجے
اور جھنڈے نکالے گئے۔ اور لزبن میں عام شادمانی پھیلی ہوئی تھی تاہم
تین سو برس پہلے کیمونیس وہیں بھوکا مر گیا۔ مشکل سے ایک چیتھڑا
اوسکو ڈھکنے کے لئے ملا۔ یہ کسطرح پر واقع ہوا۔ کیمونیس ایک بہادر
سپاہی اور ایک نازک خیال شاعر تھا۔ جب سیوٹا میں فوج کے ساتھ
لڑا۔ تو اس نے بڑی بہادری دکھلائی۔ جبرالٹر کے پاس بحری
لڑائی میں بدقسمتی سے اسکی ایک آنکھ جاتی رہی۔ لیکن اسکو نہ تو کوئی انعام
اور نہ کوئی سرفرازی ملی۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ لزبن واپس آیا۔
اور جہاز پر ہندوستان روانہ ہوا۔ اور اپنا بحری سفر اپنی کتاب لوسیڈ کی

یہ بات کیسی ہی مختلف تھی جب سپانیہ کے پیدل فوج سے دوران پیننسولار [illegible]
انکو ترتیب میں رکھنا مشکل تھا۔ ایک مشہور ڈیوک آف ویلنگٹن نے ان کے
[illegible] آدمی [illegible] کہ وہ نظر سے غائب ہو گئے

تصنیف میں صرف کیا۔ ہندوستان سے وہ مکاؤ واقع ملک چین
میں گیا۔ گوا میں واپس آ کر وہ میکن دریا کے دہانے پر جہاز کی
تباہی میں پڑ گیا۔ وہ ساحل کی طرف روانہ ہوا۔ اوسکے ایک ہاتھ میں
اپنے نظم کا قلمی نسخہ تھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے تیرتا تھا۔ اسکی تمام دنیاوی
جائیداد تلف ہو گئی۔ جبکہ وہ لزبن واپس آیا۔ تو طاعون وہاں زور سے
پھیلا ہوا تھا۔ وہ اُس وقت نہایت غریب تھا۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ سے
تھا۔ دو سال کے بعد لوسیاڈ شائع کی گئی۔ جو بڑی گرمجوشی سے مقبول
ہوئی۔ جوان بادشاہ نے تعدادی پانچ پونڈ **مسٹر لنگ** کی ایک
پنشن عطا فرمائی۔ لیکن کیمونیس بیمار پڑ گیا۔ اسکی پنشن اسکو ادا
نہیں کی گئی۔ دربار نے اسکو فراموش کر دیا۔ اور خیرات پر گذارہ کرتا رہا
اسکا وفادار نوکر صرف ایک دوست تھا۔ وہ ایک رات کو روٹی کا ٹکڑا
مانگنے کے لئے چپکے سے چلا گیا۔ ۱۵۸۰ء میں کیمونیس ایک ہسپتال میں
مر گیا۔ اور اسکی نعش سنٹا آنا کے گرجے میں لیجائی گئی جہاں یہ دفن کی گئی

جوزف جوڈس

عارف نے کہا کہ کیسی افسوسناک
بات ہے۔ کہ لوسیاڈ کے سادہ اوراق میں یہ لکھا ہے ایسے بڑے ذکی
فہم آدمی کی ایسی بڑی گت کی گئی۔ میں نے اسکو لزبن کے مقام پر
ہسپتال میں مرتے ہوئے دیکھا۔ جہاں اسکی نعش کو ڈھکنے کے
لئے کفن بھی نہ تھا + ازاں بعد کہ ہندوستان میں ایسی نصرت کی ساتھ
سپاہگری کرتا رہا۔ اور ۵۵۰۰ لیگ جہازی سفر کیا۔ ان لوگوں کے لئے
جو رات اور دن بلا فائدہ مطالعہ میں اپنے تئیں بطور ایک مکڑی کے
جو اپنا جالا مکھیوں کے پکڑنے کے لئے تنتے ہیں۔ تھکاتے ہیں۔ ایک
تنبیہ ہے۔ یہی آدمی تھا۔ کہ جسکی راکھ کی لزبن کے مقام پر [illegible]
کو عزت کی گئی تھی۔

اگنیشیس لویولا اسپین کا ایک سپاہی تھا جسکی سوانح عمری کا
تواریخ پر اسقدر بڑا اثر پڑا تھا جسقدر اور سب کا ملا کر تھا۔ اسکے ٹانگ
کے سخت زخم نے جو پمپی لونا کے محاصرہ میں اسکو پہنچا ہوا تھا۔ مدت
تک اسے پلنگ سے اٹھنے نہ دیا۔ اولیاؤن کی سوانح عمری اسکے
ہاتھ لگی جو اس نے بڑی توجہ سے پڑھی۔ اور اسوقت سے اسکا دل
نئی زندگی کے لیئے بیدار ہوا۔ مونٹ سریٹ کے خانقاہ کو چلا گیا۔ اور وہاں
کچھ عرصہ رہا۔ ایک رات وہ اپنے ہتھیار دیکھنے کے لیئے خانقاہ کی
عبادتگاہ میں بہادری کے قدیم رسوم کے مطابق گیا۔ اور ورجن کے
نائٹ کا خطاب حاصل کیا۔ وہ جنگ آور فرقہ یعنی جماعت حضرت یسوع
مسیح کا بانی ہوا۔ جن کی نسبت خواہ کچھ ہی کیوں نہ کہا جائے۔ لیکن یہ
یقین ہے کہ وہ تضیع اوقات اور عیش و نعم کے عادات کو ترک کرنے میں
ایک نہایت مشہور فرانسیسی سپاہی رنی ڈیکارٹیس تھا۔ وہ ٹورین
کے مقام پر ۱۵۹۶ء میں پیدا ہوا تھا۔ اوسنے جیسوئیٹس سے تعلیم پائی تھی جسکا ایک کالج اسکے
باپ کے گھر کے قریب وجوار میں۔ لافلیشی کے مقام پر تھا۔ اُس نے نامور مہندس
مارسینی سے دوستی پیدا کی۔ جس نے ڈیکارٹیس کے مطالعہ مضامین
فلسفہ اور ریاضی میں مدد دی۔ اس نے اپنے پہلے حلقوں کی شائع کرنیکی
جرات نہ کی۔ پاک سیرت ہونے کی وجہ سے اُسنے سپاہی کا پیشہ اختیار
کیا۔ اس نے پہلے بطور ایک والنٹیر کے فرانسیسی فوج میں ہالینڈ کے
مقام بریڈا میں ملازمت کی۔ اور بعد ازان ڈیوک آف بویریا کے تحت میں
رہا۔ وہ پراگ کی لڑائی میں سنہ ۱۶۲۰ء میں موجود تھا۔ جہاں کہ وہ بڑی
مردانگی سے لڑا۔ اپنی سپاہگری کے زمانے میں اُس نے اپنے وقت
فرصت کو علم ریاضی اور فلسفہ کے مطالعہ میں صرف کیا۔ جبکہ اپنے
رجمنٹ کے ساتھ بریڈا کے مقام پر تھا۔ اس نے ایک لوگوں کے

جھنڈ کو ایک اشتہار کے گرد جمع ہو کر پڑھتے ہوئے دیکھا۔ یہ فلیمش زبان میں لکھا ہوا تھا جسکو وہ نہیں سمجھتا تھا۔ اسلیئے اُس نے اسکی معنی دریافت کئے۔ اُسے معلوم ہوا۔ کہ ایک مشکل ریاضی کے سوال کے حل کی طلبی ہے۔ جس شخص نے یہ سوال اُسے بتلایا۔ اسکا نام بیک مین تھا۔ جو ڈورٹ کالج کا پرنسپل تھا۔ اور جس نے تعجب کیا۔ کہ ایک جوان سپاہی علم ریاضی میں ایسی دلچسپی رکھتا ہے۔ تاہم ڈیکارٹیس نے اسکے حل کا وعدہ کیا۔ جو اس نے دوسرے دن علی الصباح پرنسپل کے پاس بھیجدیا۔

بویریا کے جنگ کے بعد اسکی رجمنٹ نیوبرگ کے مقام پر واقعہ دریائے ڈینیوب سرمائی رہائش کے لئے گئی۔ اور وہاں جبکہ وہ صرف ۲۳ برس کی عمر کا تھا۔ ڈیکارٹیس نے ایک دلیرانہ خیال جدید فلسفہ کے کامل اصلاح کرنیکا پیدا کیا۔ فوج کو تھوڑی مدت کے بعد چھوڑ کر اس نے یورپ کے زیادہ تر حصے میں سفر کیا۔ اور ہالینڈ فرانس اٹلی اور سوئیٹزرلینڈ کے مقامات کو علی الترتیب یکے بعد دیگرے گیا۔ اپنی سیاحت ختم کرنے کے بعد اس نے اپنا تمام وقت فلسفہ اور ریاضی کی تحقیقات کرنے میں صرف کرنے کا قصد کیا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ اگر ممکن ہوا تو تمام دائرہ فنون کو سرنو تازہ کر دے۔ اسنے اپنے ارث کا ایک حصہ فرانس میں بیچ ڈالا۔ یہ جانکر کہ فرانسیسی بادشاہوں کے ظلم و تعدی میں بسر کرنا خطرے میں داخل ہے۔ اور وہ ہالینڈ چلا گیا۔ لیکن وہاں بھی اسکی تحاریرت سے بہت مباحثہ پیدا ہوا۔ گرجا اسکے فلسفہ کے کفر کے برخلاف سرجنگ ہوا۔ اُس نے کرسٹینا ملکہ سویڈن کی دعوت قبول کی۔ اور سٹاک ہالم میں تصنیف اور تالیف کرنے اور مرنے کے لئے چلا گیا۔ جو کچھ اس نے ارادہ کیا۔ اسکو تکمیل کو پہنچایا۔ اسنے علم فلسفہ۔ اقلیدس اور علم

مناظرہ ومرایا میں انقلاب پیدا کردیا۔
اور بھی فرانسیسی سپاہی تھے جو اپنی سائنٹیفک ورک کیلئے ممتاز خیال کئے جاتے تھے۔ مایر جوہرس علم ہندسہ کا مطالعہ کرتا رہا جسمیں بعد ازاں وہ ایسا ممتاز ہوگیا۔ جب کہ وہ بطور ایک رسالہ فوج کے کپتان کا کام کرتا تھا۔ مالس جبکہ فوج کے ساتھ بطور انجینئر کے کام کرتا تھا۔ تو وہ اپنی فرصت کے اوقات ہراول کی چوکیوں پر علم مناظرہ کے مطالعہ میں صرف کرتا تھا ✣

نائی ایپس پہلے فرانسیسی رسالہ میں بطور ایک لفٹنٹ کے کام کرتا تھا جبکہ اس نے علم کیمیا گری کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ اور زیادہ تر خاصکر روشنی کی کیمیائی اثر کا جس سے آخر کار فوٹو گرافی (عکسی تصویر کشی) کا علم ظاہر ہوا۔ ایم ڈروز چھ سال ایک بطور معمولی سپاہی کے کام کرتا رہا پیشتر اسکے کہ اس نے ایسا سلسلہ تعلیم اختیار کیا۔ کہ جسکا نتیجہ اخلاقی اور سیاہی علم کے پروفیسری کے لئے فرانسیسی مدرسہ کے لئے منتخب کیا جانا نکلا۔ لمارک خواص الاشیاء دان نے نیز بہت برسوں بطور ایک سپاہی فرانسیسی فوج میں کام کیا۔ اور مارشل بروگ لائی کے تحت میں اپنی شجاعت کی وجہ سے بڑا امتیاز حاصل کیا۔ لڑائی میں زخمی ہوکر اور طبع کی ناسازی میں مبتلا ہوکر وہ فوج کی ملازمت چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔ جس کے بعد وہ اُن علوم کے مطالعہ میں مصروف ہوا کہ جنکے متعلق اسکا نام ایسی قربت سے لیا جاتا ہے۔ اور ایسا بڑا ممتاز خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اسکی تواریخ ریڑھ کی ہڈی کے بغیر جانوروں کی اسکی نہایت اعلےٰ یادگار ہے۔ جو علم خواص الاشیا میں ایک نہایت دقیق اور مکمل تصنیف خیال کیجاتی ہے۔
فرانسیسی عالم آدمیوں میں سے مسٹر کی ڈی لا اپچ فوکالٹ

صاحب ابتدائے عمر میں ایک سپاہی تھے - اور دونوں بورڈو کے محاصرے میں اور سینٹ این ٹون کی لڑائی میں جنگ فرانڈی کے درمیان سخت زخمی ہو گئے تھے - پال لوییس کوریر مصنف دسمپل ڈسکورس) نے جمہوری فوج کے ساتھ دریائے راہین پر خدمت انجام دی - اور بعد ازاں اطالیہ میں بطور ایک توپخانہ کے افسر کے مقرر رہا - وہ اپنی چٹھیات میں تذکرہ کرتا ہے - کہ اسکو جب کہ وہ یونانی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا - ایک دن یہ دیکھکر کہ اسکی ہوھرا اسکی غیر حاضری میں ایک اسٹریا کا سوار اٹھا کر لے گیا ہے بہت بڑا رنج ہوا -

جنگ تمام زمانوں میں بے رحمی کی حرکات کے ساتھ سرزد ہوتے رہتے ہیں شہر لوٹ لئے گئے ہیں ملک برباد کر دئے گئے ہیں اور بیشمار جانین فتوحات کے دیوانہ وار ہنگامہ میں تلف ہو گئی ہیں - وسطی زمانے میں شجاعت جنگ کی ہولناکیوں کا کسیقدر تدارک کرنے کے لئے ایجاد کی گئی تھی - ایک آدمی کو شجاعت کے فرائض میں ماہر کرنے کے لئے اسکو لڑکپن سے تابعداری اور خوش اخلاقی سکھلائی جاتی تھی - اسکو گھوڑے کی سواری اور نیزہ اندازی کے فنون کی تعلیم دی جاتی تھی - اور مستورات کی مجلس میں حلیمی - حیا - اور لطافت سکھلائی جاتی تھی - جوانی کو پہونچکر وہ شجاعت کے پاک خلعت حاصل کرتا تھا - مذہب اس صیغہ میں شامل رکھا گیا تھا - اور اسی واسطے سخت روزہ داری چرچ میں شب بیداری بپتسمہ اقرار - اور پوجا پاٹ اس طور پر ایک اعلے درجے کی بہادری - اور سچی شرافت بہت سی حالتوں میں قائم کی جاتی تھی -

بلا خوف اور بلا ملامت کے شیو الیر بیارڈ ہمیشہ سچا اور بہادر شجاع کہا جاتا ہے - بیارڈ ۱۴۷۶ء میں چیٹو بیرڈ کے مقام پر ڈافنی میں پیدا ہوا تھا - اس نے سپاہگری کا پیشہ پسند کیا - اور نایٹ کی معمولی

تربیت بادشاہ کی ملازمت میں داخل ہونے سے پیشتر حاصل کی۔
اوسکی تواریخ بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ جسکے دوران میں وہ بطور ایک سچے
شجاع کے خدمت انجام دیتا رہا۔ اسکے خاص خدمات الطالیہ میں فرانسس
اول کے تحت میں سرانجام پذیر ہوئیں۔ ٹارنووا کے مقام پر میلان جینووا
پڈووا۔ ویرونا لالس شیا اور بریشیا کے مقامات پر۔ اس آخری مقام
کے محاصرہ میں وہ دھاوے کا سربراہ رہا۔ اسنے فصیل پر سے چھلانگ ماری
اور اسکی ران پر ایک کاری نیزہ گر لگا۔ اور برچھی کا سرا اسکے چمڑہ میں
ٹوٹ کر رہ گیا۔ اس نے کہا۔ کہ قصبہ کو فتح کر لیا گیا۔ لیکن میں کبھی اسمیں
داخل نہ ہو سکونگا۔ مجھے کاری زخم لگا ہوا ہے۔ ڈیوک آف نیمرس نے یہ سنکر
کہ پہلا قلعہ لے لیا گیا ہے۔ اور یہ کہ بیرڈ کو ایک مہلک زخم لگا ہے۔ اسے
اسقدر رنج پہونچا۔ گویا کہ وہ صدمہ اسے خود پہنچا تھا۔ اس نے چلا کر کہا۔
میرے آدمیو۔ اور میرا ہمراہیو۔ ہم چلیں۔ اور اس زمانے کے نہایت کامل
شجاع کے موت کا بدلہ لیویں۔ بریشیا پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور رونی شیا
والے باہر نکال دئے گئے ٭

جبکہ فرانسیسی قصبہ میں لوٹ مار کرتے ہوئے پھر رہے تھے۔
تو بیرڈ کو مردہ اور مرنے والوں میں سے نکال کر ایک چوبی کواڑ پر
دھر کے پاس کے مکان میں لے گئے۔ وہ گھر ایک شریف آدمی کا
تھا۔ جو اپنی بیوی اور دو جوان اور خوبصورت لڑکیوں کو خدا کی
حفاظت میں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ لیڈی نے خود دروازہ کھولا۔
اور بیرڈ کو اندر لے آئی۔ گو مرتا ہوا خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن اسمیں
کافی طاقت موجود تھی۔ اس بات کا حکم دینے کی۔ کہ سپاہیوں کو
اس گھر کے لوٹنے کی اجازت نہ دیجائے۔ اور اس لوٹ کے نقصان
کو پورا کرنے کے لئے معاوضہ دینا اپنے اوپر فرض لیا ٭

وہ لیڈی بیبیارڈ کو ایک اچھے کمرے میں لوا لے گئی۔ جہاں اُس نے اپنی تیغیں اسکے پاؤں میں ڈالدیا۔ اور کہا۔ اے نیک لارڈ۔ میں تجھے یہ گھر اور اسکا تمام اثاث البیت نذر کرتی ہوں۔ قانون جنگ کے مطابق یہ سب تیرا ہے۔ صرف ایک مہربانی کی میں تجھ سے خواستگار ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ تو میری اور میری دو لڑکیوا (؟) کی عزت اور جان بچالے۔ بیبیارڈ نے گو مشکل سے بول سکتا تھا۔ کہا۔ میں نہیں جانتا۔ کہ آیا میں اس زخم سے جو مجھے پہنچا ہے۔ بچونگا۔ لیکن جب تک کہ میں زندہ ہوں۔ نہ تو تو اور نہ تیری لڑکیاں کسی قسم کا ضرر اُٹھائینگی۔ میں اُس تمام احترام اور دوستی کا جو میرے احاطہ اختیار میں ہے۔ اُسکا وعدہ دیتا ہوں لیکن نہایت اشد ضرورت جواب ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ میرے لئے کچھ امداد حاصل کرو اور وہ بھی جلدی۔

وہ لیڈی ایک سپاہی کے ہمراہ ڈاکٹر کے تلاش میں گئی۔ جونہی کہ وہ پہونچا۔ اس نے اس زخم کا ملاحظہ کیا۔ جو بڑا اور گہرا تھا۔ لیکن اُسنے کہا کہ خوشی اس بات کی ہے۔ کہ مہلک زخم نہیں ہے۔ ڈیوک آف نومرس نے بھی اپنا ڈاکٹر بھیجا۔ اور زخموں کی بڑی خبرداری تیمارداری اور مرہم پٹی سے بیبیارڈ جلدی سے صحت یاب ہونے لگا۔ اس اثنا میں اُس نے لیڈی سے پوچھا۔ کہ اوسکا خاوند کہاں ہے۔ اس نے زار زار روتے ہوئے جواب دیا۔ کہ میں نہیں جانتی کہ آیا کہ وہ مر گیا ہے۔ یا زندہ ہے۔ لیکن میں یقین رکھتی ہوں۔ کہ اس نے کسی خانقاہ میں پناہ لی ہوئی ہے۔ جب اُنکو بیبیارڈ کے پناہ کی جگہ کا حال معلوم ہوا۔ تو اُنھوں نے دو تیر انداز داروغہ مطبخ کو اپنے گھر میں واپس لے آنے کے لئے بھیجا۔ پھر اسکو اسکی سلامتی اور محفوظیت کا یقین دلوایا گیا۔ جب تک کہ ہمارا اسکے گھر میں رہے جب سرجن نے اوسکے زخم کے چنگا ہونے کا یقین دلایا۔ اور یہ

کہ اپنی نوکر کی مدد سے اس کے مرہم کے لگانے سے بیرونی زخم بآسانی اچھا ہو جائیگا - تو ہیبیارڈ نے ڈاکٹر کو معمولی فراخ دلی سے انعام دیا - اور دو دن میں فوجمیں جاکر شامل ہونے کا قصد کیا - جب اس گھر کے شریف مرد اور عورت نے زر فدیہ کا خیال کیا - جو انکو اپنی حفاظت کی خاطر ہیبیارڈ کو دینا واجب تھا - تو انہوں نے جو کچھ کہ ان کے پاس تھا - اکٹھا کیا اس میں دو ہزار پانسو سونے کے ڈوکٹ سکہ نہایت اعلےٰ خوشنما فولادی صندوق میں دھرا ہوا تھا - عورت ہیبیارڈ کے کمرے میں داخل ہوئی - اور اس کے سامنے پاؤں پڑ گئی - نیک - (نائٹ) ہیبیارڈ نے اُسے اُٹھنے کے لئے مجبور کیا - اور اس کی بات نہ سُنی جب تک کہ وہ اس کے نزدیک نہ بیٹھی -

اس نے کہا - کہ میرے مالک - میں تمام عمر خدا کا شکریہ کرونگی - کہ اسکو یہ خوش آیا - کہ ہمارے قصبے کے لوٹ کھسوٹ کے عین وقت ایسے فیاض نائیٹ کو ہمارے گھر میں پہونچایا - اور میرا خاوند اور بچے ہمیشہ آپ کو بطور ایک نگہبان فرشتے کے تصور کرینگے - اور ہمیشہ یاد رکھینگے کہ آپ ہی کے وجہ سے ہماری جان اور ہماری عزت بچی ہے - ہم جانتے ہیں - کہ ہم آپ کے قیدی ہیں - اور یہ گھر اور جو کچھ کہ اسمیں ہے فتح کے حق کے مطابق آپ کا ہے لیکن آپ نے ہم پر ایسی فیاضی اور فراخ حوصلگی ظاہر کی ہے - کہ میں آپ کے پاس یہ خواستگاری کرنے کے لئے آئی ہوں - کہ آپ ہم پر رحم فرماویں - اور یہ قلیل نذر جسکا مجھے پیش کرنے کا فخر حاصل ہے - منظور فرما کر رضامندی ظاہر کریں -

اُس نے وہ صندوق پیش کیا - اور ہیبیارڈ کو اس کے محمولہ جات دکھلائی - اسمیں کسقدر ہے - اُس نے کہا - میرے لارڈ - اسمیں صرف دو ہزار پانسو ڈوکٹ سکہ ہے لیکن آپ اگر اس سے خوش نہیں ہیں -

مجھے اس رقم کا نام بتلادیں - جو آپ لینا چاہتے ہیں - اور ہم اسکے دلانے
کی کوشش کرینگے - بیبیارڈ جس نے چاندی اور سونے کا کچھ خیال
نہ کیا - فوراً بولا - کہ اگر تم ایک لاکھ ڈوکٹ بھی پیشکش کرو - تو میں انکی
اسقدر قدر نہ کرونگا جس قدر اس مہربانی کی جو آپ نے اس وقت سے
کہ میں تمہارے پاس آکر رہتا ہوں - کی ہے - اور وہ رفاقت جو دونوں
تم نے اور تمہارے خاندان نے میرے ساتھ ظاہر کی ہے -
لیڈی اپنے گھٹنوں کے بل پھر پڑ گئی - اور آنکھوں میں آنسو بھر کر
اس سے درخواست کی - کہ اسکی نذر قبول کرے - اور کہا - میں اپنی
تئیں نہایت بدنصیب عورت اس دنیا میں خیال کرونگی - اگر آپ
اس سے انکار کرینگے - بیبیارڈ نے جواب دیا - چونکہ تم اصرار کرتی ہو
اس واسطے میں اسے قبول کرتا ہوں - لیکن میں ملتجی ہوں - کہ تم
اپنی لڑکیوں کو میرے پاس بھیجدو - تاکہ میں ان سے رخصت لوں -
بیبیارڈ نے ان ڈوکٹ سکوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا - دو ایک
ایک ہزار ڈوکٹ کا اور ایک پانسو کا جب جوان لڑکیاں آئیں اور
وہ اسکے پاؤں پر اپنے گھٹنوں بل پڑ گئیں - لیکن اس نے اٹھکر
بیٹھنے کے لئے مجبور کیا -
ان میں سے بڑی نے کہا - کہ میرے لارڈ - تم اپنے سامنے دو جوان لڑکیاں
دیکھتے ہو - جنکو اپنی جان اور عزت آپ سے نصیب ہوئی ہے - ہم نہایت
افسوس کرتی ہیں - کہ ہم اس قابل نہیں ہیں - کہ ہم آپ کا شکریہ بجز
اسکے کہ تمام عمر آپ کے لئے خدا سے دعائیں مانگتی رہیں - ادا کرسکیں
بجز اسکے خدا تعالے سے ملتجی ہونگے کہ دونوں اس جہان میں اور دوسرے
جہان میں اسکا آپ کو ثواب عطا فرماوے اور کچھ نہیں کرسکتیں
بیبیارڈ کے دل پر ایسا اثر ہوا - کہ اسکے آنکھوں میں قریباً آنسو

پھر آئے۔ اور اس نے انکی امداد اور دلچسپ صحبت کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ وہ اسکے روزمرہ کی ساتھی تھیں۔ اور کمرہ میں کام کرتے گاتے یا بانسری بجا کر اُسکا دل بہلاتی تھیں۔ تم جانتی ہو۔ کہ اس نے کہا۔ کہ سپاہی چھوٹا جواہرات سے لدے ہوئے نہیں ہوتے ہیں۔ کہ وہ جوان لیڈیوں کو پیشکش کریں۔ لیکن تمہاری ماں نے ابھی مجھکو مجبور کیا ہے۔ کہ میں اُس سے دو ہزار پانسو ڈوکٹ سک قبول کر لوں۔ جو تم وہاں دیکھتی ہو میں تمہیں ایک ہزار ہر ایک کو تمہاری شادی کے جہیز کا حصہ بننے کے لئے دیتا ہوں۔ اور باقی پانسو ڈوکٹ کی نسبت میرا ارادہ ہے کہ میں اسکو غریب خانقاہیوں کے درمیان تقسیم کروں جنہوں نے لوٹ سے نہایت نقصان برداشت کیا ہے۔

اسطور پر معاملہ تمام کنبے کے شکرگذاری اور گریہ زاری کرتے ہوئے طے ہوگیا۔ اور جب بیبارڈ چلا گیا۔ تو وہ اپنے ساتھ خوشی۔ نیکی اور سچے عیسائی شجاع کی خود ایثاری اپنے ساتھ لیگیا۔

ایسے موقعہ پر پوپ جولیس نے بیبارڈ کو گرجا کا کپتان جرنیل بنانے کی خواہش کی۔ اس تجویز کا بیبارڈ نے جواب دیا کہ اسکا صرف ایک مالک آسمان پر ہے۔ جو خدا ہے اور ایک مالک زمین پر ہے جو فرانس کا بادشاہ ہے۔ اور یہ کہ وہ کبھی کسی اور کی خدمت نہیں کریگا۔

بہت سی لڑائیوں اور حادثات کے بعد جو ہمیشہ نیک چال چلنی اور بہادری کے ساتھ کی جاتی تھیں۔ بیبارڈ کو ریبک کے مقام پر سکے نزدیک ایک مہلک زخم پہونچا۔ امیر البحر بونی ذیٹ نے جو فرانسس اول کا منظور نظر تھا شاید بوجہ حسد کے اُسے ایک نہایت خطرے کے مقام پر تعینات کیا۔ جبکہ وہ اس مقام پر موجود تھا۔ تو ایک فرابین ہسپانیہ والوں نے اسپر چلائی۔ پتھر بیبارڈ کے کمر پر لگا۔

اور اسکی پشت کی ہڈی ٹوٹ گئی - جب اسکو چوٹ معلوم ہوئی - تو وہ چلایا - او خدا میں مارا گیا - پھر اُس نے اپنی تلوار کا صلیب دار دستہ یا صلیب اور مسیح کی تصویر تصور کرکے چوما -
اسکے ساتھیوں نے جنگ سے واپس لیجانا چاہا - اُس نے کہا - میں نہیں چاہتا ہوں - کہ میں اپنے آخری لحظہ میں اپنی تمام عمر میں پہلے مرتبہ اپنے دشمن کو پیٹھ دکھلاؤں - اس نے حکم دیا - کہ اسے ایک درخت کے نیچے لیجایا جائے - اسمیں ابھی تک طاقت موجود تھی - یہ پکار کر کہنے لگا - کہ وہ خدا او - اس نے کہا کہ مجھے اپنا چہرہ دشمن کیطرف رکھکر مرنے دو - اسکے ہمراہیوں نے اسکے پہلو میں زار قطار رو دیا - یہ مشیت ایزدی ہے کہ وہ خدا مجھے اپنے پاس لیتا ہے - مجھے اس دنیا میں اسنے کافی مدت تک رکھا - اور مجھ پر بہت زیادہ نیکیاں اور مہربانیاں ظاہر فرمائیں - نسبت اسکے جسکا میں مستحق تھا - میں تم سے التجا کرتا ہوں - کہ تم سب مجھے چھوڑ دو - ایسا نہ ہو کہ تم قید کیے جاؤ - کیونکہ یہ بات مجھکو اور بھی رنج دہ ہوگی - میں مرتا ہوں تم مجھے کسیطرح یا کسی طور پر نہیں بچا سکتے ہو -
سپاہی ولیمے اسے قید کرنے کے لیے اسکے نزدیک آن پہونچے - مارکوئیس آف پیسکارا لیکر کہا - لارڈ بیارڈ خدا ایسا کرتا - کہ میں آپکی خاطر اپنا سارا خون بلا مرنے کے بہا سکتا - تاکہ میں آپ کو اچھی صحت میں قیدی بنا سکتا - جب سے میں سپاہگری کرتا ہوں - میں آپ جیسا کسی کو نہیں جانتا ہوں - مارکوئیس نے مرنے والے بہادر کی ہر ایک توقیر اور عزت کی لیکن جب بوربون کا کانسٹیبل آگے بڑھا - وہ کانسٹیبل جسنے اپنے بادشاہ اور ملک کو چھوڑکر ہسپانیہ کے شہنشاہ کی خدمت اختیار کی تھی - اور اسنے کہا - افسوس بیارڈ میں کسقدر آپ پر رحم کھاتا ہوں - پلنگ پر اٹھکر بیارڈ نے مستعد آواز سے جواب دیا - میرے لارڈ

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے اپنے آپ پر رحم نہیں ہے میں بطور
ایک دیانت دار آدمی کے مرتا ہوں۔ میں اپنے بادشاہ کی خدمتگذاری
کرتے ہوئے مرتا ہوں۔ آپ وہ آدمی ہیں جس پر رحم کرنا چاہیئے۔ بوجہ
اسکے کہ آپ نے اپنے شاہزادے۔ اپنے ملک۔ اور اپنے حلف کے برخلاف
اسلحہ اٹھائے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اسکا خاتمہ ہو گیا*

یہ صرف بیارڈ کے وفات کے بعد تھا۔ کہ فرانسس اول کو اس نائٹ
کے انتقال کی قدر معلوم ہوئی۔ فرانسس نے اپنے فوج کی سرداری
بجائے دیانت دار اور شریف آدمیوں کے اپنے منظور نظروں کو سپرد کی تھی
بادشاہ نے بہت پیچھے کہا۔ کہ ہمارا ایک بڑا آدمی مر گیا ہے۔ جسکے
صرف نام سے اسکی فوجوں کا خوف تھا۔ اور عزت کی جاتی تھی۔
درحقیقت وہ زیادہ مفاد اور اعلے مراتب کا مستحق تھا۔ بہ نسبت اسکے
جو اسکے پاس رہا ہے۔ پیویا کی لڑائی کے بعد جسمیں فرانسس اول نے
سوائے عزت کے سب کچھ کھو دیا۔ تو اسے اپنا نقصان بہت زیادہ سخت
معلوم ہوا۔ اس نے کہا۔ کہ اگر نائیٹ بےیارڈ جو بہادر اور تجربہ کار تھا۔
زندہ ہوتا۔ اور میرے پاس ہوتا۔ تو اسکی موجودگی سو کپتانوں کے برابر
تھی۔ افسوس نائٹ بےیارڈ میں تمہاری کیسی ضرورت محسوس کرتا
ہوں۔ میں یہاں نہ ہوتا۔ اگر تم زندہ ہوتے۔ لیکن بادشاہ کا افسوس
کرنا بیفائدہ تھا۔ بیارڈ مر چکا تھا۔ اور وہ خود قیدی بن چکا تھا۔

بےیارڈ بہادر شریف اور پاک و صاف تھا۔ وہ بے داغ اور
بے ہراس تھا۔ وہ منصف۔ فیاض۔ راحم۔ اور راستباز تھا۔ اسکی ہمت
ہمیشہ ان مشکلات کے مطابق جو اسے عبور کرنی ہوتی تھیں۔ بزرگی حاصل
کرتی تھی۔ وہ امیر آدمیوں کی حقارت کرتا تھا۔ بشرطیکہ وہ بھی اچھے نہ ہوتے
تھے۔ وہ سب روپیہ جو اسے ملتا تھا۔ تقسیم کر دیا کرتا تھا۔ اسنے اپنے ہمسایہ

کی امداد خواہ بذریعہ خدمت بذریعہ روپیہ کے کرنے میں انکار نہیں کیا۔ اور وہ ہمیشہ چپکے سے اور مہربانی سے کرتا تھا۔ اسکی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے سو سے زیادہ یتیم لڑکیوں۔ کو جو شریف اور سادہ تھیں۔ جہیز دیا۔ اور انکی شادی کرادی۔ بیوائیں ہمیشہ یقین رکھتی تھیں۔ کہ اس سے مدد اور تشفی پہونچیگی۔ وہ نہایت اُن لوگوں پر مہربان تھا جو اسکے ماتحت کام کرتے تھے۔ ایک مسلح آدمی کو گھوڑے پر سوار کر دیتا تھا۔ دوسرے کو اپنے کپڑے دیتا تھا۔ اور تیسرے کا قرضہ چکا دیتا تھا۔ مفتوح ملک میں اس نے کبھی کوئی گھر بلا دام دئے۔ ان سب چیزوں کے جو اس کے آدمیوں نے لئے تھے۔ نہیں چھوڑا۔ وہ خوشامدیوں کا جانی دشمن تھا۔ اور بہتان سے نفرت کرتا تھا۔ بچپن میں اسکی خوبیاں ظاہر ہوئیں۔ اور جوں جوں وہ بڑا ہوا۔ وہ بڑھتی گئیں۔ وہ ایسی شہرت کا تاجدار ہوا۔ جسکی عزت اور تعریف[1] دور و دراز کی آیندہ نسل کریگی۔

جنگ کسی ایک شخص کے اپنے ملک کے بچاؤ میں ہمیشہ محترم خیال کی جاتی ہے۔ جنگ فتح کے خاطر زیادہ تر غیر محترم خیال کیجاتی ہے۔ پھر بھی اکثر شایستگی کے پھیلانے کے آڑ میں اس کی پاسداری کی جاتی ہے ایسی حالتوں میں گدھہ بڑا فاتح ہوتا ہے۔ حب الوطنی ایک اصول ہے جو اعلےٰ جتنوں اور نجیب خیالات سے مملو ہے۔ ملک کے لئے انکا محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ کون شخص آرنلڈ ون ونکل ریڈ کے ساتھ سمپچ کے مقام پر پوس کے ساتھ پی تیک برن کے مقام پر اور ہوفر کے ساتھ

---

[1] یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ بیارڈ کی تلوار سر جان پی پا سپلو پارٹ کے قبضہ میں ہے۔ وہ ڈھال جو اس شجاع نے ہنری ہشتم کو زریفتی میدان میں دی تھی۔ وہ محل ونڈسر گارڈ چیمبر میں موجود ہے۔

آلسبرگ کے مقام پر ہمدردی نہیں رکھتا ہے۔ ان کے کارنامہ بیک
تھے۔ اور ان کے مثال کے خیال ہی نے اونکے ملک والوں کی بلند
خیالی کو بڑھا دیا ہے۔ انہوں نے اپنے پیچھے فرض کا ایک خیال چھوڑا
ہے جو کبھی فراموش نہیں ہو سکتا۔

اور حب الوطنی کسی طور پر مشہور آفاق خلایق دوستی کے مشق کی
ناموافق ہے۔ وہ شخص کہ جسکا دل گھر اور سرزمین پدری کی تعلقات
میں گتھا ہوا ہے۔ وہ خالص ولولوں دلسوز ہمدردی اور سرگرم کوشش
قبول کرنے کے زیادہ تر لایق ہے۔ بہ نسبت اس آدمی کے کہ جسکے
خیالات اپنی آپ میں محدود ہوں۔ اور اپنا وقت عیاشی۔ کاہلی۔
اور غفلت میں ضایع کرتا ہے ہر ایک شخص کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ
صرف زنجیر خلق اللہ کا ایک حلقہ ہے۔ اور باوجود اسکی حب الوطنی کے
اسکے سامنے دنیا حب اور خیرات کی کام کرنے کے لئے پہلی سیڑھی ہوتی ہے

حب الوطنی شرافت۔ اور سپہ گری۔ واشنگٹن جو اپنی
ملک کے لیڈر اور نجات دہندہ کی زندگی میں کمال عروج تک پہنچی
ہوئی تھی۔ وہ اٹھارھویں صدی میں ایک نہایت بڑا آدمی تھا نہ
بسبب اپنی ذہانت کے بلکہ بسبب اپنی صفائی اور اعتبار کے
اسکی انگریزی اصل ایک اچھی میراث تھی۔ وہ ایک انگریزی نسل سے
تعلق رکھتا تھا۔ جو ضلع ڈرہم میں آباد ہوا تھا۔ جہاں سے اسکے آبا و
اجداد امریکہ چلے گئے تھے۔ اور ورجینیا میں قریب ۱۶۵۰ع کے
جاکر آباد ہو گئے تھے۔

جارج واشنگٹن کا چلن ایسا تھا کہ ابتدائی عمر میں بڑی [illegible]
اور [illegible] کے [illegible] پر مقرر کیا گیا تھا اسکی عمر [illegible] کا [illegible] جنرل [illegible]
[illegible] گیا تھا [illegible] ان [illegible] دھوکہ دیا [illegible] مقرر [illegible] گیا

وہ ہمیشہ ملک پرست تابعدار اور فرمانبردار تھا ۴۳ سال کی عمر میں وہ کرنیلی اور ورجینیا کی اور ساری فوج کا کمانڈر انچیف مقرر ہوا۔ جو انگریزی فوج کے بالاتفاق مغربی ممالک کے فرانسیسیوں کے برخلاف بچاؤ کیلئے بھرتی کی گئی تھی۔ اسکو نہ صرف کامیابیوں میں تعلیم ہوتی تھی بلکہ ناکامیابی میں بھی جس سے اسکا غیر مغلوب مزاج بنا تھا۔

واشنگٹن کی سوانح عمری اتنی مرتبہ تحریر ہوچکی ہے۔ کہ اسکا زیادہ حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔ سوائے کامل واقفی طبیعت کی خود اختیاری اور ارادت کی صفائی کو جتلانیکی کہ جس سے اسنے اپنی ملک کی آزادی اور مخلصی کیلئے قدم اٹھاکر تکمیل کو پہونچائی کوئی شخص اس سے زیادہ پاک طبیعت کوئی شخص اس سے زیادہ خود انکاری نہیں ہوسکتا۔ نصرت میں وہ اپنے جامہ میں رہتا تھا۔ اور شکست میں وہ غیر متحرک تھا۔ وہ ہمیشہ فراخ حوصلہ اور پاک تھا۔ جرنیل واشنگٹن میں اس بات کا جاننا مشکل تھا۔ کہ کس بات کی سب سے زیادہ تعریف کیجاوے۔ اوسکی عادات کی اسکی نجابت کی اسکی حب الوطنی کی جوش کی یا اوسکی چلن کی صفائی کی۔

مختلف ریاستوں کے گورنران کو ایڈریس دیتے ہوئے اخیر سپہ سالاری کے عہدے کا استعفا دیتے ہوئے اس نے کہا۔ میں ہمیشہ اس بات کی دعا مانگتا ہوں۔ کہ خدا آپ کو اور اس ریاست کو جسکے اوپر آپ حکمران ہیں۔ اپنی پاک محافظت میں رکھے۔ اور وہ شہرداروں کے دلوں کو تابعداری اور گورنمنٹ کی فرمانبرداری کے کشت خیال کیطرف راغب کرے۔ برادرانہ محبت اور ایکدوسرے کی اخوت آپنے متحدہ ریاستوں کے شہرداروں کے لئے عام طور پر اور خاص کر اپنے اُن بھائیوں کو جنھوں نے کہ میدان جنگ میں کام کیا ہے پیدا

کرے۔ اور آخر میں یہ کہ وہ نہایت مہربانی سے ہم سب کو اس بات پر
خوشی سے آمادہ کرے کہ ہم انصاف کریں۔ رحم سے محبت رکھیں۔ اور
اس ذکاوت انکسار اور طمانیت دلی سے جو ہمارے برکت والے
مذہب صانع خدائی کی خصوصیت ہے۔ اسکے مطابق ہمیں منکسر
ہونے کی رغبت دے۔ اسکے مثال کی اُن باتوں میں ادنے تتبع کے
بغیر ہم کبھی امید نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم خوشحال قوم بنینگے۔ کیسے سادہ اور
سچے اور خوشنما واشنگٹن کے الفاظ تھے۔

اس سپاہی کی سوانح عمری کا تذکرہ کرتے ہوئے۔ یہ بات غیر ممکن ہے
کہ ڈیوک آف ولنگٹن کا حوالہ دئے بغیر ہم اس ذکر کا خاتمہ کر دیں۔
وہ انگلستان کا بیبیارڈ تھا۔ اُس کا پہلا اور آخری لفظ فرض تھا۔ یہ
اسکی زندگی کا پہلا اصول تھا۔ عام اور خاص حالتیں وہ مجسم راستی تھا
بطور ایک سرکاری آدمی کے صرف ایک مدعا اسکے مدنظر تھا۔ یعنی حتی
الوسع مفاد پہونچانا اور اپنے ملک کی خدمت کو باہنر بنانا عزت اور طاقت
کی خواہش اُسے کبھی متحرک نہیں کرتی تھی۔ اسکو کوئی ذاتی اُمنگ تھی
وہ صرف اپنا فرض ادا کرنے پر قانع تھا۔

اُسکا پہلا کام یہ تھا۔ کہ وہ بطور رجمنٹل افیسر کے اپنی کام میں دسترس
حاصل کرے۔ اور اسکو ایک پلٹن کی کمان لئے ہوئے بہت مدت
نہیں گذری تھی۔ کہ وہ کاروبار میں نہایت برجستہ بن گئی۔ جو کچھ
اسکو کرنے کے لئے حکم دیا گیا۔ اس نے ہوشیاری اور پابندی کے ساتھ
سرانجام کو پہونچایا۔ وہ وقت کی نسبت ایک ایسا خیال رکھتا تھا۔
کہ اسکے ہر حصہ میں کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیئے۔ اور جو کام کرنا چاہیئے سنجیدگی
اور چستی سے کرنا چاہیئے۔

دوسری بات جسمیں وہ گوے سبقت لیگیا تھا۔ فرمانبرداری تھی۔

ہندوستان کی واپسی پر جہاں کہ وہ بڑی افواج پر کمان کرتا تھا - اور ایسے صوبجات جو وسعت میں بہت سے یورپین [illegible] کے برابر تھے ان کے معاملات کا منتظم رہا - وہ ایک پیادہ فوج [illegible] رجمنٹ کے کمان پر سسکس میں تعینات کیا گیا - شکایت یا کڑکڑاہٹ کا ایک لفظ اسکے منہ سے نہ نکلا - اور جب کہ خوش طبعی کے طور پر اسکی حالت کی تبدیلی پر طعن کیا گیا - تو اس نے کہا - کہ میں نے بادشاہ کا نمک کھایا ہے - اور جو کچھ وہ مجھے کرنے کے لئے چاہتا ہے - وہ میرا فرض بن جاتا ہے +

سلطنت کی حکومت اسکے لئے بادشاہ کی گورنمنٹ تھی - تخت نہ صرف عزت کا بلکہ تمام حقوق اور مراعات کا جو رعایا کو حاصل تھیں اُن کا سرچشمہ تھا - پھر بھی تخت اسقدر قانون سے اور نیز رواج سے جکڑبند تھا - جیسا کہ نہایت ادنےٰ درجے کی رعایا چارلس اول کے زمانے کے نہایت اعلےٰ مصاحبین کی مانند تاجدار کی خاطر بطور ایک سب سے اعلےٰ حب ملک کے طور پر بات تھی - کہ وہ ہر ایک بات کا خطرہ اُٹھانے کے لئے تیار رہتا -

اسکی ہمت کے متعلق ذکر کرنا غیر ضروری ہے - اس زمانہ کے توپخانوں اور پیادہ فوج کے لئے ایک جرنیل کے لئے غیر ضروری ہے - کہ وہ اپنے تئیں خطرے میں ڈالے - اسکو رہنمائی کرنی ہے نہ کہ لڑنا ہے جسطرح گف ہاتھ میں تلوار لیکر معمولی سپاہیوں کے درمیان چلیانوالہ کے مقام پر لڑا - باوجود اسکے اتنی مرتبہ کہ جتنی مرتبہ اوسکی موجودگی خطرہ کے مقام پر یا حملہ آور کالم کے سرے پر ضروری تھی - اس نے بہادری سے اپنی تئیں جان جوکھوں میں ڈالا - آسائی کی لڑائی میں دو گھوڑے اسکی سواری میں مارے گئے ڈوروے کے مقام پر اسکو فرانسیسی رسالہ کے ایک دستہ نے گھیر لیا -

اور ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے وہ اُن میں سے نکل گیا۔ سلامنکا کے مقام
پر اسکو ران پر ضرب پہونچا۔ اور ایک گولی اسکی ٹوپی میں سے نکل گئی
ناپیر کہتا ہے کہ میں نے اپنی نظیں سلامنکا کی لڑائی کی شام کو اسکے نزدیک
پایا۔ تو توپ اور بندوقوں کی چمک جہانتک کہ نظر پہونچ سکتی تھی یہ
بات ظاہر کرتی تھی۔ کہ اس نے کیا کچھ حاصل کیا ہے۔ وہ تنہا تھا۔ فتح کی
روشنی اسکے ماتھے پر چمک رہی تھی۔ اسکی نظر تیز اور کھنے والی تھی۔
لیکن اسکی آواز ملائم بلکہ شیریں تھی۔

ڈیوک میں عجیب صبر تھا۔ جب مسینا کی فوج سے ٹورس ویڈراس
کے مقام پر سنہ ۱۸۱۰ع میں گھر گیا۔ تو اس کے اپنے افسروں نے اسکے برخلاف
بغاوت کی۔ وہ متواتر رخصت کا دعوے واپس جانے کی غرض سے
کرتے تھے۔ اس نے کہا۔ اس موقعہ پہ ہمارے سات جرنیل گھر چلے گئے
ہیں۔ یا جانے والے ہیں۔ اور پیرسے اور جرنیل کیمبل کے سوا ایک افسر
بھی ملک میں نہیں ہے۔ جو فوج کے ساتھ آیا ہو ان میں سے بعض
کی غیر حاضری کا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ پچھلی لڑائیوں میں میجر [illegible] رسالہ اور
ہراول سے گارڈ کا جرنیل اور دو تین کرنیلوں کا کام بعض اوقات ایک
ہی دو تین شخص سے ہوا ہے

انگلستان میں اخبار والوں نے ڈیوک کے برخلاف معاملہ اُٹھا کر اسکی
شکایت کی۔ کہ اسنے لڑائی کے موقعوں اُٹھانے کی جرأت نہ کی۔ ان
عجیب آدمیوں نے یعنی لارڈ میور اور [illegible] لندن کی کونسل حاضر نے
بادشاہ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ جسمیں استدعا کی گئی۔ کہ ڈیوک
کے چال چلن کے متعلق تحقیقات کی جاوے۔ ایوان عام گرم تھا۔ وزارت
جھجکی [illegible] ولنگٹن بمقام ٹورس ویڈراس اپنی فوج پر ٹھہرا رہا۔
اسکے پاس صرف اسکی انگریزی فوج [illegible] سپاہ [illegible] تھی کیونکہ [illegible]

والوں نے کچھ قدر سے قلیل یا کچھ نہ کیا۔ انگریزی اخباروں میں جو الزامات لگائے گئے تھے۔ ان کے متعلق اسنے کہا۔ کہ میں امید کرتا ہوں سکریٹری آف
کلان کے لوگوں کی رائیں اخباروں کے فقرات سے متاثر نہیں ہوتی ہیں۔ اور یہ کہ وہ فقرات عام رائے یا خیال اس مضمون پر ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ اسلئے میں جسکو کسی دوسرے آدمی کی نسبت اس قسم کی ہتک عزت کی شکایت کرنے کی زیادہ وجہ ہے۔ اونکا ذرا سا بھی نوٹس کبھی نہیں لیتا ہوں۔ اور میں نے کبھی کسی کو اختیار نہیں دیا ہے کہ کسی قسم کی خلاف تحریر چھپوائے۔ یا کسی قسم کا بیان بیشمار جھوٹ اور دروغ نتائج کے ڈھیروں کا جو میرے اور ان احکامات کے نسبت جو میں نے دئے ہیں چھاپے گئے ہیں۔ انکے متعلق جواب میں دیا جائے۔ قابل پرستش لارڈ میور اور کامن کونسل کے دھمکیوں کے بارے میں اسنے صرف یہ کہا۔ وہ کرے جو اسکی مرضی ہو۔ یہ کھیل یہاں نہیں چھوڑو جتنی مدت تک یہ کھیلا جا سکتا ہے۔

فرانسیسیوں کو انگریزی فوج نے ٹورس ویڈراس کے نیموں کے پیچھے مغلوب کر لیا تھا۔ اور آخرکار انہوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ ولنگٹن نے اونکا پیچھا کیا۔ انہوں نے اپنی توپوں اور جنگی سامان کا بڑا حصہ تباہ کر دیا تاکہ ان کے بھاگنے میں کم رخنہ پیدا ہو۔ انہوں نے رفیندراں کو لوٹ کر اپنی خوشی سے مار ڈالا۔ بہت سے گاؤں کے لوگ سڑک کے کنارے پر لٹکے ہوئے پائے گئے۔ کسی اور وجہ سے نہیں سوائے اسکے کہ وہ قزاق جملا اور انکے دوستدار تھے فرانسیسی سرزمین کی اتنی آسٹریت سے نمایاں ہو گئی جو گاؤں جسکو وہ جلا دیتے تھے اٹھتا تھا۔ سپین کی فوج کو ڈیولپ نے مانٹس ڈی انورد کے مقام پر آن پکڑا۔ اور انکو ایک سخت شکست دی پھر اسنے المیڈا کو لیا۔ سیوڈاڈ راڈریگو کو لوٹ لیا۔ باڈاجوز پر لیو فریق

مارمنٹ کو سلامنکا کے مقام پر شکست دی - اور اسکے بعد فوراً ہی میڈرڈ
میں داخل ہوا - یہ کہنے کے لئے تعجب کی بات ہے جبکہ سپانیہ کے برگیڈ
بیمیرٹا کے ساتھ ۲۰م مصاحب سے کم نہ تھے حالانکہ ولنگٹن کے ساتھ میڈرڈ میں
ظفریابی کے داخلے کے موقعہ پر صرف ایک افسر تھا جسکا نام لارڈ فٹزرائے سومرسٹ تھا
ولنگٹن اس ملک کی باشندوں سے کہ جنہیں وہ گذرتا تھا نہایت ہمدردی
سے پیش آتا تھا سپانیہ والے انگریزوں کے نسبت اپنی فوج سے زیادہ ڈرتے تھے -
سپانیہ والے جہاں کہیں گئے لوٹ مار کرتے تھے مگر انگریزوں کو اس بات کی ممانعت
تھی پھر بھی انگریزوں یعنی انگریز روپیہ اور وسایل باربرداری کی وجہ سے سخت
رکاوٹ میں پڑ جاتے تھے جب ولنگٹن کی فوج مسینا کی تعاقب میں جا رہی تھی -
تو سپاہیوں نے کچھ لکڑی کاؤنٹ کاسٹیلو ملہور کی زمین سے جلانے کے لئے لے لی -
ایسی فیاضی سے جو افواج کے افسروں میں نایاب ہوتی ہے - ڈیوک نے اپنے
جیب خاص سے لکڑی کے دام جو اسکے غریب سپاہیوں نے لئے تھے - ادا کر دئیے
اسنے کہا کہ فوج کے فوایئد کا خیال بدنصیب باشندوں کے اوپر رحم کے خیال سے
ملکر جاہیے دوسرا ایک اور چیز کی لاپرواہ غارتگری کو روکنے کے قابل ہونا چاہیے
جبکہ سپانیہ کے سپاہیوں نے مختلف طریقوں سے اور خاصکر تلواٹرا کے
بعد انگریزوں کیطرف مخالفت کا خیال ظاہر کیا - تو ڈیوک نے اس بات کی
تمنا کی کہ بے امن باشندوں کو نہایت درجے کی ممکن مہربانی کے ساتھ
سلوک کیا جاوے جبکہ سپانیہ کی فوج فرانس میں داخل ہو گی - تو انہوں نے
فوراً باشندوں کو قتل کرنا اور لوٹنا شروع کیا - یہ معلوم کرکے ڈیوک نے فوراً انکو سپانیہ
واپس جانیکا حکم دیا - اور اوتھیز کی لڑائی انکی بغیر امداد کے لڑی - اسنے ڈان فریرکو کہا -
کہ میں ایسا کمینہ نہیں ہوں - کہ میں لوٹ کی اجازت دوں اگر تم چاہتے ہو - کہ
تمہارے آدمی لوٹیں تو تمہیں کسی دوسرے کمانیئر کا نام لینا چاہیئے -
ولنگٹن کی گھر میں کم وقعت تھی - اسکو کوئی اختیار تنا نہ تھے بہادری کے لئے

اور آدمیونکو عزت بخشنے کا نہ تھا جبکہ فرانسیسی جرنیلوں کو اپنے آدمیونکو ترقی دیکر حوصلہ افزائی کرنیکا اختیار تھا۔ ولنگٹن کو یہ اختیار نہ تھا۔ کہ وہ کسی افسر کو اسکی بہادری کے لئے ترقی دے سکتا۔ تمام ترقیاں ہارس گارڈ والے گھر میں دیا کرتے تھے۔ اور وہ آدمی جنہوں نے کبھی برطانیہ کو نہیں چھوڑا تھا جزیرہ نما کے بہادروں پر سے ترقی پاب کیئے جاتے تھے لفٹنٹ کرنیل فلیچر جس نے ٹورلیس ویڈراس کے لینوں سے آگے خندق کھودے تھے کیوڈاڈ راڈریگو باڈاجوز برگوس اور سلامنکا محاصروں کی رہنمائی کی تھی وہ تین سال بعد لفٹنٹ کرنیل ہوا جبکہ وہ سن سباشن کی خندقوں میں ایک گولے کے پھٹنے سے مارا گیا تھا۔ اور بہادران تھک لفٹنٹ کرنیل دائرس ۱۸۱۵ء میں وہی رتبہ واٹرلو کے مقام پر رکھتا تھا جو اسنے ۱۸۰۹ء میں فرڈرو کے گزرگاہ میں حاصل کیا تھا۔ تاہم ولنگٹن متواتر انکی بیش بہا خدمات کی رپورٹ برٹش گورنمنٹ کو اپنے مراسلات میں کرتا رہا۔

اس کے سپاہی اسکے لگاتار کوششوں کو جوان کی حالت کی بہتری کیواسطے کی جاتی تھیں۔ قدر کرتے تھے اور وہ اسکے تفکر سے متاثر ہو جاتے تھے۔ جو وہ انکو قتل سے بچانے کے لئے کرتا تھا۔ وہ اسکی نیک طرفداری۔ اسکی سچائی اسکا انصاف اور اسکی بیغرضی کی تعریف کرتے تھے۔ افسروں اور نیز سپاہیوں کو اسمیں لامحدود اعتبار تھا۔ اسنے بہت زیادہ آدمیوں کو نسبت سزا دینے کے معاف کر دیا۔ فوج کی تربیت کا برقرار رکھنا ضروری تھا۔ لیکن اسنے ہمیشہ ان لوگوں کا جو غلطی پر تھے۔ نہایت مفید لحاظ رکھا۔ جبکہ دشمن کے سامنے ایک افسر بدوضعی سے پیش آیا۔ تو اسے جنگی عدالت میں سپرد کرنے کے بجائے وہ یہ التجا کرتا تھا۔ کہ بدنصیب آدمی کا استعفا منظور کر لیا جاوے۔ اس نے کہا۔ کہ میں ترجیح دیتا ہوں کہ اسکو کنارہ کش کر دیا جائے بجائے اسکے کہ اسے دنیا میں شرمسار کیا جاوے ایک موقع پر ایک

سارجنٹ کمپنی کی تنخواہ ساتھ لیکر نوکری چھوڑ کر چلا گیا۔ ایک عورت اسکے
ہمراہ تھی۔ اور اس جرم کے ارتکاب کے لیئے اس آدمی کو بیوقوف بنایا
تھا۔ اسکا پہلے ایک اعلےٰ درجے کا چلن تھا۔ ڈیوک نے اُسے معافی بخشی
وہ پھر نان کمیشنڈ افسر بن گیا۔ اور اسکے لئے کمیشن آفیسری کی سفارش
کی گئی۔ اور بعد ازاں جزیرہ نما کی فوج میں ایک عمدہ سٹاف افسر بن گیا۔
ولنگٹن اپنے ماتحتوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آتا تھا
اسمیں اعلےٰ درجے کی حلیمی مروت اور برتاؤ میں دلربائی تھی جو یا تو اعلےٰ خاندانی
یا عادت کے قدرتی بلندی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اپنے احکامات
میں وہ کبھی حکم نہیں دیتا تھا۔ وہ صرف ملتجی ہوتا تھا۔ یا درخواست کرتا تھا
اپنے افسروں کے ساتھ گفتگو میں ان سے التجا کرتا تھا۔ کہ اپنے ماتحتوں
کی نسبت سخت زبان استعمال میں نہ لائیں۔ اس قسم کی باتیں۔ اسنے کہا۔
ضروری نہیں ہے۔ ان سے زخم لگنے کا اندیشہ ہے۔ لیکن وہ کبھی یقین
پیدا نہیں کرتی ہیں۔ اسکو جنگ میں اپنے آدمیوں کے ساتھ نہایت
درجے کی ہمدردی ہوتی تھی۔
ناپیر بیان کرتا ہے۔ کہ اس نے ڈیوک کو گریہ وزاری کرتے دیکھا۔ جبکہ
باڈاجوز کے حملے کے بعد اسکو یہ رپورٹ پہونچی۔ کہ دو ہزار سے اوپر آدمی
اُس خوفناک رات میں مارے گئے ہیں۔ جب ڈاکٹر ہیوم ڈیوک کے کمرہ
میں ۱۸۔ جون کی صبح کو واٹرلو کی لڑائی کے مقتول اور زخمیوں کی رپورٹ
کرنے کے لئے داخل ہوا۔ تو اُس نے اُسے بستری میں سویا ہوا۔ بلاحجامت
اور بلا غسل جیسا کہ وہ رات کو سویا ہوا تھا۔ دیکھا۔ جب وہ بیدار ہوا۔ تو وہ
بستر سے میں فہرست پڑھتے ہوئے سُننے کو بیٹھ گیا۔ یہ ایک لمبی فہرست
تھی۔ اور جب ڈاکٹر نے اوپر نظر کی تو اس نے ولنگٹن کو اپنے دست افسوس
ملتے ہوئے دیکھا اور آنسو تھے اُسکے جنگ آلودہ رخساروں پر لمبی

لکیرین پڑگئی تھیں۔ اسی دن اپنے دوست مارشل بیرسفورڈ کو تحریر کرتے ہوئے اس نے لکھا۔ کہ اپنے نقصانات سے میں بالکل پژمردہ ہو گیا ہوں۔ اور ان فوائد سے جو ہم نے حاصل کئے ہیں۔ ان سے بالکل مستغنی ہوں۔ میں خدا سے دعا مانگتا ہوں۔ کہ مجھے اور ایسی لڑائیاں لڑنے سے بچاوے کیونکہ میں اتنے پرانے دوستوں اور رفیقوں کے نقصان سے شکستہ دل ہو گیا ہوں۔ لارڈ ابرڈین کو اس نے کہا۔ کہ اسکے مانند کامیابی کے فخر سے میں متاثر نہیں ہوں۔ پھر بھی اس نے ایک بڑی لڑائی جیت لی تھی۔ اور لشکر کا نصرت کے جوش میں تمتمار ہے تھے جبکہ وہ میدان کارزار میں سوار ہو کر چلا جاتا تھا۔ اور زخمیوں کی چیخیں اور گڑ گڑاہٹ سنتا تھا۔ نو جنگ آور نے ان قابل یادگار الفاظ میں اس آدمی کے مذبوح خیالات کا اظہار کیا۔ میں کوئی بات زیادہ سخت فتح کی نسبت نہیں جانتا ہوں سوائے ایک شکست کے۔

جب بعد ازاں ایوان خاص کو ایڈریس کرتا تھا۔ تو اس نے کہا کہ میں ان آدمیوں میں سے ایک ہوں جسنے غالباً اپنی زندگی بہ نسبت بہت سے آدمیوں کے زیادہ تر جنگ میں بسر کی ہے۔ اور خاصکر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ملکی جنگوں میں بھی اور مجھے یہ کہنا چاہئے کہ کسی قسم کی قربانی سے اگر یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک مہینہ بھر بھی ملکی لڑائی اس ملک میں کہ جسمیں میں لگا ہوا ہوں بند رکھی جا سکے تو اسکو عمل پذیر کرنے کے خاطر میں اپنی جان تک قربان کر دونگا۔

ڈیوک نہایت رحمدل آدمی تھا۔ اس نے ہسپانیہ کے باشندوں کو ان کے اپنی سپاہیوں کے بیرحمی کے برخلاف بچایا۔ اسنے اکثر اپنے دشمنوں کو بھی بچایا۔ ٹالاویرا کی لڑائی کے بعد انگریز گوشتاکے سپاہیوں کے ساتھ لڑتے تاکہ مجروح فرانسیسیوں کو مارنے یا لوٹنے سے انکو روکیں۔ ایم شیوٹر بریٹ نے کہا ہے کہ ہمکو فخر کی استقدر قدر ہے کہ ہم لارڈ ولنگٹن

کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ درحقیقت ہمارے دل پر بڑا اثر ہوتا ہے بلکہ آنسو نکل پڑتے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس بڑے اور بزرگ آدمی نے وعدہ کیا کہ جب ہم نے پرتگال میں ہزیمت کھائی کہ میں ایک فرانسیسی قیدی کے خاطر جو زندہ لایا جاوے۔ دو گینی (ایک قسم کا سکہ) دونگا۔

ڈیوک کا تمام زمانہ اس قسم کی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہندوستان میں اس نے ڈونڈیا کے لڑکے کو جو مجروحوں میں پڑا ہوا پایا گیا تھا۔ نکالکر پرورش کی اس نے جرنیل فرانکیشی کے جنگ کرنے میں دلچسپی لی جسکو ہسپانیہ والوں نے ایک وبائی کوٹھری میں مرنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ اس نے جوان سکار پینا زا اور بہت سے اور ہسپانیہ کے ظلم کے شکاروں کو رہائی دلوائی اس نے فکر سے پرتگالی سپاہیوں کے غصہ سے زخمی فرانسیسی اور ایسے دشمن کے سپاہیوں کو جو جنگ کے پاسے سی اسکے ہاتھ میں پڑ گئے تھے اپور لوکم خلو کے بعد اس نے انکو بچالیا۔ قانون جنگ کے مطابق اسنے کہا کہ وہ میرے محافظت کے مستحق ہیں جو پناہ انکو دینے کے لئے میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے اس نے فرانسیسی سرجنوں کو سولٹ کی فوج کی بیماروں کی خبرگیری کرنے کی اجازت دی اور دو ستدار کیمپوں سے ہو آنے اور جانے کی محفوظ چلن کے ساتھ اجازت دی۔

اسکا وہی خیال عزت کا دشمن کے ساتھ برتنے میں تھا۔ جب ہندوستان میں اسکے پاس یہ تجویز پیش کی گئی۔ کہ ڈونڈیا واگا کے ساتھ جنگ کرکے کی ایک مار سے ختم کیا جائے۔ تو اس نے یہ تجویز بڑی حقارت سے نامنظور کی۔ اور جب سولٹ کی فوج کے بغاوت کا احتمال ہسپانیہ میں نمودار ہوا۔ اور ڈیوک کو اس تجویز کے مدد دینے کے لئے کہا گیا۔ تو اسنے نہایت مستعدانہ انکار کیا اس نے یہ بات اپنے اور اس مدعا کے لئے جسکا وہ پیروکار تھا۔ ناشایاں خیال کی۔ کہ وہ ایک جنگی غدر کے ذریعہ سے وہ بات حاصل کرے جو لیاقت اور بہادری کا انعام ہو سکتی ہے جب ٹورس ویڈراس پرنس اسلنگ انگریزی فوجوں کے معاینہ کرنیکا متواہش مند تھا۔ تو وہ انگریزی توپخانہ کے ساتھ آگے بڑھا اور اسکا ایک دشمن

سے پیچھے باغ کی دیوار پر رکھکر ملاحظہ کیا۔ انگریزی افسر ولنے اسکو دیکھ لیا۔ اور اگرچہ
وہ توپوں کی گولہ باری سے سپہ سالار کی شناخت کو۔ پیشاں کرتے تھے انہوں نے صرف ایک اکیلی
گولی چلائی تاکہ وہ اپنے خطرے سے آگاہ ہو جاوے گولی ایسی صحیح چلائی گئی تھی۔ کہ عین دیوار جس پر
پنس کی دوربین رکھی گئی تھی۔ گر پڑی۔ مسینا با اخلاق اطلاعنامہ کو سمجھ گیا۔ اُس نے
توپخانہ کو سلام کیا اور آپ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا +

یہی بات ولنگٹن کے ساتھ واٹرلو کے مقام پر ہوئی جبکہ ڈیوک فرانسیسوں کے
میدان کارزار کو دیکھ رہا تھا۔ تو ایک توپخانہ کا افسر اسکے پاس گھوڑے پر سوار ہو کر
آیا اور اسکو وہ جگہ اپنی لکڑی سے دکھا کر جہاں نپولین کھڑا تھا۔ کہا۔ کہ وہ آسانی
کے ساتھ انکے پاس پہونچ سکتا ہے۔ اور اسمیں کوئی شبہ نہیں تھا۔ کہ وہ ان میں سے
بعض کو پچھاڑ دیتا۔ ڈیوک نے جواب دیا نہیں۔ نہیں۔ فوجوں کے کمانڈر جرنیلوں کو
لڑائی میں کچھ اور کار نمایاں بھی بہ نسبت ایکدوسرے پر گولی چلانے کے کرنے ہوتے ہیں
سلطنت کے زوال کے بعد ولنگٹن نے اس تجویز کو کہ نپولین کو مار کر اس سے
مخلصی حاصل کیجائے حقارت سے نامنظور کیا۔ اب فعل اسنے کہا۔ کہ ہماری اولاد
کی نظروں میں ذلیل کریگا ہماری نسبت یہ کہا جائیگا کہ ہم نپولین کے فاتح بننے کے
قابل نہ تھے۔ سر چارلس سٹوارٹ کو اسنے لکھا۔ کہ بلوچر اسکو مارنا چاہتا ہے۔ لیکن
اسنے اس سے کہا۔ کہ میں حجت کرونگا۔ اور اس بات پر اصرار کرونگا۔ کہ عام اتفاق کے
ساتھ اسکے متعلق کارروائی کیجائے میں نے اس سے یہ کہا۔ کہ بطور ایک
خاص دوست کے میں اسکو یہ مشورہ دیتا ہوں۔ کہ ایسے کمینے فعل سے کوئی تعلق نہ رکھے
کہ اس نے اور میں نے ایسے نمایاں حصے ان معاملات میں لئے ہیں۔ کہ ہم
جلاد بنجاویں۔ اور یہ کہ میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اگر شاہان
اسکو مارنا چاہتے ہیں۔ تو انکو ایک جلاد مقرر کرنا چاہئے اور وہ میں نہ ہونگا +
یہ ایک عجیب معاوضہ تھا۔ اس کے فکر کا جو نپولین کی جان [illegible]
اس نے کہا تھا۔ کہ آخر الذکر شخص نے دس ہزار فرانکس کے نذر [illegible]

تھی۔اس بدبخت شخص کے لئے جس نے ڈیوک آف ولنگٹن کے قتل کا اقدام کیا تھا
ڈیوک ایک راستباز آدمی تھا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ اسکے
ماتحت اسکے مانند ہوں ۱۸۰۹ء میں اس نے جرنیل کالربین کو لکھا کہ جب
انگریزی افیسر اسباب کا وعدہ کرتے ہیں۔ کہ وہ بھاگنے کی کوشش نہیں کرینگے
تو تمہیں اُس پر بھروسہ کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے وعدے کو ایفا کرینگے۔ میں تمکو
یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھے پس وپیش نہیں ہوگا۔ کسی شخص کو جو اسکے برخلاف کرے
تمہارے پاس فوراً گرفتار کرکے واپس بھیجدوں ؎
ڈیوک عالی ہمت آدمی تھا۔ رشوت اُسے خرید نہیں کرسکتی تھی۔ اور نہ دھمکیوں سے
ناراض ہوتا تھا جبکہ ایک ادنےٰ عہدہ اُسے دیا گیا۔ تو اس نے کہا۔ آپ مجھے
حکم دیدیں۔ اور آپکے حکم کی تعمیل کی جائیگی۔ اسکی تابعداری۔ راستبازی۔
اور وفاداری کامل تھی۔ وہ اپنا کچھ خیال نہیں کرتا تھا۔ بلکہ دوسروں کا۔ وہ
بالکل حسد سے مبّرا تھا۔ وہ دوسروں کی ناموری میں خلل انداز نہیں ہوتا تھا
اس غرض سے کہ وہ اپنی شہرت بڑھاوے۔ وہ اپنے افسروں کی نیکنامی
کے نسبت ایسا خبردار تھا۔ جیسا کہ وہ اپنی نیکنامی کے لئے جب کوئی نقص
واقعہ ہوتا تھا جیسا کہ برگوس کے مقام پر۔ تو وہ ساری غلطی اپنے اوپر لے لیتا تھا
اس نے گینیم ہل اور کرافورڈ کی اُن تہمتوں کے برخلاف جو گھر میں لگائی
گئی تھیں۔ امداد کی۔ اُسکا ایسا مستقل عقیدہ اور عالی حوصلہ تھا۔ کہ جس سے
بے انصافی اور بہتان کو ذلیل سمجھتا تھا۔ جب میونسپلٹی ہیڈ ریڈ نے
اسکی تعریف کی تو اس نے اپنی خدمات کا کوئی فخر نہیں کیا بلکہ اسنے کہا۔
کہ جنگ کے نتائج خداوند کریم کے ہاتھ میں ہیں۔
لیکن ولنگٹن کے تمام اعلےٰ خصائل میں سے فرض کا پائدار خیال نہایت اعلےٰ
تھا۔ یہ اسکے چلن میں پہلا خواص تھا۔ ایک شاہی اور حکمانہ عنصر جس سے
ہر ایک چیز اپنے آپ میں زبردست کرتی تھی۔ یہ اسکی ہمیشہ خواہش

اور مستقل ارادہ تھا۔ کہ جو کچھ وہ اپنا فرض دیکھے۔ وہ اسکو وفاداری سے کرے۔ وہ اسیطرح سے کرتا تھا۔ کیونکہ یہ اسکا فرض تھا۔ وہ صرف ایک بات کے لئے زندگی بسر کرتا تھا۔ کہ اپنا فرض بطور ایک سپاہی کے اپنی پوری طاقت سے ادا کرے تمام جان جوکھوں میں اسکو بانجام پہونچا لے۔ نہایت اعلٰے ممکن الطریق سے اسکو کرے۔ اپنی نہایت قابلیت کے ساتھ اور اپنے وسائل کے وسعت کے ساتھ اور اسطور پر کہ جس سے اخیری کامیابی حاصل ہو۔ یہ بات کہنی کیسی نصیحت بخش ہے۔ کہ اتفاق سادگی اور طاقت کیلئے ان اصول کو جو اچھی طرح سے سمجھا جائے۔ اور متواتر اس پر عمل کیا جاوے۔ عادات کو دیگا۔ ہربل سونٹ[1] نے اسکی سوانح عمری کے خاتمہ پر کہا ہے۔ کہ وہ نہایت بزرگ آدمی تھا۔ کیونکہ وہ نہایت سچا آدمی تھا۔ جو حال کے زمانے میں پیدا ہوا تھا۔ وہ نہایت دانا اور نہایت مستقلال رعیت تھا جس نے کبھی برطانیہ تخت کی خدمت کی۔ اور اُسے تقویت دی۔

یہ ایک مثال اس طریق کی ہے۔ کہ جسمیں ایک شخص قوم بنائی گئی ہے۔ جبکہ جرمنی نپولین کے پاؤں تلے تھا۔ اور اسکی گورنمنٹ مثل ایک صفر کے تھی۔ اور جرمنی سلطنت فرانس صرف ایک باجگذار ریاست تھی۔ تو وین سٹین اپنے ملک کے رہائی کرانے کے نکلا۔ اکتوبر ۱۸۰۸ء میں سٹین نے اسکے نجات دینے کا خیال باشندوں کو آزادی عطا کرنے کے ذریعے سے پیدا کیا اسکی تجویز کا لب لباب ان عجیب الفاظوں میں موجود ہے کہ جو کچھ کہ ریاست وسیع عظمت میں ضائع کرتی ہے۔ اس کمی کو شدید طاقت سے پورا کرنا چاہئے سلطنت کی سچی طاقت اس لئے کہا۔ امرا میں نہیں پائی جاتی ہے بلکہ تمام قوم میں۔ رعایا کے ابھارنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ حریت آزادی اور مظلوم فرقوں کو مال اور جانوں کی وسعت اور حفاظت سکو یکسان دی جاوے۔ ہمیں کسانوں کو نجات دلانی چاہئے کیونکہ آزاد محنت صرف موثر طور پر ایک قوم کو قائم رکھ سکتی ہے کسان کو اس زمین کا جسکو کہ وہ جوتتا ہے قبضہ دلاؤ کیونکہ ایک آزاد مالک ہی صرف بہادری سے اپنا گھر اور چولہا بچا سکتا ہے شہر باشندوں کو اجاروں اور امرا کے پناہ سے آزاد کرو کیونکہ کارخانوں اور شہر کی کچہریوں

---

[1] دیکھو مور یور نیڈ ٹامس بینی کی کتاب ولنگٹن کے متعلق۔

کی آزادی نے قدیم جرمنی کے باشندوں کو وہ تفاخر کی حالت جو انکو نصیب نہ تھی
عطا فرمائی زمیندار امیر آدمیوں کو سکھلاؤ کہ جارت کا جائز رتبہ صرف صوبہ اور ریاستیں
نے غیر ضاانہ خدمات کے ذریعہ سے قائم رہ سکتا ہے لیکن ٹیکس بولٹ در دیگر نا واجب مراعات
سے مستثنے رہنے سے اسکی جڑ کٹ جاتی ہے - اور امرائ انکو بجائے اسکے کہ وہ اپنے تئیں
خود بین کتابی علم سے محدود کریں اور رواج شکنی کے لال فیتے سے جکڑے جائیں -
اور ہر ایک اور چیز سے بالاتر تنخواہ کی قدر کریں انکو لوگوں کو بھائی گننا چاہئے - اور انکے
ساتھ رہنا چاہئے اور زمانہ کے زندہ اصولوں کے مطابق اپنے تجاویز کو اختیار کرنا چاہئے

یہ ایسی تجویز تھی جسپر کہ سٹین چلا - غلامی امیر آدمیوں کو معاوضہ دیکر
آزادی گئی تھی فرقوں کی تمیز قانونکی نظر و نہیں موقوف کی گئی موسنسپل کمیٹی کا طریق
قائم کیا گیا تھا - جرمنی کے جوانونکو آہستہ آہستہ لیکن عالمگیر طور پر اسلحہ کا استعمال
کرنا سکھلایا گیا - اس اثنائیں نپولین نے ایک سٹین کا نام سنا جو جرمنی کے خرابیونکو رفع کرنے
میں مصروف تھا - وہ ۱۸۰۸ء میں اپنے عہدے کا استعفا پیش کرنے اور آسٹریا میں پناہ
لینے کے لئے مجبور کیا گیا لیکن اسکے تجاویز سرگرمی کے ساتھ اسکے جانشین کونٹ وان
ہارڈن برگ نے بجا لائیں - تھوڑی دیر کے بعد لپزک کی لڑائی واقعہ ہوئی جسمیں نپولین کی
فوجونکو فرانس کیطرف پیچھے ہٹایا بعض سٹین کی تجاویز عمل میں نہیں لائی گئیں اور قومی
وکالت جو اسنے تجویز کی تھی کسی آئندہ زمانہ تک ملتوی کردی گئی پھر بھی غلامی موقوف
کی گئی تھی - اور جرمنی کے آئندہ کی خوشحالی کی بنیادیں پڑ گئیں - سٹین ۱۸۳۱ء
میں مرگیا اور اپنے پیچھے نام چھوڑ گیا کہ وہ ایک نہایت مستقل مزاج شخص اور نہایت اعلیٰ
درجے کا مدبر تھا جو کبھی جرمنی میں پیدا ہوا تھا - قریب تین سال گذرے ہیں جبکہ برلن کے
مقام پر سٹین کی یادگار نمودار کی گئی - تو ڈاکٹر نیسٹ قانونی پروفیسر نے وہ بڑے
کارنامے جو اس بہادر نے جرمنی کے خاطر کئے تھے یاد دلائے اسنے کہا کہ وہ

جب سٹین برلن سے برسلا روانہ ہونے کے لئے تیار تھا تو نیا فرانسیسی وزیر جرمنی کے
دربار کا پہونچا - اور جو اپنے ساتھ مفصلہ ذیل فرمان لایا - (۱)

مذہب ہی کو صرف اخلاقی زندگی کی سچی بنیاد سمجھتا تھا اور یہ کہ شہوانی خواہشات سستی - خود غرضی اور دولت کی طمع کبھی موثر طور پر روک نہیں سکتی ہیں - بجز حُب الوطنی اور اپنے ہمسایہ کی محبت کے اور کوئی طریق سلطنت حکومت خواہ کچھ ہو جبتک کہ آزادی موجود رہتی ہے - اسکا اثر لوگوں پر پڑا نہیں ہوتا - وہ آدمی جسکے کہ ہم ان تعلیموں کیواسطے مرہون منت ہیں - وہ باتوں کا آدمی نہ تھا - بلکہ عامل تھا عمل جسکی بنیاد ایک ایسے چلن پر مبنی تھی جو حُب الوطنی قوت اور سچائی اور اعتقاد سے پر تھی خدا کے خوف میں بالکل مستغرق تھا اسلیئے تمام انسانی خوفوں سے پاک تھا - اور ہمیشہ بڑے مدعاؤں کا خیال رکھتا تھا - اور انکے حاصل کرنے میں تمام مشکلات کی موجودگی میں کبھی نہیں جھجکتا تھا اور وہ اکثر اصول کے قائم کرنے میں قناعت کرتا تھا اور انکی کارروائی اور طریق اور وسائل کی تفاصیل بسند یدگی اور دوست چھوڑتا تھا خوف اندیشہ خود غرضی اور رنجاوٹ مشکل کے برخلاف پاک غصہ سے بھرا ہوا تھا مغرور چالاک اور زبردست جہاں کہیں ان خصلتوں کی ضرورت ہوتی تھی اپنے بڑی دلیری سے تعصب اور متروک رسومات کے برخلاف جنگ کیا - یہ خدا کا رحیمانہ سبب تھا کہ بیرن سٹین ایک بیش قیمت پتھر اور ہمارے اتفاق کا ایک لال گوہر بیرا تھا جو اپنے چلن میں وہ درشتی اور طاقت جو اصلاح کے لیئے ابدی ہے - موجود رکھتا تھا اور نہ ہمکو ضرورت ہے کہ ہم یادگار کے ہونے پر خوشی کریں - اس بات کی کہ ہمیں مرے ہوئے مدبر کی یاد دلا دے - حال کے جرمنی کے تمام صفحات اسکے دل کا نقش لئے ہوئے ہیں - اور نہ ہم چاہتے ہیں کہ اس یادگار کا پتھر بطور ایک نشان جلال کے کریں - شوکت کا خیال اسکے بالکل اور جو کچھ وہ اوسنے کیا اور لکھا بالکل متغائر تھا - نہیں جیسے کہ کتبہ نہایت بے لاگ زبان سے بتلاتا ہے -

---

(۱) جو جائیداد متذکرہ بالا سٹین خواہ فرانس میں یا ان کے متحدہ ملکوں میں رکھتا ہے - وہ ضبط کیجاویں (۲) متذکرہ بالا شخص سٹین گرفتار کر لیا جاوے - جہاں کہیں ہماری فوجوں کو یا ہماری شرکا کی فوجوں کو ہاتھ لگے + نپولین - ۱۶ دسمبر ۱۸۰۸ء

یہ کوئی یادگار ناموری کے لئے نہیں ہے بلکہ احسان مندی کی کوئی فتح یادگار
نہیں ہے بلکہ شکر گذاری کی ۔

ہم جو لوگ اب رہتے ہیں ہم نے اپنی نظروں سے قوم کو زندہ ہوتے ہوئے
دیکھا ہے چالیس سال گذرے ہیں کہ اٹلی کی قسمت اسکے بڑے مداح کو بہت
تاریک دکھائی دیتی تھی۔ خود حکومت وہ قابلیت جو کچھ عرصہ اطالیہ کے جمہور کے شان
تھی معدوم ہوتے ہوئے دکھائی دیتی تھی یہ خیال کیا جاتا تھا کہ لوگوں نے اپنی سیاسی
قابلیتیں ضائع کردی ہیں نپولین کی کمزوری پر اطالیہ چند چھوٹی خود مختار ریاستوں
میں تقسیم ہوگئی ہو رہا پاپا آہنی عصا کے ساتھ حکمرانی کرتے تھے ۱۸۴۸ء تک بات
نہ تھی۔ کہ چارلس البرٹ سارڈینیا کا بادشاہ بہادری سے آگے نکلا۔ اور قانونی
سلطنت کے اصولوں کا مدار قائم کیا۔ اس سال انقلاب کا ایک بڑا جنگ سب میں پھیل رہا
تھا پیرس کے بازاروں میں مورچے کھڑے کئے گئے تھے۔ اور لوئیس فلپ انگلستان بھاگ
گیا تھا برلن کے مقام پر فوج اور باشندے بازاروں میں لڑے۔ اور شہر محصور
ہوگیا۔ پولینڈ کی بغاوت پھوٹ پڑی خوفناک قتال کے بعد فرو کی گئی۔ پراگ کے
شہر نے آسٹریا والوں کے برخلاف بغاوت اختیار کی وسینا کو نیپلز کے بادشاہ نے
توپوں سے اڑا دیا۔ پوپ گٹیا کو بھاگ گیا اور روما میں جمہوری سلطنت قائم کی گئی۔
میلان کے باشندے آسٹریا کے برخلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انکو باہر نکالدیا۔
وینس نے پیروی کی اور ایک عارضی حکومت زیر دانیال منین قائم کی گئی ۔

چارلس البرٹ میلان والوں کی مدد کو گیا۔ آسٹریا والوں نے بڑی فوج سے ٹورین کی
طرف اسکو پیچھے ہٹا دیا۔ اور نووارا کے مقام پر اسکو شکست دی اور باغی صوبجات
پر قبضہ کرلیا۔

بادشاہ نے اپنے بیٹے وکٹر ایمینول کے حق میں تخت سے کنارہ کشی کی جبکہ
جوان بادشاہ نے تاج اختیار کیا۔ تو اسنے آسٹریا کے کیمپ کی طرف اپنی تلوار
جھکائی اور کہا۔ خدا کی قسم ہے۔ اطالیہ قائم رہیگا۔

یہ اسوقت بڑا الاف گزاف معلوم ہوا تاہم اسکی پیشین گوئی پوری ہوئی مارشل رینڈیٹسکی نے تجویز پیش کی کہ وہ قانونی سند جو اسکے باپ نے رعایا کو عطا کی تھی منسوخ کر دے اور آسٹریا والوں کے تنظّم اور اندھیر کی حکمت عملی کی پیروی کرے جوان بادشاہ نے اس تجویز کو نامنظور کیا۔ اور ظاہر کیا۔ کہ پیشتر اسکے کہ وہ ایسے شرائط کو منظور کریگا۔ وہ تیار ہوگا کہ نہ صرف ایک تاج بلکہ ہزار تاج ترک کر دے۔ اسنے کہا۔ کہ سیوی کا خاندان جلاوطنی کے راستہ سے واقف ہے لیکن بےعزتی کے راستے سے ناآشنا ہے ریڈیٹسکی گو فاتح تھا لیکن جوان بادشاہ کی عظمت کو تسلیم کر گیا۔ اس نے کہا یہ آدمی شریف ہے اور یہ ہمکو کام کرنے میں بہت کچھ دیگا۔

بادشاہ کے لایق۔ مدبر معاون اور مددگار تھے غمناک زمانہ بعد جنگ نووارا کے بعد آئے کیوور نے کہا۔ کہ ہر روز کی زندگی ایک منافع ہے جب روس کے ساتھ جنگ چھڑ گیا۔ تو سارڈینیا بادشاہ کے جانب سے ایک انوکھی باجرأت بات دکھائی دی جبکہ اُسنے پندرہ ہزار فوج کریمیا کو بھیجدی جبکہ کیوور کو سارڈینیا کی پیادہ فوج کی نسبت کہا گیا۔ کہ وہ کھائیوں کی کیچڑ میں لت پت ہو رہے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ کچھ مضایقہ نہیں یہ اس دلدل میں سے ہوگا کہ اطالیہ بنائی جائیگی آسٹریا نے بادشاہ کی بڑھتی ہوئی طاقتکو خفگی کی نظر سے دیکھا۔ اور سارڈینیا والونکو فوراً لڑائی شروع کرنے کی دھمکی دیکر بے ہتیار ہونے کے لئے کہا۔ وکٹر ایمونیل نے ایک اشتہار جاری کیا۔ اُسنے کہا۔ کہ آسٹریا اپنی فوجیں ہمارے سرحد پر بڑھا رہا ہے۔ اور ہمارے علاقہ پر حملہ کرنے کی دھمکی دیتا ہے کیونکہ یہاں حکومت حریّت کی طریقہ پر حکمرانی کرتی ہے کیونکہ زبردستی نہیں۔ بلکہ رعایا اور بادشاہ کے درمیان اتفاق اور محبت سے یہاں ریاست چلائی جاتی ہے کیونکہ اطالیہ کی آہ و زاری یہاں گونجکر نکلتی ہیں اور آسٹریا ہمیں کہنے کی جرأت کرتا ہے کہ جو اپنی بچاؤ کے خاطر مسلح ہیں کہ ہم اپنے ہتیار چھوڑ دیویں۔ اور اسکی رحم پر بھروسہ کریں اس ہتک آمیز ہرزہ گری کا وہی جواب دیا گیا ہے۔ جو شایان تھا میں نے حقارت سے اسے نامنظور کر دیا ہے۔

سپاہیو مسلح ہو جاؤ۔
شہنشاہ نپولین بناپارٹ سارڈینیا کی بادشاہ نے آپ رفیق کا شریک ہوا اور آسٹریا کے برخلاف جنگ
اعلان کردیا جنگ شروع ہوا۔ اور آسٹریا والے مانٹی بیلو۔ پالسٹرو میگنٹا۔ میلگنا
اور سولفرینو کے مقامات پر پیچھے ہٹادئی گئی ولافرنکا کی عہدنامے سے جنگ کا خا
ہوگیا۔ اور لمبارڈے سکی یار یا موڈینا۔ بلوگنا کی علاقہ جات شمالی اطالیہ میں شامل کر
گئے تھے۔ گری بالڈی نے مداخلت کرکے سسلی پر حملہ کردیا وہ لڑائی پر لڑائی جیتا
اور نیلیز میں اکیلا بطور ایک پہلے درجے کے مسافر کی صورت ایک ریل گاڑی میں داخل ہوا۔
پہلے کبھی اسطور پر کوئی سلطنت فتح نہیں کی گئی تھی۔ لیکن وقت آن پہونچا تھا۔ ا
لوگ اطالیہ کی اتفاق کے طرفدار تھے۔ وئی نشیا اور روم قومی اتحاد میں سب سے
پیچھے داخل ہوئی۔
اطالیہ ملکر ایک ریاست بن گئی۔ اتفاق کی بدولت یہ ایک نئی قوم بن گئی۔ یہ ایک
بڑے یورپین طاقتوں میں سے ہے۔ چند سالوں کے اندر اطالیہ نے ایسے ناٹک کا
میں قدم رکھا ہے کہ جس سے آئندہ کی عظمت کا وعدہ ملتا ہے ہم اس معاملے کو نہایت
بڑی اخلاقی فتح انیسویں صدی (19) کی بھی خیال کرتے ہیں۔ قومیں ایکدن میں پیدا نہیں
ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں ایک مثال ایک قوم کی ہے۔ کہ نسلوں کی جد و جہد اور انقلا
کیچ بیچ میں سے تیار ہو کر اپنا مافوق حق کا دعوے کرتے ہیں۔ اور اپنے مراعات کے
ایک متفقہ باشندوں کے طاقت کے دعوے کرتے ہیں۔
ہمیں جنگ کے خطرات سپاہی اور حب الوطن کے زندگی کی مثالیں دیتے ہو
نہیں بھول جانے چاہیں۔ یورپ مسلح فوجوں سے بھرا ہوا ہے۔ عالمیں سائنس سے
ایجاد اور انسان کے مارنے والے کلوں کی تیاری کا کام لیا گیا ہے۔ فولا
رنلدار۔ توپ۔ مینی گٹلنگ۔ مارٹنی ہنری۔ بندوق۔ تارپیڈو۔ اور ا
جنگ کے آلات ہر ایک قوم دوسرے قوم کی دیکھتی ہے اور کسی قسم کے ذرائع
استعمال کے سے اپنا بدلا لینے کے خاطر فوقیت کیواسطے یا فتح کے خاطر لڑنے کے

تیار ہے - اور یہی حال فرانس - جرمنی - اور روس میں ہے -
آخری یورپ والوں کا جنگ مشرق میں تھا روس والوں نے ترکوں کو تہ و بالا کر ڈالا اور
بہت سخت لڑائی کے بعد ترکونکو قسطنطینیہ کی فصیلوں کے اندر ہٹا دیا ہمیں میدان
جنگ کی طرف جبکہ لڑائی کے جلال کا خاتمہ ہو جاتا ہے - دیکھنا چاہیئے جنگی صفین
حملہ سخت جوش کا رنگ بہادری - اور شکوہ فتحیابی - مئی ۱۸۷۹ء میں سٹر روز (نبیل)
اسکا بیلوف کے ساتھ درہ شپکا کے سیاحت کے واسطے گیا - شپکا کے
گاؤں کے نزدیک سٹر روز کہتے ہیں - کہ جرنیل اسکا بیلوف اپنے خیمے سے باہر
نکل آیا - اور سارے سٹاف کے ساتھ ملکر میں نے اسکے زیر ہدایت جنگ کے موقعوں
کا تفصیل وار معاینہ کرنا شروع کیا ہم چند قدم آگے گئے تھے - کہ ہم ایک چوبی
صلیب کے پاس پہونچے جو چار پھیلے ہوئے درختوں کے سایہ کے نیچے کھڑی کی ہوئی
تھی جرنیل نے فوراً ٹوپی اوتاری - ایک مثال جسکی سب نے پیروی کی - اور چند
منٹ خاموشی کے ساتھ کھڑے رہے - آگے مڑ کر جرنیل نے مجھ سے کہا - کہ یہ
ایک بہادر کی قبر ہے - اور لڑائی کے دن میں نے خاص کر حکم دیا - کہ اسکی قبر پر صلیب
نصب کیجاوے تاکہ اسکے آخری آرامگاہ کا نشان رہے وہ ایک صرف
پندرہ یا سولہ برس کی عمر کا لڑکا تھا - اور روس کے اچھے خاندان سے تعلق رکھتا تھا
جنگ کے دوران میں جنگی جوش اس معصوم کی رگ رگ سے پھوٹ رہا تھا جسکے لئے
کہ پاک روس کی فوجیں لڑ رہی تھیں - وہ سکول اور گھر سے بھاگ نکلا اور میدان
جنگ کا رستہ لیا - پلونا کے مقام پر آگے مڑ کر میں نے اسے بطور ایک اردلی کے لے
لیا - اور وہ بہادری اور اچھی طرح سے بڑے حملے اور بعد ازاں عثمان پاشا کے
قلعے کے تسخیر کرنے میں بہادری اور اچھی طرح سے لڑا سینوا کے مقام پر وہ ایک
رجمنٹ کی کمپنی کا سرگروہ رہا - اور اسکا یہ فرض تھا کہ وسطی قلعہ پر حملہ کرے جوش سے باہر ہوکر
اور خطرے کا بالکل خیال نہ کرکے اس بہادر لڑکے نے جلدی سے اپنے آدمیوں کو بہت دور پیچھے
چھوڑ دیا اور گو لیوں کی بوچھاڑ سے بچکر وہ قلعے تک جا پہنچا اور سنگینوں سے مارا گیا
---
(۱) سنوا اور شپکا پہاڑ کے لیے گئے مقدس لیبیا رکے قریب اہم میدان ہیں -

گیا اسکی مختصر لیکن بہادرانہ زندگی تھی ایسی شجاعت تھی - اور بعدازاں تعجب تھا۔
مدتی پار اُترکر ہم درمیان قلعہ میں داخل ہوئے جو ایک چھوٹے جزیرہ نما پر واقع تھا
اور کیا نظارہ وہاں دکھائی دیا۔ قلعہ کے دروازے کے چاروں طرف ٹوٹے ہوئے
کنستر گولو نکے ٹکڑے وردی کے چیتھڑے بکھرے پڑے تھے گویا لڑائی صرف چند
ہی دن ہوئے واقعہ ہوئی تھی - لیکن میں مشکل سے خوفناک نظارہ اندر کا دیکھنے کے
لئے تیار تھا - کئی سو آدمی وہاں جلدی سے دفن کردئے گئے تھے لیکن مینہ اور
برف نے مٹی کو اکھاڑ کر ایکطرف ڈالدیا تھا - بھیڑیوں اور کتوں نے باقی کا کام
پورا کیا تھا - اور قلعہ کے تمام فرش پر ایک بڑا ڈھیر انسانی ہڈیوں کا پھیلا ہوا
تھا ریڑھ کی ہڈیاں دبدن کے ڈھیر) بازو اور ٹانگوں کی ہڈیاں نہایت عجیب
وضع میں کھوپڑیوں کے ساتھ ملکر دھوپ اور مینہ سے صاف ہورہی
تھیں - دیکھو کہ کسطور پر یہ نیلے جال منہ بلا دم لئے دانت نکالتے ہیں -
ملاحظہ کرو کہ کسطرح سے وہ ہنستے اور حقارت کرتے ہیں - اُس پر کہ جو کچھ تم
ہوا اور پھر بھی وہ تھے جو تم ہو میں نے عین لڑائی کے بعد ہی میدان جنگ
کا سوار ہوکر ملاحظہ کیا ہے جہاں اپنے بیگانے دوست دشمن سوار پیدے
ڈھیر ہوئے ہوئے اور ٹھنسے ہوئے پڑے ہوئے ہیں - مگر میں نے کبھی ایسا
وحشتناک نظارہ نہیں دیکھا جیسا اس مقام پر جہاں سولہ مہینے سے
لڑائی کی مار دھاڑ اور غل غپاڑہ کا خاتمہ ہوچکی تھی - ہمرنیل اسکی بیلوف
نے جبکہ ہم نے مردوں کے انبار کیطرف نظر کی تو مجھسے کہا کہ یہ شوکت ہے
میں نے جوابدیا - ہاں جرنیل صاحب مگر ایک آنسو پونچھنے سے جو سچی
ناموری زیادہ پیدا ہوتی ہے خون کے سمندر بہانے سے نہیں ہوتی -
اس نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو - لیکن پھر بھی میں اور کچھ نہیں ہوں بلکہ صرف
ایک سپاہی ہوں ؎

خاتمہ باب ششم

باب نہم ۹

شجاعت نیکوکاری ہے۔

عورت کا ہاتھ۔ لیکن ایک آہنی ہاتھ (فرانسیسی مثل) جو شخص صابر نہیں ہے۔ اسے فتح نصیب نہیں ہوتی (اطالیہ کی کہاوت) جو شخص کہ انتظار کرتا ہے غالب آتا ہے۔ (سکاچ کی مثل) اس دنیا یا فرض کا رستہ دوسری دنیا کی نجات کا راستہ ہے (جیوری ٹائلر) نہ کوئی شخص ہم میں سے اپنی خاطر زندہ رہتا ہے۔ اور نہ کوئی آدمی اپنے لئے مرتا ہے۔ (سینٹ پال)

پُرانے زمانے میں نیکی اور دلیری مترادف الفاظ تھے بہادری پُرانے رومن والوں کی بہادری قدر کے قابل تھی پر اوس طاقت نے ور کا نام تھا۔ جو اغراض نیک میں کارآمد ہو۔ وہی شخص جو کہ اپنے ابنائے جنس کی نہایت اعلےٰ خدمت کرتا ہے۔ جو انکو سربلند کرتا ہے یا جو انکو بچاتا ہے وہی سب سے زیادہ بہادر سمجھا جاتا ہے۔

نیز ایک اندرونی بہادری بھی ہوتی ہے۔ یعنی ضمیر کی۔ دیانت کی خود انکاری کی خود قربانی کی۔ اور دُنیا کی بدنامی کی مقابل صحیح کام کرنے کی جرات کی اسکی خصوصیت فراخ دلی ہے۔ برداشت اور طاقت قابلیت کی دو صری جان ہے۔ اور یہی سچی مردانگی ہے +

وہ شجاعت جسکا تماشاگاہ میدان کارزار ہے۔ وہ نہایت اعلےٰ درجے کی نہیں ہے جہاں سنگینوں کی ٹکر اور توپوں کی گرج ہو جرات کے کام کرنے میں لوگوں کے دل میں خودبخود آمادگی اور راو کساہٹ پیدا ہوتی ہے اور انسان اپنی جان اپنی ملک کی بھلائی کیواسطے قربان کرنے کیواسطے تیار ہو جاتا ہے اسمیں انکی تمام عزت اور ناموری ہے۔ خدا عزت زیادہ کرے +

عورت جسکا خاص منصب معلوم ہوتا ہے کہ وہ برداشت کرے اور معاف کرے۔ وہ بھی
مردوں کی طرح کامل برداشت اور تحمل کرنے کے قابل ہے جنگ کے خونی واقعات کے بیان میں
شاید کوئی ایسی کہانی نہیں ہے جو زیادہ تر دلسوزی پیدا کرے بہ نسبت اس عورت کے
جو مردانہ کپڑے پہن کے اپنے عاشق کے پیچھے لڑائی میں جاتی ہے۔ اور اسکے پہلو بہ پہلو رہتی ہے
اور جبکہ وہ میدان میں گر پڑتا۔ اور کام آتا ہے۔ تو پھر بھی موت کا مقابلہ کرتی ہے۔ اور
اسکے لاش کے پاس سے جدا نہیں ہوتی۔ دنیا کے اس ذات میں سے کتنی سپاہی ہیں جو زندگی
کے مشکل لڑائی لڑتے ہیں۔ اور ہمیشہ کسی مقصد کے خاطر کوشش کرتے ہیں۔ جو انہیں
کبھی حاصل نہیں ہوتا۔ ہمیشہ ضرورت کے توپخانے سے اڑا لئے جاتے ہیں۔ اور ہٹ کر
پیچھے ہٹا دئے جاتے ہیں۔ مغلوب ہو جاتے ہیں۔ لیکن ناامید اور مایوس نہیں ہوتے
اور پھر بھی ہٹ ہٹ کر حملہ کئے جاتے ہیں +

عیسوی بہادر ایسے جرأت کے کاموں سے جن سے جنگی سپاہی کو اکساہٹ پیدا ہوتی -
جوش میں نہیں آتے ہیں۔ وہ اکھاڑہ جسمیں وہ کرتب کرتے ہیں سو ظلم یا تعدی کا
نہیں ہوتا ہے بلکہ برداشت مصائب اور خود قربانی کا ہے تمغہ کا ستارہ اسکی چھاتی
پر نہیں چمکتا ہے نہ کوئی جھنڈا اسپر لہلہاتا ہے۔ اور جبکہ وہ گرتا ہے جیسا کہ اکثر وہ
اپنے فرض کی ادائگی میں جان دیدیتا ہے۔ تو اوسے قوم کی طرف سے سہرے نہیں ملتے ہیں
اور نہ کوئی عظیم الشان ماتم کیا جاتا ہے۔ بلکہ صرف خاموشی سے اسکی قبر پر آنسو ٹپکائے جاتے ہیں
وہ انسان شہرت آن بان یا کامیابی کے واسطے نہیں بنایا گیا ہے۔ بلکہ اس سے اعلے
اور اس سے بہتر بات کے لئے بنایا گیا ہے جو دنیا اوسے دسکتی ہے جرمی ٹیلر صاحب
کہتے ہیں کہ خدا نے انسانکو ایک قلیل عرصہ حیات اس دنیا میں دیا ہے اور پھر بھی اس تھوڑے
ہی سے وقت پر ہمیشگی کا دارومدار ہوتا ہے ہمکو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہمیں
بہت سے دشمنوں کو فتح کرنا ہے بہت سے برائیوں کو روکنا ہے بہت سے خطرے اٹھانے
ہیں بہت سی مشکلات پر غالب آنا ہے۔ اور بہت سی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے
اور بہت تیاری کرنی ہے +

خود قربانی عیسائیت کا سچا راز ہے نہایت اعلیٰ درجے کے آدمی اور عورتیں کہ جنکی خود غرضی نہیں
ہوتی ہیں وہ اپنے تئیں دوسروں کو بلا لحاظ شان یا شہرت کے حوالے کر دیتے ہیں وہ اپنا علی العلم
فرض ادا شدہ کی خود آگاہی میں پاتے ہیں۔ اور پھر بھی بہت سے آدمی بلا اسماعت نیکوکاری ان
لوگوں کی جنکی وہ خدمت کرتے ہیں۔ اس جہان سے گذر جاتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک
کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں۔ ایک لا محدود اطلاق کا حکم ہے اور پھر بھی
یہ آسان نہیں ہے کم از کم انکے لئے جو ثروت یا تغافل میں زندگی بسر کرتے ہیں کہ وہ احسان کو بجا لا سکیں
ایک بات بھی زندگی میں غیر ضروری نہیں ہے۔ اگر ہم اسے سمجھ سکیں ہماری زندگی کا ہر ایک
تجربہ پر معنی ہے کاش کہ ہم اسکو سمجھ سکتے بدقسمتی بھی اکثر انسانی فوقیت کی نہایت یقینی
کسوٹی ہے جرمنی کے نہایت مشہور شاعر نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنی روٹی آنسو
بہا کر نہیں کھائی ہے اور جس نے اپنی درد کی راتیں روتے ہوئے اپنے بستر پر بسر نہیں کی ہیں
ابھی آسمانی طاقت سے نا آشنا ہے جب کبھی دردناک واقعات واقع ہوتے ہیں شاید وہ ہماری
آزمائش اور ہماری بہتری کے خاطر بھیجے جاتے ہیں اگر ہم آزمائش کی گھڑی میں مستقل مزاجی سے
قایم رہتے ہیں۔ تو یہ استقلال دل کو تسکین دیتا ہے اور اس کو ہمیشہ فرض کے مطابق
کام کرنے میں خوشی محسوس ہوتی ہے +

نیکوکاری کے موقعہ سب کو جو کام کرتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں پیش آتے ہیں مگر ہم خوش
دوسروں کے دلوں میں جگہ پکڑتا ہے صبر اور با استقلال سب با توق غالب آتا ہے کتنے مرد اور کتنی
عورتیں بھی کسی فرد بشر کے تعریف کی بغیر مرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں وہ غریب
آدمیوں سے ملاقات کا بوجھ برضا و رغبت خود اٹھا لیتی ہیں وہ بیماروں کی تیمارداری کرتے
ہیں انکے لئے وہ برداشت کرتے ہیں اور چھوت والی بیماریاں وہ لے لیتے ہیں
جس سے کہ وہ مر جاتے ہیں۔ بہت سی جانیں اسطور پر فرض اور رحم کی وجہ سے ڈالی گئی
ہیں انکو کوئی انعام سوائے محبت کے نہیں ملا قربانی جو اپنے خاطر نہیں بلکہ جو دوسروں کے
خاطر کیا جاوے وہ ہمیشہ متبرک ہے۔

الہامی ڈیز فریڈنش سلسلہ کے فیلسوف اور شاعر کو ابتک بہتر میں طاعونکے وقت کیا اسکے بلایا

وہ گیا اور رعیا کو روکنے میں کامیاب ہوا۔ لیکن اسکی خوبی اور حوصلہ سوا کے اتھینا والوں کے
بھی خواہی کے نوسس کے باشندوں کی مفاد میں جہانکہ وہ رہتا تھا۔ لینے سے انکار کیا

پرانے زمانے میں طاعون ایک خوفناک بیماری تھی لوگ اُس سے بھاگ جاتے
تھے وہ ایکدوسرے کے پاس سے بھاگ جاتے تھے طاعون زدہ اکثر اکیلے مرنے کیواسطے
چھوڑ دیئے جاتے تھے پھر بھی بہت سے شریف اور سینکڑوں اور عورتوں نے بیمار کی پرورش
کے لئے اپنے تئیں وقف کر دیا۔ قریباً تین سو برس گذری ہیں کہ طاعون میلان کے
شہر میں پھوٹ پڑا کارڈنل چارلس بورومیو لاٹ پادری اس وقت میں [illegible] کے
مقام پر ٹھیرا ہوا تھا اُسنے فوراً وہاں مقام میں جانے کا قصد کیا۔ اسکے دوستوں نے اسے صلاح دی
کہ وہ وہیں ٹھیرے جہانکہ وہ ہے اور انتظار کرے جبتک بیماری جاتی رہے۔ اُسنے جواب دیا
نہیں۔ ایک بڑا پادری جسکا یہ فرض ہے کہ اپنے گلہ کے خاطر اپنی جان دیوے۔ خطرے
کے موقعہ پر انکو نہیں چھوڑ سکتا ہے۔ اُسنے جواب دیا۔ ہاں اونکی پاسداری کرنا ایک نہایت
اعلے طریق ہے اُسنے کہا۔ اچھا۔ کیا یہ بشپ کا فرض نہیں ہے کہ وہ اعلے طریق اختیار کرے اور وہ
میلان چلا گیا ✤

طاعون قریباً چار مہینے رہا۔ اس عرصے میں کارڈنل بذات خاص بیماروں کے پاس گھر بگھر ہسپتالوں
میں۔ اور ہر جگہ گیا۔ اُسنے انکی نگہبانی کی انکو اسنے غذا اور دوائی دی۔ اور جبکہ وہ مرتے
تھے تو آخری رسومات انکی وہ ادا کرتا تھا۔ وہ مثال جو اُسنے پیش کی اسکے پادریوں نے
بھی اسکی پیروی کی جسنے لوگوں کی سقدر اپنے تئیں خطرے میں ڈالکر خدمت کرنے
کی جرات کی جیساکہ اُسنے خود کی اور یہ جبتک ہوا کہ اخیر آدمی مر گیا۔ یا یہ کہ اخیر آدمی چنگا
ہو گیا۔ کہ نیک لاٹ پادری اپنے فرائض منصبی پر واپس آیا ✤

کارڈنل ایک اور سبب سے بھی تعریف کا مستحق ہے وہ ایک پہلے آدمیوں میں سے تھا۔ جسنے اتوار کا
مدرسہ غریب بچوں کی تعلیم کے لئے قائم کیا تھا۔ واقعی روز آدینہ آدمی کے لئے بنایا
گیا ہے اور نہ آدمی روز آدینہ کے لئے ہر ایک اچھا کام اسدن بھی کیا جاسکتا تھا جیسا کہ
کسی اور دن۔ کارڈنل بازار سے بچوں کو میلان کے گرجا میں اتوار کے دن [illegible]

اپنے پاس بلوا لیتا تھا اور انکو پڑھنا اور لکھنا سکھلاتا تھا اپنے ساتھ مشرق کی کتابیں اور رسالے
لاتے تھے جسپر وہ اسکے ہدایات تحریر کر لیتے تھے اسکے پادریوں نے اسکی سعی کی اور مدرسہ
عام پسند ہوگیا تین سو سال گذر چکے ہیں اور کارڈنل بورومیو کا اتوار کا مدرسہ اسوقت تک جاری ہے
مصنف نے یہاں میں ان الفاظ کے محرر نے بچوں کو گرجا میں اپنی سلیٹوں اور کتابوں کے ساتھ
اپنے یکشنبہ کے مدرسہ کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے جمع ہوتے ہوئے دیکھا +

کارڈنل نے اپنی تمام آمدنی مدرسے اور کالجوں کی تعمیر اور خیرات اور رحم کی کاموں میں صرف کر دی
اسکے زمانہ میں برائی عام تھی اور اسکو جو کچھ کہ ہو سکا اسکے کم کرنے میں کوشش کی اس نے
اپنی جماعت سے کام شروع کیا اسنے پادریوں میں فتح خاص کر خانقاہی فرقوں میں رواج دینے کی
خواہش کی۔ اسنے بہتر طریق زندگی کا اختیار کرنے کے لیے اوملی ٹاٹی فرقہ والوں میں
کوشش کی۔ جو اپنے چال وچلن کے خرابی کے سبب ایک بڑی وجہ بدنامی کے تھے وہ کارڈنل کو ویسا ہی
بدکار خیال کرتے تھے کیونکہ وہ غریب بچوں کو بڑے گرجے میں پڑھنے کی تعلیم دیتا تھا۔
وہ روز آدینہ عبادتگاہ اور امامت[1] کا پلید کرنیوالا قرار دیا گیا تھا اسکا اتوار کا مدرسہ ایک
خوفناک ایجاد خیال کیا جاتا تھا۔ اوملی ٹاٹی نے ایک آدمی کارڈنل کو قربان گاہ کے
موقعہ پر گولی مارنے کے لیے مزدوری پر رکھا +

---

[1] اور آج ایک امریکہ کا مصنف کہتا ہے۔ اگر کوئی شخص اتوار کے مدرسہ کا کام اس طرح اور
برعکس طریق پر جسمیں بچے کی تمام زندگی شامل ہو کر لے کی کوشش کرتا ہے اور جو صرف عملی اور کتابی اسباب
طریق کا کام کرنے کا ہے جیسا کہ عیسیٰ نے کہا تو وہ تہدید کا مستوجب خیال کیا جاتا ہے مثلاً اگر وہ کوشش کرے
کہ وہ خراب علوم کے ترقی کو نیک اور پاک بنیادی کتابیں اپنے کتبخانہ سے دیکر روکنے کی کوشش کرے
اور یا وہ کوشش کرے کہ آوارہ گردی کو اپنے مدرسے میں ملازم داری کی کمیٹی مقرر کرکے بند کر دیوے
تو فوراً ہی برائے نام روز آدینہ کے محافظ اور انجیل کی تعلیم کے حامی بیدار ہو جائینگے
کیونکہ ان لوگونکو کبھی اس بات کا خیال نہیں ہوا کہ کوئی شخص نکتہ دانی سے خدا کا کام کرنے کے
سامنے کھڑا ہو سکتا ہے۔ اے قوم جو صرف ہڈیوں کی پاسداری میں مشغول ہے اور مذہب کے
روح کو نہیں سمجھتی کیا تو کبھی روئے زمین سے معدوم نہ ہوگی۔

جسوقت گانے والوں کا طایفہ شعر گا رہا تھا۔ نہ تو ہم نے اپنے دلکو بہراسان کر دیا اور نہ تم ڈر دو۔ تو
قاتل نے کارڈنل کے طرف ایک قرابین سیدھا باندھکر چلاوی گولی اسکی پیٹھ پر لگی لیکن کچھ
اور کامدار ٹوپی نے جو وہ پہنے ہوئے تھا اسے ہٹا دیا اور گولی زمین پر گر پڑی کارڈنل بہادر اور
مستقل المزاج تھا جبکہ سب چاروں طرف اسکی کھلبلی پڑی ہوئی تھی وہ خود خاموش دعا مانگنے میں مصروف

اب ہم طاعون کا پھر ذکر کرتے ہیں بیماری اس ملک میں متواتر تین برس تک رہی
جبکہ لوگونکو نہایت خراب کھانا ملتا تھا۔ اور جبکہ صحت کی حالت کا بالکل خیال نہیں کیا جاتا تھا۔
لندن میں نہایت مہلک ثابت ہوا۔ جہانکے بازار تنگ غلیظ۔ اور کم ہوادار اور خراب پانی سے بھرے
ہوئے ۱۶۶۵ء آخری طور پر نمودار ہوئی ایک لاکھ آدمی اس سے جاتے رہے جبکہ لندن کی آبادی اب سے
چھوٹا حصہ بھی نہ تھی یہ لندن سے اندرونی ممالک میں پھیل گئی گو بہت سی خلقت اس مرض سے
ڈر کر بھاگ گئی پھر بھی بہت سے مثالیں پاکیزہ تندہی کی موجود تھیں بشپ یارسٹن پارک میں
ایک تھا۔ اُسنے اپنا کچھ خیال نہ کیا بلکہ صرف آپ گلڈ کا ایک وبا خانہ یا ہسپتال نہایت غریبوں کے
آسائش کے لئے تعمیر کیا گیا تھا وہ آپنے غریب گھروں سے وہاں لیجائے گئے تھے۔ اور بڑی احتیاط
سے اُنکی خبرگیری کی جاتی تھی۔ گو خدمتگار ملنا مشکل تھا بشپ ہمیشہ وہاں پایا جاتا تھا سپاہی
کے مانند وہ اپنی نوکری پر حاضر رہا جبکہ خوراک کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ گاؤں میں
گھوڑے پر سوار ہوکر آگے کھلواڑہ میں جاتا تھا۔ اور انکے استعمال کے لئے آپ گھوڑے پر خوراک
کے سامان کی بوریاں بھر کر لاتا تھا۔ وہ اپنے نوکرونکو وہ خطرہ اُٹھانے کی اجازت
نہیں دیتا تھا جوکہ وہ خود برداشت کرتا تھا اور نہ صرف اپنے گھوڑے پر زین چڑھاتا تھا۔
یا اُوتارتا تھا بلکہ ایک خاص دروازہ اسنے بنوایا ہوا تھا۔ کہ جس رستے سے کھلواڑے کے
آدمیوں سے ملنے کے بغیر آتا اور جاتا تھا۔ اسطور پر طاعون خود پارک میں ہی محدود تھا
بشپ خود انکار فیاض اور بالکل نیک آدمی تھا جب اسکا محصول چڑھ جاتا تھا۔
تو وہ سب خیرات مہمان نوازی اور ہر ایک نیک کام کی ترقی میں صرف کر دیتا
تھا اسکی زندگی سچی زہد اور عیسائی اکرام کا سالم عمل تھی۔
لندن سے سڈنہم اور بہت سے ڈاکٹر بھاگ گئے لیکن بعض جانفروش آدمی

رہ گئے - ان مین سے ڈاکٹر ہاجز تھا - جو اپنے کام پر جمہا رہا - وہ لگاتار بیمارون کی
تیمار داری کرتا رہا - اسنے کسی قسم کا فایدہ اپنے خود انکار محنتون سے نہین اٹھایا -
سوا اسکے کہ اسنے اپنی ضمیر کی پسندیدگی حاصل کی وہ غریب ہوگیا - اور لڈگیٹ
جیلخانے مین قرضداری کی وجہ سے ڈالا گیا تھا - اور وہ وہان سنہ ۱۶۸۸ع مین مرگیا
اسنے ایک نہایت مفصل حال آخری (طاعون) پلیگ[1] کے دور کا چھوڑا ہے -
لنڈن سے جیسا کہ ہم نے کہا ہے - مرض دیہات مین
پھیل گیا - بہت سے دور و دراز گاؤن کے حلقون مین جگہ دکھائی جاتی ہے -
جسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے - کہ طاعون وہان گاڑ دی گئی - مثلاً ایک ڈربی کے گاؤن
ایہم مین جو ڈربیشایر مین واقعہ ہے - ایک درزی کے پاس کپڑون کا صندوق لنڈن
سے پہونچا - جب وہ آگ کے سامنے اونہین ہوا دے رہا تھا - تو اسکو بیماری لگ
گئی - اور پلیگ سے وہ چوتھے دن مرگیا - بیماری پھیل گئی - باشندون نے جو تعداد مین
صرف ۳۵۰ تھے - ایک عام کوچ کا ارادہ کیا - لیکن یہ بات پادری ریکٹر مسمیٰ
ولیم مامپیسن کے دلیری سے رک گئی - انہون نے لوگون کو یہ بات جتلائی - کہ وہ
دور اور نزدیک بیماری کو پھیلاوینگے - اور اس لیے وہ وہان رہے - اسنے اپنے
بچون کو بھیجدیا - اور اپنی کمزور بیوی کو بھی بھیجنا چاہتا تھا - لیکن وہ اپنے خاوند
کے پاس رہی -
مسٹر مومپیسن نے گاؤن کا تعلق اور ون سے جدا رکھنے کا قصد کیا تا کہ طاعون

[1] ان حالات مین سے سب سے زیادہ مشہور وہ ہے - جو ڈیفو صاحب نے لکھا تھا - اور سنہ ۱۷۲۲ع
مین شایع ہوا تھا - تمام ظاہری صورتین یہ ہے کہ صحیح اخبارات اور عام اور خاص تحریرات سے
جمع کیے گئے تھے - لیکن اونمین نہایت اچھے حالات ڈاکٹر ہاجز کی کتاب مین مندرج ہین - یعنی تعداد کی
حالات متعلق تعطیلات وغیرہ جو لنڈن مین درحقیقت عوام مین مشہور تھی یہ کتاب لاطینی مین
ڈاکٹر ہاجز صاحب نے - جو سنہ ۱۶۷۲ع مین طبع ہوئی - اور انگریزی مین ڈاکٹر جان کوئنسی نے
سنہ ۱۷۲۰ع مین اوسکا ترجمہ کیا -

اردگرد کے اضلاع مین تحصیل جاوے۔ ارل آف ڈون شایر نے جو کچھ ضرورتیں تھین۔ بہم پہونچائین۔ جسمین۔ خوراک۔ دوا۔ اور دیگر ضروریات شامل تھین تاکہ لوگ گرجے مین اکٹھے جمع ہوجائین۔ وہ نماز کھلے میدان مین پڑھتا تھا۔ ایک چٹان وادی مین اپنی مطالعہ کی میز کیواسطے پسند کیا۔ اور لوگ سامنے کے سبز ڈھلوان پہ آراستہ ہوکر بیٹھ جاتے تھے۔ اس طور پر کہ اسکی آواز صاف سنائی دیتی تھی۔

طاعون کی غارتگری سات مہینے جاری رہی۔ جماعت ہر موقعہ پر کہ جمع ہوتی کمتر ہوتی گئی۔ پادری اور اسکی بیوی متواتر بیماروں مین اونکی خبرگیری اور تیمارداری کرتے رہے۔ اور غذا کھلانے کے لیے دیتی تھی۔ آخر کار بیوی طاعون مین مبتلا ہوگئی۔ اور اپنی کمزور حالتمین وہ جلدی سے چل بسی۔ وہ دفن کردی گئی۔ اور پادری نے اسکی قبر پر جسطرح کہ اس نے اتنی عمر اور لوگون کے مردون پر دعا خوانی کی تھی یہ الفاظ پڑھے۔ برکت والے ہین مرے ہوئے۔ کہ جو جان دیکر خداوند کے پاس جاتے ہین۔ روح القدس بھی یہی فرماتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی محنتون کے بعد آرام کرتے ہین۔ پادری مرنے کے لیئے ہر وقت تیار تھا۔ لیکن امید کے بھروسے پر وہ زندگی بسر کیئے گیا۔ ⅚ وال حصہ باشندون کا مرگیا۔ اور وہ ایک پر فضا پہاڑی پر گاڑ دیئے اور پر دفن کردی گئی۔ اوسنے ایک چٹھی مین کہا۔ کہ مین سچ کہوں۔ کہ ہمارا قصبہ گولگوتھا۔ یعنی کھوپڑیون کا مقام بن رہا ہے۔ میری علاقہ مین ۷۶ خاندان بیماری مین مبتلا ہوئے۔ جسمین سے ۲۹۵ اشخاص مرگئے۔ مسٹر مومپیسن خود بڑی اچھی عمر تک زندہ رہا۔ اسکو لنکن کی امامت کا عہدہ دیا گیا۔ لیکن اوسنے اوسکے لینے سے انکار کردیا۔ اور اپنے گرجہ کی آشتی میں اور اپنی بیماری اوسکے قریب رہنے کو ترجیح دی۔ وہ ۱۷۰۸ء مین مرگیا۔

تعجب انگیز بات ہے۔ کہ کوئی پچاس سال کے بعد جب کہ بعض مزدور پیشہ آدمی اس جگہ کے نزدیک جہان کہ طاعون کو دفنایا ہوا تھا۔ کھود رہے تھے

تو انکو ایک کپڑا ہاتھ لگا - جو بلاشک مُردون کی قبرون سے تعلق رکھتا تھا - جس سے
وُہ فوراً تپ محرقہ مین مبتلا ہوگئی - ان مین سے تین آدمی مرگئے - لیکن مرض تمام
گاؤن مین پھیل گئی - اور ستتّر آدمی چل بسے - تپ محرقہ طاعون کا ضمیمہ معلوم
ہوتا ہے - اور انگلستان مین بہت سی قصبے ہین جہان یہ خوفناک بیماری ہر سال
ہزارون آدمیون کا شکار کرتی ہے -
مُصنّف کو جبکہ وُہ لیڈز کے مقام پر ۳۳ سال گذری ہین رہتا تھا - یاد
آتا ہے - کہ وہان تپ محرقہ پھیلا - یہ نہایت غریب قصبہ کے حصہ مین شروع ہوا
اور زیادہ امیر محلّون مین پھیل گیا - ایک محلہ مین ۲۷ آدمیون کو سات گھرون
مین بُخار چڑھا - جن مین سے تین کے پاس بستر نہ تھا - یہی حالت اور محلّون
اور مکانات کی تھی - ایک گھر مین جسمین ۱۲ آدمیون کو بخار آیا - ایک کے پاس
بھی بچھونا نہ تھا - مکان شفا یابی اور بخار والے اسپتال بالکل پُر تھے - ایک
عارضی چوبی چھپر اسپتال کے لیئے تعمیر کیا گیا تھا - اور ایک جگہ بخار کے بیمارونکی
مہمانداری کیواسطے علیحدہ قایم کی گئی تھی -
ڈاکٹر ہک جو اسوقت لیڈز کے پادری کا مددگار تھا - اور پادری ہل جو
بعد ازان کولمبیا کا بشپ ہوا روزان جگہون مین جایا کرتے تھے وُہ ہر ایک
آسایش اور امداد جو انکی طاقت مین تھی - پہونچایا کرتے تھے کیتھولک
پادری نہایت جان نثار تھے - جب تپ محرقہ وبائی طور پر پھیلتا تھا تو
غریب آدمیون کی خدمتگذاری کیواسطے وُہ فوراً نہایت گندے وبائی مقامات
مین جہان کہ زہریلی ہوا مین سانس لینا موت تھی پہونچتے - اور بیخوف اور
پارسائی کے ساتھ کام مین مصروف ہوتے - وہ مریضون کے بستر اور
تازہ مُردونکے پاس پائے جاتے تھے - کوئی خطرہ انکی مستقل دلی کو نہین
ہلا سکتا تھا - انکو موت سامنے دکھائی دیتی تھی - لیکن وہ اس سے نہین ڈرتے
تھے - انکو وبا نے گھیر لیا - اور ایک ایک کرکے وہ بیمار ہوکر مر گئے - پادری

پادری ہنری واملے اعلے کیتھلک پادری پہلے مرگیا۔ دوسرے دن اس کے
ادنی پادری جاتا رہا۔ وہ لیڈز مین صرف تین ہفتہ سے آیا ہوا تھا۔ اور لوگ
اس شگاف مین جو اسکی موت سے پیدا ہوا تھا۔ ایسی آمادگی سے آن دھسے گویا کہ
محاصرہ جیتنا تھا۔ انہون نے حلفاً التجا کی کہ انکو خطرہ کی جگہ لینے کی اجازت دیجائے
مسٹر واملے کا جانشین پھر بیمار پڑا۔ دو اور مرگئے۔ اور کلہم پانچ جاتے رہے۔
ایک سادہ یادگار کا پتھر انکی یادگار مین استادہ کیا گیا تھا۔ بطور ایسے آدمیون کے
جو بخار کا شکار اپنی مقدّس فرائض کی ادائیگی مین ۱۸۴۷ء مین ہوئے۔
انکی علاوہ ایک گرجے کی علاقہ کا پادری اسی وجہ سے مرگیا۔ دیگر ایک شریف آدمی
پرہیزگاری کے معاملون مین اپنی کوششون کی وجہ سے مشہور تھا۔ جبکہ ایک
قصبہ کے دو ڈاکٹر بیمار ہوگئے۔ اور ان مین سے ایک جاتا رہا۔ کلہم ... ۳ شخاص کو
طاعون نے آن گھیرا۔ ڈاکٹر اور طبی اشخاص ہمیشہ بیماریون سے کچھ مضائقہ نہین
کیا ہی متعدی مرض ہو۔ الحاق رکھتے ہین۔ یہ آدمی موت کا مقابلہ اسکی تمام
اشکال مین اکثر انعام کی ذرا سی بھی امید کے بغیر کرتے ہین۔ جہان کہین انکو بلایا
جاتا ہی۔ وہ جاتے ہین۔ بلا جھجک کے وہ اپنا فرض ادا کرتے ہین۔ بعض اوقات
بلا شکرانہ کی وہ محنت اور مشقت صرف برداشت کرتے ہین۔ یہانتک کہ انکی طاقت
زایل ہوجاتی ہے۔ اور انکا دل بیمار پڑجاتا ہے۔ اور پھر بخار چڑھ جاتا ہے۔ وہ
اس سے چل بسے ہین۔ ایسی شجاع خاموشی سے زندگی بسر کرتے ہین۔ اور شہرت انکو
کبھی نہین پہونچتی۔ سب سے نہایت بڑے بہادر وہ آدمی ہین۔ جنکو دنیا نہین جانتی
ڈاکٹرون نے اپنے فرایض میدان جنگ مین اور نیز
غریب آدمیون کے گھرون مین سرانجام کیے ہین۔ وہ توپون کے زد مین جاتے
رہے ہین۔ اور زخمی سپاہیون کو مرہم پٹی اور خبر گیری کے واسطے اٹھا لاتے
رہے ہین۔ فرانسیسی ڈاکٹر لارے اس معاملہ مین ایک بڑا بہادر آدمی تھا
... سے ہزیمت کے موقعہ پہ وہ عمل جراحی کرتا رہا۔ دراصل توپون کی زد مین [illegible]

اسکے پاس صرف ایک لشکری چوغہ مریض کو ڈھکنے کے لئے تھا - جو اسکے اوپر ایک
چھجے کی طور پر گرتی ہوئی برف سے بچاؤ کے لیئے پھیلا رکھا تھا - ایک اور واقعہ جو معرکہ
جلتی ہوئی ریت میں پیش آیا - اسمین ایک چھوٹے او تاؤلے ڈاکٹر نے اس قسم کی سر
گرمی ظاہر کی - انگریزون کے ساتھ اسی وقت ایک لڑائی ہو چکی تھی - اور زخمیون مین
سے جرنیل سیلی تھا - جسکا گٹھنا گولی سے پس گیا تھا - لاری نے یہ معلوم کر کے
مہلک نتیجہ برآمد ہوگا - اگر عضو کو فوراً ہی نہ کاٹا جائیگا - اس نے اسکے کاٹنے کی
تجویز کی - جرنیل نے اس عمل جراحی کے لیئے رضامندی ظاہر کی - جو دشمن کے توپونکی
کی زد مین تین منٹ کے عرصے مین کیا گیا - لیکن دیکھو کہ انگریزی رسالہ نزدیک
پہونچ رہا تھا - اس وقت فرانسیسی ڈاکٹر اور اسکے بیچارے مریض کا کیا حال ہوتا
ہوگا - لاری نے کہا - کہ مجھے مشکل سے وقت ملا - کہ مین اس زخمی افسر کو اپنے
کندھے پر رکھ لون - اور جلدی سے اپنی فوج کی طرف لے جاؤن - جو اس وقت کامل
ہزیمت مین تھی - مین نے کئی ایک خندقون کا سلسلہ دیکھا - ان مین سے بعض پر
جھاڑیان سی لگائی ہوئی تھین - مین انکے پار چلا گیا - جب کہ رسالہ مجبور ہوا - کہ
وہ زیادہ پھیر کے رستے سے اس خندقی میدان مین جاوے - اس طور پر مجھے اپنے
فوج کے سپاہیون کے پچھلے دستہ کے پاس ان سوارون کی فوج سے پہلے پہونچکر
خوشی حاصل ہوئی - آخرکار مین اس محترم طور پر زخمی شدہ افسر کے ساتھ سکندریہ مین
پہونچا - جہان مین نے اسکو بالکل چنگا کر دیا -

ایک اور بہادر - کا ذکر سنئے - ڈاکٹر سیلس ڈورف شہزادہ کرسچاین کا سکسن ڈاکٹر
تھا - جسکی ٹانگ ایک گولی سے وگرام کی لڑائی کے شروع مین چکنا چور ہو گئی
جب یہ زمین پر پڑا ہوا تھا - تو اسنے دیکھا - کہ اس سے پندرہ قدم کے فاصلے پر ایم
ڈی - کرلوا - اے ڈی - کانگ (مصاحب) گولی کے لگنے سے گر پڑا تھا
اور خون اگل رہا تھا - ڈاکٹر نے دیکھا - کہ افسر جلدی مر جائیگا - اگر فوراً امداد نہ
پہونچے - وہ اپنی تمام طاقت مجتمع کر کے خود زمین پر کھسکا - یہان تک کہ اس افسر کے

پاس پہونچ گیا - اسکی فصد کھولی - اور اسکی جان بچا لی - ڈی کر لپورا اپنے
محسن سے بغلگیر نہ ہوسکا - مجروح ڈاکٹر کو وی یانہ لے گئے - لیکن وہ اسقدر کمزور
ہوگیا تھا - کہ وہ ٹانگ کے کٹاؤ کے بعد صرف چار دن زندہ رہا -

فوج کے پیش قدمی کے موقعہ پر یہ معمول ہے - کہ پیچھے گاڑیاں مجروحوں کے آسایش
کے لیئے لائی جاتی ہیں - جب آدمی کام آتے ہیں - تو ان کو ڈاکٹر کے پاس خبرگیری
کے لیئے پیچھے کی طرف اٹھا کر لے جاتے ہیں - اگر فوج کو پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے - تو
ڈاکٹر اور مجروحوں کو بھاگنا پڑتا ہے - یا قید میں جانا پڑتا ہے - الما کی لڑائی
کے موقعہ پر روسی بھاگ گئے - اور برطانیہ والے اور فرانسیسیوں نے پیچھا کیا - زخمی
آدمیوں کی ایک بڑی تعداد پیچھے چھوڑ دی گئی - کئی سو روسی میدان کے مشرقی
حصہ میں لائے گئے - جہاں انکو قطاروں میں دریا کے نزدیک زمین کے سایہ دار
مقام پر رکھدیا گیا -

خوشی کی بات یہ تھی - کہ صدر مقام پر ایک ڈاکٹر تھا - جسکے عزت اور فرض کا خیال
ایک مضبوط ارادہ بے روک طاقت صحیح دانش اور مزاج پر بوجہ شاذونادر ہی
جدوجہد سے حاصل ہوتا ہے - مدد پا رہا تھا - یہ ڈاکٹر ٹامسن ۴۴ ویں رجمنٹ کا
تھا - گو ملک کو روسیوں نے چھوڑ دیا تھا - وہ چار سو پونڈ بسکٹ اور اتنے آدمی
اس مہم کے پورا کرنے کے لیئے درکار تھے - جمع کرنے میں کامیاب ہوا - اس نے فوراً
مجروحوں کو کھانا کھلوایا - کیونکہ ۲۴ گھنٹے میں انکو کچھ کھانا نہ ملا تھا - پھر وہ
ان کے زخموں کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف ہوا - یہ اس کام میں صبح کے سات
بجے سے لیکر رات کے ساڑھے گیارہ بجے تک لگا رہا -

اس وقت تک سپاہیوں نے انگریزی مجروحوں کو جہازوں پر پہونچا دیا تھا
واپس لے جانا چھوڑ دیا - اور پھر ڈاکٹر ٹامسن اور اسکا نوکر جان میکلر اکیلے
زخمی شدہ سپاہیوں میں رہے - وہ وہاں تین دن اور تین رات دن کی تپتی
دھوپ میں اور رات کی فولادی ٹھنڈ کے الستاروں کے نیچے ان سے

آخرکار ایک ایسا موقعہ نکلا - کہ جب دو سیون کو جہاز پر سوار کرا دیا گیا -
اور ایک سی بندرگاہ تبلیغ کے جھنڈے کے نیچے بھیجا - مسٹر کنگ لیک
کہتا ہے - کہ جب آخرکار ۲۶ تاریخ کی صبح کو البین کا کپتان لوشنگٹن ساحل
آن پہونچا - اور اپنے دو ہم وطنوں کو فرصت کے غمناک مقام پر دیکھا - تو وہ
اونکے صبر اور ہمدردی کو جو انہوں نے برداشت کی تھی - دیکھکر متعجب ہوا - [1]
اسی طور پر ڈاکٹر کے بنارس کے اسپتال کا سرجن ہندوستانی
غدر میں اپنے جان کے خطرے کے باوجود اپنی نوکری پر کھڑا رہا - کیونکہ دشمن
اسکو اور اسکے مصیبت زدہ مریضوں کو مارنے کے لئے بڑھ رہے تھے - ہر ایک
شخص کو کانپور کے مقام کے خوفناک واقعات یاد ہونگے - جہاں کہ ہر ایک شخص
آخیر مرد تک اخیر عورت تک اور آخیر بچے تک مار ڈالا گیا تھا - پھر بھی برطانیہ والے
غدر کرنے والے سپاہیوں کے بڑھ رہے ہونے والی آگ کے نیچے آخر تک قایم رہے
نیوبارک کے مسٹر کولیر کہتے ہیں - کہ یہ یقین کرنا مشکل ہے - کہ کوئی شخص
بطور ایک کلیہ قاعدہ کے زیادہ خالی ہو - اس بات سے جسکو ہم مذہب کہتے ہیں
بہ نسبت معمولی سپاہی کی - اسکی تمام زندگی غریب آدمیوں کی ہے - اسکے لیے یہ
بات دشوار ہوتی ہے - کہ اسے کوئی خیال اس کا ہو - اور اسکو اس کا بہت کم خیال
ہوتا ہے - لیکن یہ بات ہندوستان میں سپاہیوں کی بڑی بغاوت کے دن سے
ظاہر ہوئی ہے - کہ ان آدمیوں میں سے بہت سے آدمی انگریزی فوج میں عیسائی
مذہب کے ترک کرنے اور باغیوں کے مذہب کو تسلیم کرنے یا تمام ایسے خوفناک طریق
سے جو نفرت اور غصہ کا فروں کی ایجاد ہو سکتے ہیں - مار ڈالے جانے کی
تدابیر میں سے ایک کو اختیار کرنے پر مجبور کئے گئے - یہ یقین کیا جاتا ہے
کہ وہ ایک ایک کرکے سب کے سب مر گئے - ابھی تک کوئی مثال کسی معمولی سپاہی
کے پھسل جانے کی ظاہر نہیں ہوئی - کہ وہ وہ آدمی تھا - جو عیسائیوں کا

---

[1] کنگ لیک کی کریمیا ۲ ۳۳۴ - ۳

طرفدار تھا - اور موچیا وہ سادہ آدمیت اس کے دل سے نہ اکھاڑ سکا - یا آگ
اسکو جھلسا نہ سکے - اور ممکن ہے - اس طور پر جہان کہین تھوڑی دینداری
نہو - تاہم آدمیت وہان موجود ہو - یا اگر تم اس سے وہ خوبی کی بات مراد
رکھتے ہو - یعنی ایک سچی اور پاکیزہ زندگی اور واقف کار مذہب - تو وہی سمجھو
اور یہان ہمین سٹلفردین رجمنٹ کے دو نن کمیشن افسرون کی ستایش کا
تذکرہ کرنے دو جو ملتان کے مقام پر حال کے ہیضے کی وبا مین واقعہ ہوا - عہدہ دارون
کی عدم موجودگی مین بیمارون اور مرنے والون کی انہون نے بیمارداری کی انہون
نے دن اور رات ہیضے کے ہسپتال مین کام کیا - کپریل ڈربے شایر آخر
کار بالکل تھکاوٹ سے ماندہ ہوگیا - لیکن اسکی جگہ اورون نے لے لی - اور
دوسرے نن کمیشن افسر کپریل ہوپر نے ہسپتال کے کام کے لیئے نوپا کے
مقام پر اپنے تئین پیش کیا - جہان کہ اسنے دونو کام شفاخانہ اور جنگی کا شکر
حاصل کیا - سرجن دونون جگہ پر ہمیشہ اپنے کام مین ہر گھڑی موت کا سامنا
کرتے ہوئے لگے رہتے تھے - جب کہ سپہ سالار فوج تھوڑی مدت بعد ملتان تشریف
لے گیئے - تو انہون نے بر سر عام ڈربے شایر اور ہوپر کے ثنا خوان رفیقون
کے درمیان اونکا شکریہ ادا کیا -
لیکن اسی قسم کی خصلت بعض اوقات گولی اور چھرونکی بوچھاڑ کے درمیان دیکھی
پڑتی ہے - سنہ ۱۸۱۲ع مین کیڈرز کے فرانسیسیون کی محاصرہ مین مرد اور عورتین
بازارونمین - دریچونمین اور اپنی گھرون کی خلوتخانہ مین مار ڈالی گئین جب
دشمن نے گولہ پھینکا - تو برے گھڑیال کی ایک ٹکور باشندون کی واسطے خبرداری
ومحافظت اختیار کرنے کے لیئے ایک نشان تھا - ایکدن خوفناک ٹکور ایک گولی
کی نشان مین سنی گئی - وہی گولہ گھڑیال پر بڑی زور سے پڑا - اور اسکو ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا - وہ درویش کہ جسکا فرض اسکا بجانا تھا - بڑی بیخوفی سے گیا -
اور دوسرا گھڑیال بجادیا - اس نیک آدمی نے موت کا خوف اتار دیا تھا -

لیکن ایک عجیب کرتب بہادری کا ایک عورت کی جانب سے اوسی محاصرہ مین ظاہر ہوا ماتا گورڈا ایک چھوٹا سا دور افتادہ قلعہ بلا خندق یا پشتہ کے تھا - اس قلعہ کے اندر ۱۴۰ آدمی انگریزی فوج کی فرانسیسی کارخانونکی تکمیل کو روکنے کی غرض سے مقیم کیئے گیئے تھے - ایک ہسپانیہ کا ۴۷ توپون والا اور ایک مسلح جہاز نے بچاؤ مین حصہ لیا - لیکن اس وقت تک ڈھکے ہوئے توپخانے نے جہازون پر مار کرنے شروع کیئے - اور انکو سخت گولہ باری سے طوفان برپا کر کے پناہ کے لیئے بندرگاہ کا ڈز کی طرف بھگا دیا - ۴۸ توپون اور بڑے قد کے غبارون نے اس چھوٹے سے قلعہ پر گولون کی بوچھاڑ کی - کمزور فصیل گولون اور چھرون کے پھاڑنے والے پرواز کے سامنے فوراً غایب ہوگئی صرف ننگی فصیل اور بے ڈر دل اہل قلعہ کے پیچھے رہ گیئے تیس گھنٹے تک طوفان برپا رہا - اور اب ماتا گورڈا کی عورت کی کہانی ظہور پذیر ہوتی ہے -

ایک سپارجنٹ کی عورت جسکا نام ریٹسن تھا - ایک گنبد مین ایک مجروح آدمی کی تیمارداری کر رہی تھی - بیمار پیاسا تھا - اسنے کچھ پینے کو مانگا - اسنے ایک ڈھول بجانے والے لڑکے کو بلایا اور اسنے کہا - کہ کوئین پر جا کر پانی کا ایک ڈول لے آوے - لڑکا جھجکا - کیونکہ وہ جانتا تھا - کہ کوال دشمن کے گولون اور گولیون سے بالکل اڑ چکا ہے - اسنے ڈول اسکے ہاتھ سے چھین لیا - اور خود کوئین پر چلی گئی - اس نے خوفناک گولہ باری کا سامنا کیا - کوئین پر گئی - اور ڈول کو پانی سے بھر لیا - گر ایک گولی نے اسکے ہاتھ سے رسی کاٹ ڈالی - اس نے اسکو پھر جھپٹ کر لے لیا اور اپنے بیمار کیواسطے پانی لیکر واپس آ پہنچی - اور ایذا کا [illegible] کو پہونچی!

گولے بڑا سپ قلعہ پر دھوان دھار پڑنے لگے -

ایک ڈنڈا جسپر ہسپانیہ کا جھنڈا لگا ہوا تھا - ایک گھنٹے مین چھ مرتبہ کٹ کر پڑا - آخر کار سر ٹومس گراہم نے (جو بعد ازان لارڈ لائن ڈاک ہوا)

بیچاؤ نئے زمان سمجھ کر انکا دستہ شفقت آمیز ہاتھ لگا ان کے لے جانے کے لیئے روانہ
کیا۔ پھر لیفٹ بیر کے زیر ہدایت ایک مریض آزاد ہو گیا۔ لیکن وہ بھی کام آیا۔
اخیر آدمی جنھنے اپنے خون سے ادنیٰ سپاہی کو تر کیا۔ اس طور پر چل بسا۔ کشتیاں
پھر بھیجی گئیں۔ اور آدمی کنارے میں واپس آ گئے۔ ان کے ہمراہ نانا گورڈن
کی بیوہ اور بیٹا بھی تھی۔

کیا کوئی یقین کر سکتا ہے۔ کہ عورتیں جنگ کے موقعہ پر سپاہیوں کی تیمارداری
اختیار کر سکتی ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ کام بہادری اور پاکیزگی کے ساتھ کیا جاتا
ہے۔ دایہ اسی فرقہ میں سے لی جاتی تھی جس سے معمولی خانگی نوکر۔ یہ شعور
تک نہیں ہوا۔ جب تک کہ مس نایٹ انگیل نے اپنے پاکیزہ نمونے سے
بیماروں اور مجروحوں کی خبر گیری کر کے تواریخ میں اپنے لیئے ایک عزت کا
مقام نہ بنایا۔ کہ لوگوں نے اس بات کا خیال کرنا شروع کیا۔ کہ دایہ گری
سیکھنے کے قابل بات ہے۔ اور یہ کہ اسکے لیئے ہوشیاری۔ رضامندی قلبی البتہ
سخاوت پیار اور محبت درکار ہے۔ مس نایٹ انگیل کہتی ہے۔ کہ
یہ کہا گیا ہے۔ اور بیسیوں مرتبہ لکھا گیا ہے۔ کہ ہر ایک عورت ایک اچھی دایہ
بن سکتی ہے۔ اور برخلاف اسکے میں یقین رکھتی ہوں۔ کہ دایہ گری کے عناصر
تمام ایسے ہیں جو نامعلوم ہیں۔

لیکن یہ کسطرح سے ہوا۔ کہ اسنے اپنی تئیں دایہ گری کے پیشہ میں لگایا صرف
محبت اور فرض کے خیال سے۔ اسکو کبھی اس بات کی ضرورت نہ تھی۔ کہ وہ اپنی
تئیں ایسی محنت کشی اور مکروہ پیشہ میں لگاتی۔ وہ ایک پُر فن نوجوان عورت
تھی۔ اور کثیر وسایل اسکو حاصل تھے۔ وہ گھر میں خوش تھی۔ ہر دلعزیز تھی اور
ایک ثناخوان دایرے کی مرکز تھی۔ اس کو ہر ایک چیز نصیب تھی۔ جو برادری اور
خانگی زندگی کو بیش قیمت بناتی۔ لیکن اسنے ان تمام باتوں کو ترک کر دیا۔ اور
ایک اس رستے پر چلنے کو ترجیح دی۔ جو مصیبت اور غم کی طرف لے جاتا ہے۔

اوسنے ہمیشہ اپنے ہم جنسون کے ساتھ چاہت سے پیار کیا - وہ مدرسون مین
پڑھاتی تھی - اور غریبون کے پاس جاتی تھی - اور جب وہ بیمار ہوتے تھے - اونکو
کھلاتی اور تیمارداری کرتی تھی - یہ انگلستان کے ایک چھوٹے گوشہ مین
کام کرتی تھی - (یعنی) اسیلیے ہم شاید ہین - لیکن ایک شخص ایسا اچھا کام خفیہ
طور پر کرسکتا ہے - جیسا کہ دن کی روشنی مین -
خوشنما دنیا اسکے سامنے کھلی ہوئی تھی - وہ کرسکتی تھی - جو کچھ کہ اور جوان عورتین
قصبہ مین کرتی تھین - لیکن اسکا دل کسی اور جگہ اسکو لے گیا - وہ مصیبت زدہ گراہ -

---

سلہ مان چیسٹر کا بشپ جب آسن لیٹری کے مقام پر وعظ کر رہا تھا - تو اسنے ایک خط ایک جوان
عورت کی جانب سے پڑھا جسمین اوسنے مفصلہ ذیل حال اپنے ایام گذاری کا لکھا تھا - اور اوس سے پوچھا تھا
کہ آیا اسمین کوئی ایسا وقت ہے - جو عیسائیون کے کام مین لگائے - ہم دس بجے حاضری کھاتے ہین
حاضری مین ایک گھنٹہ کا بہت سا حصہ صرف ہو جاتا ہے - جسکے دوران مین ہم اپنے خطوط پڑھتے ہین
اور اخبار سے سوسائیٹی کی خبرین دیکھتے ہین - اسکے بعد ہم جا کر اپنی چٹھیات کا جواب دیتے ہین
اور میری مان مجھسے یہ امید رکھتی ہے - کہ اسکے دعوت کے رقعے تحریر کرون - یا ایسے رقعون
کا جواب دون - پھر مجھے چڑیا خانہ مین جانا ہوتا ہے - اور چڑیاون اور طوطون کو چوگا دینا
ہوتا ہے - اور سڑے ہوئے پتون اور مرجھائے پھولون کو پودون سے کاٹ کر پھینکنا
ہوتا ہے - پھر ٹفن کھانے کے خاطر کپڑے پہننے کا وقت آجاتا ہے - اور دو بجے ٹفن کھاتے
ہین - تین بجے میری مان اپنے ساتھ مجھے لیجانا چاہتی ہے - جب کہ وہ ملاقات کے لیئے
جاتی ہے - اور ہم پھر پانچ بجے چاے کیواسطے گھر آتے ہین - جب ہمارے دوست آن پہونچتے
ہین - اسکے بعد ہم گاڑی پر سوار ہوکر باغ کی سیر کو جانے کے واسطے تیار ہوتے ہین - اور
پھر ہم گھر شام کا کھانا کھانے آتے ہین - اور شام کا کھانا کھانے کے بعد ہم یا تو تماشاگاہ
یا ناچ گھر جاتے ہین - اور پھر جب ہم گھر پہونچتے ہین - تو مین اسقدر سخت تھک جاتی
ہون - کہ مین نہین جانتی - کہ کیا کرون -

اور مساکین کے معاملات مین دلچسپی لیتی تھی وہ اسپتال جیلخانے اور تادیب گاہون
مین جاتی تھی - جبکہ اور عورتین اپنے خوشگوار تعطیل کے ایام سوئیزرلینڈ یا سکاٹ
لینڈ یا سمندر کے کنارے صرف کرتی تھین - وہ ایک جرمنی دائیون کے مدرسے یا
جرمنی اسپتال مین مصروفیت رکھتی تھی - اسنے ابتدا مین یون شروع کیا - کپڑے
دھونے - برش اور جھاڑن سے صاف کرنے کا کام سیکھا - اور رفتہ رفتہ اسنے دایہ
گری کے فن کو سیکھنا شروع کیا - تین مہینے تک شب و روز بیمارون کی خبر گیری
مین مصروف رہی - اور اس طور پر تیمارخانہ کے فرایض اور کامون مین بہت تجربہ حاصل
کیا مس نایٹ انگیل (مس بلبل) نے انگلستان واپس آ کر اپنا کام کرنا شروع
کر دیا - بیمار اوستانیونکا اسپتال بوجہ عدم انتظام مناسب بند ہونیوالا تھا - اور
اسنے اسکے انتظام کا ذمہ لیا - اسنے اپنے گھر کی اور باہر کی تازہ ہوا کھانے کی جائے
نے سٹریٹ مین ہیبت ناک اسپتال مین کام کرنے کے خاطر چھوڑ دی - جہان اسنے
اپنی امداد - وقت اور وسایل اپنی بیمار بہنون کیواسطے تیمارداری مین وقف کر دی -
گو اسپتال بچا لیا گیا - بھاری محنت سے اسکی صحت مین نقص واقعہ ہونے لگا اور
کچھ عرصہ کیواسطے ہیمپشایر کی صحت بخش ہوا کھانے کیلئے چلی گئی -

لیکن ایک اور چیخ مدد کے لیئے اٹھی - جنگ کریمیا خوب چھڑا ہوا تھا -
وہان تجربہ کار دائیون کی بڑی ضرورت تھی - مجروح سپاہی قریبًا بلا خبر گیری با سفورس کے
اسپتالون مین پڑے ہوئے تھے - وہ اپنی پاکیزہ طبیعتی کی اثر سے فورًا انکی مدد کو پہنچی
سقوطری جانیوالے جہاز مین سوار ہو کر راہ لی - یہ بڑے طوفانون کا سماں تھا - جہان
تکلیفات - خطرات - اور تمام اقسام کی دہشتون کی تھپیڑونکو سہیڑ لیا تھا - لیکن جب فرض
بہادر آدمی کو مجبور کرے - تو کون خطرہ کا خیال لیئے لاتا ہے - مس نایٹ انگیل نے
ہر ایک بات جو اس سے چاہی گئی - کرنی اختیار کر لی - وہ انسانی مصایب کے درمیان گھس گئی
مجروح سپاہیون اور ناخداؤن کی تیمارداری کرنے لگی - دایہ گری کے طریقہ کو جاری کیا -
اور تمام صیغہ کا انتظام ہاتھ مین لے لیا -

مجروحون نے انگریزی عورت کی صابرانہ خبرگیری اور نگرانی سے بے بیان طور پر
آرام پایا - سپاہی اسکو دعائین دیتے تھے - جب اسکے سایہ کو رات کیوقت اونکی
تکیون پر پڑی ہوئی دیکھتے تھے وہ اسکا نام نہین جانتے تھے - وہ صرف اسکو
لیمپ کی لیڈی (چراغ بیگم) کہتے تھے -
وہ سوتا ہے - لیکن یہ اسکے آرام بخش اونگ مین اسکو کون جھک جھک کر دیکھ رہا ہے -
اسکے دشمن غایب ہین - اور اسکا یہان کوئی دوست نہین ہے - کیا یہ کوئی فرشتہ
ہی - جو اپنی فضل کرنے کے لیئے اسکے پاس بھیجا گیا ہی - نہین یہ ایک خاکی پیکر ہے -
جسکو فرشتہ کی سی صورت ملی ہے -
سپاہی اس کنواری عورت کی پرستش کرتے تھے - وہ ہر کرخت زبانی کلمہ سے پرہیز کرتا
تھی - کہ مبادا اسکی دلشکنی ہو - جب کسی عمل جراحی کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ اذیت کو
بلا سرکشی کے برداشت کرتی تھی - اسکی نصیحت اور مثال پر چلنے کے لیئے حتی الوسع کوشش
کرتی تھی وہ اپنی جانب سے معمولی سپاہیونکی ساتھ بالکل مشفقانہ سلوک کرتی تھی وہ نہ صرف انکی
ذاتی آرام کو دیکھتی تھی بلکہ وہ انکی خاطر انگلستان اسکاٹلینڈ آیرلینڈ اور دور دراز انکی وادیوں
کی دوستونکے ساتھہ خط وکتابت کرتی تھی وہ انکا روپیہ بچا کر رکھتی تھی ہر ہفتہ بستر کے پاس وہ انکی
بچت کا روپیہ جمع کرواور انکی دوستون کو گھرون مین بھیجنے میں صرف کرتی تھی - سپاہی کسقدر مشکور
تھے - اور وہ انکی خاطر کیسی فکر مند اور خبردار رہتی "
وہ کہتی ہے - خالی ہمت - صبر جمیل - نیک خیال - خاموشی کے ساتھہ صعوبت برداشت
کرنے کی طاقت کونسی قوم اس سے زیادہ جنگ مین بہ نسبت اسکے ظاہر کرتی تھی - کہ جو
اسکی نہایت معمولی سپاہی نے دکھلائی - لوگ جو چاہین کہین - اس آدمی مین سچ سچ
عیسائیت سی کچھہ زیادہ بات ہے - جو اپنا وقت اپنی طاقت - اپنی جان اگر ضرورت ہو
ایسی بات کیواسطے جو اپنی نہو - خواہ یہ اسکی ملکہ ہو - اسکا ملک یا اسکا جھنڈا ہو - بلا طمع
ان تمام کے زہد - روزہ - عجز اقرار - جو کبھی کیئے گئے ہون - اور جان دینے کی جرأت -
اسکو قربانی کہے بغیر - سچ مچ انگلستان جیسی کہین نہین پائی جاتی ہے - اس لیئے [illegible]

جو ہر روز مجھکو دو مرتبہ بھیجا کرتا تھا۔ دُھراتی ہون۔ مجھے خدا کی مرضی کرنے کے لیئے
مخنت کرنیدو۔ اور پھر بھی اس بات کی فکر نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ یہ مجبہ ہی کو کرنا چاہئے
بجای اسکے کہ دوسرے کرین اگر خدا کی مشیّت ایسی ہے تو یہی ہوگا۔

نیک مثالین ہمیشہ نیک ثمر لاتی ہین۔ اور دیگر عورتین بھی وفاداری سے انہی قدمون پہ
چلین۔۔ اون مین سے مس فلورنس لیس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جسنے نہ صرف میدان کارزار
مین دایہ گری کی۔ بلکہ پُر فن دایہ گری کے قواعد دوسرون کو سکھائے۔ تعجب کی بات ہے
کہ کسطرح پہلا خیال ایک نیک کام کرنے کا دل مین پیدا ہوتا ہے۔ چین مین پیارے بھائی
کے موت نے اسکو اس کوشش کے لئے تیار کیا۔ اس نے بحری اسپتال مین شنگائی کے
مقام پر وفات پائی تھی۔ اور چونکہ اسنے خیال کیا۔ کہ اسکی خبرگیری غیر آدمیون کے
ہاتھون ہوئی۔ تو اسکو بڑی خواہش دوسرون کے لیئے وُہ کام کرنے کی پیدا ہوئی۔ جو اورون
نے اسکے واسطے کیا تھا۔

یہ اسوقت واقع ہوا۔ جبکہ وہ ایک لڑکی تھی۔ سابقہ ون چیسٹر کے بشپ سے مشورہ لیا گیا
اسنے کہا۔ کہ یہ قبل از وقت ہوگا۔ کہ وُہ اپنی تئین اسی کام مین لگاوے۔ انتظار کرو۔
جبتک کہ تمہارا عزم دفع ہوجاوے۔ ٹھہرو۔ جبکہ تمہارا دل پختہ ہوجاوے۔ لیکن اسکا
دل قصد اور امید سے پُر تھا۔ مس ناہیٹ انگلیل اسکی سورما تھی۔ اسنے اسکے ساتھ مشورہ
کیا۔ اور اس سے نہایت اچھی صلاح اور امداد اپنی تربیت کیواسطے حاصل کی۔ آخرکار
تین سال کے انتظار کے بعد وہ سینٹ ٹوسبر کے اسپتال مین داخل ہوئی۔ اور
بطور دایہ کے اسنے تربیت پانی شروع کی۔ وہ بعد ازان بادشاہ کے کالج اسپتال مین چلی
گئی۔ اور بیش قیمت عملی تجربہ حاصل کیا۔ دایہ گری کی تعلیم کو مکمل کرنے کے لئے اسنے کئی سال
ہالینڈ۔ ڈنمارک۔ جرمنی۔ اور فرانس مین صرف کئے۔ کیسر ورتھ کے مقام پر
جرمنی مین اسنے معمولی عملی تربیت دائیون کے منتظم کے طے کئے۔ اور قابلیت کی سند حاصل
کی۔ ایم ہیس ڈائرکٹر جنرل سیول اسپتالات فرانس کی عنایت سے اسنے پیرس کے
بڑے اسپتالون مین رومن کیتھلک بہنون کی زیرنگرانی کام کرنے کی اجازت حاصل کی۔

چنانچہ وہ بطور ایک نانہ امیدوار کے گیلینی کے ساتھ سینٹ ٹومس ڈی ویلن نیو کی
مستورات کی ہمراہ اور سینٹ ونسنٹ ڈی پال کی سوڈھی جیریٹی کے ساتھ شامل
کرلی گئی۔

ان بہنون کو بڑی خوشی معلوم ہوئی۔ اور اسکے دل کو بڑی شادمانی ہوئی۔ کہ اس نے ایسی
ہم آہنگی سے ان کے ساتھ کام کیا۔ باوجودیکہ آپس کے مذہب اور خیالات مین فرق تھا۔
بہنون کی عنایت اسپر بذات ہی بیان سے باہر تھی۔ اسکے ساتھ درحقیقت
انہون نے بطور ہمشیرہ اور دوست کے زیادہ تر سلوک کیا۔ بجائے ایک ایسے ایک کے جو دنیا
سے ذات۔ ملک اور دنیاوی زندگی سے جدا تھی۔ عملی تعلیم کے علاوہ جو اسکو اُس موقع پر
حاصل ہوئی۔ اسنے ان سے بہت سے سبق مشکلات کے درمیان خاموش خوشی امید کے اور
قادر مطلق خدا کے بھروسے کے اس موقعہ پر بھی جب سب باتین خراب ہوتی ہوئی دکھائی
دین۔ اور مستقل۔ خود انکاری بالکل رضا اور تسلیم اسکی جو کچھ کہ ان کے پاس تھا
جسکے وہ تھے۔ اور جنکی وہ خدمت کرتے تھے۔ پڑھے۔ یہان یہ بھی اسنے سیکھا کہ
بشاشت ان سب کے لیے جو بیمارون کی خدمت اور دایہ گری کرتے ہین۔ کیسی بیش قیمت خوبی ہے
مس لیفر نے آخری اور نہایت بیش قیمت ترتیب جنرل
لیبوف جو اس وقت فرانس کے جنگی وزیر تھے۔ انکی مہربان اجازت سے حاصل کی
اسکے رسوخ سے فرانسیسی جنگی اسپتالون مین کام کرنے کی اسکو اجازت ملی۔ ایک ایسی
جو دُگنی بیش قیمت تھی۔ اس دلچسپی کی وجہ سے جو میچل لیوی متوفی دایرکٹر جنرل اسکی
ترقی کیواسطے لیا کرتا تھا۔ وہ کریمیا مین مس نائٹ انگیل کا رفیق کہہ تا تھا۔
اور اسکی خاطر اسنے مس لیفر کو زیادہ تر سخت پابندی کی تعلیم اور تربیت دیواسطی
بہ نسبت اسکے جسکا اسنے اقرار کیا۔ اور کسی فرانسیسی دایہ یا بلحاظ عام ترقی تمدن کے بہت
سے انگریز عورتون کے ممکن ہوتی۔ مگر عملی تجربہ جو اسنے ایم میچل لیوی کی ذاتی
عنایت سے والڈی گریس کے مقام پر حاصل کیا۔ وہ ایسا بیش قیمت تھا۔ کہ
بعد کی زندگی کے دور مین اسنے کبھی فراموش نہ کیا۔

انگلستان مین واپس آنے کے تھوڑی مدت بعد اور دایہ گری کی لمبی امیدواری
کے بعد فرانس اور جرمنی کے درمیان لڑائی مشتہر ہوئی۔ اخبارات پہلے خونریز
لڑائیون کے نتائج سے پر تھے۔ فتحیاب فوج نے دشمن کو کاٹ ڈالا۔ اور زخمیون کو
مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ کھلے میدان مین ہزارون بلا خبرگیری یا خبرداری کے
پڑے ہوئے تھے۔ دایہ کا دل رحم اور ہمدردی سے پگھل گیا۔ وہ فوراً ہی اعظم کو
روانہ ہوئی۔ اور تین جرمن عورات اپنے ساتھ لے گئی۔ لیکن وہ جلدی مختلف
اطراف مین جدا جدا بھیجی گئین۔ وہ بلجیم کے پار کولون مین گئی۔ جہان کہ
اسنے زخمی سپاہیون کو سٹیشن کے چبوترے پر قطارون مین پڑا ہوا دیکھا۔ پھر
وہ کابلنٹز اور ٹریوس اور پھر میٹز جو اسکا مقام تھا۔ گئی۔ یہ ایک نا موافق
سفر تھا۔ جب وہ جہاز سے اتری گھبراہٹ اور بھیڑ بھاڑ کے درمیان مین اسکا
اسباب کھو گیا۔ اور وہ خود وہان اکیلی رہ گئی۔
مارشل بزین نے میٹز مین فرانسیسی فوج کے بڑے دستے کے ساتھ پناہ لی۔ اور
شاہزادہ فریڈرک نے جرمنی اور پروشیا کی افواج کے ساتھ شہر کا محاصرہ کیا ہوا
تھا۔ مس لیز کو ایک ہسپتال مین عرنگو کے مقام پر محاصرہ کرنیوالی فوج کے
عقب مین تعینات کیا گیا تھا۔ وہ اس مقام پر پہونچی۔ یہ صرف ایک پرانے
کھلواڑے کا مکان تھا۔ اصطبار کے مقام کا ہسپتال بنایا گیا۔ یہ ایک
بہت تکلیف بخش جگہ تھی۔ مکانیت بہت تھوڑی تھی۔ دایہ ایک کرسی کے
ٹکڑے پر جو گھاس سے بھرا ہوا تھا۔ سوتی تھی۔ دوائی تھوڑی اور خوراک
کم تھی۔ خاص بیماری کہ جسکا مقابلہ کرنا تھا۔ تپ محرقہ تھا۔ جو کھائیون کی سیل
کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ لڑار میٹو یا ہسپتال مین ۲۲ بسترون کی جگہ تھی۔
اور یہ ہمیشہ بھرے رہتے تھے۔ ایک میدانی ہسپتال کے دایہ کو کوئی ہلکا کام
پیش نہین آتا ہے۔ جب کہ آدمی نجاست آلودہ آتے ہین۔ تو پہلے ان کو صاف کرنا
پڑتا ہے۔ جب کہ وہ خندقون سے آئے۔ تو ان کے پاؤن کیچڑ سے ایسے کھنا

بن گئے تھے۔ کہ پہلے کیچڑ کو کھرچ کر اکھاڑنا پڑا۔ پیشتر اسکے کہ ان کو دھویا جاوے صفائی کے بعد انکو بستروں پر ڈالا گیا۔ اور دوائی انکو پلائی گئی۔ مردوں کے سیاہ منہ کو دھونا پڑتا تھا۔ اور اونکی جسمانی صفائی کی طرف توجہ کرنی پڑتی تھی اور رات کو ان کے بستر کو ہذیان کے روکنے کے لیئے تر رکھنا پڑتا تھا۔ اور ان کے ہاتھ اور منہ دھونے پڑتے تھے۔ اور ان کے پلنگ کا آگ لگنے سے بچانے کے نگاہ بدلنے پڑتے تھے۔ اور یہ سب باتیں نہایت مایوسانہ حالات کی موجودگی میں کرنی پڑتی تھیں۔

آدمی بعض اوقات سخت ہذیان کرنے لگتے تھے۔ مس لیس نے خود اپنی زندگی کا قصہ بخار کی ہسپتال میں میٹنز کے پاس بیان کیا۔[1] ایک رات وہ تنہا تھی۔ اسنے اوپر کے کمرہ میں ایک آواز سنی۔ وہ اوپر گئی۔ اور ایک بیہوش سپاہی کو زور سے دروازہ کھولنے کی کوشش کرتا ہوا پایا۔ وہ بیچارہ اپنے گھر پیاری آقا کے پاس جانا چاہتا تھا۔ اسنے ایک دوسرے بیمار کو اپنی مدد کو بلایا۔ اور اسکو کہکر کہ وہ کل اپنی گھر جا سکیگا اسکو پھر اپنی بستر میں بھجوا دیا۔ ایک اور مدہوش سپاہی نے اپنی ہم بستر شخص کی تکیہ کے نیچے چاقو کی تلاش کی۔ مس لیس چاقو کو جو درحقیقت وہاں تھا۔ اپنے قبضہ میں لے آئی۔ اور کسی پوشیدہ جگہ میں چھپا دیا۔ لیکن جب ڈاکٹر پھرتا ہوا وہاں آیا۔ تو اس نے اوسی التجا کی۔ کہ وہ پھر تنہا رات کو ہسپتال میں نہ رہا کرے۔ دایہ بہت سے ہفتہ وہاں کام کرتی رہی۔ بہت سے مر گئے

بعض کو آرام ہو گیا۔ اور معذوری کیوجہ سے گھر بھیجے گئے۔ اور چند اپنی فرض منصبی واپس گئے۔ آخر کار بے زین نے حوالہ کر دیا۔ اسکی قیدی جرمنی بھیجے گئے۔ اور ریڈ پرنس (لعل شہزادہ) اور اسکی فوج پیرس کے محاصرہ پر کوچ کر کے چلی گئی۔ مس لیس اپنا کام میٹنز میں ختم کر چکی تھی۔ لیکن اسکا اپنے اوپر خود ذمہ لیا ہوا

[1] اچھی الفاظ ۱۸۷۳ء

کام پورا نہین ہوا تھا - اسکو کچھ رشتہ دخانی انجن پر ہوم برگ کو لیگئی جہان
اسکو مجروح سپاہیون کی ایک اسپتال کی چارج مین زیر نگرانی ولیعہد شہزادی جرمنی
کے رکھا گیا - خاص مشکل جو وہان اسکو اٹھانی پڑین - وہ متعلق مناسب ہوا دہی کی
تھی - جرمنی کے ڈاکٹر ہوا سے سخت پرہیز کرتے ہین - جو ہین کہ دایہ نے ایک کھڑکی
کھولی - ڈاکٹر نے اسکی غیر حاضری مین اُسے بند کرنے کے لئے حکم دیا - اسنے ولیعہد
شہزادی کی پاس اپیل کیا - اور آخر کار مناسب ہوا کی آمد حاصل کی -

مس لیس کا قصہ بیان کرنا غیر ضروری ہے - جرمنی سے واپسی کے بعد
کینیڈا اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی اسپتالون کی معاینہ کے لئے سفر اختیار
کرنے کی تیاری اسنے کی - اوسنے اپنا منشا سنہ ۱۸۷۳ع کی سرما مین پورا کیا - اور
اسنے ہر ایک بات جو اسکو ہیلفکس کوئی بک مونٹریل ٹورنٹو کلیولینڈ
نیویارک باسٹن فلاڈلفیا واشنگٹن اور آنا پولس مین دیکھنی تھی
دیکھی - چند سالون سے مس لیس ویسٹمنسٹر کی دائیون کی انجمن کی ڈائرکٹر ہو
گئی ہے - اور اپنی اچھی کام مین ابتک مصروف ہے -

بہت سی جوان اور بڑھیا عورتین ایسی کامون مین نیک طینتی سے شریک ہوجاتی ہین
وہ ہمارے قصبون اور شہرون کی محلون اور گلیون مین جاتی ہین - اور انکی بیمارداری
کرتی ہین جو انکی خدمات کے بغیر بیمار پڑی رہین - اور مرجائین - نہ تو انکے ہاتھ اور نہ
انکا دل نہایت ذلیل اور نہایت مکروہ خدمات اپنی مصیبت زدہ ہم جنسیون کی خاطر
کرنے مین دا اعذار ہوتا ہے - کیا ہمکو ضرورت ہے - کہ مسٹر واکر کی کام کی پوپلر غریب
لڑکیون کے درمیان مس اوکٹیویا ہل کی ڈیلیٹ اینڈ کورٹس مین - مسٹر ویکار
کی پرائٹین کی گمراہ عورتون مین مس رابن سن کی پورٹسمتھ کی سپاہیون کے درمیان
کیفیت بیان کرین - اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے - کہ یہ غیر معمولی کارکن ہین
اور یہ کہ دنیا ابتک لاچار - گمراہ - غریب اور مسکینون سے بلا کسی امداد کے بھری
پڑی ہے -

معمولی آدمیون مین بہت بڑی شجاعت جسکا کبھی کسیکو علم نہین ہوا موجود ہے شاید یہہ غریبون مین بہ نسبت امیرونکے زیادہ بہری ہوتی ہے - غریبون کو اپنے ہمسایو کے ساتھہ زیادہ ہمدردی ہوتی ہے - ایک بازار مین بھیگ مانگنے والے نے کہا - کہ اسکو غریب بازار والی لڑکیان بہ نسبت کسی دوسرے کے زیادہ ترپیسے دیتی ہین نیکی کی قدر فقیر کی گدڑی مین بھی ہوتی ہے -

مصنف یہی کہتا ہے - کہ لوگ بہادرون اور بہادری کے عنصرون کے متعلق باتین کرتے ہین - آخرالذکر کے نمایش کی بہت سی نامعلوم شہر کی زندگی کے کامون پر بہت سے گنجایش ہے - اور بہت سے اولاالذکر نے زندہ رہ کر پاکیزہ کام کیا ہے - گو وہ نامعلوم ہے - سب کی سب نہایت پاک سوانح عمریان معرض تحریر مین نہین لائی گئی ہین - بڑے بہادر آدمی ہوئے ہین - جو اپنے روزمرہ کے فرایض مین کوشان رہے ہین - اور جنہون نے تکلیفین اٹھائی ہین - اور قربانیان کی ہین - اور اپنی دیانت کو قایم رکھا ہے - جنہون نے خدا کی پرستش کی ہے - اور اپنے متعلقین کی مدد کی ہے - اور آپ بھی گذران کی ہے - اور جنہون نے ان تمام باتون سے دل کی چلن کے - ہمت کی - نیکی کے اوصاف ظاہر کیئے ہین - جو کسی بشپ - جنرل یا جج کی عزت کے سزاوار ہوتے -

ہم سے حال مین ہی میری کارپنٹر جو ایک سچی بہن سخاوت کی تھی - چھینی گئی ہے اپنی زندگی کو بھٹکے ہوئے غریبون کو راہ راست پر لانے مین لگایا ہے - اس نے برسٹل مین ایک تادیبگاہ کی بنیاد ڈالکر اسکی نگرانی کی - جسکی کامیابی عام ملک والون کو ایک الہام ثابت ہوئی - اغراض کی صفائی سے وہ مسلح ہوکر گلی اور کوچون مین جسمین ایک پولیس والا مشکل سے چل سکتا تھا - گئی پست غلیظ اور اوباش کوچون کے خوفناک حال اسکی نظرون کے آگے کھل گئے - کسی بات سے وہ نہ ڈری - اور نہ کسی سے نفرت کی - اسنے اپنے مدارس الغربا کے واسطے ذلیل مقامات سے بچے حاصل کئے - وہ ایسی بیخوفی کے ساتھہ کام کرنے کے لیئے لگی کہ جو

جان ہاورڈ کے مساوی تھے اس کا قلم ہمیشہ کام مین مصروف تھا - تاکہ مضمون ہمیشہ عام لوگون کے پیش نظر رہے - آخر کار اسنے بڑی فتح حاصل کی - کیونکہ سرکار نے اسکی تجویز کو اختیار کرلیا - اور مدرسہ جات - تادیب اور دستکاری قایم کیئے جس سے اسقدر فایدہ پست قومون کو پہونچا ہے - ہماری بحری اور بری فوج مین اور ہمارے تمام کارخانون مین ہزارون آدمی ہین - جو میری کارپنٹر کے نام کو بجا برکت دیتے ہین - بڑھاپے نے اسکے رحم کے کام کو بند نہین کیا - ساٹھ برس کی عمر مین وہ ہندوستان اپنے تعلیمی طریق کے بیج کو مشرقی دنیا مین بونے کے لیئے گئی - وہ کل چار دفعہ ہندوستان آئی - اخیری وقت ۱۸۷۶ء مین آئی - جب کہ وہ سترّوین سال کے نزدیک پہنچ چکی تھی - اپنے محنتون کا پھل تمام اطراف مین پھیلتا ہوا - دیکھنے کے لیئے زندہ رہی - مردون اور عورتون کی ایک نسل ہین جو اسکے بغیر بدی اور جرم کے احاطے مین رہ جاتے - ایسی عورتون اور انکی پاک محنتون کی نسبت کیا کچھ کہا جا سکتا ہے - ایسے خود انکار محنتون مین سوای اسکی کہ وہ عزت اور امید انسانی قوم کے موجب ہین -

مسز چشلم متوفی نے ایک نیا میدان کام کا اختیار کیا - اسنے اپنی تئین جوان عورتون کو نقل مقام کرنے کے لیئے مدد دینے مین لگایا - اور انکی نگرانی کی - جب تک کہ مناسب طور سے انکی خبرگیری کی گئی - جبکہ سوتھیمپٹن سے ایک بڑی تعداد جلاوطنون کے ساتھ روانہ ہونے کے لیئے تیار تھے - وہ اور اسکا خاوند ایک دعوت مین مدعو کیئے گئے جہان اسنے اس طریقہ کا جس سے وہ اپنی محنت اختیار کرنے کے لیئے مجبور ہوئی تھی - حال بیان کیا - اسنے کہا - کہ زندگی کا خیال ایک کام ہے - جو جبکہ اچھی طرح سے پورا کیا جاوے بے بیان آسمانی خوشی کو پہونچاتا ہے - یہہ بات مین نے لیگ رچانڈ سے جبکہ مین چھوٹی بچہ تھی - اسکے گھٹنے پر سیکھی - اور اسکے بعد اپنی بچپن کی عمر مین مجھے خود یاد ہے کہ مین اخروٹ کے چھلکون کی کشتیان بناکر کھیلتی تھی - اور جدا شدہ ممبران خاندان کو سمندر کے پار غیر ملک مین ایکدوسرے سے پھر ملانے کے لیئے لے جاتی تھی - اور مجھے

نیز اچھی طور پر یاد ہے۔ کہ وسلین واعظ اور ایک رومن کیتھلک پادری کو ایک پالکی
چھکڑے مین بطور اپنے کھیل کے ایک حصے کے بٹھائی تھی۔ ان باتون پر میرے خیالات
اس عادت سے پیدا ہوئے ہونگے۔ جو میری مان نے مجھے اس کمرے مین رہنے کی ڈالی
تھی۔ جہان جب ہمسایہ ملنے کے لئے آتے تھے۔ بعض انمین سے سیاح اور صاحب خیال
ہوتے تھے۔ جو مشن کی بابت سوالون کی مضمون گفتگو کو شروع کرکے باتین کرتے تھے
یہہ خیالات جب مین بڑی ہوئی۔ ہمیشہ میرا پیچھا کئے رہتے تھے۔ اور مجھکو ایک ایسی
مان کا فایدہ تھا۔ جو کچھ کہ چال چلن کی طاقت اس وقت مجھ مین ہے۔ یہ اسی کی بدولت
ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ مجھے نصیحت کیا کرتی تھی۔ کہ کبھی آلندمت ٹیکاؤ۔ یا کسی خوف سے
اپنے مدعا کو بدلنے نہ دو۔ جب وہ بڑی ہوئی۔ تو اسنے ہندوستانی فوج کے ایک افسر
سے تعلق پیدا کیا۔ لیکن منگنی سے پہلے اس نے اس سے کہا۔ کہ مجھے معلوم ہوتا ہے
کہ آسمان سے مجھے ایک کام سونپا گیا ہے۔ تاکہ مین اپنی تمام قوتین انسانی مصایب کے رفع
کرنے مین لگاؤن۔ جب کبھی اسکے فرایض کا نظارہ باہر کے ملکون مین وارد ہوا۔ اسنے
اس سے اور بھی زیادہ پیار کیا۔ بوجہ اسکی بھولے بھالے اقرار کے اس نے مان لیا۔ جو
کچھ کہ اس نے تجویز کیا۔ اور خوبصورت جوڑا اسکے بعد جلدی بیاہ دیا گیا۔ خاوند نے وفاداری
سے اپنی شادی کی شرط کو پورا کیا۔ اور نہ صرف اسنے ایسا کیا۔ بلکہ اپنی بیوی کو اسکے
کام مین مدد دی۔ وقت پہونچ گیا۔ جب یہہ ضروری تھا۔ کہ جلاوطنون کے انتظام
مین دلچسپی لی جاوے۔ کہ جو ۱۸۵۰ء مین باہر بھیجے گئے تھے۔ اور کپتان چشلم فوراً
اپنے خرچ سے آسٹریلیا جہاز پر روانہ ہوا۔ جانے سے پیشتر دونون نے اپنی مختصر آمدنی
کو نصف نصف کر دیا۔ اور جدا ہوگئے۔

مسز چشلم بعد ازان ہندوستان گئی۔ اور یورپ کے سپاہیون کے لڑکیون کے لئے ایک
مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ جسکو زنانہ دستکاری کا مدرسہ کہتے ہین۔ اور جو اب تک موجود ہے
۱۸۳۸ء مین وہ اور اسکا خاوند تبدیل ہوا کے لئے آسٹریلیا چلے گئے۔
اس نے لکھا۔ کہ وہان مین نے کئی سو اکیلی عورتین غیر محفوظ۔ بے روزگار دیکھین۔ اور بیشمار

اور جہازوں میں پہونچتی تھیں - اور قریباً ساری بطور ایک یہی نتیجہ کے زندگی
کے بدقماش وطیرہ میں پڑجاتی تھیں - میں نے خود ان غریب مخلوق کو حفاظت میں
پہونچانے اور بطور نوکر کے معقول نوکریاں دلوانے کے کام میں لگایا - تمام طرف
سے میری بے حوصلگی کی گئی - لیکن میں کوشش کرتی رہی - اور اپنی مدعا میں
کامیاب ہوگئی - آخرکار گورنر نے مجھکو ایک چھوٹے گھر جس میں لڑکیوں کے ساتھ
وطنوں کے بارک میں سونے کی اجازت دی - یہہ بات سچ ہے - کہ یہہ چھوٹ ہوں
بھرا ہوا تھا - کیونکہ یہہ بات پہلی رات جب میں اسمیں داخل ہوئی - معلوم ہوئی
لیکن میں نے انکو زہر دیدیا - اور میں اپنے کام پر لگی رہی - اسطرح سے میں ذاتی سوچ
اور حکومت ان لڑکیوں پر حاصل کرنے کے قابل ہوگئی - میں نے ایک کالج کی بنیاد ڈالی
تاکہ کنٹری میں انکو ملازمتیں ملجاویں - اور میں نے کئی سو لڑکیوں کو اچھی جگہ ملازم
کرادیا - اس مدعا کو پورا کرنے کے لیے مجھی آخرکار یہ ضروری معلوم ہوا - کہ ان لاوارث
لڑکیوں کی بڑی جماعتوں کو انکو جگہ دلوانے کے واسطے کنٹری لیجاؤں - اور یہ کہ ان
جماعتوں کے ساتھ میں خود جاؤں - یہ میں کئی سال تک کرتی رہی - ہر ایک جماعت میں
سو سے ڈیڑھ سو تک لڑکیاں ہوا کرتی تھیں - اس طرح پر میں بہت سال اسٹریلیا
میں کام کرتی رہی - میں نے بہت روپیہ جلاوطنوں کی سفرخرچ کے لیے پیشگی دیا -
لیکن ایسی دیانت سے مجھے یہ پیشگی روپیہ ادا کر دیا گیا - کہ میری تمام نقصانات اس کام
میں ۲۰ پونڈ کی تعداد سے زیادہ نہ تھی - اور خدا کی برکت سے میں ملازمتوں کے
دلوانیکی اور بیشتر اسکے کہ میں وہاں سے روانہ ہوئی - کم از کم ایک ہزار آدمیوں کی تمام
آباد کرنے کا ذریعہ ہوئی - جن میں سے بڑی تعداد جوان عورتوں کی تھی جنکو بدنامی
کی زندگی میں پڑجانے سے بچایا گیا تھا - میں کبھی آج کی تواضع اور تکریم کو نہ بھولونگی
کو اور نہ اپنے چھوٹی سی خدا کی خدمتگاری کی خوشی کو بھول سکی - جسکو میں نے اس مقولہ پر سبب
دی ہے - اپنے آپ پر بھروسہ کرو - اور اپنی خاطر کام کرو - اور کبھی اگر تمکو اپنی نام
کے یا عزت کا پاس ہے - تو سرکاری امداد کی تلاش نہ کرو - اور سرکاری تنخواہ حاصل نہ کرو -

بعض لوگ خیال کرینگے - کہ یہ شجاعت کی سچی مثالین نہین
ہین - بہت سے تعجب انگیز مثالین مردون اور عورتون کی دی جا سکتی ہین - کہ جنہون
نے سمندر کی شکستہ جہازون کے جہازیونکی جان بچانے مین اپنی تئین لگایا - مغربی
آسٹریلیہ سے ہمارے پاس ایک کہانی پہونچی ہے - جو ہمین ایک جوان شریف عورت کی
بہادرانہ کام بتلاتی ہے - اور جسکا نام گریس برٹن بسل ہے - دخانی جہاز جارجٹ
پرتھ کے نزدیک کنارہ پر چڑھ گیا - ایک کشتی عورتون اور بچون کیواسطے جو جہاز پر تھے
بھیجی گئی - لیکن یہ موج سے دلدل مین پھنس گئی - جوار اسوقت بڑی چڑھی ہوئی تھی -
غریب مخلوق سب پانی مین ہاتھ پاؤن مار رہی تھی جو کشتی مین چپکے ہوئے تھے -
اور اپنی جان کی عظیم خطرہ مین تھی - جب کہ ایک ڈراؤن چٹان کے چوٹی پر گھوڑی پر
سوار ایک جوان عورت نمودار ہوئی -
اسکا پہلا خیال یہہ تھا - کہ کس طرح بیچاران ڈوبتے ہوئے عورتون اور بچون کو بچاؤ
وہ تیزی سے چٹان کے نیچے چلی گئی - کسطور یہہ کہنا مشکل ہے - اپنی گھوڑی کو لہرون مین
ڈالدیا - اور موجون کی دوسری لین کے پرے کشتی کے پاس پہونچ گئی - وہ عورتون اور
بچون کو کنارہ پر لانے مین کامیاب ہوئی - وہان پھر بھی ایک آدمی رہ گیا تھا - اور
اسنے پھر سمندر مین غوطہ لگایا - اور اسے نکال لائی موجین ایسے سخت تھین - کہ
پچاس آدمیون کو کنارہ پر لانے مین چار گھنٹہ لگ گئے - جونہی کہ وہ ساحل پر آ گئے
وہ بہادر عورت سمندر کی جھاگ سے تر بتر - اور تھکان سے نیم مردہ ہو کر وہ اپنے گھر بارہ
میل کے فاصلے پر سمندر کے ساحل پر نجات یافتہ لوگون کو مدد اور امداد بھیجنے کے لیے
سرپٹ گھوڑا دوڑا کر چلی گئی - اسکی بہن نے اسکا کام لے لیا - وہ جنگل مین سے کنارہ
واپس گئی - اور اپنے ساتھ چاء - دودھ - میٹھا - اور اسطرح کا سامان لے گئی - دوسرے
دن نجات یافتہ اسکے گھر مین لائی گئی - اور انکی خبرگیری کی گئی - جبتک کہ وہ کافی طور سے
اپنے اپنے گھر جانے کے لیئے شفایاب ہو گئے - یہہ افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے
کہ مسٹر بسل بہادر عورت بہن کو اپنی جدوجہد مین سردی لگ گئی - اور دماغی بخار سے

چل بسی۔

شٹ لینڈ مین ایک جوان عورت کا چلن کچھ کم بہادرانہ نہ تھا۔ جو سمندر مین چند مچھلی والون کی جانین بچانے کیواسطے چلی گئی۔ جب کہ کسی اور شخص نے جانیکا تہیہ نکیا۔ دور کی جزیرہ انسٹ پر ایک سخت طوفان برپا ہوا۔ جب مچھلی کا بیڑا جو باشندون کا خاص سہارا تھا۔ سمندر مین تھا۔ ایک ایک کرکے کشتیان سلامتی سے بندرگاہ مین پہونچ گئین۔ لیکن آخری کشتی ابھی تک باہر تھی۔ تب وہان لوگون نے جو کنارہ پر تھے۔ دیکھا۔ کہ وہ بڑی الجھن مین پڑ گئی ہوئی ہے۔ کشتی الٹ گئی۔ اور ملاح پانی مین ہاتھ پاؤن مارتے ہوئے دیکھے گئے۔ اس موقعہ پر ہلن پیٹری ایک دبلی چھوکری نے آگے قدم بڑھایا اور اس بات کی ترغیب دی۔ کہ ان کو چھڑانے کی کوشش تمام جوکھون اٹھا کرکی جاوے۔ لوگون نے کہا۔ کہ ان لوگون کی یقینی موت ہے۔ کہ جو ایسے طوفان مین جانا چاہتے ہین پھر بھی ہیلن پیٹری موت کا مقابلہ کرنے کے لئے رضامند تھی۔ وہ جلدی ایک چھوٹی کشتی مین چڑھ گئی۔ اسکی بھاوج اسکے ساتھ شریک ہوگئی۔ اور اس کا باپ جو ایک ہاتھ سے لنجا تھا۔ چپو کا چارج لینے کے لئے اندر چلا گیا۔ پچھلے کی کشتی کے دو ملاح پہلے ہی غایب ہو چکے تھے۔ لیکن دو آدمی اپنی کشتی کے اولٹی ہوئی تیج والی لکڑی کو چپٹ کر رہ گئے۔ یہ وہ آدمی تھے۔ جنکو وہ عورت بچانے کے لئے گئی تھی۔ بڑی کوششون کے بعد وہ غارت شدہ کشتی کے پاس پہونچے۔ جونہی کہ وہ اسکے نزدیک پہونچے ایک آدمی ان مین سے بہ گیا۔ اور وہ بیشک غرق ہو جاتا۔ اگر ہیلن اسکو بالون سے نہ پکڑ لیتی۔ اور کھینچ کر کشتی مین نہ لے آتی۔ دوسرے آدمی کو بھی بچا لیا گیا۔ اور سارے بعافیت تمام بندرگاہ میں واپس آگئے۔ ہیلن پیٹری بعد ازان اپنی روٹی بطور ایک خانگی ملازم کے گمنامی میں کماتی رہی۔[1]

[1] سٹینڈرڈ جون ۲۸ - [illegible]ء

یہانتک کہ اسکی موت نے جس کو چند روز ہوئے - دوبارہ لوگوں کو جو اسکی
زندگی کے کہانی سے واقف تھے - اسکی نسبت یاد دلایا - اس سے خیال ہو
سکتا ہے - کہ سورما عورتین ایک ایسے ملک مین جہان کہ ایسی بات واقع ہو سکتی
ہے - کثرت سے ہوتی ہوگی -
گریس ڈارلنگ - کون شخص اسکو بھول سکتا ہے - لانگ سٹون کے
روشنی کے مینار کی بہادر عورت کو - ویران فرن کے جزیرے نارتھمبرلینڈ
کے شمال مشرقی کنارے سے دور واقع ہیں - یہ ایک چھوٹا سخت سنگ کے
چٹانوں کا سیاہ اور ننگا ہے - جسکے گرداگرد خوفناک سمندر گرجتا رہتا
ہے - طوفانی موسم مین کئی دنون اور ہفتوں تک وہ ناقابل گذر رہتا ہے -
وہان کوئی اور باشندہ نہین رہتا ہے - سوائے بگلوں اور غوطہ خور پرندوں کے
چٹانوں کے چارون طرف چیختے پھرتے ہیں - لیکن نہایت دور کے مقام
لانگ سٹون راک پر ایک روشنی کا منار ان جہازوں کی آگاہی کے
لیے جو انگلینڈ اور سکاٹ لینڈ کے درمیان سے گزرتے ہیں - تعمیر کیا گیا ہے
دو بوڑھے اشخاص ایک مرد اور اسکی اہلیہ اور ایک جوان عورت (انکی لڑکی)
ستمبر ۱۸۳۸ء کے ایک بھیانک رات مین روشنی کے مینار کی محافظ تھے
ایک دخانی جہاز فور فارشایر ہل سے ڈنڈی کو سفر کر رہا تھا - جہاز
خراب حالت میں تھا - بوئلر ایسے ناقص تھے - کہ ہل کو چھوڑنے سے تھوڑی
دیر بعد آگ کو بجھانا پڑا - پھر بھی وہ چلتا رہا - یہانتک کہ وہ سینٹ
ایبس ہیڈ پہونچا - جب کہ ایک سخت طوفان اسے پیچھے کو لے اڑا -
چنانچہ وہ ہوا کے سامنے رات بھر بہتا رہا - یہان تک کہ وہ صبح کے
تڑکے ہارکر کے چٹانوں پر سخت زور سے ٹکرایا - جہاز کا پچھلا حصہ
دفعتہ اٹھ گیا - اور دو حصوں میں پھٹ گیا - جہازیوں میں سے نو آدمیوں
نے ایک کشتی پر قبضہ کر لیا - اور صرف ایک بار سنے سے جو بچ سکتے

تھے - بہ کر چلے گئے - سمندر میں انکو پکڑ لیا گیا - اور شیٹلینڈ میں پہنچ
گئے - بہت سے مسافر اور ملاح سمندر میں بہ کر غرق ہو گئے - جہاز کا
اگلا حصہ چٹان پر اٹکا رہا - اسپر نو شخص سوار تھے - جو مدد کیواسطے چلا
رہے تھے -

انکی چیخیں گریس ڈارلینگ نے روشنی کے منار پر آدھی میل کے فاصلہ پر سنیں
یہہ آخری چوکی دن چڑھے روشنی بجھانے سے پیشتر کی تھی اور گریس پہرا دے
رہی تھی - گو کہر ابھی تک پھیلا ہوا تھا - اور سمندر ابھی تک جوش زن
تھا - اسنے تباہی زدہ مسافروں کو چرخی سے جہاز کے اگلے حصے میں چمٹا
ہوا دیکھا - اور اسنے اپنے باپ سے التجا کی - کہ کشتی چھوڑ دو - اور سمندر میں
ڈوبتے ہوئے لوگوں کو بچانے کے لئے چلو - ولیم ڈارلنگ نے کہا - کہ یہہ
تو یقینی موت کے منہ میں گھسنا ہے - پھر بھی اسنے کشتی چھوڑ دی - اور
گریس ڈارلنگ پہلے اوس میں داخل ہوئی - بوڑھا آدمی پیچھے گیا - خطرہ
کا کیول ذکر [illegible] قعہ بہت کم تھے - لیکن
خدا نے اس [illegible] گویا کہ خدا اسکے دل میں آ بیٹھا
تھا - اور دونوں [illegible] میں چلے گئے -
بڑی خبرداری [illegible] چٹان پر اترنے اور شکستہ
کشتی کے پاس جانے [illegible] جب کہ گریس اپنی کشتی کو ٹکر کھ
ٹکڑے ہونے سے بچانے کے لئے [illegible] میں ادھر ادھر خوب چپو مار رہی
ایک ایک کر کے نو نجات یافتہ کشتی میں بٹھائے گئے - اور روشنی کے منار پر پہنچائے
گئے - وہاں انکی [illegible] ان کی تیمارداری کیلئے ان [illegible]
کے لئے اور انکی صحت اور طاقت کو واپس کروانے کے لئے تیار [illegible]
تین دن تک رہے [illegible] رہا - اور وہ [illegible]
قومی جوش اس بہادرانہ فعل سے موجزن ہوا - [illegible]

گریس ڈارلنگ کو بھیجے گئے۔ مصور دور دور سے اسکی تصویر کھینچنے کے لئے
آئے۔ ورڈس ورتھ نے ایک نظم اسکے بارے میں لکھی۔ اسکو ۲۰ پونڈ
شاہانہ ڈالفی کے تماشاگاہ میں ایک جہاز کی تباہی کے نظارے میں کشتی میں
بیٹھنے کے لئے پیش کئے گئے۔ لیکن اسنے سمندر سے گھرے ہوئے چٹان کو
چھوڑنا پسند نہ کیا۔ وہ روشنی کا منار کیوں چھوڑتی۔ اس ملکہ کے لئے
اس سے بہتر رہایش کی کونسی جگہ ایسی قابل ہوسکتی تھی۔ ایک شخص جو
اس سے ملا اس کی خالص سادگی اسکے خاموش عادت اور سچی نیکیوں کا
معترف ہے۔

اس رہائی سے تین سال بعد سل کے علامات ظاہر ہوئے۔ اور وہ چند مہینوں
میں ہی خاموشی سے۔ خوشی سے اور باذہب مرگئی۔ مرنے سے تھوڑی دیر
پیشتر۔ مسٹر فلپ کہتا ہے۔ کہ ایک الوداعی ملاقات اپنے ہی ہمجنس فرزانات
سے کی۔ جو ایک غریبانہ پوشاک میں اسکو اسکی آخر کے سفر میں خدا حافظ
کہنے کے لئے آئی تھی۔ یہ نیک بہن نارتھمبرلینڈ کی نواب ادی تھی
اور اسکا تاج تمام زمانے میں زیادہ تر درخشاں رہیگا۔ بوجہ اس محبانہ اور
مستورانہ الوداعی کے جون آف آرک کے یادگار اس کے بت کی صورت میں ہے
لیکن نارتھمبرلینڈ کے گریس کے نشانی کوئی نہیں ہے۔ یہ عمل درج رجسٹر ہوچکا
ہے۔ آسمان کے فرستوں میں یہ زندہ رہیگا۔ اور فرشتوں کیواسطے ایک
مضمون۔ ہوگا۔ جب کہ وہ اعلے لطیفت کی خوبیوں کو یاد کرینگے۔ جو کہ فراموش
کار زمین نے دیکھکر بھلا دیتی ہیں۔

نارتھمبرلینڈ کے بحر اعظم پر جزایر فرن کے قریباً مقابلے میں بمبورا کا محل ایک
اونچے مثلثی چٹان پر بستا ہوا ہے۔ پرانے زمانے میں یہ ایک سکاٹ لینڈ والوں
کے لوٹ مار سے بچنے کے لئے مضبوط قلعہ تھا۔ اور یہ نیز انگلستان کے ملکی جنگوں
میں ایک بڑی گدھی تھی۔ کوئی تھوڑے عرصے سے تباہ شدہ جہازیوں کے

جائے پناہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ خاصکر لارڈ کرو۔ ڈرہیم کے بشپ اور آرک ڈیکن شارپ کے توسّل سے۔ لارڈ کرو کے اس محل کے نیک استعمال نے بہ نسبت اس ملک کے کسی خاص بخشش کے بہت اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ جہازوں کی تباہی ساحلوں کے کنارے پر اکثر واقع ہوتی ہے۔ اور ہر ایک ممکن امداد مصیبت زدگان کو دی جاتی ہے۔ تیس ملاحوں کے واسطے کمرے آراستہ کیئے گئے ہیں۔ ایک متواتر گشت ہر ایک طوفان کی رات میں ساحل کے آٹھ میل تک کیا جاتا ہے اور اگر کوئی جہاز خطرے میں دکھائی دے تو تباہی سے جان بچانے والی کشتی ڈالی جاتی ہے۔ دھند کے درمیان میں گھڑیال کشتیوں کو دور رکھنے کے لئے بجائے جاتے ہیں جب کوئی جہاز تباہی میں دکھائی دیتا ہے۔ تو ایک توپ چلائی جاتی ہے اور اگر جہاز چٹانوں پر چڑھ جائے۔ یا ٹکرائے تو دو مرتبہ توپ چلائی جاتی ہے۔ اور ایک بڑا جھنڈا اکھڑا کیا جاتا ہے۔ تاکہ مصیبت زدگان کو معلوم ہو جاوے۔ کہ ان کی مصیبت کناروں سے دیکھ لی گئی ہے ہولی جزایر کے مچھلی والوں کے لئے بھی اشارے مقرر ہیں۔ جو بعض اوقات جزایر سے روانہ ہو سکتے ہیں۔ جب کہ کوئی کشتی بر اعظم سے ایلاج عبور نہیں کر سکتی۔ ہر ایک امداد ان لوگوں کو جو ساحل پر یا سمندر میں ہوتے ہیں۔ اس سمار سٹین محل سے جو کراروں پر واقع ہے۔ دی جاتی ہے

ولیم ہیوٹ صاحب کہتے ہیں۔ کہ اس طور پر ایک بڑے محافظ فرشتے کی مانند یہ عالیشان محل ایستادہ ہے۔ طوفانی اور خطرناک سمندروں کے اوپر نگہبان ارواح کے طور پر۔ اور یہ خدائی سخاوت قایم ہے۔ اور یہ ایک عالیشان مثال ہے۔ کہ ایک آدمی کیا نیکی عمل میں زمین پر جاری رکھ سکتا ہے۔ بعد ازاں کہ وہ اس جہان سے چلا جاتا ہے جو شخص فاصلے سے اس سچی مقدس عمارت کی بلند کنگرہ پر نگاہ کرتا ہے

جو شکل میں شاہانہ جیسا کہ اپنے خدمت میں الہیانہ ہے - اور جس سے روزانہ بحر و بر پر فایدے پہونچتے ہیں - جبکہ ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں کو عمیق غرب ہیں اور آدھی رات کے اندھیرے خطرات میں پہونچنے کا موقعہ ہوا ہے - اور اُنہوں نے اُسکو دعائیں دی ہیں - اس شخص کو یہہ لازم ہے - کہ صاحب موصوف کی رُوح کو برکت دی - جیسا کہ ہمیشہ لوگوں نے اُسے برکت دی ہے - اور جیسا کہ اس وقت تک لوگ اُسکو برکت دیتے رہینگے -

جب کہ ہم خاک کے نیچے آخری
نیند سوتے ہونگے

⁂

تمام شد باب نہم ۹

باب دہم

ہمدردی

وہ شخص ہمدردی ہی ہے۔ جو چاندی کی کرنوں اور ریشمی گرہ
کی طرح دل سے دل کو من سے من کو ظاہراً و باطناً پیوستہ
کرسکتی ہے (سروالٹر سکاٹ) اے خدا میں تجھ سے فکرمند
محبت چاہتا ہوں۔ ایسی محبت جسکو دائمی خبرگیری سے
دانائی حاصل ہوئی ہو۔ مجھے ایک ایسا دل عطا کر جو اپنے
آپ سے فارغ کسبکا موجب تسکین اور ہمدردی ہوسکے
(مس وارنگ) انسان انسان کا عزیز ہے۔ غریب سے
غریب آدمی فرومانده زندگی میں چند ایسے لمحے چاہتے ہیں۔
جب کہ وہ جان سکیں اور معلوم کرسکیں کہ خود وہ باپ ہیں اور چند
قلیل برکتوں کے دینے والے ثابت ہوئے ہیں۔ نیز
انہوں نے ایسے لوگوں پر مہربانی کی ہے جنکو مہربانی کی
ضرورت تھی۔ اور یہ سب اس لئے اور محض اس اکیلے
امر کے لئے کہ ہم سب کا ایک سا انسانی دل ہے (ورڈس ورتھ)
ہمدردی زندگی کا ایک بڑا راز ہے۔ یہ برائی کو مغلوب کرلیتی ہے اور نیکی
کو تقویت دیتی ہے۔ یہ مخالفت کو دفع کرتی ہے نہایت سنگدل کو پگھلا دیتی
ہے۔ اور انسانی فطرت کے بہتر حصوں کا نشو و نما کرتی ہے یہ ایک نہایت

بڑی صداقت ہے جس پر کہ مسیحیت کی بنیاد ہے ایکدوسرے سے محبت کرو
انجیل کا ایک ایسا فرمان ہے جو دنیا بھر کو حیات تازہ بخشنے کے لئے کافی ہے

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سینٹ جان جب بہت بڈھا
ہوا - ایسا بوڑھا کہ وہ چل نہیں سکتا تھا - اور مشکل سے بول سکتا تھا - وہ
اپنے دوستوں کے بازوؤں پر ایک عیسائی بچوں کے مجمع میں لے جایا گیا - اس نے
اُٹھ کر کہا - چھوٹے بچو - ایکدوسرے سے پیار کرو - اور پھر اس نے کہا کہ ایکدوسرے
سے محبت کرو - جب اس سے پوچھا - کیا تمہیں کوئی اور بات ہمیں نہیں کہنی ہے -
اس نے جواب دیا - میں یہ بار بار کہتا ہوں کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو کسی اور بات کی
ضرورت نہیں +

صداقت عالمگیر اطلاق رکھتی ہے - ہمدردی محبت پر منحصر ہے - ہمدردی دوسرا
لفظ محبت اور بے غرضی کا ہے ہم دوسرے کے دل کی حالت اختیار کرتے ہیں
ہم اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں - اور دوسرے کی شخصیت میں بستے ہیں -
ہم اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں - ہم اسکی مدد کرتے ہیں - ہم اسکی دستگیری
کرتے ہیں - بلا ہمدردی کے کوئی محبت نہیں ہو سکتی ہے بلا ہمدردی کے
کوئی دوستی نہیں ہو سکتی ہے - رحم کی مانند ہمدردی اور نیک اندیشی کو دوہری
برکت دی گئی ہے - دونوں دینے والے اور لینے والے کو برکت ہوتی ہے جبکہ
وہ خوشی کا کثیر پھل دینے والے کے دل میں پیدا کرتی ہے - وہ مہربانی اور خیر اندیشی
لینے والے کے دل میں نشوونما پاتے ہیں +

کتابین فیر صاحب کہتے ہیں کہ ہم اکثر زیادہ نیکی کرتے ہیں - اپنی ہمدردی
کے بہ نسبت اپنی محنتوں کے اور دنیا کی بوجہ عدم موجودگی حسد اور بوجہ خستہ
لیاقت زیادہ دیر پا خدمات کر سکتے ہیں بہ نسبت کہ ہم کبھی ذاتی حرص کی
جانفشانی کوشش کر سکتے ہیں - ایک آدمی عہدہ - رسوخ - دولت اور بہتر
صحت کھو بیٹھے - اور پھر بھی با آسائش اگر قناعت ہو تو زندگی بسر کر سکتا ہے

لیکن ایک بات ہے جسکے بغیر زندگی بوجھ بن جاتی ہے اور وہ انسانی ہمدردی ہے +

یہ بات سچ ہے کہ نیک عمل ہمیشہ شکریہ کے ساتھ قبول نہیں کئے جاتے ہیں لیکن ہمدرد اور مددگار کو کبھی اس سے کنارہ کش نہیں ہو جانا چاہئے زندگی کے کشاکش میں یہ ایک مشکل عبور کرنے کے واسطے ہے۔ نہایت ذلیل آدمی بھی مدد کی مانگنے کے لایق ہے جسکے تمام آدمی ایک دوسرے کے مقروض ہیں یہ یاد رکھنا چاہئے جیسا کہ منتھم نے مدبری کے نسبت کچھ کم سچ نہیں کہا کہ نے رحم آدمی کی خوشی بھی تمام انسانی خوشی کا جزو ہے جیسا کہ نہایت اچھے اور شریف آدمی کی خوشی پھر آگے ایک آدمی اچھائی یا برائی دوسروں کے ساتھ نہیں کر سکتا ہے جبتک کہ وہ بھلائی یا برائی اپنے ساتھ نہ کرے

غالباً کوئی اثر ایسا طاقتور نہیں ہے جیسی کہ انسانی دلوں میں محبت کا جوش پیدا کرنے کیلئے ہمدردی ہے۔ چند ہی آدمی ہیں جو نہایت خراب نسبت کے بھی ہوں۔ جن پر کہ یہ اثر نہیں کرتی ہے زبردستی کی نسبت بہت زیادہ یہ زور کر سکتی ہے ایک مہربانی کا لفظ یا مہربانی کی نگاہ اُن لوگوں پر اثر کریگی۔ جن پر کہ دباؤ کا بے فایدہ زور ڈالا گیا ہے۔ درحالیکہ ہمدردی محبت اور فرمانبرداری طلب کرتی ہے سختی۔ نفرت اور مخالفت کو مشتعل کرتی ہے۔ وہ شاعر سچا ہے جو کہتا ہے کہ خود طاقت کے پاس بھی حلیمی کی آدھی طاقت بھی نہیں ہے

ہمدردی جب اسکو زیادہ تر وسیع وسعت لینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ تو عالمگیر دوستی کی بہت بڑی شکل اختیار کر لیتی ہے یہ انسان پر اثر کرتی ہے۔ اسکی کوشش ہیں کہ اپنے ہم جنس مخلوق کو غریبی اور مصیبت کی حالت سے نکالکر عالی مرتبہ بنائے۔ اور عام خلقت کی حالت کو بہتر کرے اور نوع انسان میں شائستگی کے نتائج کو دور دور پھیلا دیوے اور انسانی قوم کے متفرق خاندانوں کو امن اور برادری کے شکنجوں میں کس دیوے

اور یہ ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ جسکی قسمت بمقابلہ دوسروں کے زیادہ اچھی ہے
جو دولت کا علم کا اور بہادری کے رسوخ کے فوائد اٹھاتا ہے۔ جس سے کہ اور
آدمی محروم ہیں۔ اس غرض سے کہ کم از کم اپنے وقت اور روپیہ کا کچھ حصہ عام
بہبودی کی ترقی میں لگا دے +

یہ بہت روپیہ کی طاقت یا بڑی ذہنی طاقت نہیں ہے۔ جسکی ضرورت ہے۔ روپیہ
کی طاقت کا اندازہ زیادہ لگایا جاتا ہے۔ پال اور اُس کے مریدوں نے اس سے
ذرا زیادہ روپیہ سے جو ایک وضع دار بازار سے حاصل ہو سکتا ہے۔ عیسائی
مذہب آدھے روسن دُنیا پر پھیلا دیا۔ عیسویت کے بڑے سوشیل مسایل کی
بنیاد برادرانہ خیال پر مبنی ہے۔ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرو۔ جیسا کہ تم
چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں۔ ہر ایک شخص کو دوسرے کی مدد کرنی ہوتی
ہے۔ زور آور کو کمزور کی۔ امیر کو غریب کی۔ عالم کو جاہل کی۔ اُسکے برعکس اُن کو
جن کے پاس نہایت کم ہے۔ وہ کچھ کم اُن لوگوں کی مدد کرنے کیلئے نہیں ہیں جن
کے پاس نہایت زیادہ ہے۔ تمام باتیں زیادہ تر اعلے درجے کی طاقت پر منحصر
ہیں۔ کیونکہ مربیان اپنے معلمین کو وہ کچھ نہیں بنا لیتے جو وہ ہیں۔ اور نہ جاہل اور
لاچار ان لوگوں کو جن سے اُن کو تعلیم اور مدد ملتی ہے +

انسان زندگی کو جو کچھ کہ وہ چاہئے۔ بنا سکتا ہے۔ وہ اس کی اسقدر وقعت
بڑھا سکتا ہے۔ اپنے اور دوسروں کے خاطر جیسی کہ اُسکو طاقت دی
گئی ہے۔ جب واقعات اُس کے برخلاف نہ ہوں۔ اُسے کامل اختیار اپنے
اخلاقی اور روحانی فطرت پر ہیں۔ وہ اپنے لئے بہت کچھ کر سکتا ہے۔ اور جو
کچھ کہ خدا دیتا ہے۔ آدمی اور اُسکی ذاتی کوششوں کے ذریعہ سے گزرتا ہے
گویا کہ یہ اُسکا خاص آپ دینے والا ہے +

گو ہم اپنی تفریح کے لئے اپنی قوائے عقلیہ پر نظر رکھیں۔ یہ صرف محبت ہی ہے
کہ جسکے اوپر ہمیں خوشی کیلئے بھروسہ کرنا چاہئے۔ اسمیں یہ خود قربانی

ظاہر ہوتی ہے۔ اور ہماری خوبیاں مانند ہمارے بچوں کے ہیں۔ جن کے لیے جسقدر
تکلیف اٹھائی جائے۔ اسیقدر عزیز ہوتے ہیں۔ مسز قلیچ اپنی سوانح عمری میں
کہتی ہے کہ میری ماں کے رسوخ کا راز اسکی ابتدائی دوست ہن کے ڈاکٹر
کلونگٹن نے خوب ظاہر کیا اور اسکو اسکی زندگی کا ایک سر کہنا چاہیے
۱۷ برس کی عمر میں وہ اپنی ایک چٹھی میں اسکو لکھتا ہے کہ میں کسی شخص کو
کبھی ایسے شفقت سچائی اور عالمگیر محبت سے سب کا عزیز نہیں جانتا ہوں
جیسے کہ تم ہو۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ بات تمہاری بیحد محبت یا لیاقت
سے پیدا ہوتی ہے +

آدمی جو نہایت ترحم کے قابل ہیں۔ وہ ہیں۔ جنکو اپنے اوپر کوئی قابو نہیں
ہے۔ اور جن کا کوئی خیال فرض کا دوسروں کی جانب نہیں ہے۔ جو زندگی
میں اپنے عشرت کی تلاش میں پھرتے ہیں۔ اور جو جبکہ نیک کام بھی کرتے
ہیں۔ تو کمینہ اغراض سے ایسا کرتے ہیں۔ یا دلی مسرت کے لحاظ سے یا ضمیر کے
سرزنش کے خوف سے اُن میں سے بعض جو اپنے عمدہ خیالات کی شیخی بگھارتے ہیں۔
اپنے تئیں بہت عزیز سمجھتے ہیں۔ اور اپنے گرد و پیش کی اشخاص کا اُنکو بہت کم لحاظ
ہے۔ وہ غیر سوسائٹی میں بہت ہی خلیق ہوتے ہیں لیکن اُنکے گھر میں جاؤ۔ اور دیکھو
کہ وہ اپنے کنبے کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہیں وہ بہت افسوسناک ہوتا ہے۔
ایک کہانی ہے جو متوفی ڈین رمزے نے ایک چھوٹے لڑکے کی کہی۔ کہ جسکو آسمان
کی نسبت اور وہاں ملاقات کا حال جو ملک عدم گئے ہوئے۔ لوگوں سے وہاں ہوتی
ہے بتلایا گیا۔ اس نے پوچھا۔ کیا باپ وہاں ہوگا۔ جب اسکو بتلایا گیا۔ کہ البتہ وہ
وہاں ہوگا۔ تو بچے نے فوراً جواب دیا۔ پھر میں وہاں نہیں جاؤنگا +

جھوٹی ہمدردی بہت عام ہے۔ شارپ کہتا ہے۔ ایک نہایت سخت افسوس
دردانگیز تصانیف قصص پر [illegible] ہے۔ اصل میں بلا مصیبت زدگان کی امداد
یا ظالم کو روکنے کے وہ رحیمانہ یا غصہ ور خیالات کی عادت پیدا کرتے ہیں۔ یہی بات

دوسطرن ایک مردہ گدھے کے ساتھ تو ہمدردی کرتا اور اپنے بیوی کو بھوکا
مرنے کیلئے چھوڑ دیتا تھا۔ بیلنگنی ایک ایسے ہی غیر معمولی آدمی کی نسبت کہتا
ہے۔ وہ لوگ جنکے فرشتہ زبانیں ہیں اُن کی نہیں کوئی رسومات موجود
نہیں ہیں۔ بلکہ گہرے مکالمے میں یہ جعلی باتیں خالص نیکی کی اچھی طرح
پر کبھی اور نشر کی گئی ہیں۔ پروفیسر بین کہتا ہے کہ گوتھی مصائب کے راستے
سے باہر رہا۔ چنانکہ اُس سے اسکو تکلیف اور بے چینی پیدا ہوتی تھی جس سے ثابت
کرتا ہے کہ اسکو نہایت درجہ احساس تکلیف کی قابلیت تھی تاکہ آخر ہم جنسوں کی مصیبتوں کے
لیکن جب کبھی اس مطلب کے لئے ایسا کوئی موقعہ ملا۔ تو اُس نے وہاں
جانے سے قطعاً انکار کر دیا +

سینٹ آگسٹائن۔ بیکسٹر۔ جونیتھن۔ ایڈورڈس اور انگریز زنانکس کی
تصانیف میں ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ کسقدر بڑی جگہ مذہبی محبت کی خالق
سمجھی گئی ہے بجائے انسانی فرض کی اُن کے خیالات میں تھی۔ آخر الذکر کہتا ہے
کہ ہمدردی سے خیالات نہایت اچھی طرح سے بجائے کسی اور طریق سے جو شوق
میں آنے کے جوش زن ہوتے ہیں سدل کا دل پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ ایک شخص
شخص کے خیالات دل کے تمام رابطوں کے لئے ضروری ہیں سچی طرح
صرف اسوقت رہ سکتی ہے۔ جبکہ نیکی خاص نیکی کی خاطر تلاش کی جائے۔
یا بطور خالص فرض کے ایک مسلمہ قانون کے یا نیکی کے کشش والی تصور کی
کے خیال سے انسانی عادات پر صرف اسکا پرتو پڑ سکتا ہے +

آدمیوں کی طبیعتیں بدل جاتی ہیں۔ نہ اسقدر فی الجملہ سچائی ہے۔ کہ
جسقدر الہام الہی ہے۔ کہ جو انسانی نیکی اور ہمدردی کے ذریعہ سے پہونچتا
ہے۔ یہ قدرت کا اثر ہے۔ جو تمام دنیا کو قرابت دار بناتا ہے۔ وہ آدمی جو
دوسرے کے وجود میں اپنے تئیں ڈالتا ہے۔ اور ہر نوع اسکی مدد کرنے
کے لئے نہایت درجہ کی کوشش کرتا ہے۔ مجلسی اخلاقی اور مذہبی طور پر زندہ

منہ بین۔ مطالعہ عادات پر

خدا کی رسوخ پڑتا ہے۔ وہ نہایت مضبوط حمایت میں محفوظ ہے۔ وہ خود غرضی کا مقابلہ کرتا ہے۔ اپنی آزمائش میں جاں نثار شریف برآمد ہوتا ہے۔ کینن ہوزلی نے استادانہ ہاتھ سے دکھلایا ہے کہ اصول رحم اور امداد فی مابین کرہ ہستی میں ڈال دیتی ہے۔ اس چیز کو جو سوسائٹی کے لئے بیقیاس مفید ہے (یعنی) دکھ اور مصیبت کا دفعیہ عملی تجربہ کار معلومات سے بڑھ کر ہے۔ اور معلومات اپنا ایک نتیجہ عملی اصول کی تحقیقات کرتے ہیں۔

نہایت اچھے اور نہایت شریف آدمی ہمیشہ بڑے ہمدرد ہوتے ہیں۔ لیفٹ ولبرفورس اپنی ہمدردی کی طاقت کے سبب ممتاز تھا۔ ایک دوست سے پوچھا گیا۔ کہ ولبرفورس کے کامیابی کا کیا راز ہے۔ تو اس نے جواب دیا۔ کہ اسکی ہمدردی کی طاقت۔ وہ بڑا فراخ دل۔ فیاض اور سخی تھا۔ وہ سیدھا پہلی صف میں چلا گیا۔ اور اپنے تئیں دائیں بائیں سے ان تجاویز میں۔ کہ جسکا منشا نیک تھا ڈال دیا۔ اس لئے ہر ایک تجربہ میں پہلا حصہ لیا۔ جو اسے آزمائش کے قابل دکھائی دی۔ اور کامیابی انکا نتیجہ تھا۔

ہمدردی دوسروں کی کم ہمتی مشکلات اور مصائب کے اندازہ کرنے کی قابلیت ہے۔ نارمن میکلاڈ کی نسبت کہا گیا۔ کہ ہمدردی پہلی اور آخری بات اسکے عادات میں تھی۔ انسانیت میں اسکو لطف آتا تھا۔ نہایت جاہم رتبہ مرد یا عورت اسکی انسانیت کے شرف کو مانتے تھے۔ ایک لوہار نے کہا۔ جب وہ مجھ سے ملنے آیا۔ تو اس نے مجھ سے اسطور پر گفتگو کی۔ گویا کہ وہ خود ایک لوہار تھا۔ لیکن وہ کبھی میرے دل پر حضرت عیسےٰ کا نقش چھوڑے بغیر رخصت نہیں ہوا۔ آدمی سب سے بڑھ کر انسانی عمل کا مرکزی نقطہ ہے۔ اسطور پر کہ جو کچھ اسمیں تھا۔ یا اس سے نکلا۔ وہ ہی صرف ضروری حصہ تھا۔ آدمی دنیا کی زندگی پر ہمدرد اور حیثیت تھا۔ اور ہمیشہ اپنے خیالات

میں دوسروں سے ملا ہوا تھا - اور پھر بھی ہم تنہا زیادہ بڑے (شاہراہ)
رستے سے چلتے ہیں کہ جو دنیاوی حالت کے حدوں سے پار لے جاتا ہے +
نارمن میکلاؤڈ نے جب وہ اپنے بیرن کے کاروبار میں گلاسگو کے
مقام پر داخل ہونے والا تھا کہا ہمیں زندہ آدمیوں کی ضرورت ہے
نہ اُن کے کتابوں یا صرف اُن کے روپیوں کی - بلکہ خود اُن کی ضرورت ہے
غریب اور لاچار ننگا - اور مجروح فضول خرچ - اور دل شکستہ دیکھ
سکتے ہیں - اور معلوم کر سکتے ہیں - جیسی کہ انہوں نے پہلے کبھی کوئی
اور بات اس دُنیا میں نہیں دیکھی - محبت کو جو خاموشی سے اُس آنکھ میں
نور افشان ہے - جو اندرونی روشنی اور نا حاصل آسودگی اور پژمردہ
دل کیلئے ہماری امن اور اُسکے خط کا پتہ دیتی ہے - وہ بالکل بے غرضی
کی ہمدردی کو سمجھ سکتے ہیں - اور قدر کر سکتے ہیں - جسکا انکو ابتک
خواب وخیال بھی نہ تھا - اور وہ جانتے ہیں - کہ اسی کی بدولت امیر کبیر
لوگ نامعلوم غلیظ گھروں میں آکر نہایت نرم الفاظ اور تحفوں سے غریبوں کی
خبر گیری کر لیتے ہیں تو اُسکا باعث سوای خالص ہمدردی کے اور کچھ نہیں
ہو سکتا - یہ گلاسگو کے تعلق میں اُسکے کام کی تمام تجویز کی کنجی ہے +
اُس نے بھی کہا کہ میں بے شک خیال کرتا ہوں - کہ لوگوں کی احتیاط کیساتھ
تربیت تاکہ وہ اس قابل ہوں - کہ وہ اپنی ذاتی فرائض کو سرانجام دے سکیں -
مثلاً مستعدانہ محنت - صحت کی قائمی - پرہیزگاری - مہربانی دور اندیشی
عصمت انکے خانگی فرائض بطور والدین کے - اُن کے فرائض بطور ممبران
سوسائیٹی کے خوش اخلاق اور راست بازی رابطہ سے ایفاء وعدہ -
فرمانبرداری بطور مزدور کے مشتملہ آزادی اُنکے فرائض منجانب ریاست
خواہ متعلق اپنے والیان ملک یا منتظمان قانون بعد اطلاع متعلق
تواریخ اور حکومت اپنے ملک کے اور ایسے معاملات میں جیسے کہ یہ ہیں

اُن کی تعلیم میں بہت غفلت رہی ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ اسکو وسیع پیمانے پر ترقی دی جاوے اور اسکا انحصار اور پھیلاؤ اصول عیسویت سے کیا جاوے ❊

ڈاکٹر میکلاڈ کے الفاظ یکسان لنڈن پر اطلاق ہو سکتے ہیں۔ جو دنیا میں نہایت دولتمند اور نیز نہایت غریب شہر ہے۔ چند ہی اشخاص مشرقی حصہ لنڈن سے واقف ہیں۔ کہ جو غربت کے جوش زن دُکھ شرارت اور شکستہ حالی سے پُر ہے بعض آدمی اپنا روپیہ لوگوں کی بہتری کیواسطے دیتے ہیں۔ لیکن چند ہی آدمی اپنا وقت اور اپنا دماغ صرف کرتے ہیں۔ ایڈورڈ ڈنی سن متوفی مسٹتنے تھا۔ اُس نے دل و جان سے اپنے تئیں مشرقی حصہ لنڈن کے غربا کو سدھارنے کے کام میں لگا دیا تھا۔ اُس نے بیچی بنک ان کے درمیان میں قایم کئے۔ یہ جانکر کہ پہلی منزل آدمی کی سدھارنے کی یہ ہے۔ کہ شراب خانہ سے اسکی فالتو آمدنی چھین لی جاوے اور اپنے کنبے اور نیز آیندہ زمانے کے واسطے سامان مہیا کرا دے۔ اُسنے مدرسے۔ کتاب گھر اور ایک آہنی گرجا تعمیر کرنا شروع کیا۔ کسقدر اُس نے اِن لوگوں کو مصیبت سے عمدہ حالتیں پہونچا دیا۔ لیکن وہ لاتنے آدمیوں میں کیا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ یہ کیسی ہولناک بات ہے کہ دُنیا کے نہایت دولتمند ملک میں باشندوں کا کثیر حصہ ہر سال بھوک اور موت سے ضایع ہو جاوے۔

امر واقعہ یہ ہے۔ کہ ہم نے وہ عجیب بہرہ مندی جو آخری بیس سالوں میں بلا اُن حالات کے جو اسکے متعلق ہیں۔ خیال کئے بغیر دور یا اپنے تئیں توت دیتے ہوئے اُن کوششوں اور قربانی کم جو ان کی تکمیل میں درکار ہے۔ قبل کی ہے مسٹر ڈنی سن صرف شروع کر سکا۔ وہ مرگیا پیشتر اس کے کہ پھل جمع کر لیا جاسکتا لیکن اگر کوئی شخص ایسا ہو۔ کہ جو اُس کے نقش قدم کی پیروی کرنے میں راضی ہو تو اُس کے لئے ابھی فرض کا میدان جسکا اُسنے نشان قایم کیا ہے موجود ہے۔

جوزف ڈی میسٹر کی طبع اُسکی سخت اور غمناک [illegible] کی نذر گیا ...

ظاہر کرتے ہیں۔ اس سے آدمی دغا اور جرم سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ سیاوہ
قومیت کو نہ تسلیم کرنے کے وجہ سے۔ وہ خودغرضی اور تیزی سے اپنے آپ کے
مطلب کا تعاقب دوسروں کے جائیداد اور زندگی پر اور جان پر اور جسم پر کرتے ہیں
سست اور خودغرض آدمی باقی دنیا کی بہت کم پرواہ کرتا ہے
لوگ لاچار یا محتاج کے مدد کرنے کیلئے کچھ نہیں کرتے ہیں)۔ وہ میرے کیا
لگتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ اُن کو اپنی خبرگیری خود کرنے دو۔ میں اُن کی مدد کیوں کروں
اُنہوں نے میرے واسطے کچھ نہیں کیا۔ وہ صورت اُٹھا۔ [illegible] ہمیشہ
مصیبت رہیگی۔ جسکا کہ علاج نہیں ہوسکتا ہے۔ [illegible]
سے سو برس بعد بھی یہی بات ہوگی +
کچھ پرواہ نہیں کی آواز مردوں سے بمشکل نکل سکتی ہے۔ وہ اپنے عیش آرام
اپنے کام یا اپنی کاہلی میں اسقدر مستغرق ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اوروں کے اشد
ضروریات کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ غریبی۔ جہالت۔ یا مصیبت کی بحثوں سے
چڑ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ انہیں کام کرنے دو۔ میں انہیں کیوں رکھوں۔
انہیں اپنی آپ مدد کرنے دو۔ مجہول ایک ہوشیار حیوان ہے۔ بمقابلہ کچھ
پرواہ نہیں کے +
لیکن کچھ پرواہ نہیں۔ ایسے آسانی کے ساتھ نہیں چھوٹتا ہے۔ جیسا کہ وہ خیال
کرتا ہے۔ وہ آدمی جو دوسروں کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ اور جو دوسروں کیساتھ
ہمدردی نہیں رکھتا ہے۔ اور مدد نہیں کرتا ہے۔ تو مناسب بدلہ اُس کا
اکثر پیچھا کرتا ہے۔ غلیظ فاسد ہوا۔ کہ جو چند بازاروں سے پرے گھروں کے
باشندے کماتے ہیں۔ ان کی نسبت وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن وہ بیمار
جو وہاں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اُسکے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اُن لوگوں کو
جو اُسکے نہایت عزیز ہوتے ہیں۔ چھین کر لے جاتا ہے۔ وہ مصیبت کی بیماری
کی۔ اور غریبی کی جو وہاں جمع ہوتی ہے۔ پرواہ نہیں کرتا ہے۔ لیکن نقصان

اور کچھ اثر پیدا نہیں ہوگا۔ اگر تم اسکے اندر برمے سے چھید کرو۔ تو مجھے یقین ہے کہ اسکے اندر سے بُرادہ نکل آئیگا۔ وہ مدرسہ انسان کے ساتھ اسطرح برتاؤ کرتا ہے۔ گویا کہ وہ صرف کلیں ہیں۔ محسوسات یا دل اُن کے خیال میں کبھی جاگزین نہیں ہوتا ہے +

ہماری وفاداری نمک حلالی۔ اور بےغرضی کہاں چلی گئی ہے۔ ایمانداری ایک گمشدہ فن معلوم ہوتا ہے۔ یہ اب ایک روپیہ کا معاملہ ہے ایکدوسرے کی توقیر جاتی رہی ہے۔ ہربرٹ کہتا ہے۔ کہ وہ جو عزت نہیں کرتا ہے۔ اسکی عزت نہیں ہوتی ہے۔ ہمیں پُرانے زمانے میں اپنی رہنمائی کے مسائل کے لئے واپس جانا پڑتا ہے۔ مزدور اپنے آقا کی عزت نہیں کرتا ہے۔ اور آقا اپنے نوکر کی عزت نہیں کرتا ہے۔ بہت برسوں تک۔ اس ملک کے مزدور زیادہ بھاری مزدوری لیتے تھے۔ بہ نسبت اسکے جو باقی یورپ میں مروج تھی۔ وہ وقت جاتا رہا ہے۔ طبعی اور رُوحانی کششیں تمام ملکوں کی مزدوری قریباً مساوی بنانے کی طرف مائل ہوئی ہیں۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ جب تمام فرقوں کو ایک نیا دورِ زندگی شروع کرنا پڑیگا۔ اسقدر علمی تربیت کی ضرورت نہیں ہے۔ جسقدر کہ تفکر۔ اندیشہ اور نیک چال چلن کی ضرورت ہے۔ ثروت سے نہایت اعلےٰ قسم کی نعمتیں نہیں خریدی جا سکتی ہیں۔ یہ دل کی طہارت اور عدالت ہے کہ جو انسانی خوشی دلاتی ہے اور اسکو حسن کے نہایت اعلےٰ درجہ پر پہونچاتی ہے۔ برن کہتا ہے +

نہ یہ خطابوں میں ہے۔ نہ یہ زمینوں میں ہے۔ نہ یہ لنڈن
بنک کی مانند ثروت میں ہے۔ کہ امن اور آسایش خریدی
جا سکے۔ نہ یہ بڑھا کر دکھانے میں ہے۔ اور نہ یہ کتابوں میں
ہے۔ اگر نہ یہ بادشاہوں میں ہے۔ کہ ہم بیچے برکت والے
بن جائیں۔ اور خوشی کی جگہ اور مرکز ہمارے دل میں نہیں ہے

تو ہم عقلمند ہوں یا دولتمند ہوں یا بزرگ ہوں لیکن کبھی شاک نہیں بن سکتے ہیں

ایک بڑے مشاہدہ کی آدمی نے کہا۔ کہ دولت کی پرے اسقدر تکالیف ہیں کہ جسقدر اس کی اسطرف امیر آدمیوں نے مشکلات کا مقابلہ کرنے کا جوش زائل کر دیا ہے۔ اپنی کوششوں میں اس دولت کی سربلندی تک پہونچنے کے لئے جو اس نے حاصل کیا ہے۔ لیکن جو کچھ اس نے حاصل کیا ہے۔ اسکو کیا کریں۔ اگر اسکو کوئی وسائل سوا اس روپیہ جمع کرنے کے نہیں ہیں تو وہ مصیبت زدہ ہے۔ اسکی مثال دولتمند ہونے کی بنانے والے کے مانند ہے جسکی صرف خوشی یہ ہے۔ کہ اپنی پرانی دوکانیں وہ دکھلانے والے دلوں میں جلے۔ اسکو تعلیم نہیں دی گئی ہے۔ کہ وہ کتابوں کا لطف اٹھا کرے۔ اور علم وہنر کی ترقی پر دلچسپی کے ساتھ نگاہ ڈالے۔ اور بہت سے راستوں میں داخل ہو۔ کہ جو مصیبت زدہ کو رفاہیت کا راستہ دکھلاتی ہے۔ اور پھر بھی وہ اپنے ہاتھ میں جادو کی طاقت کا عصا پکڑے ہوئے ہے۔ اسکے پاس مصیبت زدہ کو امداد دینے کے لئے اور بھوکوں کی ضروریات کو بہم پہونچانے کے لئے روپیہ موجود ہے۔ وہ بھوکوں کے غل کو چپ کرا سکتا ہے۔ وہ بیوہ اور یتیم کے دل کو خوش کر سکتا ہے۔ لیکن نہیں وہ زیادہ تر اس روپیہ کی پرواہ کرتا ہے جو اسنے حاصل کیا ہے۔ بجائے اسکے کہ ادا اور مصیبت زدگان کے بہتری کریگے۔

جسقدر کم ہم مشتاقی رہتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ ہم پابندی کے ساتھ زندگی بسر کرینگے۔ اور اسیقدر زیادہ خوش ہونگے کیونکہ بے غرضانہ زندگی برائیونکو دفع کرتی ہے۔ خواہشات کو بجھا دیتی ہے۔ روح کو طاقت بخشتی ہے۔ اور دل کو اعلے تر چیزوں تک بڑھا سکتی ہے۔ سقراط نے کہا جتنی کم چیزوں کی ایک آدمی کو طلبی ہوتی ہے۔ اتنا ہی زیادہ وہ خدا کے نزدیک ہوتا ہے۔ جبکہ میچل انجیلو کا نوکر آربینو اپنے بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ تو بوڑھا مصور ... تمام دن اسکی نگہبانی کرتا تھا۔ باوجودیکہ

وہ تجھو کمزور تھا۔ وہ اسکی نسبت وساری کو لکھتا ہے۔ میرے دوست
گو میں رنج وہ بات تحریر کرونگا۔ لیکن مجھکو تمہاری چٹھی کا جواب دینا چاہئے
تم جانتے ہو۔ کہ آربی نو مر گیا ہے۔ یہ مجھے خدا کی طرف سے بڑی مہربانی
اور سخت رنج کا مضمون تھا۔ مہربانی کیونکہ جس نے کہ اپنی زندگی میں
میری خبرگیری کی۔ اس نے مجھے مرتے ہوئے سکھایا۔ کہ نہ صرف میں بلا
افسوس مروں۔ بلکہ موت کی خواہش کروں۔ وہ میرے پاس ۲۶ برس
رہا۔ ہمیشہ نیک۔ ہوشیار اور وفادار تھا۔ میں نے اسکو امیر بنا دیا تھا
اور جس گھڑی میں نے خیال کیا۔ کہ وہ میرے بڑھاپے کا عصا بنیگا۔
وہ چلا جاتا ہے۔ مجھے صرف یہ اُمید دے کر کہ میں صرف اسکو آسمان پہ
دیکھونگا +

ڈیوک شش کارٹیمیشن نے بیاہ ہوئے اشخاص کو اسطرح سے
مخاطب ہو کر کہا۔ اپنے نوکروں سے کام لو۔ اور بولو جسطرح سے کہ تم چاہتے
ہو۔ کہ دوسرے تم سے برتاؤ کریں۔ اگر تم نوکر ہوتے۔ مالک اور مالکن
کو اپنے نوکروں کی طرف اپنے تئیں بامحبت۔ صابر۔ شاکر۔ حلیم۔ اور
ساتھ ہی منصف مزاج ظاہر کرنا چاہئے۔ انکو نہ تو کبھی غرور سے یا درشتی
سے اُن سے بولنا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی غلطی خاندان میں سرزد ہو جائے
تو اُن کو پارسائی اور تحمل سے آہستہ [illegible] کرنا چاہئے۔ یا فراخ حوصلگی
سے اسکی تصحیح کرنی چاہئے یہ یاد رکھکر کہ کتنے قصور [illegible] کیا کرتے ہیں
اور پھر بھی خدا کس طور پر اُن پر رحم کرتا ہے۔

یہ صرف اپنی ہی خاطر نہیں ہے۔ کہ ہم کام [illegible]
کے لئے اور نیز ہمارے اپنے لئے بھی ہے۔ [illegible] خاندانی [illegible]
خانگی محبت خانگی حکومت منہائی ہوتی ہے۔ کہ [illegible] بالاتر سطح پر [illegible]
ہوتی ہے۔ اور زیادہ تر پاک خیالات پر نسبت خود غرضانہ عشرت

یا خرچ زر پر مبنی ہوتی ہے ہمکو احتیاط کرنی چاہئے کہ ہم اپنے خیالات کس طرح سے اپنے آپ میں مرکوز کریں۔ ایک ٹی لُش نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص جو دولت کا متوالا ہے۔ یا عشرت پسند ہے یا جاہ و حشم سے الفت رکھتا ہے۔ وہ انسان سے بھی محبت رکھے۔ سینٹ ال تفالی نے کہا کہ انسانوں سے محبت کرنا در حقیقت زندہ رہنا ہے۔ اسیطور پر سینٹ جیکی کا ایک عالمگیر اصول ہے یہ انسانی ذہانت سے اسکی شان ہے۔ انسانی قوم کے غموں کا صرف یہی ایک علاج ہے۔ یہ تحریک ہیں علم ہیں۔ فلسفہ ہیں۔ اوضاع و اطوار میں وضع قانون میں اور حکومت میں شہرت یافتہ ہے +

فضیلت کی محبت نہایت نفرت کے خیال سے غیر ممکن التفریق ہے ان سب کے لئے جو ذیل اور مجرمانہ ہے فرانسس آرٹ کرملن ڈی فالی کو ظاہر کرتا ہے بطور ایک ایسے آدمی کے جو ہر ایک بات میں ایسا کامل تھا کہ جسکی کافی تعریف نہیں لکھی جا سکتی ہے وہ محبت کرتا تھا اوس چیز سے جسکی محبت کرنی چاہئے۔ اور نفرت کرتا تھا۔ اوس چیز سے جس سے نفرت کرنی چاہئے سینٹ اگسٹن قریبًا وہی بات کہتا ہے۔ خوبی کچھ اور چیز نہیں ہے بلکہ عمدہ تربیت یافتہ محبت جس سے ہمکو ترغیب ملتی ہے۔ پیار کرنے کی اوس چیز سے جس سے ہمیں پیار کرنا چاہئے۔ اور نفرت کرنے کی اوس سے کہ جو نفرت کے قابل ہو

پرہیزگاری کیا ہے۔؟ ایک اور مرشد نے کہا۔ بلکہ ایک محبت ہے جسکو کوئی خوشی بہکا نہیں سکتی ہے پیش بینی کیا ہے۔ بلکہ ایک محبت جس سے کوئی غلطی در غلا نہیں سکتی ہے۔ بردباری کیا ہے۔ صرف ایک محبت ہے۔ جو خلاف باتیں ہمت کیساتھ برداشت کراتی ہے۔ انصاف کیا ہے؟ صرف ایک محبت ہے۔ جو اس زندگی کے نشیب و فراز کو ایک خاص طلسم سے برابر کرتی ہے۔ سنٹ ایک اس عجیب طاقت کو تسلیم کرتا ہے۔ سنٹ فرانسس نے کہا محبت کی پیدائش سے پہلے ضرورت کے سلطنت

میں بہت سی خوفناک باتیں واقع ہوئیں۔ لیکن جب یہ خصلت پیدا ہوا۔ تو تمام
باتیں انسان کو بہم پہونچ گئیں۔

غور۔ مہربانی۔ اور دوسروں کا لحاظ ہمیشہ اپنا اجر دیتے رہتا ہے۔ [illegible]
جانب سے ایک شکرگزار بدلہ ان سے پیدا ہوگا۔ اور [illegible]
اور خوشی لا کے دی جائینگے۔ جو صرف روپیہ کبھی نہیں حاصل کر سکتا۔ ہمدردی [illegible]
سچی گرمی اور گھر کی روشنی ہے۔ (یعنی) جو کہ مالکن اور ملازمین کو اور [illegible]
اور جورو کو۔ باپ ماں اور بچوں کو ایکدوسرے سے وابستہ کرتی ہے۔ [illegible]
سچ مچ خوشحال نہیں ہو سکتا ہے۔ جہاں یہ موجود نہ ہو۔ تمام کنبے کو [illegible]
محبت اور یک جہتی کے ایک بندش میں یکجا پیوستہ کرتی ہے۔

سر آرتھر ہلپس متوفی اپنی عالمانہ رسالہ تجارت میں کہتا ہے۔ تم ایک آدمی کو
دن بدن دولتمند ہوتا ہوا یا درجہ میں ترقی کرتا ہوا یا پیشہ میں ناموری
حاصل کرتا ہوا دیکھتے ہو۔ تو تم اسکو زمانہ میں ایک کامیاب آدمی قرار دیتے
ہو لیکن اگر اسکے گھر کا طریق ایک بیڈھنگا سا ہے۔ جہاں محبت کا سلسلہ
تمام کنبہ میں پھیلا ہوا نہیں ہوتا ہے۔ جسکے پہلے گھر والے اور وہ اسقدر زیادہ
ہوں۔ کہ جنکو وہ خوب یاد نہیں رکھ سکتا ہے اور وہ اپنی اسکی ساتھ رہنے والوں
کو مہربانی کے الفاظ یا اکرام سے بے حرکت و التفات کرتے ہیں۔ تو میرا
اعتراض ہے کہ وہ آدمی کامیاب نہیں ہوا ہے۔ دنیا میں خواہ کیسا ہی خوش
قسمت وہ ہوا ہو۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے ایک مشہور نام [illegible]
اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ یقیناً اس آدمی کی (یا عورت کی) زندگی بھلی معلوم
نہیں ہوتی ہے جہاں کہ بانی نے کوئی مرکزی گھر نہیں بنایا۔ اس نے [illegible]
مختلف اطراف میں [illegible] دیے ہونگے لیکن محبت کا ایک گرم مرکز ہونا چاہئے
تھا۔ [illegible] گھریلو گھونسلا جو ایک نیک آدمی کے دل کی اردگرد بنا ہوتا ہے۔
خانگی امن کی دلچسپ تصویر جو [illegible] صدی کے ایک گمنام مصنف نے

دکھائی ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہایت اعلےٰ خاندانوں کے نوجوان خاص برداری کیا کرتے تھے۔ جب اُن کے باپ اپنے دوستوں کی دعوت کرتے تھے۔

گارڈن وفی سشیا کے امراکی تعریف کرتے ہوئے خاصکر اُن کے اپنے نوکروں کے ساتھ خورش اور شائستہ برتاؤ پر نظر ڈالتا ہے وہ نہایت درجہ کی شرافت اور اُن کیساتھ ہمدردی کی سفارش کرتا ہے۔ شریف جنگجو پیٹیسا کی نسبت یہ کہا گیا تھا۔ کہ وہ سب پر حکمرانی چلاتا ہے۔ جو اسکے تخت میں ہیں عقل کی نسبت اختیار سے کمتر کام لیتے ہے۔ کوئی شخص یہ کہیگا۔ کہ وہ دارو غہ مطبخ تھا۔ بجائے اسکے کہ وہ گھر کا مالک تھا۔ یعنے اپنی حکومت نہیں جتلاتا تھا۔

اس بات کی مشکل سے ضرورت ہے۔ کہ گھر کی ہمدردی کی نسبت تذکرہ کیا جائے سسرو کہتا ہے کہ پہلی سوسائیٹی شادی میں ہے اور پھر خاندان میں ہے اور پھر ایک ریاست میں ہے۔ باپ اپنے خاندان پر حکومت کرتا ہوا بادشاہ ہے۔ لیکن اسکی طاقت اُن لوگوں کیساتھ جن پر کہ وہ حکومت کرتا ہے ہمدردانہ ہونی چاہیئے تمام ترقیاں گھر سے شروع ہوتی ہیں۔ اور اسی چشمہ سے خانگی انصاف ہویا اور عمدہ اصول اور مسائل پیدا ہوتے ہیں جس سے کہ سوسائٹی کا قیام ہوتا ہے۔ والدین کی قوت آزادی ہمدردی اور محبت ہے۔ نہایت اعلیٰ اور نہایت خوشنما وصف جیسا کہ پال رچٹر کہتا ہے کہ جس سے قدرت عورت کو اولاد کے مفاد کیلئے مسلح کر سکتی ہے۔ یا کرنا چاہئے محبت ہے جو نہایت دلسوز مگر بالکل احمقانہ ہے۔ کیلئے جو اپنے غیر نازک ہے۔ بچہ پیار اور بوسے اور رات کی رکھوالی حاصل کرتا ہے لیکن پہلے پہلے وہ اسکا جواب صرف مسکرانے میں دیتا ہے۔ اور کمزور مخلوق جسکو نہایت محتاجی ہوتی ہے۔ نہایت قلیل معاوضہ دیتا ہے۔ لیکن ماں اسکو محبت کرتی جاتی ہے۔ ماں اسکی محبت صرف لینے

والے کے ناشناسی اور ضرورت کیساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ نہایت
کنبہ کیلئے نہایت درجہ اُلفت کرتی ہے۔ جبتک کہ باپ نہایت مضبوط
بچہ کو پیار کرتا ہے۔

باپ پر گھر کی حکومت اور عورت پر اُسکا انتظام منحصر ہے۔ کیا باپ نے
مہربانی اور خود ضبطی سے گھر پر حکومت کرنی سیکھی ہے؟ کیا عورت نے
اُن فنون میں سے کوئی سیکھا ہے۔ کہ جس سے گھر آرام بخش بنایا جائے۔ اگر
نہیں تو شادی لفظوں اور افعال کا ایک خوفناک بکھیڑو بن جاتی ہے
سر آرتھر ہلپس نے کہا۔ کہ درحقیقت میں قریباً شک کرتا ہوں کہ آیا کنبے
کا سردار اگر وہ بیدرد نہو۔ تو مقابلتاً زیادہ نقصان نہیں پہونچاتا ہے۔ بہ نسبت
اسکے کہ وہ بے انصاف ہو۔ ایک عورت کا نہایت خوب خیال تھا۔ کہ جبکے
مالک نے اُسے طلاق دینے کی تجویز کی۔ اس نے کہا۔ کہ مجھکو واپس دیدو جو میں
تمہارے واسطے لائی تھی۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ تمہارا دھن تمکو واپس ملیگا۔
لیڈی نے کہا۔ کہ میں نے ثروت کا خیال نہیں کیا۔ میری اصلی دولت مجھے
واپس دو۔ مجھے اپنی خوبصورتی اور جوانی واپس دو۔ میرے روح کی پاکیزگی مجھے
واپس دو۔ اور مجھکو واپس دو۔ وہ خوش من لعد ول جس نے کبھی ملامت
نہیں اُٹھائی ہے۔

آدمی کو خوشی کے لئے ایک جانی دوست اور نیز ایک مددگار رفیق کی ضرورت ہے
دونوں سچے پاکدامن اور ہمدرد ہونے چاہئیں۔ اپنے بچوں سے محبت کرنے
والے ہونے چاہئیں۔ خاندانی زندگی میں بہت سے کھٹکے ہیں۔ لیکن خود
ضبطی اور خود قربانی سے وہ مغلوب کئے جاسکتے ہیں۔ شرلوٹن کہتا ہے۔
کہ صبر عورت کی زیبائش ہے۔ اور مرد کو ثابت قدم کرتا ہے۔ یہ ایک طفل کو پیارا
بناتا ہے۔ اور جوان کی تعریف کراتا ہے ہر زمانے میں خوش نما نظر آتا ہے۔ ڈیوک آف
نیو دی گولدا والنیشیا کے ایک شریف آدمی کو جو خانہ کے فرائض کی متعلق

تکیہ بننے کیلئے اور آرام بخش ہونے کیلئے اختیار کرنا پڑیگا۔ ایک خوشدل کرنیوالی بیوی
کوئی شخص چارلس لمب کی نسبت زیادہ ہمدرد نہ تھا۔ چند ہی آدمی
ہونگے جنہوں نے اُسکی زندگی کا خوفناک واقعہ نہیں سُنا ہوگا۔ جب صرف
۲۱ برس کا تھا۔ تو اُسکی بہن میری نے دیوانگی کے جوش میں اپنے والدہ کی چھاتی
میں نقاشی کا چاقو بھونک دیا۔ اسکے بھائی نے اسوقت سے یہ قصد کیا۔ کہ
وہ اپنی زندگی غریب عزیز اور نہایت پیاری بہن کی خاطر قربان کرے اور خود
بخود اسکا رفیق بنگیا۔ اس نے تمام خیالات محبت اور شادی کے چھوڑ دئے
فرض کے مضبوط اثر سے اس نے صرف ایک تعلق کو جو کبھی اُس نے پیدا کیا تھا
ترک کر دیا۔ مشکل سے سو پونڈ سالانہ آمدنی کیساتھ اُس نے اپنے ہمشیرہ کے
الفت سے تقویت پا کر زندگی کا سفر نباہا طے کیا۔ نہ تو خوشی اور نہ مشقت
نے کبھی اُسے اپنے غرض سے ٹالا۔

جب پاگل خانہ سے رہا ہو کر آئی۔ اُس نے اپنی وقت کا کچھ حصہ شکسپیر کی کہانیوں
اور دیگر تصانیف کی تصنیف میں صرف کیا۔ ہیزلٹ اسکی نسبت کہتا ہے۔ کہ وہ ایک نہایت
عقلمند عورت تھی جیسی کبھی اس نے نہیں دیکھی تھی۔ اُسکو دیوانگی کے اکثر دورے
اسکو جلدی ہی آتے رہے۔ اور جب وہ اچھی بھی ہوتی تھی۔ تو ہمیشہ پاگل بنا
کیا کرتی تھی۔ جب دیوانگی کا دورہ اسکو شروع ہوتا تھا۔ تو چارلس اُسکو اپنے
بازو کے سہارے سے ہیکسٹن اسائیلم میں لے جاتا تھا۔ یہ ایک بڑا موثر نظارہ
تھا۔ یہ دیکھ کر کہ جوان بھائی اور اسکی بڑی ہمشیرہ ساتھ ساتھ چلتے تھے اور
روتے تھے جبکہ وہ اس دردانگیز کام پہ جاتے تھے۔ وہ ایک تنگ جاکٹ اپنے
ہاتھ میں لے جاتا تھا۔ اور اسے پاگل خانہ کے افسران کے پاس خبرگیری کیلئے
سونپ آتا تھا۔ جب اُسکی عقل سالم آجاتی تھی۔ تو وہ اپنے گھر بھائی کے پاس
چلی آتی تھی۔ جو خوشی سے اسکا استقبال کرتا تھا۔ اور نہایت محبت سے اسکے
ساتھ برتاؤ کرتا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ خدا اُس سے محبت کرتا ہے [illegible]

کہ کبھی ایکدوسرے سے کم محبت نہ کریں۔ اُنکی محبت بلا رخنہ چالیس سال تک
قایم رہی سوای ایسی حالت کے جو اسکی صحت کے آثار چڑھاؤ کے سبب سے
پیدا ہوتی تھی۔ لیمپ نے اپنا فرض پاکیزگی سے اور مردانہ وار انجام دیا اور
اُس نے اسکا اچھا اجر اُٹھایا۔

دوسروں کیساتھ اکثر ہمدردی کا اظہار اس خواہش سے ہوتا ہے۔ کہ اُن
لوگوں کی جان جو خطرے میں ہیں بچائی جائے۔

ہم نے پہلے ہی بہت سی مثالیں اس قسم کی بیان کی ہیں۔ لیکن ایک اور بیان
کرنی رہتی ہے۔ ایکدن لیڈی والٹن سمندر کے کنارے اپنے عجائب خانہ کے
واسطے کوڑیاں جمع کرتی ہوئی پھر رہی تھی۔ اور یہ دیکھکر اُسنے ایک تنہا آدمی ایک
چٹان کے کنگرے پر چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا دیکھا۔ اُسکو نہیں معلوم تھا۔ کہ
وہ کون ہے۔ لیکن وہاں اُسکی جان جاتے رہنے کا خطرہ تھا۔ اور اُس نے اسکو
بچانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ جوار بھاٹا جلد جلد اُٹھ رہا تھا۔ اور موجیں خشکی پر
تندی سے چڑھ رہی تھیں اُس مصیبت زدہ آدمی کو اپنے خطرناک حالت سے
بچانا قریباً غیر ممکن معلوم ہوتا تھا۔ تاہم اُس نے ملاحوں کی منت کی اور ایک بڑا
انعام اُن لوگوں کو جو سمندر میں جاکر اُس آدمی کی جان بچادے دینے کا وعدہ کیا
پہلے وہ جھجکے لیکن آخر کار ایک کشتی روانہ ہوئی۔ اور چٹان کے پاس عین اُس وقت
پہونچے کہ جس وقت اُس آدمی کی طاقت زایل ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے اسکو
کشتی پر چڑھا لیا۔ اور صحیح سلامت اسکو خشکی پر لے آئے اُس لیڈی
کو یہ دیکھکر کسقدر تعجب ہوا۔ کہ نجات یافتہ آدمی اُسکا اپنا خاوند مسٹر لیمو والٹن
تھا۔ ایک اچھے موقعہ پر ایک کلمہ کہا ہوا ہمیشہ یاد رہتا ہے۔ مشہور ڈاکٹر سیڈنی
نے کہا کہ ہر ایک شخص کسی نہ کسی وقت بھلا یا بُرا اچھے یا بُرے آدمی کیساتھ
بات کرکے بنتا ہے۔ ایک ادلنے کا پادری کا ٹر کا دوست اُن اشخاص میں
سے ایک تھا۔ جس کیساتھ گفتگو کرنے سے انسان بہتر بن جاتا تھا۔ آخر نے کہی

نسبت کہنا کہ محبت کے بغیر بہت دیر زندہ نہیں رہ سکتا ایک شخص نے جس نے
اپنی وحشیانہ زندگی کا بہت سا حصہ جنگلی لوگوں میں گذارا تھا کہا کہ ایک محبت
کی یادگار نے مجھے بہت سے لالچوں سے بچایا میرے اپنے آدمیوں سے
ایک بھی اسے نہیں جانتا تھا وہ مر چکی تھی پیشتر اسکے کہ میں گھر سے چلا آیا صرف
اس وجہ سے کہ میں اسے الفت رکھتا تھا میں بہت سی باتوں سے محفوظ رہا
جنکی نسبت غالب گمان ہے کہ وہ مجھکو کرنے دیتی جو کہ جتیں مجھے کبھی یہ خیال
نہیں گذرا کہ مجھے اسکی محبت جاتی رہی ہے۔ اور اسلئے میں اس الفت کو اپنے
دل میں لیکر ایسے مقامات میں جہاں کہ میں کبھی اسکو نہ لے جا سکتا کبھی نہ گیا۔
جب کبھی اس وجہ سے کہ میں اپنے جہاز والوں کا شریک نہ ہو سکتا تھا۔ تھوڑی
جیسی تنہائی میں محسوس کرتا تھا۔ فوراً اس خیال سے اپنے دل کو تقویت
دے لیتا تھا کہ اس بھولی بھالی جان کی خاطر میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں۔ یہ ایک
قصہ ہے کہ جس سے ہمدردی کی قطعی کمی پائی جاتی ہے۔ رابرٹ کولیر نے ایک وعظ
میں کہ جو شکاگو۔ یونیٹی چرچ کا پاسبان تھا۔ اور اب نیویارک میں ہے۔ یہ
قصہ سنایا۔ مسٹر کولیر یارک شائر کے ضلعے میں کیگلے کے مقام پر پیدا ہوا تھا۔
لیکن اپنی ابتدائی عمر کا نہایت بڑا حصہ اس نے کیگلے میں صرف کیا تھا۔ کہ
جو اب خوبصورت چشمہ کی بدولت رنگین مزاجوں کا چشمہ گاہ ہے۔ وہ
جیکی برج کے پاس جو ایک لوہار تھا۔ امیدوار کرایا گیا۔ اس نے شادی
کی جبکہ وہ آہنگری کا کام کرتا تھا۔ وہ میتھوڈسٹ فرقہ والوں میں ایک
دیندار واعظ بن گیا۔ بعد ازاں وہ امریکہ چلا گیا۔ اور وہاں واعظ خوان بن گیا
اسکے وعظ و جمع زندہ دلی شاعری اور خوش تقریری سے بھرے ہیں۔ اور انسانی
حالات کے بڑے تجربے پر مبنی ہیں +
اس نے کہا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ انگلستان میں میتھوڈسٹ چرچ کے ایک
محبتانہ ضیافت میں تیس سال یا اس سے زیادہ عرصہ گذرا ہے۔ کہ

ایک آدمی بیٹھ اُٹھا۔ نہیں کہا کہ۔ طور پر اُسکی بیوی بچا سے جاتی رہی
اور پھر ایک ایک کر کے اُسکے سارے بچے۔ اور باوجود اسکے وہ اب تک
اور مطلب اسپر ایسا گویا کہ کوئی بات واقعہ نہیں ہوئی تھی۔ ذرا سی بھی [illegible]
نہیں اُٹھائی۔ اور نہ درد کی کوفت برداشت کی۔ جیساکہ وہ یقین کرتا تھا کہ
خدا کا فضل اُسکا محافظ اور پناہ دہندہ ہے۔ اور اس لمحے تک جبکہ وہ ہم سے
بات کر رہا تھا۔ اُسکے دل میں کچھ رنج نہ تھا۔

جوں ہی کہ وہ ختم کر چکا۔ ایک عقلمند اور جوانمرد بوڑھا واعظ جو اس مجلس کا سرپرست تھا
اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُسنے کہا۔ بھائی گھر جاؤ۔ اور اپنی کوٹھری میں [illegible]
کے بل پڑ جاؤ۔ اور پھر کبھی نہ اُٹھو۔ اگر تم سے ہو سکے۔ جبتک کہ تم نئے آدمی بن جاؤ
جو کچھ تم نے ہم سے کہا ہے۔ یہ ایک دینداری کی علامت نہیں ہے۔ یہ ایک
نہایت سخت دل کا نشان ہے۔ جو میں نے کسی عیسائی آدمی میں نہیں پایا ہے
بجائی تمہارے پارسا ہونے کے تم مشکل سے ایک شریف گنہگار بننے کے
لائق ہو۔ مذہب آدمی میں سے انسانیت کبھی نہیں نکالتا ہے۔ اس سے
وہ زیادہ ہمدرد بن جاتا ہے۔ اور تم اگر ذرا بھر بھی انسان ہوتے۔ تو ایسے
تکالیف جو تم نے برداشت کی ہیں۔ تمہارے دل کو توڑ دیتیں۔ میں جانتا ہوں
کہ اس سے میرا دل ٹوٹ جاتا۔ اور دوسرے لوگوں کی نسبت مجھے زیادہ پارسا ہونے
کا دعویٰ نہیں ہے۔ پس میں تمکو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ ایسا قصہ پھر کبھی دوستانہ
ضیافت میں نہ کہنا۔

مسٹر [illegible] کے [illegible] ہم ایک اور دل گداز قصہ سناتے ہیں۔ جس سے کہ
[illegible] کی اخلاقی [illegible] زیادہ [illegible] جانب ظاہر ہوتی ہے۔ دور دراز
ملک [illegible] بیان کرتا ہوں کہ ایک [illegible] دو شریف آدمی ایک بڑے
[illegible] ہوٹل کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے جبکہ ایک چھوٹا لڑکا
[illegible] چلا [illegible] پھٹے پرانے کپڑے کے ساتھ جسکے پاؤں ننگے اور سردی

بھوکا ہو گئے تھے - اور جسکے تن پر کوئی چیز سوائی چیتھڑے کے ایک ٹکڑے کے
نہ تھی - آن کر کہنے لگا - مہربانی کر کے جناب کچھ دیا سلائیاں خرید لیجئے
جنٹلمین نے کہا - نہیں مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے - اس چھوٹے لڑکے نے
التجا کی یہ صرف ایک پنی کا بکس ہے - ہاں - مگر تم دیکھتے ہو کہ مجھے بکس کی ضرورت
نہیں ہے لڑکے نے آخر کار کہا کہ پھر میں آپکو ایک پنی کے دو بکس دونگا
اُس شریف آدمی نے جس نے یہ قصہ ایک انگریزی اخبار میں چھپوایا کہا ہے
کہ اُس سے پیچھا چھڑانے کیلئے میں نے ایک بکس خرید لیا لیکن پھر مجھے معلوم
ہوا - کہ میرے پاس ریزگاری نہیں ہے - اسلئے میں نے کہا - کہ میں بکس کل
خریدونگا - لڑکے نے پھر منت سماجت کی - کہ آپ طاق پر رکھنے کیلئے اُسے
خرید لیجئے - میں دوڑ کر آپکو ریزگاری لا دونگا - کیونکہ میں بہت بھوکا ہوں -
پس میں نے اسکو ایک شلنگ دے دیا - اور وہ چلا گیا - میں نے اُسکا انتظار کیا -
لیکن کوئی لڑکا نہ آیا - پھر میں نے خیال کیا کہ میں نے اپنا شلنگ کھو دیا ہے -
لیکن پھر بھی کوئی بات ایسی اُس لڑکے کے چہرے میں تھی - جس پر مجھے اعتبار
تھا - اور میں نے اسکی نسبت بُرا خیال کرنا پسند نہیں کیا +
خیر شام کو ذرا دیر میں ایک نوکر آیا - اور اُس نے کہا - کہ ایک چھوٹا لڑکا مجھ سے ملنا چاہتا
ہے جب وہ اندر لایا گیا - تو مجھے معلوم ہوا - کہ یہ اُس لڑکے کا چھوٹا بھائی
ہے - کہ جو میرا شلنگ لے گیا تھا - لیکن ظاہری حالت میں اُسکو اُس سے بھی زیادہ چیتھڑے
لگے ہوئے تھے - اور وہ غریب اور دُبلا تھا - وہ ایک لحظہ اپنے گودڑے
میں لپٹا ہوا کھڑا رہا - گویا کہ وہ کسی چیز کی تلاش کر رہا تھا - اور پھر اُسنے کہا - کہ تم
ہی شریف آدمی ہو کہ جس نے سانڈی سے دیا سلائیاں خریدی ہیں - ہاں
خوب پھر یہ چار پنس آپکے شلنگ میں سے ہیں - سانڈی نہیں آ سکتا ہے
وہ اچھا نہیں ہے - ایک گاڑی اُسکے اوپر سے گزر گئی ہے - اور جسم پر سے گزر گیا ہے
اور اُسکی ٹوپی اور دیا سلائیاں اور تمہارے گیارہ پنس بھی کھوئے گئے اور اُسکی

بیوقوفی کی باتیں کرنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن کس آدمی نے ان سے زیادہ تر
عقلمندانہ کام انجام دئے ہیں دُنیا کو حقیر سمجھنے کیواسطے انہوں نے ضرورت سے
زیادہ کہا ہو۔ لیکن کس شخص نے زیادہ تر اسکو قابل رہائش بنایا ہے۔ اور پھر اگر
ایک مرتبہ نہایت غریب آدمیوں تک مذہب کا چشمہ حیات پہونچ جاتا ہے
تو خاندان کا خاندان خدا ترس بنجاتا ہے۔ اور فوراً ہی صورت بدلنی شروع
ہوجاتی ہے چیتھڑے جاتے رہتے ہیں۔ سامان آنا شروع ہوتا ہے بیماری
جاتی رہتی ہے بچے خوشحال ہوجاتے ہیں۔ جھگڑے نپٹ جاتے ہیں اور پہلی کی
نسبت مصیبت کا زمانہ زیادہ اچھی طرح جھیلا جاتا ہے۔ اور جہاں افسوس ایک وقت
پژمردہ کرنے والا اور دلگداز تھا۔ وہاں اُمید اور بھروسے سے جان تازہ حاصل ہوتی ہے۔

ورڈس ورتھ کہتا ہے کہ نہایت غریب سے غریب بھی خود آبا اور کسقدر
تھوڑی برکتوں کے بخشنے والے بنے ہیں۔ ایک چمار نے پورٹس موتھ کے مقام پر
مفلسوں کا مدرسہ جاری کیا۔ اسکی نسبت ڈاکٹر گوتھری نے کہا کہ جان
پونڈس انسانوں کی ایک زینت ہے۔ اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ ایک
نہایت بلند یادگار جو کبھی برطانیہ کے کناروں کے اندر تعمیر کی گئی ہو۔ اسکے لئے
بنائی جاوے۔ گلاسگو شہر کے مقام پر ایک پرنٹر (چھاپنے والا) نے ایسے ہی
انگریزی مدرسے جاری کئے جو اس قابل ہے کہ اسکی جان پونڈس کی نسبت
زیادہ بلند تر یادگار بنائی جاوے۔ نیوکیسل کے مقام پر ایک موچی نے ہندوستان
میں مشن کا کام شروع کرایا۔ ایک کارخانہ کی لڑکی نے (مذہبی انجمن کسبیوں کے
لڑکوں کی (فونڈری بائیز ریلیجس سوسائیٹی) گلاسگو کے مقام پر منعقد کی۔

امیروں کی نسبت غریب زیادہ اچھی طرح سے جانتا ہے کہ غریب لوگوں کی کیا حاجتیں
ہیں۔ بڑے شہروں میں کوئی اس سے زیادہ غمناک بات ہمیں دکھانے
کیلئے نہیں ہے سوای اپنے بوڑھے بچوں کے کہ جنکے نیم فہم متفکر چہروں اور گرد دار
ابروؤں پر نہایت سخت فکر منقوش ہوتی ہے غریب آدمی کا اکثر اوقات کوئی

گھر نہیں ہوتا - امیر اور غریب علیحدہ اور جدا بٹتے ہیں بہت سی سنگین انکے
سوشل رابطہ کو روکتی ہیں - غریب آدمیوں کی کوئی انجمن انکے اپنے فرقہ کی نہیں ہوتی
ہے - انکو کوئی وسائل گنوار اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں کیساتھ ربط وضبط سے بچنے کیلئے
نہیں ہوتے ہیں - بہت غریب آدمیوں کے بچے صرف زندگی کے ایام کاٹتے ہیں گویا
والدین انکو کھانے پینے بطور حریف کے سمجھتے ہیں - جتنا عیال اتنا وبال - اور انکو
گھسیٹ کر زندگی کے کرخت اصالتوں پر قبل از وقت داخل کردیا جاتا ہے - اعلےٰ
طبقے والوں کے لئے غریب لوگ بطور ایک نامعلوم ملک کے باشندوں کے ہیں +

یہ صرف غریب ہی نہیں - کہ جو درحقیقت اور سچے طور سے غریب کے ساتھ ہمدردی
کرتے ہیں - وہی صرف ایکدوسرے کے مصائب کو جانتے ہیں . . . . . .

. . . .

. . . . . - اور وہی صرف ایکدوسرے کی شفقت اور ہمدردی
کی ضرورت کو پہچانتے ہیں - لوگ جتنی انکی مرضی ہو - امیروں کے خیرات کی
باتیں کریں - لیکن غریبوں کی ذکاوت کے مقابلے میں وہ ہیچ ہے - مفلسی بیماری -
سختی اور مصیبت کے زمانے میں غریب ایکدوسرے کے ممد اور معاون اور
تسکین دہ اس درجہ کے ہوتے ہیں - کہ جسکا بہتر طبقوں میں کبھی خواب و خیال
بھی نہیں آتا - دن بدن اور سال بسال محنت کرتے ہیں قناعت کرتے ہیں
ایک قلیل ازوقہ کیواسطے انکے پاس پھر بھی اسقدر موجود ہوتا ہے کہ وہ
جبکہ ایک بھائی محتاج یا مصیبت میں مبتلا ہو - انہیں کچھ دے سکیں اور
کبھی وہاں دوستانہ ہاتھ سے تکیہ کو ہموار ہونے کی محتاجی نہیں ہوتی ہے -
اور وہ سب چھوٹے چھوٹے شفیقانہ کام کہ جن سے بیماری اور تکلیف برداشت کی
جاسکے سرانجام کو پہونچتے ہیں زیادہ تر غریبوں کی عورتیں اس معاملے میں خاصکر
شدید ہی اور محنت کشی کرتی ہیں - وہ قربانیاں کرتی ہیں خطرے اٹھاتی ہیں فاقہ کشی کرتی ہیں
اور صبر اور شفقت کا برتاؤ اس درجہ کرتی ہیں کہ جسکا علم کبھی دنیا کو نہیں ہوتا اور اگر اسکو معلوم ہوتا
تو مشکل سے اس کا یقین آتا -

سے اُس مقام پر کہ جو بازار کے پچھلی طرف تھا۔ جہاں کہ پہلا مدرسہ بنایا گیا
تھا۔ لے گیا۔ اور کہا۔ یہاں توقف کرو۔ پھر اپنا سر ننگا اور آنکھیں بند کرکے
خاموشی کے ساتھ کھڑا ہو کر ایک لمحہ بھر دعا مانگتا رہا۔ اور پھر دوست کی
طرف پھر کر جبکہ آنسو اسکے رخساروں پر سے بہہ رہے تھے۔ اُس نے کہا۔ کہ یہ
وہی جگہ ہے جس پر میں کھڑا ہوا تھا۔ جبکہ میں نے بچوں کی بینوائی اور شہر کے باشندوں
کی جانب سے روز آدینہ کی بے حرمتی دیکھی تھی۔ جونہی کہ میں نے پوچھا۔
کیا کچھ نہیں کیا جاسکتا ہے ایک آواز نے جواب دیا۔ کوشش کرو۔ میں نے
کوشش کی۔ اور دیکھئے۔ کہ خدا نے کیسا کام بنایا۔ میں اس جگہ سے کبھی
گزر نہیں کرسکتا۔ جہانتک کوشش کا لفظ ایسے زور سے میرے دل میں آن وقت کا
بلا اسکے کہ میں اپنے ہاتھ اُٹھا کر اور تہ دل سے خدا سے لو لگا کر مالک حقیقی کا
شکریہ ادا کرلوں۔ کہ جس نے ایسا خیال میرے دل میں ڈالا۔

یہ جانکر کہ ریکیس بہت سال متواتر دونوں شہر اور ضلع کے جیلخانوں میں جاتا
رہا ہے اور بہت سے موقع اس کو اس بات کے دریافت کرنیکے کہ آیا اُن
تین ہزار لڑکوں میں سے کوئی کہ جنکی تعلیم کی نگرانی اُس نے کی ہے جیلخانے کے دیواروں کے
اندر بھی گیا ہے۔ لنکاسٹر نے بلا تردد دریافت کیا۔ کہ آیا ایسا واقعہ کبھی ہوا ہے
ریکیس نے اپنی یادداشت کو کہ جو اُس بڑھاپے کی عمر میں بھی مضبوط اور تازہ
تھی۔ کام میں لاکر یقین کے ساتھ جواب دیا۔ کہ کوئی نہیں [1]

میری ای کالوک۔ یو گلاسکو کے کارخانہ کی ایک لڑکی تھی۔ وہ رابرٹ ریکیس
کی نسبت بہت ادنے حیثیت رکھتی تھی۔ وہ ایک پنہاری تھی۔ حالانکہ وہ
ایک اخبار کا اڈیٹر تھا۔ لیکن اسکو موقعے ملے۔ جیسا کہ ہر ایک شخص کو نوع
انسان کے رنجوں کی اندمال میں مدد دینے کیلئے مل سکتے ہیں۔ یہ تربیت نہ تھی
کہ جسنے اُسکو آمادہ کیا۔ بلکہ ایک نرم زنانہ ہمدردی تھی۔ وہ اپنے ہاتھوں سے
مزدوری کی روٹی کیلئے کرتی تھی۔ لیکن محبت نے جوش دلایا معلوم ہے اسے

[1] رابرٹ ریکیس [illegible] دوست۔ مصنفہ الفرڈ گرگری ۱۸۸۰ء

مزدوری کے اعلےٰ ترمیدان میں چڑھا دیا۔ یہ صرف دن کے کام ختم ہونے
کے بعد ہوا کرتا تھا کہ اوسکی من بھاتی محنتیں شروع ہوتی تھیں۔ اُس نے
بہت سے غریب لڑکوں کو بھٹی میں کام کرتے ہوئے دیکھا۔ جس سے ایسا معلوم ہوا
کہ اُنکا کوئی خبر گیران نہیں ہے۔ واقعی اُنکا بالکل کوئی خبر گیران نہ تھا۔ اور بُرائی
کے سبق اُنکو ابتدا ہی سے پڑھائے گئے تھے۔ اُس لڑکی کو اُن پر رحم آیا۔ اُس نے
کہا میں کوشش کرونگی کہ اُنکو خدا کی راہ پر لاؤں اور نیکی کے کام پر ان کا دل ہو
جون ہی کہ اُس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ اُس نے اس پر عمل در آمد کرنے
کی کوشش کی اس نے ایک ایسے کمرہ کی کہ جو کارخانہ کی نیچے جسمیں وہ کام کرتی تھی تھا
استعمال کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ اِس لئے آیتوار کے دن جون ۱۸۶۲ء
کو اسے کھولا۔ اُس نے بھٹی کے بہت سے لڑکے جلد ہی جمع کر لئے۔ کہ جنکے
کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ اور چہرے غلیظ تھے۔ پچھے اُلٹے کے حصوں سے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کیلئے صرف آیتوار کو
بہی محدود نہ تھیں [illegible] تمام فرصت کا وقت اُن کے
لگا دیا تھا۔ یہ نیک لڑکی جون ہی کہ اُس کا کام ختم ہو جاتا تھا۔ اُن لڑکوں
کے گھروں میں اگر اُنکو گھر کہا جا سکتا تھا۔ چلی جاتی تھی۔ وہ اُن سب
اُنکی غمناک تصویروں کو اُنکے صدموں اور سختیوں کو جانتی تھی۔ بس بلا اپنے
عیسائی اصولوں کے اپنے دلربا طریقوں کے اور مہربانیوں کی کثرت کے اُس نے
اُنہیں ایسا رسوخ پایا۔ کہ جسکا نہایت درجہ اچھا نتیجہ پیدا ہوا۔ در حقیقت
اُسی فرقے اور پیشہ والوں میں سے وہ اور وں سے بوجہ اپنے اعلےٰ محنت

اپنی نیک چلنی اور بردباری کے جوہر کے ایسے ممتاز ہوئے کہ میری این کلوگ
لڑکے کا خاتون میں ضرب المثل بن گئے۔

ڈاکٹر گتھری کہتا ہے کہ اسے افسوس آتا ہے یہ خیال کر کے کہ کتنے عیسائی
جنکے پاس دس گنا زیادہ وقت۔ زیادہ روپیہ۔ زیادہ علم۔ زیادہ رسوخ ہے
کرتے ہیں انکے دسواں حصہ اُس نیکی کا جو اُس لڑکی نے کی۔ نہیں کیا اگر کوئی ایسا
شخص انداناً یہ کہکر معافی کا خواستگار رہا ہو کہ کیا میں اپنے بھائی کا
محافظ ہوں۔ لیکن یہ وہ عورت تھی کہ جو اپنے تئیں مشکل سے قابو کر سکتی
تھی۔ ہر روز صبح کارخانہ کے گھڑیال کی آواز سے شروع ہوکر اور اندھیرے
سنسان بازاروں میں سے جلد جلد گزر کر گھنٹوں کے کام کر کے فارغ
ہو جاتی تھی بیشتر اسکے کہ آدھی دنیا بیدار ہوتی تھی۔ اور بہت سی رات تک
وہ اپنے رحم کے کاموں پر گم گشتہ کی تلاش میں اور شکستہ دلوں کی بہتری کیلئے
اور انسانوں کے زخموں کو اپنے کومل ہاتھوں سے بھرنے کیلئے چلی جاتی تھی۔

قریباً تین سال تک میری این کلوگ اپنی پاک محنتوں میں کوشاں
رہی۔ جبکہ آخر کار بوجہ نقص صحت وہ مجبور ہو گئی کہ وہ [illegible]
انکو چھوڑ دیوے۔ لیکن وہ بیج جو اُس نے بویا تھا جڑ پکڑ گیا۔ [illegible]
فصل میں پختہ ہوکر نکلا۔ ۱۸۴۵ء میں [illegible]
کی بنا ڈالی گئی تھی۔ چھ سال کے عرصے میں ۱۳۰۰ ہزار لڑکے اور
لڑکیاں رجسٹر میں درج تھے جنکی نگرانی ۱۵۰۰ منشی و خلیفے اور دو سو
سے زیادہ شرفا کا مدد کرتے تھے ۲۰۰ سے زیادہ شریف آدمی جاہل
لوگونکو شہر کے مختلف حصوں میں اسپیچیں و لیکچر دیا کرتے تھے۔ ہر ایک
بات انکی قومی حیثیت بڑھانے کیلئے کی جاتی تھی۔ انکی سوسائٹی آتنوار
کی مدرسے اور گرجا کے درمیان ایک کڑی بنی ہوئی تھی۔ دینی اور دنیوی
تعلیم برابر دی جاتی تھی۔ پرہیزگاری اُس مدرسہ کا سرگرم [illegible]

اور سیونگ بنک قایم کئے گئے تھے۔ باجے اور گانے والے سوسائیٹیاں
طاقت کا ایک جیتا چشمہ بنی ہوئی تھیں۔ ہر ایک سنیچر کی شام کو باجے کا جلسہ
کیا جاتا تھا۔ ہر ایک بات کی جاتی تھی۔ کہ جس سے جوان آدمیوں کو غفلت
لاپروائی۔ اور شہر کی زندگی کے شرارتوں سے بچایا جاتا تھا۔ سوای اعلے
پادری استادوں کے وہ سب جو اُس محکمہ میں کام کرتے تھے والنٹیر
تھے۔ اُنکی محنت صرف محبت کی تھی۔ گرمی کے موسم میں لڑکے اور لڑکیاں
اپنے سپرنٹنڈنٹوں کے ساتھ باہر ملکوں میں تعطیل منایا کرتے تھے۔ وہ
ڈیوک آف آرگل کے باغ میں مقام انوراری میں جاتے تھے حضور ممدوح
آنریری پریزیڈنٹ (صدر انجمن) سوسائیٹی کے تھے۔ یہ ایک ایسے مضمون
پر لکھا کہ ہم اس نیک کام سے جو یہ محکمہ کرتا ہے واقف ہوئے۔ گو آجتک
فونڈری بائز سوسائیٹی کا نام قایم ہے۔ لیکن اسکے قواعد وسیع کر دئے گئے
ہیں۔ یہانتک کہ اب یہ غرض و پیشہ لڑکے اور لڑکیوں کے تمام فرقوں کی ایک
سوسائیٹی بنگئی ہے۔ کہانی جو اس سے پہلے سرانجام پا چکی ہے۔ بیان سے باہر
ہے کاش کہ ہر ایک شہر میں اسی قسم کی انجمنیں ہوتیں۔ ابتک صرف سکاٹلینڈ
میں گرینک ایڈنبرا ڈنڈی اور ابرڈین کے مقامات پر انکی بنا ڈالی گئی ہے
لیکن مانچسٹر۔ لیڈس۔ بریڈفورڈ اور انگلستان کے شمالی گنجان آباد
کارخانونکے قصبونکی آبادی کی جو حالت ہے اسی قسم کی انجمنیں ان
مقامات میں نہایت مفید ثابت ہونگے +

ختم شد باب دہم

چوٹ لگاتا ہے - یا نہایت درست نشانہ لگاتا ہے -
شائستہ قومیں بھی بہت آہستگی سے اپنا اعتقاد زور میں چھوڑتی ہیں [illegible]
بہت عرصے کے تجربات کے بعد حسب عقیدت [illegible] اتفاق [illegible] آپس میں لڑ کر [illegible]
تھوڑی سلطنتیں قریباً بلا استثنا عوض [illegible] کے اپنے تنازعوں کا فیصلہ دربارہ
ملک باہمی انتظامات کے کیا کرتے ہیں - درحقیقت [illegible] تجربہ
ہوئی ہے اور زور کے اثر کے یقین میں [illegible] دی گئی ہے - [illegible]
تواریخ میں عزت - جلال اور تمام انصاف کے اعلیٰ اصولوں کے [illegible]
منطبق ہو گئے ہیں یا ہم شکل ہیں - [illegible] خیال کرتے ہیں کہ [illegible]
دنیا میں ایک جا قائم رہ سکتا ہے - اگر زور کی کشش کی پرواہ چھوڑ دی جاوے
اور یہ کہ محنت - خیر اندیشی - اور انصاف - اسکی جگہ قائم کیا جائے -
[illegible] زور کی حکمت عملی کے تاثیر کے متعلق شبہ کیا جاتا ہے اور
شک کیا جاتا ہے کہ زور سے زیادہ مخالفت بہ نسبت اسکی لیاقت کے
پیدا ہوتی ہے اور یہ کہ اگر آدمیوں کو زبردست طریقوں سے مغلوب کیا جاوے
تو بغاوت کا جوش پیدا ہوتا ہے - اور وقتاً فوقتاً ہنگاموں نفرت برائی
اور جرم میں پھوٹ نکلتی ہے - درحقیقت تمام ملکوں میں اور تمام زمانوں میں زور
کی حکمت عملی کا ایسا ہی نتیجہ ہوا ہے - دنیا کی تواریخ کا بڑا حصہ جسمانی زور
کی ناکامیابی کی تواریخ ہے ؎
کیا ہم زیادہ غفلت میں رہتے ہیں [illegible] نے یہ دیکھنا شروع کیا ہے -
کہ اگر ہم [illegible] چاہیں - تو ہم کو زیادہ [illegible]
زیادہ مہربانی [illegible] شرافت [illegible] ہے - نوع
انسان کو ایسے طریقوں سے متاثر کرتے ہیں کہ جس میں کسی طرح انہیں مخالفت یا
بغاوت پیدا نہیں ہوتی ہے - درحقیقت [illegible] بلکہ تمام حالتوں میں انکو
بہتر بنایا ہے محبت ایک [illegible] طاقت ہے [illegible] کے تاثیر

کے نیچے آتے ہیں۔ سربلند کرتی ہے۔ اور مہذب بناتی ہے یہاں ان کا اعتقاد
خلاقی ہے اور انسان کے بہتر خلقت میں اعتقاد کے بغیر اسکی ترقی کرنے میں
کوئی طریقہ سلوک کا مفید ثابت نہیں ہوگا مہربانی ہر ایک سرشت کا بہتر
جزو نکال لاتی ہے مخالفت روک دیتی ہے غصے خیالات کو دفع کر دیتی ہے
اور نہایت سخت دلوں کو پگھلا دیتی ہے۔ یہ برائی کو مغلوب کر لیتی ہے۔ اور
نیکی کو تقویت دیتی ہے۔ یہ اصول قوموں پر پھیلا دو اور اس پر پھر بھی یہ
اطلاق کرتا ہے۔ اس سے پہلے ہی قوموں کے درمیان صوبجات کے
درمیان جھگڑے نپٹائے گئے ہیں۔ اور اسکو وسیع پیمانہ پر استعمال کرتے تو
قوموں کے درمیان بھی جنگ کا خاتمہ ہو جائیگا۔ گو یہ خیال ایک قیاسی لہ ...
دیتا ہو۔ آئندہ کی نسلیں جنگ کو بطور ایک ایسے جرم کے کہ جسکا ارتکاب
نہایت خوفناک معلوم ہو۔ خیال کرنے لگینگی۔

ایمرسن کہتا ہے کہ محبت ایک اور نئی شکل اس فرسودہ پرانی دنیا میں پیدا کریگی۔
جسمیں ہم لوگ بطور کفار اور دشمنوں کے بہت مدت سے بسر کر رہے ہیں
اور یہ دلوں کو گرمائیگی۔ یہ دیکھنے کیلئے کس قدر جلدی سے مدبروں کی فضول
حکمت عملی بحری اور بری فوجوں کی نے بس اور طریق بچاؤ کو جنہے سمجھا بیچ
بیکار کر دیگا۔ محبت اسکے اندر گھس جائیگی۔ جبکہ یہ نہیں جا سکتا ہے ... نا
بات نا معلوم طریقوں سے پورا کریگی۔ (یعنی) جوکہ اپنی آپ آرڈ ننس اور
ہے۔ (یعنی) جوکہ زور کبھی حاصل نہیں کر سکتا ہے۔ کیا تم نے جنگل میں پچھلے
خزان کے صبح کو ایک چھوٹا گول موٹا یا صرفی کا پھول نہیں دیکھا ہے جوکہ
ایک قسم کا پودا بلا کسی سختی کے ہے نہیں یہ کچھ اور نہیں دکھائی دیتا ہے۔
سوا ای ایک نرم اور گرہ یا جیلی کے۔ جو بوجھ اپنے تئیں اور زور اور تے معلوم
نہیں ٹھکے کر اپنا راستہ کو ہرے ڈلے زمین سے نکال لیتا ہے اور دراصل حقیقت
اپنے سر پر ایک سخت پتھر کی ٹکڑا اٹھا لیتا ہے۔ مہربانی کے طاقت کا یہی ایک

نشان ہے انسانی سوسائیٹی میں اس اصول کی خوبی بڑے فوائد کے اطلاق میں متروک اور فراموش شدہ ہے ایک یادگار مذہبی تواریخ میں مشہور موقعوں پر بڑی نمایاں کامیابی کیساتھ اسکی آزمایش کی گئی ہے۔ کہ یہ بڑا اور بڑھا ہوا ہمارے مُردہ عیسائیوں کا ملک ابھی کم از کم ایک محبت کا نام زندہ رکھتا ہے لیکن ایک دن مسلم انسان محبوب ہونگے اور ایک عجیب بھلا لیکر سفنی میں غائب ہو جائیگی۔ زور کا اصول پچھلے زمانوں میں غمگساری کیساتھ دیوانوں کوڑیوں جذامی غلاموں اور مجرموں کے برتاؤ کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ دیوانہ آدمی زنجیر ڈالکر پنجروں میں جنگلی جانوروں کی طرح رکھے جاتے تھے۔ کوڑیوں کو قصبوں سے جلاوطن کردیا جاتا تھا۔ اور دور دور مقامات پر آدم زاد سے پرے گو وہ خود آدم زاد تھے

سلہ مقصد اول دلپذیر عبارت مشہور شاعر ہین نے معرض تحریر میں لائی تھی۔ آخری الفاظ جو کبھی اُس نے اطلاع کے لئے تحریر کئے تھے ۱۸۴۸ء میں لیمبرگ کرانیکل کہتا ہے کہ ایک شخص حقہ پیتا تھا۔ اور گیت گاتا تھا۔ کہ جو زیادہ تر پیارے اور خوشگوار ہوا کرتے تھے۔ بہ نسبت کسی کے جو سرزمین جرمن میں کبھی آجتک معلوم تھے۔ اور تمام کو جوان اور بوڑھے عورتیں نہایت شکر او کے ساتھ دیوانہ ہو جاتی تھیں۔ اس طور پر کہ اُنکی خوش الحانی صبح سے رات تک سننے میں آتی تھی۔ کرانیکل کہتا ہے کہ ان راگوں کا مصنف ایک نوجوان کلرک تھا۔ جو برص کی بیماری میں مبتلا تھا۔ اور جو ایک ویران جگہ میں تمام دُنیا سے چھپا ہوا تنہا زندگی بسر کرتا تھا۔ پیارے ناظرین تم بیشک جانتے ہو کہ یہ کوڑھ کا مرض وسطی زمانے میں کیسا خوفناک مرض تھا۔ اور کس طور پر غریب مصیبت زدہ جو اس لاعلاج مرض میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ تمام سوسائیٹی سے جدا کردئے جاتے تھے۔ اور اُنکو کسی آدم زاد کے نزدیک آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی زندہ لاشوں کے مانند وہ آوارہ پھرا کرتے تھے سر سے پاؤں تک بالکل لپٹے ہوئے اور اُنکی ٹوپی چہرے پر چڑھی ہوئی ہوتی تھی۔ اور اپنے ہاتھ میں ایک جھنجھنا جسکو لزارس

اسکی باقی کی زندگی مشہور ہے وہ پیرس واپس آیا۔ اور رحیم بہنوں کا فرقہ قایم کیا۔ اور اسطور پر عورتونکی فیاضی اور خیرات کی ایک پاک سمت بخشی یہ رحیم بہنیں ہر ایک خیراتی کام میں فرانس میں اور اور جگہہ سب سے بڑی مددگار رہی تھیں۔ بیمارونکی تیمارداری کرتی تھیں۔ جوانونکو پڑھاتی تھیں۔ اور لاوارث بچونکی خبرگیری کرتی تھیں۔ یعنی ہمیشہ ہر ایک نیک کام میں سب سے پیش قدمی کرتی تھیں اپنی قید کو یاد کرکے اس نے اپنے تئیں روپیہ جمع کرنے میں لگایا۔ تاکہ افریقہ کے قیدیونکو آزاد کرے۔ وہ اسطور پر کم از کم بارہ سو ۱۲۰۰ غلامونکو آزاد کرنیکا وسیلہ بنا۔ فرانس اور انگلستان کے متفقہ بیڑوں نے ۱۸۱۶ء میں بحری ڈاکوؤں کی ڈاکہ زنی آخرکار اختتام کو پہونچائی۔ اور ڈاکوؤں کا پرانا غار الجیرس کے مقام پر زمین سے ملا دیا گیا۔

جیلخانوں اور زنجیروں کی بابت بہادری کے معاملات میں ہم سنتے ہیں ایک کیا کیا کہانیاں بیرحمی اور مصیبت کی حال کے قانونی عدالتونکے روبرو ظاہر ہوتی ہیں آپ اپنے بڑے شہرونکے غریبونکی تواریخ کی تلاش کرو۔ اور کتنے مرتبہ جبر بھی شامل کیا گیا تھا آپکو یہ کہنا پڑیگا۔ کہ یہ وحشیونکی بیرحمیونکے بعد ایک زحمت ہے۔ کہ جو مسیح کے رحموں سے نہایت فاصلہ پر ہے۔

جان ہوورڈ کا فیاضانہ خیال جیلخانونکے ترقی کی طرف ایک ذاتی ماجرے کے وجہ سے جو ظاہراً اتفاقی قسم کا تھا پہلے منعطف ہوا۔ وہ پرتگال کے بحری سفر کو گیا ایسے موقعہ پر کہ جب لزبن ایک دردانگیز دلچسپی کا نظارہ بنا ہوا تھا۔ جس میں ابتک مشہور زلزلے کے اثر سے تمام کھنڈراتوں سے دھواں دھار نکلتا تھا۔ وہ بحری سفر پر بہت دور نہیں گیا تھا۔ کہ وہ کشتی جسمیں وہ سوار ہوا تھا۔ ایک فرانسیسی رعایا کے جنگی جہاز نے اسکو پکڑ لیا۔ بڑی بیرحمی سے اسکے ساتھ بدسلوک کیا گیا۔ اسکو ۴۸ گھنٹے تک نہ کھانا اور نہ پانی دیا گیا۔ اور بریسٹ کے مقام پہنچکر اسے باقی قیدیوں کے ساتھ قلعہ میں قید کر دیا۔ وہ ایک گندے

جیلخانہ میں ڈالدئے گئے اور بہت دیر تک بلا کھانا کے رکھے گئے۔
آخرکار ایک بھیڑ کی ران غار میں ڈالی گئی جو ناخوش آدمی ٹکڑے ٹکڑے کر کر
مانند وحشی جانوروں کے چبانے پہ مجبور ہوئے قیدیوں نے اسی قسم کا
بیرحم سلوک ہفتے بھر تک برداشت کیا۔ اور خوفناک جیلخانہ کے فرش پر
لیٹنے کیلئے مجبور ہوئے جسمیں کوئی اور چیز سوائے گھاس کے انکو فساد اور
اسجگہ کی وبا پیدا کرنیوالی سیل سے بچانے کیلئے نہ تھی ٭
ہوورڈ آخرکار آزاد کیا گیا۔ اور انگلستان واپس آیا لیکن اسنے آرام نہ کیا
جبتک کہ وہ بہت سے اپنے ساتھی قیدیوں کی آزادی کا باعث ہوا۔ پھر اسنے
انگریزی قیدیوں کیساتھ دوسرے جیلخانوں اور براعظم کے قلعوں میں خط و کتابت
شروع کی۔ اور اسکو معلوم ہوا کہ مصائب ایسے ہی خراب بلکہ اُسکے اپنی سے بہت
زیادہ بڑھے ہوئے قیدیوں کے عام قسمت میں ہوئے تھے۔
تھوڑی دیر کے بعد اسکی توجہ انگریزی جیلخانوں کی حالت کی طرف دوران ادائیگی
فرائض بیڈفورڈ ضلع کے ہائی شریف کی حیثیت میں منعطف ہوئی یہ عہدہ
عموماً آنریری ہوتا ہے جس سے ذرا سا دبدبہ اور ظاہری نمائش پیدا ہوتی
ہے۔ لیکن ہوورڈ کا معاملہ اور تھا ایک عہدے پر مقرر کیا جاتا اسکے ساتھ
اپنے فرائض کی ادائیگی کے مناسب پورا کرنا تھا۔ وہ عدالتوں میں بیٹھتا تھا
اور مقدمات کو توجہ سے سنتا تھا۔ جب مقدمات ختم ہو جاتے تھے تو وہ
جیلخانہ میں جسمیں مجرم قید رکھے جاتے تھے جاتا تھا وہاں وہ شرمناک
اور ظالمانہ سلوک جو ملزموں کیساتھ کیا جاتا تھا۔ اُس سے واقف ہو گیا۔ وہ
نظارہ جو جیلخانہ میں اُسکے نظر میں آیا۔ اُسنے اُسکو اپنی آیندہ کی زندگی
کے مشن کی قسمت ظاہر ہوئی۔
انگلستان کے جیلخانے اور نیز اور ملکوں کے اُسوقت ایک نہایت خوفناک حالت میں تھے
قیدی نہ تو جدا اور نہ قسموار رکھے جاتے تھے مقابلتاً بیگناہ اور نفرت انگیز

کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گیا تاکہ برٹش جیلخانوں کے نفرت انگیز رازوں کو نکالکر تشہیر کردے۔ بہت سی حالتوں میں اسنے انکو آزاد کردیا۔ کہ جو صرف تھوڑی سی قرضداری کیواسطے بندی خانے میں ڈالے گئے تھے۔ اور بہت سی اوروں کو جو بالکل بےجرم تھے۔ انکے ملاحظہ کے اختتام پر ایوان عام نے ایک کمیٹی مقرر کی۔ تاکہ اصلی حالت اس معاملہ کی دریافت کی جاوے۔ وہ اسکے روبرو یادداشتوں کے [illegible] پیش ہوا۔ تحقیقات کے دوران میں ایک ممبر نے اسکے اطلاع کی صحت اور [illegible] سے متعجب ہوکے پوچھا کہ کس کے خرچ سے اس نے سفر کیا ہے۔ جو ہوورڈ کی [illegible] [illegible] جواب دے سکا۔ قریباً لگی بند ہوگئی۔ واضعان قانون نے شہادت کے اختتام پر اسکا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے اس راستے کی پیروی کی جو اس نے بتلایا تھا۔ [illegible] نافذ کی گئیں (یعنی) اسکیم شروع کرنیکے ایک سال [illegible] [illegible] کی گئیں [illegible] تنخواہ مقرر کی گئی۔ اور تمام قیدیوں کو حکم دیا گیا۔ کہ رہائی کے بعد فوراً چھوڑ دئے جاویں۔ اس بات کی نیز ہدایت کی گئی کہ تمام جیلخانے صاف ستھرے کئے جاویں سفیدی پھیری جاوے۔ اور ہوادار بنائے جاویں۔ اور یہ کہ شفاخانے تبدیلی کی پرورش اور صحت یابی کیلئے تعمیر کئے جاویں۔ اور یہ کہ مناسب جیلخانے تعمیر کئے جاویں۔ ہوورڈ بیماری کے بستر پر پڑا ہوا تھا۔ جبکہ بل پاس کئے گئے تھے۔ لیکن جونہی وہ بیماری اور نقصان سے جو اپنے اوپر خود ڈالی ہوئی محنتوں کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔ صحت یاب ہوا۔ تو وہ پھر [illegible] اور جیلخانوں میں پھر گیا۔ اس غرض کیلئے کہ وہ دریافت کرے۔ کہ ایکٹوں پر پورا عمل درآمد ہوتا ہے۔

انگلستان کا کام ختم کرکے ہوورڈ سکاٹ لینڈ اور آیرلینڈ گیا۔ اور ان ملکوں کے جیلخانے ملاحظہ کئے۔ اس نے انکو ویسی ہی خوفناک حالتوں میں پایا۔ اور اپنی تحقیقات کے نتائج بکمال کامیابی کے ساتھ شائع کئے پھر وہ براعظم

کو جیلخانے کے رہایش کے متعلق دریافت کرنے کیلئے چلا گیا۔ پیرس کے مقام پر بسٹلی کے دروازے اسکے برخلاف بند کیئے گئے۔ لیکن دوسرے فرانسیسی جیلخانوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔ گو وہ کافی خراب تھے۔ تاہم انگلستان کے جیلخانوں سے بہت اعلےٰ تھے۔ جب یہ معلوم ہوا۔ کہ ہوورڈ بسٹلی کے متعلق تحقیقات کر رہا ہے۔ ایک حکم اسکی گرفتاری کا جاری کیا گیا۔ لیکن وہ موقعہ پاکر فرار ہو گیا۔ اُس نے ریاست کے جیلخانہ کا حال چھاپکر اپنا بدلہ نکالا۔ کہ جو اس نے ایک ایسی کتاب سے جو حال میں شایع ہوئی ہے۔ ترجمہ کیا۔ اور جو اُس نے بڑی مشکل اور تکلیف کے بعد حاصل کی۔

ہوورڈ نے آگے بلجیم۔ ہالینڈ۔ اور جرمنی میں سفر کیا۔ اُس نے ہر جگہ یادداشتیں لکھیں اور ایک بڑا ذخیرہ اطلاع کا حاصل کیا۔ جو نتیجہ خطیر محنتوں کا تھا۔ انگلستان واپس آنے پر اُس نے یہ دیکھا۔ کہ جیلخانوں کی ترقی کا کام جبر بکڑ گیا ہے۔ اُسی محنت کے مقام پر وہ سویٹزرلینڈ چلا گیا۔ اُس نے وہاں جیلخانوں کے تربیت کا علم منکشف پایا۔ قیدیوں سے کام لیا جاتا تھا۔ نہ صرف اُنکے اپنے فائدہ کیلئے بلکہ اُن ٹیکسوں کے کم کرنے کیلئے جو جیلخانوں کی قائمی کیلئے لگائے گئے تھے۔

تین سال کے نئے تھکان کام کرنے کے بعد جس عرصے میں اُس نے تیرہ ہزار میل سے زیادہ سفر کیا۔ ہوورڈ نے ایک بڑی کتاب حالات جیلخانہ کے متعلق شایع کی۔ یہ بڑے جوش سے قبول کی گئی۔ ایوان عام نے پھر اُسکا معائنہ کیا۔ دربارہ مزید تجاویز کے جو قیدیوں کی ترقی کیلئے ضروری تھے۔ اُس نے ترتیب قانون کی سفارش کی۔ اس نے ایک ایمسٹرڈم کے مقام پر دیکھا تھا۔ جو اُس نے کہا کہ بطور آئینہ کے قبول کیا جائے۔

وہ وہاں پھر کام کرنے کے طریق دریافت کرنے کیلئے گیا۔ ہالینڈ سے وہ پرشیا (جرمنی) گیا۔ سلیشیا کو آسٹریا اور پرشیا کے مخالف فوجوں کے صفوں کے درمیان سے گزر کر عبور کیا۔ اُس نے کچھ عرصہ وی آنا میں صرف کیا اور اٹلی

کروں - کہ اُسکو کیا ہو گیا ہے - ہوورڈ جلاد کے پاس چلا گیا - اُس نے کہا
کہ کیا تم تازیانہ اسطور پر لگا سکتے ہو کہ بہت قلیل عرصے میں موت آجاوے -
ہاں - کسقدر تھوڑے عرصے میں ایک دن یا دو دن میں کیا تم نے کبھی ایسا لگایا ہے - ہاں
میں لگایا ہے - کیا تمنے حال میں لگایا ہے - ہاں - اخیر آدمی جسکو میرے ہاتھوں
سے تازیانہ کی سزا ملی ہے سزا سے مر گیا ہے - تم کس طریقہ سے اسکو مہلک
بنا دیتے ہو - پہلوؤں پر ایک یا دو ضربوں سے کہ جس سے گوشت کے بڑے
ٹکڑے اُتر جاتے ہیں - کیا تم کو حکم ملتا ہے - کہ اسطرح پر سزا دو - کبھی ملتا ہے
اس طور پر روس کی شنیعی کہ سزای قصاص تمام سلطنت میں موقوف
کر دی گئی ہے - موثر طور پر طشت ازبام کی گئی تھی -

اُس نے ماسکو سے لکھا ہے - کہ ستر ہزار رنگروٹ سے کم نہیں - جو بحری اور
بری فوج کے روسی ہسپتالوں میں ایک سال کے اندر مر گئے ہیں - اب
ہوورڈ ایک صحیح آدمی تھا اور سوای سچائی کے کوئی اور بات کہنے
کے ناقابل تھا - اور اسلئے اس خوفناک واقعہ سے دونوں جنگ اور خونخواری
سے نفرت بڑھ جاتی ہے روس سے اُس نے براستہ پولینڈ - پرشیا - ہنوور - اور
آسٹرین نڈرلینڈ وطن کا سفر اختیار کیا - ۱۷۸۳ء میں اُس نے اُسی غرض سے
ہسپانیہ اور پرتگال میں سفر کیا - اُس نے اپنے سفر کے نتائج اپنی بڑی کتاب کے
دوسرے ضمیمہ میں شائع کئے -

بارہ سال اب گذر چکے ہیں - جب سے کہ ہوورڈ نے اپنے تئیں اپنی زندگی کے
مستغرق مشاغل میں لگا دیا ہے - اُس نے بیالیس ہزار میل سے اوپر یورپ کے
شہروں اور بڑے قصبوں کے جیلخانوں کے معائنہ کرنے میں سفر کیا ہے - اور اُس نے
تیس ہزار پونڈ سے اوپر قیدیوں - بیماروں اور دکھیاروں کی مدد میں خرچ کر دیا
ہے - مگر اُسکا کام ابھی ختم نہیں ہوا ہے - اُس نے ان ملکوں میں جانے کا
قصد کیا - جہانتک طاعون پھیلی ہوئی تھی - اس غرض کیلئے کہ اگر ممکن ہو -

تو اس خوفناک بیماری کا علاج دریافت کرے۔ اُسکا مدعا پہلی حالت میں
فرانس سے مارسلیس جانے کا تھا۔

نومبر ۱۷۸۵ء میں وہ پیرس روانہ ہوا۔ فرانسیسیوں نے اُسکا رسالہ بسٹلی کے
متعلق یاد کر کے فرانس کے سرزمین پر آنے کی مخالفت کردی۔ وہ بھیس
بدل کر پیرس میں داخل ہوا۔ اُسی رات کو جب وہ پہونچا پولیس نے اُسکو
بستر پر سے آن جگایا۔ ایک خوش قسمت خیال نے چند منٹ کیلئے آگے
اُن سے جدا ہونے کے قابل کردیا جس عرصہ میں وہ اُٹھا کپڑے پہنے گھر سے
بھاگا۔ اور فوراً مارسلیس کے راستے پر ہولیا۔ اُس نے وہاں لزار ٹو کے
پاس داخلہ حاصل کیا۔ اور وہ معلومات جو اُسے درکار تھی حاصل کی۔

اُس نے سمرنا جانے کیواسطے سفر جہازی انتخاب کیا جہاں طاعون
زور و شور سے تھا۔ وہاں سے مستقل مزاج خلق دوست نے ایک وبائی
جہاز کے ذریعہ سے بحر ایڈریاٹک کا سفر کیا۔ تاکہ نہایت سخت کوارنٹین کی
صعوبت برداشت کرے۔ اُسکو بخار ہوگیا۔ اور چالیس دن کوارنٹین
میں پڑا رہا۔ وینس میں بالا خانہ تنہا مصیبت میں سخت صعوبت برداشت
کرتا رہا۔ آخر کار وہ صحت یاب ہو گیا۔ اور اپنے گھر انگلستان کا راستہ لیا
وہ اپنے ملک کی جا بجا دیکھنے گیا۔ اُس پاس کے غریبوں کے واسطے سامان
مہیا کیا۔ اور اپنے غریب دوستوں سے بطور ایک کے اپنے جھگڑوں سے جدا ہوا
اُسکو ایک اور سفر اختیار کرنا تھا۔ یہ اخیر کا سفر تھا۔ اُسکا ارادہ تھا کہ اپنی
تحقیقات طاعون کے مضمون کے متعلق وسیع کرے۔ ۱۷۸۹ء میں
اُس نے ہالینڈ جرمنی اور روس کے ممالک میں سے ٹرکی مصر اور ریاست
ہائے بربری جانے کے ارادہ سے گیا۔ لیکن وہ صرف خراسان تک
روسی تاتاری علاقہ میں جانے کے قابل ہوا۔ وہاں جیسا کہ معمول تھا وہ
قیدیوں سے ملا۔ اور جیلخانہ کا بخار اُسکو لگ گیا۔ تنہا غیر آدمیوں کے درمیان وہ

بیمار ہوکر اپنی چونسٹھ برس کی عمر میں مرگیا۔ اُس شخص کو جو کہ اُسکے بستر کے
کے پاس تھا۔ اُس نے ایک مقام ڈافنی کے قبرستان میں بتایا جہاں کہ وہ دفن ہونا
چاہتا تھا۔ مجھے زمین کے اندر چپ کے سے رکھدو۔ اور میری قبر پر ایک
دھوپ گھڑی رکھدو اور مجھکو بھلوا دو۔ لیکن ہاورڈ ہرگز فراموش
نہیں ہوگا جبتک کہ انسانی یادداشت قائم ہے۔ وہ نہایت مصیبت زدہ
آدمیوں کا محسن تھا اُسنے اپنا کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ اُن لوگوں کا جو اُسکے
بغیر بے یار و مددگار ہوتے۔ اپنے زمانے میں اُس نے ایک عجیب درجہ
کی کامیابی حاصل کی۔ لیکن اُسکا اثر ایسا کچھ زائل نہیں ہوا کیونکہ
اُسنے نہ صرف انگلستان کے قانون پر بلکہ تمام شائستہ قوموں کے
قوانین پر آج کے زمانے تک اثر ڈالا ہے۔

برک اسطور پر اُسکی نسبت اظہار کرتا ہے۔ اُس نے تمام یورپ کا سفر جیلخانوں
کے غاروں میں غوطہ لگانے کیلئے ہسپتالوں کے متعدی امراض [illegible]
ڈھونڈنے کیلئے۔ درد اور غم کے محلات کی پیمائش کرنے کیلئے حقارت
مایوسی اور مصیبت کی وسعت اور گہرائی دیکھنے کیلئے بھولے ہوؤں کو
یاد رکھنے کیلئے۔ لاوارثوں کی خبرگیری کرنے کیلئے بدنصیبوں کی ملاقات کیلئے
اور تمام آدمیوں کے تمام ملکوں میں مصائب کو جمع کرنے اور مقابلہ کرنے
کیلئے اختیار کیا۔ اُسکی تجویز اصولی ہے اور یہ ایسا [illegible] ایسی ہر [illegible]
کہ انسانیت سے بہ معلومات کا سفر [illegible] ہے بہ خیرات کی جہاز [illegible]
گرد آوری ہے اور پہلے ہی اُسکی محنت کا فائدہ کم و بیش ہر ایک ملک
نے اُٹھایا ہے۔

[illegible] کے وقت [illegible] کیا [illegible] کی گئی ہے
[illegible]
[illegible]

کہ ایک موقعہ پر اُس نے مسز فرے کے ہمراہ نیوگیٹ جانے کی اجازت طلب
کی وہ اس عالم سے ایسا موثر ہوا - کہ بچے کے مانند وہ رویا - اس مضمون پر
بعد ازاں تذکرہ کرتے ہوئے ایک وعظ میں اُس نے کہا - یہ ایک تماشا ہے
جو اس شہر میں اب دیکھنے میں آتا ہے - کہ میں اسکو کہنے کی جرات کرونگا کہ
یہ نہایت سنجیدہ نہایت عیسائیوں جیسا اور نہایت موثر ہو کسی آدم زاد
نے کبھی دیکھا ہے - اُس پاک عورت کو بدنصیب قیدیوں کے درمیان
میں دیکھنا - اُن سب کو سنجیدگی سے خدا کی یاد کرتے ہوئے دیکھنا - اُسکی
آواز سے مطمئن ہونا - اُسکی نظروں سے تازہ دم بننا - اُسکے کپڑوں کے پلے
سے چمٹنا - اور اُسکی اسطور پر پرستش کرنا گویا کہ وہ ہی - ایک عورت ہے
جس نے کبھی اُن سے پیار کیا ہے - یا اُنکو سکھایا ہے - یا اُنکو جتلایا ہے - یا
خدا کی نسبت اُن سے گفتگو کی ہے - یہی ایک نظارہ ہے جو دُنیا کے تماشے
کو بیہم کر دیتا ہے - جو اُنکو جتلاتا ہے - کہ زندگی کا چھوٹا گھنٹہ گذر رہا ہے اور
یہ کہ ہمکو کسی اچھے کاموں سے خدا سے ملنے کیلئے تیاری کرنی چاہیئے - اور یہ
بیچ دعا مانگنے تسلی دینے - جانے مانند اس برکت والی عورت کے اور
یہ ہماری آسمانی نجات دہندہ مسیح کا کام کرنا درمیان گنہگاروں شکستہ
دلوں اور بیماروں کے اور زندگی کے نہایت مصیبت زدہ اور نہایت
غریب آدمیوں میں - محنت کرنیکا زمانہ ہے -

مسز فرے اپنی لگاتار کوششوں سے جیلخانوں کی حالتوں میں اور زنانہ قیدیوں کے
چلن میں کامل ترقی کروا لینے میں کامیاب ہوئی - اسقدر کہ شیرف جوری نے
اپنے ریورٹ میں جو اُنہوں نے ۱۸۱۸ء میں نیوگیٹ کے ملاحظہ کے بعد کی
بیان کرتی ہے - کہ اگر وہ اصول جو اُسکے قواعد میں مندرج ہیں - وہ
مردوں اور نیز عورتوں کے متعلق اختیار کئے جاویں - تو یہ ایک جیلخانے کو
مدرسہ تادیب بنانے کا وسیلہ بن جائیگا - اور بجائے دُنیا میں ایسے مجرم واپس

بھیجنے کے جو کہ برائی اور خرابی کے سخت جان ہو گئے ہوں - غالباً پشیمانی سے سوسائٹی کے مفید ممبر بن جاوینگے -

مسٹر بلانٹل بھی جو مسٹر فرے کی نسبت کچھ کم مشہور عورت ہے - اسنے وارو یک کے جیلخانہ میں جسکا خاوند انکا منتظم تھا قیدیوں کی بہتری اور بہبودی کیلئے اس لئے اپنے تئیں لگایا - بہت مجرموں کو وہ برائی کے طریقوں سے نیکی اور محنت کے طریقوں پر سدھار کرلے آئی - لڑکے اور لڑکیاں جو خطاوار ہیں ایسی چھوٹی تھیں - اسکی خبر گیری کا خاص مضمون تھیں - وہ ہمیشہ قریباً اپنی کوششوں میں انکو سوسائٹی میں اچھا بناکر واپس بھیجنے میں کامیاب رہتی لیکن شخصی مدد قیدیوں کے جم غفیر کے اصلاح اور درستی کیلئے بہت قلیل کام کر سکتی ہے - یہ صرف قانونی مدد سے ہی تھا - کہ اتنا بڑا سوال حل ہو سکتا تھا - قانون کا ایک خاص منشا یہ ہے - کہ جرم کو روکے - بذریعہ ارتکاب کی تحریص دور کرنے سے اور جیلخانے کی تربیت کا بڑا مدعا یہ ہے کہ مجرموں کی اخلاقی حالت کو سنوارا جاوے - اور اس سوسائٹی کے جسکے برخلاف اس نے گناہ کیا ہے - اس کے سینہ سے پھر اسکو لے جاکر لگا دیا جاوے انصافاً یہ مجرم کو واجب ہے - کہ جو اکثر ایسا بن جاتا ہے - ان واقعات سے جسمیں وہ نشوونما پاتا ہے - بوجہ اپنی عدم تربیت یا بوجہ غیر مساوی قانون کے جو سوسائٹی نے نافذ کیا ہے -

پیشتر اسکے سوسائٹی مجرموں سے اپنا بدلہ لیتی تھی - اور انکو مانند جنگلی جانوروں کے سمجھتی تھی - اب نرم سلوک کیا جاتا ہے - اس غرض سے کہ انکو آزاد کیا جاوے سنگ سنگ یونائٹڈ سٹیٹس امریکہ کی جیل ... کے گورنران نے ریاست نیویارک میں مجرموں کے اصلاحی سلوک کے طریق میں پیش قدمی کی - انکی توجہ اس مضمون کی طرف مسٹر ایلمنڈ کی رپورٹوں سے منعطف ہوئی - اسنے کہا - کہ ایسے بالکل کوئی یقین نہیں ہے - سسٹم رسائی کے طریق پر جو کہ دنیا میں اتنی مدت

تک پھیلا ہوا تھا (یعنی) مجرموں کو ایذا رسانی کا طریق اس غرض کیلئے کہ نیک چلن ہو جائیں - اور کبھی کسی بہتر بات کا سوائی خوف کے کمینہ خیالات کے ملتجی نہ ہو جائیں - اپنے تجربہ میں اس نے کافی دیکھ لیا ہے جس سے اسکو یقین آتا ہے - گو پستی میں جیسے کہ پڑے ہوئے ہیں - ان کا پھر بھی دل ہے جو مہربانی سے موثر ہو جاتا ہے - ضمیر ہیں جو عقل کے پاس اپیل کرنے سے بیدار ہو جاتی ہیں - اور بہتر دور زندگی کیلئے خواہشات ہیں کہ جنکو صرف ہمدردی اور امید کی خوش کن آوازوں کی ضرورت ہے جنکو مستقل معلومات سے تقویت پہونچائی جاوے - ایک نیا طریق مجرموں کے ساتھ کا اسکے مطابق مسٹر ایڈمنڈ کے سفارشوں کے موافق سنگ سنگ کے جیلخانہ میں شروع کیا گیا - اور نہایت اچھا نتیجہ اس کا برآمد ہوا - اب قاعدہ تھا - کہ سزا اسقدر کم دی جاوے جہاں تک ممکن ہو - اور ہمت دلائی جاوے - کہ جہاں کہیں اصلاح کی کوئی خواہش دکھائی دیوے - بہت سے مجرم جو پہلے غیر تربیت پذیر خیال کئے جاتے تھے - اسطور پر سوسائٹی میں بطور مفید اور فائدہ بخش شہریوں کے بنائے گئے - اور بہ کم صرف ان کے تھوڑے سے قلیل حصہ نے پہلی عادات شقاوت کی طرف عود کیا -

یہ طریق عورتوں کی حالت میں خاصکر مفید پایا گیا - ایک [illegible] نے کہا میں ان کو مخاطب ہو کر خود حکومت کے فرض کے متعلق اور چلن کی اصلاح کے [illegible] کے متعلق اگر وہ مصیبت سے بچنا چاہتی ہوں - خواہ اس دنیا میں [illegible] اور دوسری میں گفتگو کی - اس تھوڑے سے تجربے کا اثر [illegible] ایک [illegible] تقریر [illegible] [illegible] کے زیادہ [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] اُن کے [illegible] [illegible] یقین اُس سے بڑھ گیا ہے کہ [illegible] [illegible] یا ظلم سے [illegible] کیوں [illegible] [illegible] سلطنت والی کے [illegible]

قایم رکھتی ہے۔ کہ کوئی ایسا دل کڑا یا سنگدل نہ ہوگا۔ جسکو کہ ہمدردی اور مہربانی کے آوازنہ پہونچے اور یا ایسا کمینہ ہو گیا ہے۔ کہ جو عیسوی محبت کے صدا کا کوئی جواب نہ دیوے۔

کپتان پلیسبری۔ وتیت بری جیلخانے کا گورنر کانک ٹیکٹ میں نہر ہمیدردانہ طریقوں سے مجرموں کے نجات دہی۔ اور انکے برتاؤ میں نہایت درجہ کامیاب ہوا اسمیں ایک اخلاقی جرأت تھی۔ جو قریبًا عظیم الشانی تک پہونچی تھی۔ اُس کے تقرر سے پہلے معمولی سخت سلوک کا طریق جاری تھا۔ جس کا معمولی کرخت اور ذلیل اثر قیدیوں کے اوپر پیدا ہوا۔ جس نے اُن میں گہری اور سنجیدہ بغض پیدا کی ہے جرم اپنے دبارت میں بڑھتا گیا۔ اور جیلخانہ ہر سال زیادہ تر گہرے قرض میں ریاست کو زیر بار کئے جاتا تھا۔ کپتان پلیسبری نے بالکل سلوک کا طریق بدل دیا۔ اُس نے اپنی کوششیں قیدیوں کی اصلاح بامہربان سلوک کے ذریعہ سے متوجہ کیں۔ اُس نے نیک چلنی کے دورہ میں اُن کی حوصلہ افزائی کی۔ اور نیکی کے اختیار کرنے پر اُنکو خوب شاباش دی۔ اُس نے مجرمان کبیرہ زنجیروں کی ذلالت سے فورًا آزاد کر دیا۔ اور اُن کو کہہ دیا۔ کہ وہ اُن پر بھروسہ کریگا۔ یہ حکمت اپنے اثر میں جادو کا کام کر گئی۔ آدمیوں نے اپنا اعتبار اُسمیں جمایا۔ اور انہوں نے اُسکے حکومت کی نہایت درجہ عزت ظاہر کی۔ ترتیب اور قاعدہ جیلخانہ میں پھیل گیا۔ اور اس صیغہ نے اپنی محنت سے جلدی فایدہ دینا شروع کر دیا۔

قیدیوں میں سے ایک قیدی کیسا تھ اُسکا سلوک مشہور ہے۔ وہ آدمی قسمی ہیکل (بل شل) جیلخانے کو توڑنے والا۔ ملک کا خوف دہندہ اور سترہ برس جرایم میں زیادہ تر گہرا گھرا ہوا تھا۔ کپتان پلیسبری نے جب وہ آیا تو اُس سے کہا۔ کہ میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ وہ بھاگنے کی کوشش جیسی کہ اُس نے اور جگہ کی ہے۔ نہیں کریگا۔ میں تمکو ایسا آرام پہونچاونگا۔ جیسا کہ میرے امکان میں ہے

اور تمہارا دوست بننے کا میں مشتاق ہونگا - اور میں اُمید کرتا ہوں - کہ اپنی
وجہ سے تم مجھے کسی مشکل میں نہیں ڈالوگے - وہاں ایک کوٹھڑی ہے - جو قید
تنہائی کیلئے قرار دی گئی ہے - لیکن ہم کبھی اُسکو استعمال نہیں کرتے ہیں
اور میں بہت افسوس کرونگا - کہ اگر مجھے کسی شخص پر اُس کے اندر کنجی لگانی
پڑے - تم اسمیں کچھ ایسی آزادی سے پھر سکتے ہو - جیسا کہ میں پھرتا ہوں -
اگر تم مجھ پر اعتبار کروگے - ویسا ہی میں تم پر اعتبار کرونگا - وہ آدمی ناخوش تھا
اور کئی ہفتوں تک اُس نے رفتہ رفتہ آثار کپتان بلیسبری کے رسوخ سے
نرم ہونے کے دکھائے - آخرکار اُسکو اطلاع دی گئی - کہ وہ آدمی جیلخانہ سے
بھاگ جانے کا ارادہ رکھتا ہے - کپتان نے اُسکو بلایا - اور یہ امر اُسکو جتلایا
اُس آدمی نے غمناک خاموشی قایم رکھی - اُسکو کہا گیا - کہ یہ اب ضروری ہے
کہ اُسکو تنہائی کی کوٹھڑی میں بند کیا جائے - کپتان جو چھوٹا ہلکا آدمی تھا -
آگے گیا - اور وہ اُسکے پیچھے چلا - جبکہ وہ گلی سے نہایت تنگ [illegible] ہو رہے تھے -
تو گورنر نے اپنی لمبے ساتھ پیچھے مڑ کر مجرم کے چہرے کو دیکھا - اب اُس
نے کہا - کہ میں تم سے پوچھتا ہوں - کہ آیا جیسا کہ میں حق ہوں - تم نے میرے
ساتھ سلوک کیا ہے - میں نے ہر ایک بات تمکو آسایش پہونچانے کیلئے جو
میں خیال کر سکتا تھا - کی ہے - میں نے تم پر اعتماد کیا - اور تم نے اسکے عوض
میں ذرا سا بھی اعتبار مجھکو نہیں جتلایا - بلکہ تم نے تجویز کی - کہ مجھکو تکلیف
میں ڈالو - کیا یہ مہربانی ہے - اور پھر بھی تمکو مقفل کرنے کا میں برداشت
نہیں کر سکتا ہوں - اگر ذرا سا بھی اشارہ مل جائے - کہ تم میری پرواہ کرتے ہو
اُس آدمی کے آنسو ٹپک پڑے - اُس نے کہا جناب کہ میں ان سترہ سال
میں بڑا شیطان رہا ہوں - لیکن تم مجھ سے ایسا سلوک کرتے ہو - جیسا انسان
سے کیا جاتا ہے - کپتان نے کہا آؤ ہم واپس چلیں - قیدی کو پہلے کی طرح
جیلخانے میں آزاد پھرنے کی اجازت تھی - اُس وقت سے اُس نے اپنا دل کپتان

ہیں۔ ایک نہایت بڑی مشکل جو مجرم کو طے کرنی پڑتی ہے۔ وہ ٹھیک میعاد پوری کرنے کے
بعد ملازمت حاصل کرنے کی ہے۔ وہ کام کرنے کیلئے رضامند ہوتا ہے۔ اور دیانتدار
بننے کیلئے مصمم ارادہ رکھتا ہے۔ لیکن پولیس والا اُسکے بود و باش سے واقف
ہوتا ہے اور اُسکے خلاف اطلاع دے دیتا ہے۔ اُسکو فوراً نکال دیا جاتا ہے۔ اور
اپنی پرانی عادات اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اسطور پر ایک سابقہ عادی
قیدی کو دیانتداری اختیار کرنی قریباً ناممکن ہو جاتی ہے۔ ٹومس رابٹ
مانچسٹر کے خلق دوست نے اپنے تئیں افسردہ قیدیوں کا سچے دوست کے
طور پر امتیاز حاصل کیا۔ وہ آدمی سوسائٹی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا
اُسکے پاس کوئی دولت سوائے ایک فیاض اور محبتی دل کے کچھ نہ تھی۔

درج ہے جہاں کہ نابینی بد دیانتی کے نہایت مختصر حالات کے درمیان کہ ٹوٹے ہوئے قیدی کو ٹھیلے کے کارخانوں
بارانتظار کے کام کرتے ہیں۔ بڑے سے خراب مکانوں میں رہتے ہیں۔ ننگ کاری کرتے ہیں اُنکی حفاظت کرتے
ہیں۔ اور رستہ تک ہتکڑی لگا کر رکھے جاتے ہیں۔ اُنکے درمیان میں ایک ملاحظہ کرنیوالے نے
ایک پندرہ برس کی عمر کے لڑکے کو دیکھا۔ جو پہلے ہی پانچ سال اس غلامی کے جبکہ دس
برس کی عمر سے برداشت کر چکا تھا۔ جس جرم میں ایک جج نے اُسکو چالیس برس کی
قید نقب زنی کے پاداش میں دی تھی۔ اُس اخبار سے جس میں یہ چھپا ہوا تھا۔ اور نامہ نگار کی ظاہری
چلن سے اس خوفناک کرنے کیلئے وجہ ہے۔ کہ یہ بالکل سچ تھا۔ کیونکہ امریکہ میں بیشمار جیلخانہ
کی عمارتیں قریباً ایسی خراب موجود ہیں۔ کہ جنکی سرکاری بیانات سے پوری تصدیق ہوتی ہے۔ ایک
جج جو ایسی سزا ایسے جوان بچے پر نافذ کر سکتا ہے۔ تو ایک آدمی اُسکو خود سزا یافتہ دیکھنا پسند
کریگا۔ گو ایسے آسان حالتوں میں جسمیں میں نے ایکدفعہ امریکہ کے ایک جج کو پنسلوینیا کے
ریاستی جیلخانہ میں دیکھا۔ اُسکو دو سال کی سزا رشوت ستانی کیلئے دی گئی تھی لیکن اُسکے
کمرے ہر ایک آرائش سے آراستہ تھے اور یہ نہایت تعجب انگیز تھا کہ ایک مجرم جو منافقی طور پر تعریف
کیساتھ چالاک کہا جاوے اس موقعہ پر بھی قانون کے رو سے اسطور پر سلوک کیا جاوے۔

گو اس نے ادھوری تعلیم پائی تھی۔ لیکن ابتدائی عمر میں اپنی ماں سے مضبوط
مذہبی خیالات حاصل کئے تھے۔ آخرکار وہ وقت آیا جبکہ وہ اسکی گرفت سے
چھوٹا۔ اور دنیا کا مقابلہ اسکی خلقت اس کی عشرت ۔ اور اس کے
برائیوں کیساتھ کرنا پڑا۔ وہ بہت جلدی مانچسٹر میں نہایت شریر آدمیوں
اور لڑکوں کیساتھ مل گیا۔ یہ کچھ عرصے تک ہوتا رہا۔ لیکن آخرکار اس کے دل اور
ضمیر نے اپنے رفیقوں کی کفر گوئی کے برخلاف منہ پھیر دیا۔ اپنی ماں کی
ہونٹوں سے جو اس نے سبق پڑھے تھے۔ انہوں نے آکر اسکی مدد کی۔ اس
نے ایک بامذہب جوان آدمی سے واقفیت پیدا کی اور باقاعدہ طور
پر ایک پرستش گاہ میں اس نے جانا شروع کیا۔ پندرہ برس کی
عمر میں وہ مانچسٹر کے مقام پر ایک انگریز کے ہاں امیدوار ہوا۔ اسکی
مزدوری پہلے پانچ شلنگ فی ہفتہ تھی۔ وہ ایک مستعد پرہیزگار اور
ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ ترقی کرنی شروع کی۔ یہانتک کہ پچیس برس
کی عمر میں وہ دھالیوں کا منتظم یا پیشوا بن کر دس شلنگ ہفتہ وار
تنخواہ پر بن گیا۔ یہ اسکی نہایت بڑی آمدنی تھی۔ لیکن وہ نیکی جو اس نے
بعد ازاں کی۔ اسکے روپے کی مزدوری سے مطلقاً علاوہ تھی۔

اسکی توجہ ابتدا ہی میں جرائم پیشہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ جو نہایت
نا امیدی کے تھے۔ قیدی جب جیلخانہ سے رہا ہوتا ہے۔ تو بہت شاذ و نادر
اپنی پرانی جگہہ نوکری حاصل کر سکتا ہے۔ بیشے مالک اسکو بلا ٹکٹ
چھٹی کے ملازم نہیں رکھتے ہیں۔ جس کی وہ تصدیق نہیں دے سکتا
ہے۔ نتیجہ غالباً اسکو بہت خراب کر دیتی ہے۔ اسکا تعلق اپنی نسبت زیادہ
خراب آدمیوں سے پڑتا ہے۔ وہ اسطور پر اپنے پہلے ساتھیوں کیساتھ
آملتا ہے۔ اور اپنی مجرمیت کا دور پہلی کی طرح پھر شروع کر دیتا ہے۔
ایکدن ایک آدمی چھوٹا ہوا آیا۔ اور بطور مزدور کے نوکری حاصل کی۔ وہ

مستعد خبردار - اور جفاکش مزدور تھا - لیکن یہ معلوم ہوا کہ وہ آدمی چھٹی شدہ
قیدی ہے۔ لوئیس رابرٹ سے پوچھا گیا - آیا اسکو یہ بات معلوم ہے
وہ واقف نہ تھا مگر اس نے دریافت کرنے کا وعدہ کیا - دین کو رابرٹ نے
اتفاقاً اس آدمی سے پوچھا کہ تم پہلے کہاں ملازم تھا - آدمی نے جواب
دیا کہ میں باہر گیا ہوا تھا - آخرکار بہت زیادہ اصرار کی پرسش کے بعد اس
غریب آدمی نے جس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے - اقبال کیا کہ وہ
رہا شدہ قیدی ہے - اور وہ خواہشمند ہے کہ وہ اپنی پرانی عادات کو
چھوڑ دیوے - اور وہ کوشش کرتا ہے کہ استقلال سے وہ اپنے خراب
چلن کو درست کرے و پیچھے کی زندگی بدل دیگا -
مسٹر رابرٹ نے اس آدمی پر یقین کیا - اسکو یقین آگیا کہ وہ اپنے ارادہ
میں سچا ہے - اسنے اسکے مالکان کو اسکے حالات سے آگاہ کردیا - اور یہ بھی کہ
اسکی آئندہ نیک چلنی کا کفالت ہیں انکو دے سکتے ہیں پھر اسکو وعدہ
دیا گیا کہ قیدی رکھا جائیگا - لیکن دوسرے دن صبح وہ آدمی غائب تھا - اور
اسکی موقوفی کا حکم غلطی سے منسوخ نہیں کیا گیا تھا - ایک قاصد اس
آدمی کے گھر میں اسکے کام پر واپس لانے کے لئے بھیجا گیا - لیکن وہ آدمی
اپنے گھر سے پہلے ہی چلا گیا تھا - اور اپنے ساتھ ایک بنڈل اپنے تمام ذاتی
اثاثہ کا لے گیا تھا -
یہ معلوم کرکے کہ وہ آدمی بری کی جانب روانہ ہوا ہے مسٹر رابرٹ فوراً اسکے
پیچھے پیادہ پا روانہ ہوگیا - اس نے گھوڑے کو سڑک کے کنارے تال سے
سے چند میل کے فاصلہ پر شکستہ دل پریشان حال اور دریا میں بیٹھا
ہوا پایا - رابرٹ نے اسے اٹھا لیا - اور مصافحہ کیا - اور اس سے کہا کہ
ملازمت میں اسکو رکھ لیا گیا ہے - اور یہ ہر ایک بات اب اسکے اپنے
اوپر منحصر ہے - کہ آیا وہ اپنا چلن بطور ایک شریف مزدور کے قائم کریگا

ایک اسامی اُسے ملازمی کی کوشش کرونگا- وہ کامیاب ہوگیا- اور رہا شدہ
قیدی کیلئے کام نکالا گیا- گورنر نے اب اُسے جیل خانہ میں زیادہ آزادانہ طور پر
آمدورفت کی اجازت دی- اُس نے اُسکو اجازت دی- کہ وہ قیدیوں سے
بذات خود ملاقات کرے- رائیٹ نے انکو صلاح اور مشورہ دیا- اُس نے
اُن کے سدھرنے کے ارادے کو تقویت دی- اُس نے اُن کا پیغام اُن کے
کنبے کو گھر میں پہونچا دیا- اور اپنے تئیں اُن کا دوست اور محسن بہت سے
طریقوں میں بنا دیا- اُس نے یہ طریق قرار دیا- کہ اُن کی رہائی پر وہ قیدیوں سے
ملتا تھا- وہ اُن کو گھر لے جاتا تھا- اور اپنے قلیل آمدنی میں سے اُن کو گذارہ
کرنے میں مدد دیتا تھا- اور پھر وہ اُن کیلئے نوکری تلاش کرنے کی کوشش کرتا تھا
وہ بہت حالتوں میں کامیاب ہوتا تھا- مالکان کارخانہ تھوماس رائیٹ
میں یقین کرنے لگے کہ وہ اُسکو اچھا اور تجربہ کار آدمی جانتے تھے- اور یہ کہ وہ انکو
غلط صلاح نہیں دیگا- اُس نے مالکان میں اعتبار پیدا کیا- اور وہ عموماً
رہا شدہ مجرم رکھا کرتے تھے جہاں کہیں انکو شبہ تھا- وہ اُنکی دیانت کی
کفالت اپنا روپیہ امانت [illegible] دیا کرتا تھا- [illegible] روپیہ اپنے پیشوائی
کے خرچ تک [illegible] مزدوری سے جمع کرتا تھا-

وہ اسطرح پر خاموشی اور بلا نمائش کے اپنا کام کرتا رہا- اس بات پر ترجیح دی
کہ کوئی اسکے کام کا ذکر نہ کرے مبادا اُس نیکی میں جو وہ کر رہا ہے خلل پیدا
ہو- یہ بیان کیا جاتا ہے کہ چند سال کے عرصے میں قریباً تین سو رہا شدہ قیدیوں کیلئے
ملازمت دلوانے میں کامیاب ہوا- وہ نہ صرف سب سے ناقص کام تھا-
شراب خوری سے عورتوں کو بچانے میں کامیاب ہوگیا- وہ بعض
اوقات کئی میل گاؤں میں چلا جاتا تھا- خاوندوں سے التجا کرنے کیلئے
اپنے کھانوں کے بل بھی کہ وہ اپنے بیوی کو واپس لے لیوے- کیونکہ شراب خوار
نہیں رہی ہے- بلکہ پشیمان ہے اور گھر کی خواہش رکھتی ہے-

ایک عجیب واقعہ اسکے ایک دوست نے بیان کیا۔ ایک آدمی جو پورٹ لینڈ کے مقام پر قید با مشقت بھگت رہا تھا۔ رہا کیا گیا۔ اور رخصت کا ٹکٹ اور ایک چٹھی پادری سے ٹومس رائیٹ کے نام لیکر مانچسٹر گیا۔ اسکے لئے بطور ایک خاکروب کے ملازمت دلوائی گئی۔ مسٹر رائیٹ نے سڑکوں کے مرمت کرنے والے کے عہدے پر اسکی ترقی دلوائی۔ اور یہاں بھی اسکا چلن تسلی بخش ثابت ہوا۔ اس نے شوقی کنہین سکول کے اتوار اور ہفتہ وار رات کے سکول میں اسکو داخل کروا دیا۔ ان ہر دو میں وہ معلم بنگیا اس نے حصول علم میں اسقدر قابلیت ظاہر کی۔ کہ کنہین سکول اسمیں بڑی دلچسپی لینے لگا۔ کنہین کو اس کے سابقہ احوال سے واقف کیا گیا۔ تاہم اسکے اس کے ساتھ پڑھنے کا انتظام کر دیا۔ اور مناسب وقت پر پورٹ لینڈ کا مجرم ایک پادری بنایا گیا۔

ایک اور معاملہ میں ایک جوان آدمی ایک کوٹھی دار کے ہاں ایک اعتبار کے عہدے پر مقرر تھا۔ جو بد صحبت میں پڑ گیا۔ اور اپنے مالک کا روپیہ غبن کر گیا۔ چوری پکڑی گئی۔ اور اس پر عدالت میں قریباً نالش ہونے والی تھی۔ جوان آدمی کے باپ نے ٹومس رائیٹ کی شفاعت طلب کی۔ وہ فوراً مالک کے پاس گیا۔ اور نالش سے باز رہنے کا وعدہ حاصل کرنے میں بلکہ اس جوان آدمی کو ایک اور ...... موقعہ دینے میں کامیاب ہوا۔ اسے ایک اور موقعہ دو۔ ٹومس رائیٹ کا اکثر ضروری مشورہ یہی تھا۔ اس جوان کو پھر لے لیا گیا۔ اسکا چال چلن نہایت اچھا تھا۔ اس نے کاروبار کی مشاغل میں پہلے کی نسبت زیادہ تن دہی کی۔ آخر کار اسکو بطور حصہ دار کے لے لیا گیا۔ اور آخر کار وہ اس دوکان کا مالک بنگیا۔ اس نے ٹومس رائیٹ کے نام کو کبھی برکت دینی نہ چھوڑی۔

اسطور پر سوں تک کام کرنے کے بعد اسکی از خود محنتوں نے آخر کار سرکاری

مصنف سوانح عمریاں جو بولتی ہیں۔

امتیاز حاصل کیا۔ کپتان ولیم صاحب نے جنکا تذکرہ بمبئی سالانہ رپورٹ
متعلق حالات جیلخانہ میں کیا۔ وہ کہتا ہے کہ اُس بہت کو دکھانے کیلئے
کہ جیلخانہ تک اُس تاجرا ور نئے مددگار نیک آدمی نے اپنا تیاپانی کا کام پہنچایا
اور وہ کامیابی جو اُسکو نصیب ہوئی۔ اُس کیلئے صرف یہ بیان کرنا ضروری
ہے کہ چھیانوے مجرموں میں سے جن کے ساتھ اُس نے رفاقت کی۔ اور انکو
دوبارہ آباد کیا۔ صرف چار آدمی جیلخانہ میں واپس آئے ہیں۔ یہ دیکھکر خوشی
ہوتی ہے۔ کہ جنگلی اعتماد بھروسہ ملزم اور پراگندہ روزگار اُس پر رکھتے ہیں۔
اور جو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلیتاً اُسکے سادے اور غیر مشتبہ اور سچے والدانہ
طریق نیکی کرنے سے پیدا ہوا ہے۔
بہت سی حالتیں ایسی تھیں کہ جنمیں مسٹر رائٹ رہا شدہ قیدیوں کے واسطے
ملازمت حاصل نہ کرسکا۔ ایسی حالتوں میں وہ یا تو اپنے پاس سے [illegible] انکو روٹی
اور لباس دیتا تھا۔ یا ایک کام [illegible] تھا۔ تاکہ
اُن کو اپنا ملک چھوڑنے کے قابل کرے۔ اس طریق پر اُس نے نو سو
اکتالیس رہا شدہ قیدیوں اور قیدیوں کو [illegible] نئے
حالات میں زندگی شروع کرنے اور اپنے پرانے ساتھیوں سے
جدا ہونے میں مدد دی۔ بہت سی حالتوں میں انکو رہا شدہ قیدیوں ایسی
خلق دوستی کے کام میں مدد دی۔ انہوں نے اپنے دوستوں کے واسطے
ملازمت حاصل کی۔ یا چندہ جمع کرکے اوروں کو وطن کے چھوڑنے
میں مدد دی۔ اسطور پر کہ خیرات سے خیرات نکلتی ہے۔
ان بیکس جلاوطنوں میں سے ایک نے جو شمالی امریکہ بھیجا گیا تھا۔
مسٹر رائٹ کو ۱۸۶۲ء میں میرے پیارے بچانے والے باپ کے نام مخاطب
کرکے اُس نے اسطور پر تحریر کیا۔ اُس نے دو پونڈ لنڈن مشن [illegible]
کو بطور چندہ کے بھیجا۔ اُس جلاوطن نے جواب ایک خوشحال آدمی

نکلا تھا۔ کہا۔ آپ کے کبھی فراموش نہ کرنے والی والدانہ امداد کی وجہ سے مجھے یہ موجودہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ تم درحقیقت میرے نہایت اچھے میرے نہایت مہربان۔ اور میرے مشکل وقت کا دوست اس دنیا میں تھے۔ تم نے مجھے بیکاری کی زندگی سے اپنے تنہا امداد سے چھڑایا جبکہ اور تمام آدمیوں نے اپنا منہ مجھ سے بوجہ ایک بدمعاش اور بدوطیرہ ہونے کے پھیر دیا تھا تو تم نے پرانے زمانے کے مصرف باپ کی طرح زندگی کی دیانت اور نیک رستوں پر واپس لا کر مجھے خوش آمدید کہا اور میرے جوان دل کو آئندہ خوشحالی کے زمانے کی اُمید دلا کر تسلی کی۔ اور اپنے والدانہ مشورہ اُس سے بھی زیادہ پاک اُمید جو قبر سے پرے ہے اُسمیں شامل کر دی۔ پیارے باپ۔ خدا تمکو برکت دے۔ خدا تمہارے تمام مہربانیوں کے لئے آپ کو برکت دے۔ مہربانی کے یادگار کے آنسو میرے رخساروں سے ٹپکتے ہیں۔ جبکہ میں اُن تمام پاک کاموں کو جو آپ نے اپنے غریب ہم جنس آدمی کیساتھ کی ہیں خیال کرتا ہوں۔

اس اثنا میں مسٹر رابرٹ بھٹی میں روزمرہ کام کرتا تھا۔ یعنی صبح کے پانچ بجے سے لیکر رات کے نو بجے تک کام کرتا تھا۔ اور بعض اوقات اس سے بھی دیر تک اسکے تمام شام کے فرصت کے اوقات اور بہت سی اتواریں اپنی خود اختیار کردہ خدمات میں صرف کی جاتی تھیں۔ یا تو جیلخانہ میں تائب کئے ہوؤں میں۔ غریبا کے اتوار کے مکتبوں میں اور یا شفاخانوں اور بدقسمت آدمیوں کے گھروں میں۔ وہ ۱۵ تریسٹھ برس کی عمر کا تھا۔ اور اُسکی صحت میں فرق آنا شروع ہو گیا۔ اُس نے کچھ بیس انداز نہیں کیا۔ اُسکی تمام فالتو آمدنی ہمیشہ فیاضی کی جلاوطنی اور امداد میں صرف کی گئی تھی۔ وہ اکثر نہایت قلیل معاشی سے اپنا گزارہ چلاتا تھا۔ [illegible] ہمیشہ یہ خیال کر کے

مسٹر ایبٹ پھر بھی رحیمانہ کام کرتا رہا۔ وہ ہوورڈ کی طرح مضافات کی جیل ملاحظہ
کرنے کے لئے شہر بشہر گیا۔ اُس نے فیلڈ لین۔ نائٹ ریفیوج۔ ریڈہل
انڈسٹریل اسکول اور مل بنک۔ پینٹن ولی۔ پورٹ لینڈ پورٹسمتھ۔
پارک ہرسٹ کے مقاموں پر قیدیوں اور اوباشوں کے ملنے کا معائنہ
کیا۔ اُس نے غربا کے مدرسے کے علاقے میں سخت محنت کی۔ اُس نے یہ
خواہش کی کہ غریب لڑکوں کو دیانت داری سے معاش پیدا کرنے کی
عادت ڈالی جاوے۔ اور اسطور پر اُنکو مجرم بننے سے روک دیا جاوے۔
وہ جہالت اور بری مثال کو تمام برائیوں کا زرخیز یا (پھلدار) دالعین
خیال کرتا تھا۔ اور وہ کوشش کہ اس سے ہو سکا۔ دینی اور دنیاوی تعلیم کے ذریعہ
سے اُس نے اُن کو دفع کرنا چاہا۔ اُس نے مسٹر کاٹن کو ترغیب دی
جو اسوقت قومی تعلیم کے ایک طریق کی جماعت میں مصروف تھا۔ مفلسی
اور جرم کے کم کرنے کے ابتدائی وسایل کے طور پر اس بات پر مجبور کر دیا جاوے
غربا کے مدرسوں کے علاوہ اُس نے مدارس تادیب بینی بنیک شو بلیک
برگیڈ مقرر کیئے۔ جہاں کہیں اچھا کام کیا جاتا تھا۔ اُسکے ہاتھ اور مدد
کی کبھی محتاجی نہ تھی۔ وہ ہر ایک لمحہ مصروفیت میں گذارنا پسند کرتا تھا
اُسکا مقولہ تھا۔ کام کرو کام کرو۔ جبکہ تم اسکو آج کہتے ہو کیونکہ رات آتی ہے
اسطور پر آخر تک وہ کام کرتا رہا۔ جب وہ پچاسی برس کی عمر کو پہونچا۔ تو
اُسکی صحت جلد ہی خراب ہو گئی۔ پھر بھی وہ ہمیشہ اُن لوگوں سے
ملنے کے لئے تیار تھا۔ جو اُس سے ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ خاصکر غریب
اشخاص۔ رہائی یافتہ قیدی واپس شدہ مجرم۔ اُسکی جان آہستہ آہستہ
کمزور ہو گئی۔ اور نیٹس مان زیور (یعنی یا پاک سرود) متواتر
اُسکے ہونٹوں پر تھا۔ اور ہر روز کی بیماری کے اختتام پر وہ اپنے تئیں
ایک دن کا کوچ اپنے گھر کے زیادہ تر نزدیک خیال کرتا تھا۔

اُس نے خوب لڑائی لڑی تھی - اور وہ اپنا دور ختم کرنے کے قریب تھا
وہ امن اور آسایش سے جو دال اپریل ۱۸۴۸ء کو اپنے آخری آرامگاہ
کو چلا گیا - جو زندگی یقیناً زندہ رہنے کے قابل تھی -

رائیٹ نے مجرموں کی اصلاح اُن پر بھروسہ کرکے کی - بھروسہ اعتبار سے
آدمیوں پر اعتبار کرنے سے وہ نیکی جو اُن میں ہوتی ہے - آپ برآمد کر سکتے
ہیں - اُنکا دل چھونے سے جواب دیتا ہے - سوای نہایت خراب حالتوں
کے جہانکہ جوان آدمی غفلت اور بدیانتی میں پرورش پاتے ہیں -
اعتبار سے اعتماد پیدا ہوگا - ہمیشہ ایک آدمی کی نسبت نہایت اچھا
خیال کیا کرو - لارڈ بولنگ بروک نے کہا - برا خیال کرنا ایک کمینہ روح
اور ذلیل شخصیت کا یقینی نشان ہے - تم دھوکھا کھا جاؤ - یہ سچ ہے
لیکن یہ بہتر ہے - کہ تم دھوکھا کھا جاؤ - بجائے اسکے کہ تم نا انصاف ہو -

انگریزی آدمی کثرت سے بہت مدت نہیں گذری ہے - تمام سرکاری
جگہوں سے اُنکی بندش کی گئی تھی - خاص مکانات ہفتے کے دنوں میں
بند کردیے جاتے تھے - سوای اُن کے جو حکم حاصل کر سکتے تھے - یا جو
داخلہ کی فیس دربان کو اور عجائبات کے تماشا دکھلانے والوں کو دینے
کے لئے رضامند ہوتے تھے - برٹش عجائب گھر بند رہتا تھا - قومی تصویر خانہ
بند رہتا تھا - سینٹ پال کتھیڈرل اور ویسٹ منسٹر ایبے بند رہتے تھے
ونڈسر کاسل ٹاور محلات پارلیمنٹ اور دیگر سرکاری عمارات اور
مجموعہ عجائبات اور کارخانہ صنعت بند رہتے تھے - سوای چند آدمیوں کے
یہ معلوم ہوتا ہے - کہ اس بات کا یقین کیا جاتا تھا - کہ اگر عام لوگوں کو
ان جگہوں میں داخلہ کی اجازت دی جائیگی - تو وہ فوراً لکڑی کو چاقو
سے کاٹ لینگے - [illegible] اشیا [illegible] - اور عالیشان عمارتوں کو توڑ ڈالینگے
یا تباہ کر دینگے -

متوفی جوزف ہیوم ہم یقین رکھتے ہیں - کہ پہلا سرکاری آدمی تھا کہ جسنے
ان افسوسناک حالتونکو تبدیل کرنے کے لئے اپنی پیش لگایا - اور پہلا
ہمارا سرکاری مجموعہ جو وہ عوام کے دیکھنے کے لئے رکھوانے میں کامیاب
ہوا - وہ برٹش عجائب خانہ تھا - اسمیں بھی ہماری مخالفت کیے بعد وہ
اسقدر اپنے مدعا میں کامیاب ہوا - یہ پورانی چلچلاہٹ تھی - کہ مجموعہ کو
غیر قابل درست حالتمیں توڑا جاویگا - اور نقصان پہونچایا جاویگا - ریزہ
اٹھایا جاویگا - خراب کیا جاویگا - اور شاید کچھ اسکے بیش قیمت سامان
چورا لئے جاوینگے - علاوہ اسکے یہ ایک ایسا ہی دھند تھا - مسٹر ہیوم کے
بہ اصرار بہت کا شکریہ ادا کیا جاتا تھا باوجود اسکے برٹش عجائب گھر کو عوام
کے لئے کشادہ رکھنے کے واسطے حکم دیا گیا تھا - اور البتہ سیلاب کی پیشین
گوئی کی گئی تھی - عجائب گھر کے کشادہ ہونے سے پہلے صرف پانچ یا چھ
آدمیونکا جتھا ایک وقت داخل کیا جاتا تھا - اور انکو اردگرد تماشا
ایک اہلکار دکھاتا تھا - (یعنی) ایکقسم کا پولیس والا جو سفید لباس
پہنے ہوتا تھا - (یعنی) جس سے امید کی جاتی تھی - کہ بہت شائقوں کی
نگہبانی کریگا - اور تیار رہیگا - کہ کسی کا ہاتھ کو آن دبوچے جو البتہ صرف
بیش قیمت اشیاء جو اسکے بیچ کے اندر رکھی ہوئی تھیں - اپنے
صرف موقعہ کا انتظار کرتا تھا - کہ وہ انکو تباہ کردیوے -

جب پارلیمنٹ کا فرمان جاری ہوا - کہ برٹش میوزیم [illegible]
معمولی سپاہیوں - درزیوں - ٹوپی بنانے والوں اور نہایت معمولی
سے معمولی نوکروں کے لئے کشادہ رکھا جاوے - اور [illegible]
(سابقہ ارل آف ڈربی) نے کہا - جبکہ وحشی گروہ کی یلغار آن
پہونچی - دیوان عام میں (جبکہ وہ اسوقت ایک ممبر تھا - اور برٹش
برٹش میوزیم کا مہتمم تھا) اسی دن [illegible]

بے کھٹکا ہو گیا۔ اور بڑے وثوق کی آواز سے ظاہر کیا۔ کہ میں ڈر گیا تھا۔ اور مجھے اندیشہ تھا۔ لیکن اب میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اکیس ہزار پانچ سو اشخاص میں سے جو کل (منی کے دن) برٹش عجائب گھر میں سے گذرے تو اُس میں بیش قیمت کی چیز کو بھی نقصان نہیں پہنچا۔ اسطور پر سیلاب واقع نہیں ہوا۔ اور یہ پایا گیا۔ کہ عام لوگ آزادانہ طور پر اپنے قومی مشغلہ میں کے مجموعہ اور اشیاء صنعت کو بلا سوسائٹی میں عام انقلاب پیدا کرنے کے معاینہ کے لئے داخل کئے جا سکتے ہیں۔ بھید معلوم کرنا آسان تھا۔ لوگوں پر صرف اعتبار کیا گیا تھا۔

مسٹر ہیوم اپنے اچھے کام میں مستقل مزاج رہا۔ وہ ہمیشہ سرکاری آدمیوں کے کان میں شور مچاتا رہا۔ کہ وہ لوگوں کا زیادہ اعتبار کریں۔ اور یہ کہ عوام کے لئے وہ مجموعہ جن میں وہ تفریح شائستگی اور تعلیم پا سکیں۔ کشادہ رکھے جائیں۔ اور متواتر تقریباً کے سال بسال شور سے وہ عوام کے لئے ٹوجہ ہیمپٹن کورٹ۔ ویسٹ منسٹر ایبے اور سینٹ پال کشادہ رکھوانے میں کامیاب ہوا۔ یہ تحریک آہستہ آہستہ پھیلتی گئی۔ اور اب رمنے لوگوں کی سیر اور تفریح کے خاطر مخصوص کئے جاتے ہیں۔ نہ صرف لنڈن میں بلکہ بہت سے کارخانہ دار شہروں اور قصبوں میں۔

سنہ ۱۸۵۱ء کی بڑی نمائش گاہ کے موقعہ پر بھی اس مضمون پر پارلیمنٹ میں بڑی بحث ہوئی۔ کہ آیا نمائش گاہ کے چاروں طرف فوج کھڑی کی جائے اس غرض کے لئے کہ لوگ [illegible] نہ کریں۔ اس مشورہ کو نہیں مانا گیا۔ اور محل بلوریں (Crystal Palace) کی محافظت کے لئے فوج تعینات نہیں کی گئی۔ نتیجہ کیا ہوا۔ مشکل سے ایک پنی کے برابر بھی سامان اُس مجموعہ کا چرایا گیا تھا۔ اور ایک شے بھی بالارادہ توڑی پھوڑی نہیں گئی تھی۔ کرنیل رووان صدر مقام کے پولیس کے ایک افسر سے ایک

سوال اِس مضمون پر ایوان عام کی کمیٹی کے سامنے پوچھا گیا - اور
اُس نے جواب دیا - کہ یہ لوگوں کی نیک چلنی کی طرف منسوب ہے -
اور مزید براں اُس نے کہا - کہ بہت سی چال کی ترقیاں اِس سہولیت
کے سبب پیدا ہوئی ہیں - جو چند سالوں سے سرکاری مکانات میں
لوگوں کے داخل ہونے میں عطا کی گئی ہیں - المختصر اُن پر اعتبار کرنے
سے ہوئی ہیں -

یہ ایک سچا طریقہ سہلاک کے روکنے کا ہے - کہ لوگوں کو آزادانہ طور پر صنعت
کی چیزیں جو خاص طور پر خدا کی برکت انسان کو نمایاں طور پر دکھلاتی ہیں
دیکھنے کے لئے اجازت دو - اُن کو خوبصورتیوں کے اشکال پر غور کرنے کا موقع
دو جو زینت پیارا اور صنعت کا نمونہ ہوں - اور جو کسی اصلی احساس -
کسی اعلیٰ خیال یا کسی تواریخی اچھے کارنامہ کی یادگار ہوں - تو دیکھنے والا
خود بخود صرف [illegible] شائستگی اور تہذیب حاصل کریگا - ہمارے تصویری
سلطنت پر نہایت اعلیٰ قسم کی قومی تعلیم کو ترقی دینے اور مذاق کو صاف کرنے
اور پھیلانے اور اِس کے ساتھ ہی قول مستقل [illegible] ترجیح دینے کا وسیلہ
بنائی جاسکتی ہیں - صرف لوگوں پر بھروسہ کرنا - اور اُنکو ایسی جگہوں میں آزادانہ
سے داخل ہونے کی اجازت دینے کا واقعہ بذات خود اخلاقی عادات پیدا
کرنے کی ایک تعلیم ہے - ایک آدمی پر اعتبار کرو (یعنی) دکھلاؤ کہ بطور
ایک انسان کے تم اُس پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار ہو - اپنے برتاؤ سے
اُس پر ظاہر کردو کہ تم اُس کو بطور معزز آدمی کے خیال رکھتے ہو - تو تم اُس کی
کا دل [illegible] فی الحقیقت ہی ہو گے - اور اُسکی خصلت کے بہتر احساس کو [illegible]
کرسکو گے - بہ نسبت قانون اور سزا سے کے تمام ہو سکے - تم خود آزاد
انسان کی برائی کو رفع کر سکتے ہو - جب تم اپنے افعال اور چال چلن
ثابت کر دیتے ہو - کہ تم کو اُسکی بہتر فطرت پر اعتماد ہے - اسی طریق سے

باب دوازدہم

(مشنوں میں دلیری)

صبر اولیاؤں کی مشق ہے۔ اُن کے جرأت کی آزمائش
ہے۔ یہ اُن میں سے ہر ایک کو اپنا نجات دہندہ بناتا ہے
اور سب پر فاتح بناتا ہے۔ جو ظلم یا قسمت پہونچا سکتی ہے۔ (ملٹن) کیونکہ ایک
ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ شر سے فراخ دنیا میں جو کچھ یہاں دفاداری سے شروع کیا جاتا
ہے۔ بغیر مکمل طور پر ختم نہیں کیا جائیگا۔ (اے۔ ایچ۔ کلاگ) لیکن تمام زندگی
میں میں ایک صلیب دیکھتا ہوں۔ جہاں خدا کے بیٹے اپنا دم دیتے ہیں۔
کوئی فایدہ بغیر نقصان کے نہیں ہے۔ کوئی زندگی سوا ای موت کے نہیں
ہے۔ کوئی بہشتی بینی بلا توکل کے نہیں ہے۔ اور کوئی تجلی بغیر شرم اُٹھانے
کے پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔ اور نہ کوئی انصاف سوا ای الزام پینے کے ہے۔
وعدہ ہمیشگی کا جذبہ کہتا ہے۔ کہ شان۔ حق۔ اور نام کے خیال سے خالی
ہو جاؤ (اولیک گریج)

ڈیوک آف ولنگٹن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے جبکہ کسی پادری نے اُس سے
پوچھا۔ کہ آیا وہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ وقت صرف کرنے کے قابل ہے۔ کہ ہم انجیل
ہندوؤں کو سناویں؟ اس تربیت یافتہ آدمی نے پوچھا۔ تمہارے کوچ کے
احکامات کیا ہیں؟ پادری نے جواب دیا۔ کہ تم تمام دنیا میں جاؤ۔ اور ہر ایک
مخلوق کو انجیل سناؤ۔ ڈیوک نے کہا۔ پھر اپنے احکامات کی تعمیل کرو۔
تمہارا صرف فرض فرمانبرداری کرنا ہے۔

گو نا خوشگوار اور غیر ہر دل عزیز اور خطرناک فرض ہے۔ تمام زمانے میں ایسے آدمی پائے گئے ہیں۔ جو اپنے نجات دہندہ کے ہدایات کی پابندی کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ نے یہودیوں اور غیر اقوام کو وعظ کیا۔ سینٹ پال پہلا مشنری حواری تھا۔ اس نے مشرق میں کارنتھ کے مقام پر۔ افی سس کے مقام پر تھسلونیکا کے مقام پر اور اور جگہ گرجوں کی بنیاد ڈالی۔ اور اپنی ہڈیاں روم میں چھوڑیں۔ جہاں کہ وہ انجیل کی وعظ کرنے کے لئے گیا تھا۔

مشنری کا دور سب سے زیادہ پُر فرض اور باجرات ہے۔ وہ اپنی جان اپنے ہاتھ میں لئے پھرتا ہے۔ وہ خطرے اور موت کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ وحشیوں میں رہتا ہے۔ بعض اوقات وہ آدم خوروں میں رہتا ہے۔ روپیہ وہ محبت خرید نہیں سکتا ہے جس سے وہ خطرے اور مصیبت جھیلتا ہے۔ وہ روحانہ مشن سے سہارا لیکر ٹہلتا ہے۔ جبکی اسکو خدمت سپرد کی گئی ہے۔ جن کو بڑے ہمدردی خیال والے کہا جاتا ہے۔ وہ ہمارے خود اختیاری مشن کے کام میں گھر میں اور باہر کچھ ہمیں نہیں دے سکتے ہیں۔ صرف انکا کچھ نہیں کہلاتا ہے۔ پیر گرا دیوے۔ لیکن یہ کچھ تعجب نہیں کر سکتا ہے ہمارے اعتقاد کے ستونوں کو ہلا دیوے۔ اور ہمارے [illegible] کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑے سوا کوئی تقدیس کرنے کے لئے۔ ابھارنے کے لئے یا ہماری فطرتوں کو تقویت دینے کے لئے کچھ نہ چھوڑے۔

لیکن جو شخص انسانی محبت شریر ہے۔ بشپ سادن نے کہا۔ کہ وہ کس طور پر ہمارے ساتھ شریر ہو سکتے ہیں۔ جنکو خدا نے سکھلایا ہے۔ اگر کسی آدمی کو معمولی کم قدر یا ناپاک مت کہو۔ میں مروجہ فکروں مذہب کا فرو تھا ہو سکنے والے جوش کے ساتھ نہیں جھگڑتا ہوں۔ زیادہ تر غریب اور زیادہ تر قابل ہلاکت ان عیسائی ملکوں کے لوگ ہونگے جنکو افتخار ملا ہے اور اللہ تر کم حساب دے سکتے ہیں۔ سب سے نہایت غریب یا جو خود ہونگے

جو بطور خدا کے برکتوں کے خدمت گذار اور کارندوں کے ایسے بے وفا اپنی کارندگی میں پائے جاتے ہیں۔ کافروں میں بطور ایک مساوی اور ذاتی بھائی کے جانا زیادہ فایدہ بخش ہے۔ بمقابلہ اُس فطرتی قسم کے غرور استکباری کی خطرہ اُٹھانے کو جو ہمارے رسالت کے کام میں داخل ہوتی ہے۔ خدا کے شکریہ کرنے کے موافق کہ ہم وہ نہیں ہیں۔ جیسے کہ اور آدمی ہیں۔

ہم کسقدر سینٹ اگسٹین انگلستان کے پہلے مشنری کے مرہون منت ہیں۔ اپنی آزادی۔ اپنی دیانت۔ اپنا علم۔ اور نیز اپنے مشنری مہم کے لئے چھٹی صدی کے اخیر پر اگسٹاین یا آسٹن اور پوپ گریگری نے اسکو خصوصیت عطا فرمائی۔ اور انگلستان کے بشپ کے عہدہ کا پہلے اسکو خطاب دیا۔ وہ اپنے مشن پر روانہ ہوا۔ اور فرانس میں سے گذر کر وہ تھانٹ کے مقام پر چند شہنشوں کے ہمراہ اُترا۔ اتھلبرٹ کنٹ کے بادشاہ نے کنٹربری کے مقام پر اسکی پیشوائی کی۔ بادشاہ نے ایک عیسائی بیوی کے ساتھ شادی کی تھی اور کسی قدر اُسکے رسوخ سے اُس نے بپتسمہ لیا۔ اور بعد ازاں گرجا میں داخل کر لیا گیا۔ اگسٹاین کی مشنری محنتیں تمام ملک میں پھیل گئیں یہاں تک کہ ۶۰۵ء میں اُسکی وفات پر انگلستان کا بہت بڑا حصہ روم کی صدارت کو تسلیم کرتا تھا۔

لیکن انگلستان کا شمالی حصہ بت پرست بنا رہا۔ ایڈون ہمبر کے شمالی ملک کے سردار کا ایک عیسائی شہزادی ایڈبالڈ بادشاہ کنٹ کی بہن کے ساتھ ناطہ قرار پایا۔ دُلھن شمالی جانب رومن نسل کے پادری مسمی پالینس کے ہمراہ روانہ ہوئی۔ چند سالوں کے بعد ایڈون عیسائی ہوگیا۔ گو الڈریین اور کتھبرٹ بت پرست رہے۔ دانشمندوں کی ایک کمیٹی نئے مسایل پر غور کرنے کے لئے طلب کی گئی۔ ایڈون نے اُس مجلس کے سامنے اپنے اعتقاد کے تبدیلی کے وجوہات پیش کئے

اور اُن میں ہر ایک کو باری باری مخاطب کرکے اُس نے پوچھا کہ اس نئے
میں اُنکا کیا خیال ہے - یہ قصہ بیڈ نے اپنی تواریخ میں بیان کیا ہے - اور بڑا
ہی موثر ہے -

پہلا شخص جس نے جواب دیا - وہ کاہنوں کا سردار تھا - اس نے ظاہر کیا کہ پرانے
دیوتا تھار اوڈن اور فریا کو بالکل کوئی طاقت نہیں ہے - اور انکی پرستش
کرنے کی اُسکو خواہش نہیں ہے - سپاہیوں کا سردار پھر اٹھا - اور ان
الفاظ میں بولنے لگا -

اے بادشاہ مجھکو ایک بات یاد ہوگی جو بعض اوقات سردی کے دنوں
میں واقعہ ہوتی ہے - جب تو اپنے آلڈرمین اور تھینز کے ہمراہ میز پر بیٹھا
ہوتا ہے - جبکہ خوب آگ جلتی ہوتی ہے - اور تیرے کمرے میں گرمی ہوتی ہے
لیکن باہر مینہ برف اور طوفان ہوتا ہے - پھر ایک چھوٹا سا پرندہ اندر
آجاتا ہے - اور کمرے میں تیر کی طرح چلا جاتا ہے - اور ایک دروازے
اندر آکر آتا ہے - اور دوسرے سے باہر چلا جاتا ہے - [illegible] گزرنے کا لمحہ
میٹھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسوقت نہ تو اسکو مینہ اور نہ طوفان معلوم
ہوتا ہے - لیکن وہ لمحہ چھوٹا ہوتا ہے - وہ پرندہ ایک آنکھ کی جھپکی میں
چلا جاتا ہے - اور جاڑے سے پھر وہ جاڑے میں چلا جاتا ہے - اسی طرح مجھکو
انسان کی زندگی اس دنیا میں دکھلائی دیتی ہے - ایسا ہی اُسکا ناپائدار
دورہ مقابلہ کیا جاتا ہے - اسوقت کے عرصے سے جو اس سے پہلے اور پیچھے
آتا ہے - ہمیشگی تاریک ہے - اور ہمارے لئے غیر [illegible] ہے -
اور اسکو سمجھنے کی بغیر [illegible] کی وجہ سے ہم [illegible] پریشان ہے -
اگر یہ نیا مذہب ہمکو کوئی بات یقینی اسکے متعلق سکھا سکتا ہے
یہ مناسب ہے کہ ہم اسکو اختیار کریں -

پیرانے سپاہی کی تقریر نے سوال کا فیصلہ کردیا - [illegible] مذہب کی

[illegible] اسی وجہ سے [illegible] بعض [illegible] اور [illegible] کرے -

بہت سے ہنگامے اور بہت سی نئے رنجشیاں رونما ہوئیں۔ کیونکہ ہسپانیہ والے ہندوستانیوں کی نسبت بہت زیادہ وحشی تھے۔ کئی ایک کشت و خون دیکھنے کے بعد لاس کیسس نے ہسپانیہ واپس جاکر غریب لوگوں کی شفاعت کرنے کا ارادہ کیا۔ اُس نے بادشاہ فرڈینی نینڈ سے ملاقات حاصل کی۔ اور اُسکو ہندوستانیوں کے مصائب اور غلط کاریوں سے آگاہ کیا۔ اور اس بات سے کہ وہ کسطرح سے دین کی واقفی کے بغیر مر جاتے ہیں۔ لیکن فرڈینی نینڈ اب بوڑھا اور ضعیف آدمی ہو گیا تھا۔ جسکی موت بہت نزدیک تھی۔ اور اُسکی سفارش کا کچھ نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔ فرڈینی نینڈ تھوڑی مدت کے بعد مر گیا۔ جب لاس کیسس نے کارڈنل زیمینز جانشین کو ہندوستانیوں کے مصائب اور تکالیف دلچسپی دلانے کی کوشش کی۔ کارڈنل نے وعدہ کیا۔ کہ خرابیاں رفع کی جائینگی۔ اُس نے تین جیرونی مائیٹ پادری لاس کیسس کے ہمراہ غرب الہند جانے کے لئے تعینات کئے۔ سن ڈومنگو پہنچنے پر پادریوں نے حاکم اعلیٰ اور رعایا کی طرفداری کرنی شروع کی۔ جس پر لاس کیسس پھر اُن کے برخلاف اپیل کرنے کے لئے ہسپانیہ واپس آیا۔ لیکن اپنے پہنچنے پر اُس نے کارڈنل کو بستر مرگ پر پایا۔ بادشاہ چارلس پنجم صرف سولھہ برس کی عمر کا تھا۔ اور ہسپانیہ کے معاملات اُسکا صدر دیوان سر انجام دیتا تھا۔ جب لاس کیسس نے صدر دیوان کے ساتھ ذرا اچھا رسوخ پیدا کرنا شروع کیا۔ تو یہ آدمی بھی کارڈنل کی طرح مر گیا۔ اور اسطور پر صورت مشنری اور اسکے مدعا کے تکمیل کے درمیان ہمیشہ ہرج پیدا کرتی ہوئی دکھائی دی۔ بشپ برگس نے بالآخر منظوری پھر حاصل کی۔ اور لاس کیسس جیسا کہ وہ ظاہر کرتا ہے غوطہ زن ہو گیا۔ جیرونی مائیٹ پادری گھر واپس بلا لئے گئے۔ لیکن اُس مشنری کو کوئی مزید امداد نہ ملی۔ اور وہ پہلے کی طرح اندیس

میں چلا گیا۔ اُس نے کمانا کے مقام پر ایک نوآبادی کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی۔ جہاں اُس نے ہندوستانیوں کو دوست بنا لیا۔ اور اُن کو ہسپانیہ والوں کی بے رحمی سے بچانے کی کوشش کی۔ لیکن اُس کی ہمیشہ مخالفت کی گئی۔ اور اُس کی نوآبادی کی کوشش معرض التوا میں پڑ گئی۔ اُس کا کوئی مددگار نہ تھا اور وہ اکیلا جو وہ کرنا چاہتا تھا۔ تنہا نہیں ہو سکتا تھا۔

لاس کیسس نے پھر گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کی۔ وہ آٹھ سال ڈومنکن کی خانقاہ میں ہسپانیولا کے مقام پر رہا۔ جس عرصے میں اُس نے بالکل خلوت نشینی کی زندگی بسر کی۔ اُس نے بعد ازاں اپنے تبلیغی مشنری کے کام میں لگایا۔ وہ ایک مشن پر پیرو اپنے دو پادری بھائیوں کے ساتھ چلا گیا۔ وہ میکسیکو واپس آئے۔ اور ہندوستانیوں کو عیسائی مذہب کی تلقین کی۔ جبکہ وہ نکاراگوا کے مقام پر تھا۔ لاس کیسس نے حاکم اعلیٰ کے برخلاف سخت مخالفت برپا کی۔ جس نے اُسکو اندرون ملک اُن مہمات کے اختیار کرنے سے روکا۔ جو ہمیشہ دیسیوں کے لئے ایسے ضرر رسان تھے۔ اُن موقعوں پر نہایت زبردست ظلم واقعہ ہوتا تھا۔ یہ مشہور تھا۔ کہ ایک موقعہ پر جب چار ہزار ہندوستانی بوجھ لے کر مہم کے ساتھ گئے۔ تو اُنمیں سے صرف چھ زندہ واپس آئے۔ لاس کیسس خود بیان کرتا ہے۔ کہ کس طور پر جبکہ ایک ہندوستانی تھکان اور بھوک سے بیمار ہو جاتا تھا۔ اور چلنے کے قابل نہیں رہتا تھا۔ تو اُس ہندوستانی سے اُس جماعت کو بہ تعجیل آزاد کرنے کے لئے اُسکا سر کاٹ دیا جاتا تھا۔ اور وہ اس طور پر اُس غول سے جس کے ساتھ وہ سفر کرتا تھا۔ علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ خیال کیجئے کہ اور لوگوں کے دلوں پر کیا اثر ہوتا ہو گا۔

لاس کیسس اور اُسکے ہمراہیوں نے دیسیوں کو عیسائی کرنے کے لئے ٹوزولوٹن جانے کا ارادہ کیا۔ وہ ضلع ہسپانیہ والوں کے لئے

دہشت ناک تھا۔ وہ اسکو زمین جنگ کہتے تھے اُن کو تین مرتبہ باشندوں
نے پسپٹ کر بھگا دیا تھا۔ لیکن اپنے دین کی ہمت سے مسلح ہو کر اُن
مشنریوں نے اُس سرزمین پر گو اپنے جان کو خطرے میں ڈالکر حملہ
کرنے کا ارادہ کیا۔ پہلی بات جو انہوں نے کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ گرجا کے
بڑے اصولوں کو وہاں کی زبان کے نظم میں ترجمہ کیا۔ دوسرا خیال انکا یہ تھا۔
کہ کسطور پر وہ اپنی نظم ہندوستانیوں کے نظر میں لاویں۔

انہوں نے اپنی مدد میں چار ہندوستانی سوداگر جو اپنے سوداگری مال
کے ساتھ کئی مرتبہ سال میں اُس ضلع کے اندر جاتے تھے۔ بلوائے۔ ان
چار آدمیوں کو اچھی طرح بیت ورد کرا دئے۔ یہ بیت باجے پر بھی گوائے
گئے۔ تاکہ ہندوستانی باجہ اُسکے ساتھ بج سکے۔ لاس کیسس نے سوداگروں کو
چھوٹے چیزوں سے بھی مہیا کیا۔ تاکہ اصلی باشندوں کو خوش کیا جاوے
مثلاً قینچی۔ چاقو۔ آئینہ۔ اور گھنٹے۔

سوداگروں کے ساتھ کاسک والے بڑی تپاک سے پیش آئے۔
شام کے وقت جب سردار جمع ہوئے تو سوداگروں نے ایک باجہ منگوایا۔
اور اُن شعروں کو باجے کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔ اُس سے بڑا اثر پیدا
ہوا۔ کئی دن کے بعد وہ بطور راگوں میں گائی گئی۔ کاسکون نے پوچھا۔
کہ یہ بیت کہاں سے آئے ہیں۔ اور بتاتا چاہا۔ کہ ان باتوں کی ابتدا کیا
ہے۔ اور اسکے کیا معنے ہیں۔ سوداگروں نے جواب دیا۔ کہ یہ پادریوں
نے بنائے ہیں۔ اور پادری کون ہیں۔ پھر سوداگروں نے مفصل بیان
کیا۔ اور کاسکوں نے ان عجیب آدمیوں کو اپنے ملک میں بلانا شروع
کیا۔ یہ بات ہوئی۔ کہ جسطرح لاس کیسس اور اُسکے ہمراہیوں نے
سرزمین جنگ میں داخلہ حاصل کیا۔

اس مضمون پر مزید تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کے سیک نے

مذہب عیسوی اختیار کیا۔ اُس نے اپنے بتوں کو گرا کر جلا دیا۔ اُس نے اپنی رعایا کو وعظ کی جنہوں نے اسکے مثال کی پیروی کی۔ لاس کیسس اور پیڈرا ڈی انگلو نے ایک گرجا بی ٹل میں تعمیر کیا۔ وہاں اُنہوں نے لوگوں کو لکچر دیا۔ تعلیم دی۔ اُن کو نہ صرف روحانی باتیں۔ بلکہ دستکاری کے فن اُنکو سکھلائے۔ اور اپنے گلوں کو دھونے اور کپڑے پہننے کی ابتدائی مراتب کی تعلیم دی۔ یہ مثال کوبن میں پھیل گئی جو ایک ہمسایہ علاقہ تھا۔ اور اسطور پر ہر ایک کامیابی جو ان بہادر منتوں نے حاصل کی۔ وہ مسلسل کوششوں کا زینہ بنی۔

لاس کیسس پھر ہسپانیہ میں ۱۵۳۹ء میں واپس آیا۔ وہ وہاں بوجہہ اپنے ہندوستانی معاملات کی واقفیت کے روک لیا گیا۔ وہ اپنی کتاب اندیس کی تباہی لکھنے لگا۔ جو بہت دور دور پڑھی گئی۔ اس کو کسکو (جو نیو ٹولیڈو میں واقع ہے) بشپ کا عہدہ پیش کیا گیا۔ لیکن اُس نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ اسکو پھر چیپا یا واقع نیو میکسیکو کے بشپ کا عہدہ دیا گیا۔ اور اسکے بالا افسروں نے بطور ایک ضمیر کے معاملے کے اسکے قبول کرنے پر اصرار کیا۔ آخرکار اُس نے اپنے اعلیٰ افسروں کے مرضی کی فرمانبرداری کی۔ وہ پھر نئی دنیا کو جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوا۔ اور کیوڈاڈریل کے مقام پر جو صوبے کا صدر مقام تھا۔ تخت نشین کیا گیا۔ بشپ کے درجہ سے اسکے طریق اور طوروں میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ اُسکی پوشاک ایک معمولی راہب جیسی تھی۔ اکثر پھٹی ہوئی اور چیتھڑے لگے ہوئے تھے۔ اُسکے گھر میں ہر ایک چیز نہایت سادہ وضع کی تھی۔ اُس نے اُن لوگوں کو جو غلام برخلاف قواعد مندرجہ قوانین جدید خرید کر رکھتے تھے۔ استغفار یا کفارہ کرانے سے نجات دلوانے سے انکار کر دیا۔ اُسکو غلامی کے فرو کرنے کی

کوششوں میں بڑی مشکلات پیش آئیں۔ اُسکی جان لینے کی کوشش
کی گئی۔ اُسکو شیپ کا بھوت کہتے تھے۔ وہ بشپ مسیح کے عین برعکس
تھا۔ اُس نے اُسکی پرواہ نہ کی۔ بلکہ اپنے راستے چلا گیا۔ اور جب وہ
ایک خرابی رفع کر چکا۔ تو خوش ہوا۔ وہ آخر کار ۱۵۴۷ء میں ہسپانیہ میں
واپس آیا۔ اُسوقت اُس نے بشپ کے عہدے سے استعفا دیدیا۔
لاس کیسس ایک غیر مغلوب ہمت کا آدمی تھا۔ اُس نے
یورپ اور امریکہ کے درمیان کے سمندر کو بارہ دفعہ طے کیا۔ وہ چار
مرتبہ شہنشاہ سے ملاقات کرنے کے لئے جرمنی گیا۔ وہ نہایت جفت
زندگی بسر کرتا تھا۔ اور وہ ایک وجیہ جسم کا آدمی ہوگا۔ کیونکہ بیانوے
برس کی عمر تک اُسکو موت نہ آئی وہ میڈرڈ کے مقام پر تھوڑی
بیماری کے بعد جولائی ۱۵۶۶ء میں مر گیا۔
جس پر کہ لاس کیسس سے تین صدیاں گزری ہیں۔ افسوس ظاہر کیا۔
اُس پر اب ہم افسوس کر رہے ہیں۔ (یعنی) کہ مشنریوں کے خواہ آگے
خواہ پیچھے سوائے پیادے اور توپ خانے بھیجے جاتے ہیں اور یہ کہ کافروں
کو عیسائی بنانے سے پہلے مار ڈالا جاتا ہے۔ (ملک گیری) فتح کی محنت
اس تمام مشقت کی ... جز حصہ میں ہے۔ ۱۸۰۰ء سے ۱۸۵۰ء تک
ایک کروڑ چھیالیس لاکھ پونڈ برطانیہ کے لوگوں نے عیسائی مشنوں پر
صرف کیا۔ بلا شک یہ یادگار رہے۔ اعتقاد یا مذہب۔ جو مشنری اور
برٹش گورمنٹوں کی تن دہی کی۔ لیکن اسی عرصہ میں ہم نے جنگ اور
سامان جنگ پر ایک ارب بیس کروڑ پونڈ سٹرلنگ سے کچھ کم رقم
صرف نہیں کیا۔ زیادہ تر یاد رکھا۔ ہے۔ ہمارے جنگ۔ اور سامان
حرب و ضرب پر اعتقاد کی
مشنری جنوبی افریقہ میں داخل ہوئے۔ اور شمالی جانب نکلے شمار۔

شرارت

دقتوں سے اپنا راستہ نکالا۔ وہ وہاں کے دیسیوں میں آباد ہوگئے اور اپنا من۔ دل اور جان انہیں لگائی۔ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب کے پیارے اصولوں میں انکو اعتقاد پیدا کریں اور بااخلاق تعلیم یافتہ آدمی جو شائستہ زندگی کے آسایش اور آرام کے عادی ہو رہے تھے انہوں نے نہایت سخت قسم کی تکالیف برداشت کیں۔ کہ جو اور بھی زیادہ سخت برداشت کرنے کے لئے تھیں۔ کیونکہ اُن کا اثر اُن کی بیویوں اور بچوں پر پڑتا تھا۔ کوئی فایدہ کا خیال ایسی حالتمیں انکی مدد نہیں دے سکتا تھا۔ جبکہ ڈاکٹر موفٹ نے دریا سے اورنج ۱۸۱۳ء میں بطور ایک بچوانا قوم کے مشنری کے عبور کیا۔ تو اُسکو اپنے واسطے اٹھارہ پونڈ اور سات شلنگ اور اپنے بیوی اور کنبے کے واسطے پانچ پونڈ اور پانچ شلنگ تنخواہ ملتی تھی۔

جب موفٹ ان اقوام کے درمیان پہنچ گیا تو وہ انکی زبان نہیں جانتا تھا اور کوئی شخص اُسکو سکھلانے والا بھی نہ تھا انکی نفرت کا کچھ خیال نہ کرکے اور انکی خونخواری سے نڈر ہو کر وہ بالکل دیسیوں کے درمیان رہتا تھا۔ وہ انکے ساتھ پھرتا تھا۔ سوتا تھا۔ گھومتا تھا۔ شکار کرتا تھا۔ آرام کرتا۔ کھاتا تھا۔ اور پیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ انکی زبان سے اچھی طرح واقف ہو گیا۔ اور پھر اُس نے انجیل کی تعلیم دینی شروع کی۔ تمام اقسام کے مشکلات اور زحمتوں میں وہ کوشش کرتا رہے۔ اور بعض اوقات قتل کی دھمکیاں اُسکو دی جاتی تھیں۔ اور دس برس تک ان کوئی کامیابی کا نشان معلوم نہیں ہوتا تھا۔ آخر کار اُنھوں نے اُسے پیار اور شوق بخش الفاظوں میں جنکی وہ تعلیم دیتا تھا۔ قبول کرنا شروع کیا ایکدفعہ کے ننگے اور غلیظ وحشی جامہ پوش اور صاف بن گئے کاہلی کی جگہ محنت نے لے لی۔ اُنھوں نے مکان تعمیر کئے۔ اور باغ لگائے من کے حاجتوں کی ضروریات جسم کے ضروریات کے ساتھ قدم رکھا

اُنہوں نے مدرسے جوانوں کے واسطے - اور گرجا بوڑھوں کے واسطے
قایم کئے - اور اسطور سے تعلیم اور مذہب کا کام جلدی سے فروغ پاتا رہا
موفٹ کے بعد لونگ سٹون اُسکا داماد آیا جس نے اپنی جان
اُسی کام میں دے دی - لونگ سٹون نے افریقہ کا سینہ کھولڈالا
اور وحشی قوموں کے اُس سرزمین پر وہ گیا - جہاں پہلے کبھی سفید آدمی
کا قدم نہیں پڑا تھا - اُس نے ہزاروں میل وحشی جانوروں کے درمیان
اور اُن سے بھی زیادہ وحشی آدمیوں کے درمیان سفر کیا - اور وہ اکثر
خطروں سے اپنے دانتوں کے مسوڑوں کی وجہ سے بچتا رہا - لیکن اُس نے
انجیل کی کامیابی ہیدن لیبل آدمیوں کے درمیان میں کبھی شبہ نہیں کیا -
وہ جنوبی افریقہ کے آغاز جنگ کو دیکھنے کے لئے زندہ نہیں رہا - اور
ہزاروں آدمیوں کے جو اُن کوششوں کو روکنے میں جو اُن کے ملک کے
الحاق کے متعلق ہوئیں - قتل ہونے کا نہیں سُنا -
وحشی انسان بھی اپنے افعال سے نہ کہ الفاظ سے ایکدوسرے کا امتحان
کرتے ہیں - اقراری عیسائی کھوٹے سکے کے بیچنے والوں کے مانند ہیں -
اکثر اصلی مذہب کو مشکوک بنا دیتے ہیں - دل کی سچی اُلفت میں
ڈاکٹر گیتھری کہتا ہے - خوش مزاجی - فیاض دستی - زندگی کی معمولی
زکاۃ اس دنیا کے بہت سے معمولی انسان ایسے مذہب والوں یا
معلموں کے مقابلے میں کچھ ضایع نہیں کرتے ہیں - اور تم دنیا کو سطرح
کہنے سے باز رکھ سکتے ہو - آہ تمہارا مذہبی آدمی دوسروں کی نسبت
کچھ بہتر نہیں ہے نہیں وہ بعض اوقات خراب ہے - کس خوفناک
نمود کے ساتھ یہ بات ایک ہندوستانی رئیس کے کبھی نہ بھولنے
والے جواب سے ظاہر ہوتی ہے - جو اُس نے ایک مشنری کو دیا -
جو اُسکو عیسائی بننے کی تحریص کر رہا تھا - کلغی پوشس اور رنگے

ہوئے وحشی نے اعلیٰ درجہ کی سچائی کی آگاہی سے ذرا اپنے تئیں اوپر کھینچا - اور غصے سے جس سے اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے - اور اسکی آنکھوں سے چمک رہے تھے - اُس نے جوابدیا - عیسائی جھوٹ بولتے ہیں عیسائی دھوکہ دیتے ہیں عیسائی چوری کرتے ہیں شراب پیتے ہیں اور قتل کرتے ہیں عیسائیوں نے میرا ملک مجھ سے چھین لیا - اور میرے فرقہ کو قتل کر ڈالا - جبکہ وہ غصہ سے دور جانے لگا - تو اُس نے کہا - کہ شیطان عیسائی ہیں عیسائی نہیں بنونگا - کیا ہمکو ایسی مذمت خبردار ہونے کی تعلیم نہیں دیتی ہے - کہ ہمکو مذہبی پیشہ کیسا بنانا چاہئے - اور جب اُسکو اپنا پیشہ بنالیا جاوے - خواہ کچھ خرچ کیوں نہ ہو - خدا کے فضل سے ہمکو اُسکے مطابق زندگی بسر کرنی چاہئے اور اسکا عامل رہنا چاہئے -

اب ہمکو کرہ زمین کے دوسرے حصے کی طرف متوجہ ہوتے وہ - جزائر پولی نیشیا جہاں کہ بہت سے مشنریوں نے بہادرانہ کام کیا ہے - مثلاً جان ولیم کا واقعہ لو - جو ارومنگا کے شہید کے نام سے مشہور ہے - اُسکی زندگی ایک افسانہ ہے - اُس کے لڑکپن کے متعلق کوئی عجیب بات نہ تھی - وہ لنڈن کے ایک لوہار کے ہاں اُمیدوار کیا گیا - اور کونظر سے دلیت دین کی جگہ) وہ ٹکار خانہ میں گیا - اُسکو حیلی حرفت کی لیاقت تھی - اور اُس نے ایسا لوہے کا کام کیا - جسمیں خاص نفاست اور ہنر درکار تھا - عالم جوانی میں بے مذہب رفیقوں کے ساتھ اسکا تعلق پیدا ہوگیا - جن سے اُس کے عادات پر مہلک اثر پڑنے کا خوف تھا - وہ مسلمہ لامذہب اور ٹوم پینیرس تھے - لیکن بہتر اثر کارگر نکلا - اور آخر کار ولیمس ایک باہمی ترقی کرنے والی سوسائیٹی میں شریک ہوگیا - اور پھر وہ ایک کارکن اتوار کے مدرسے کا اُستاد غالباً مشنری کاروبار کافروں کے ملکوں میں اُس زمانہ میں بہت دلچسپی پیدا کر رہے تھے - اور بہت

خواہش کے بعد اُس نے اپنی خدمات لنڈن مشنری سوسائیٹی کے سپرد کیں۔ وہ منظور کی گئیں۔ اور سنہ ۱۸۱۶ء میں اپنا اُمیدواری کا زمانہ ختم کرنے سے پہلے وہ اپنے اُستاد سے رخصت ہو گیا۔ وہ صرف بیس سال کی عمر کا تھا۔ اُس قلیل عرصے میں جو اُسے علمی اور مذہبی مطالعہ کے لئے ملا۔ اُس نے کارخانوں اور دوکانوں میں جانے کی تدبیر نکالی تاکہ وہ اپنے حرفت کاری کے علم کو بڑھا دیوے۔ اور اس طور پر فنون امن اور مذہبی تعلیم کو اُن لوگوں کے درمیان جنہیں اُس نے کام کرنا تھا رواج دیوے۔

کپتان کک نے بہت سارے جزیرے بحر الکاہل میں دریافت کئے جن میں وحشی آباد تھے۔ اُن میں سے بعض مقابلتاً بے ضرر تھے۔ اور دیگر سخت بے رحم تھے۔ لیکن سب بُت پرست تھے۔ ان جزائر کو لنڈن مشنری سوسائیٹی نے ڈاکٹر ہاوس کی تحریک پر انتخاب کیا جو جنوبی سمندروں کے مشنوں کا باپ تھا۔ اور انہوں نے بطور اپنے ابتدائی محنتوں کے منظر کے اُسکو پسند کیا۔ بہت برسوں تک مشنری رہبران نے بہت تھوڑی کامیابی کے ساتھ محنت کی۔ لیکن کچھ عرصے میں دیسیوں نے رفتہ رفتہ عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ اور بعض جزائر میں بُت پرستی کی رسومات بالکل ترک کر دی گئیں۔ مشن والے متواتر مدد کا مطالبہ کرتے تھے۔
لنڈن کے مشنری سوسائیٹی نے ضرورت سمجھ کر جان ولیمس کو باوجود اُسکے مقابلتاً ابتدائی تعلیم کی قلیل بضاعت کے بھیجا۔ لیکن وہ جوان پُرجوش اور سنجیدہ مزاج نکلا۔ بحری سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ولیمس نے مس میری چاک کے ساتھ شادی کی۔ جو اُسکے آیندہ محنتوں میں ایک نہایت بیش قیمت رفیق ثابت ہوئی۔ شاگردی تمام کرنے کے بعد تین ہفتے کے اندر وہ بعض دوسرے مشنریوں کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کر ٹاہیٹی کو روانہ ہو گیا۔ وہاں سے وہ ای میو

گیا جو کہ سوسائٹی کا ایک جزیرہ ہے۔ مسٹر ولیمس نے مشنری تعلیم
دینے کے علاوہ تاہیتی زبان میں اپنے تئیں کامل بنانا شروع کیا۔ اُس عرصہ
میں اُس نے ایک چھوٹے جہاز کے لئے لوہے کا کام بنایا۔ جو مشن والے لوگ
تاہیتی کے بادشاہ کے واسطے تیار کر رہے تھے۔

مسٹر ولیمس تھوڑی مدت کے بعد تاہیتی اور بعد ازاں رائیٹا کو بھیجا گیا۔
آخر الذکر سب سے بڑا اور نہایت وسطی جزیرہ سوسائٹی کے مجموعہ کا ہے۔
یہاں اُسکی محنتیں بڑی کامیاب نکلیں۔ اپنے مشن کے ابتدائی مدعاؤں
کو فراموش کئے بغیر اُس نے لوگوں کی اخلاقی اور جسمانی حالتکو درست
کرنے کی کوشش کی۔ دیسی نہایت ذلیل اور سخت کاہل تھے۔ غیر مشخص
رابطہ و ضبط عام تھا۔ جب ولیمس نے اُن پر کچھ رسوخ حاصل کیا۔ تو اُنکو
جائز شادیاں اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ اُس نے پھر اُنکو رہائش کیلئے
مکانات بنانے کی ترغیب کی۔ وہ خود اپنے واسطے ایک آرام بخش مکان
انگریزی طرز کا بطور ایک نمونہ کے دیسیوں کے تتبع کے لئے بنانے لگا۔ یہ
کئی کمروں میں منقسم تھا جسمیں لکڑی کا فرش اور چوکھٹدار (نقشدار) دیواریں
مونگے کے چونے سے لپی ہوئی تھیں۔ کمروں میں میزیں کرسیاں آرام کرسیاں
پلنگ قالین اور پردے مہیا تھے قریباً ہر ایک چیز اُس نے اپنے ہاتھ سے بنائی تھی۔
دیسی چونکہ نقال آدمی تھے۔ اسلئے اُسکے نمونہ کی تھوڑی مدت بعد
پیروی کی۔ مشن والونکی مدد سے اُنہوں نے اپنے لئے گھر بنائے۔ اور اسطرح
اُنہوں نے شایستہ زندگی کے آسائش اور تہذیب سیکھ لی۔ اُس نے
نیز اُنکو کشتی بنانی سکھائی۔ اور بلحاظ جزیرے کی آیندہ تجارت کے اُس نے
اُنکو ترغیب دی کہ تمباکو اور نیشکر کی کاشت کریں۔ تاکہ یہ دونوں چیزیں
منڈی کے واسطے تیار ہو جاویں۔ بیلن جو گنے کی گھرنی کے لئے درکار تھے
وہ ایک ایسے خراد پر تیار کئے گئے تھے جو ولیمس نے اپنے ہاتھ سے بنائی تھی۔

اسطور پر دلیسیوں کو دستکاری کے کاروبار میں اچھی طرح سے کام شروع کراکر اُس نے پھر یہ خواہش کی کہ اُن کے پیداوار کے لئے کافی کھپت تیار کرے اُس نے اپنی باامن نصرت دیگر تمام جزیروں کے مجموعہ میں پھیلانی چاہیئے۔ وہ یقین کرتا تھا۔ کہ کوئی بات اس سے بہتر اُس جزیرے کی رہنے والوں کی غالباً زیادہ ملکی اور مذہبی حالت کو درستی کرنے کے لئے نہیں ہے سوائے اُن کے درمیان تجارتی تعلقات قایم کرنے کے اس غرض کے لئے ایک جہاز کی ضرورت تھی کیونکہ چھوٹی کشتیوں سے مطلب نہیں نکلتا تھا۔

اپنے خیال میں مخمور اور اوسکو تکمیل کو پہنچانے کا آرزومند ہوکر وہ سنہ ۱۸۲۲ء میں گیا۔ اور اسی ٹن کا جہاز جسکا نام انڈی ورنتھا خرید کیا۔ سرٹومس بریسبن۔ نیوسوتھ ویلز کے گورنر نے کئی گنو بیئں بچھڑے اور کچھ بھیڑیں جزیرے میں نسل بڑھانے کے لئے اسکی نذر کیں۔ اُس مہم کے بجا لانے کیلئے ولیمز نے ساری ذمہ واری اپنے اوپر لے لی۔ یہ مانا گیا تھا۔ کہ اُسکا کام تلقین کرنے کا ہے۔ اور نہ کہ تجارت کرنے کا۔ لیکن وہ یقین رکھتا تھا۔ کہ جب اُس کام کی اہمیت خیال کی جائیگی۔ تو لنڈن کی سوسایٹی اسے مدد دیتی رہیگی۔

وہ رایتیا میں سلامتی سے واپس آگیا۔ اور سنہ ۱۸۲۳ء جزایر ہاروے کے لئے جزیرہ راراٹونگا کے دریافت کرنے کے غرض سے جہاز پر روانہ ہوا۔ یہ عظیم الشان جزیرہ کپتان کک کے ان تھک تجسس سے بچ رہا تھا۔ یہ صرف [illegible] روایتوں اور افسانہ دار جزیرے والوں کی کہانیوں سے تھا۔ کہ ولیمز کو اسکے [illegible] حال معلوم ہوا۔ [illegible] جزیرے کی مدت کی تلاش کے بعد ولیمز رایتیا واپس آگیا۔ آخر کار تھوڑے وقفہ کے بعد پھر روانہ ہوا۔ بہت دن جہازی سفر کرنے کے بعد اور باد مخالف سے لڑتا ہوا جب اُس کا سامان قریباً ختم ہو چکا تھا۔ تو کپتان اسکے پاس آیا۔ اور کہا کہ جناب ہمیں تلاش چھوڑ دینا چاہیئے۔ ورنہ ہم سب فاقہ کشی سے گذر جاینگے۔ ایک

دیسی کو پھر مستول پر آگے کے طرف دیکھنے کے لئے بھیجا۔ یہ عمل پانچویں مرتبہ ہوا تھا۔ اور وہ چڑھنے ہی چلا اٹھا۔ کہ رارا ٹونگا نظر آتا ہے۔
جبکہ ہم آدگھنٹے کے اندر اپنی تلاش کی چیز چھوڑنے والے تھے مسٹر ولیمز کہتا ہے۔ کہ وہ بادل جو نہایت بلند گھمبیرے ہوئے تھے طلوع آفتاب کی گرمی سے منتشر ہو گئے۔ اور اس نے ہمکو اپنی فکر سے غل مچا کر آزاد کر دیا۔ یہاں یہاں وہ زمین ہے جسکو ہم تلاش کر رہے تھے۔ خیالات کی روانی ایسی اچانک اور ایسی بڑی تھی۔ گو چند سال گذر چکے ہیں۔ میں اُن محسوسات کو جو اُس اعلان نے پیدا کیا نہیں بھولونگا۔ چمکتے ہوئے چہرے۔ خوشگوار باتیں۔ اور سب جہاز والوں کی مبارکبادوں سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اُن محسوسات میں شریک ہیں۔ اور نہ ہم اپنی آواز اُسکے شکر گزاری کی تسلیم میں نکالنی بھولے۔ کہ جس نے از راہ الطاف ہمکو سیدھا راستہ دکھلایا۔[1]
مشنری اور اُس کے ہمراہیوں کا (ہمسایہ جزیرے کے باشندے) اُترنے پر بڑے التفات سے استقبال کیا گیا۔ معلمین نے فوراً اپنے مشن کا مدعا ظاہر کر دیا۔ سچے خدا کی تعلیم اُنکو سکھلانی تھی بادشاہ معہ اپنے رعیت کے تعلیم لینے کے لئے رضامند تھا۔ کچھ عرصہ جزیرے میں رہنے کے بعد ایک دیسی اُستاد کو اُس نے وہاں چھوڑ دیا۔ اور رانڈی ورمیں رائیٹیا کو واپس چلا آیا۔ وہ تمام جہازرانوں اور دیگر جزائر کو اپنے زیر تصرف لانے کے لئے تیار تھا وہ ایک مہم پر جانے کے لئے تیار تھا۔ جبکہ لنڈن سے اُسے خبر پہونچی کہ مشنری سوسائٹی اُسکی کارروائی کو ناپسند کرتی ہے۔ اس بات سے مخدوش ہو کر کہ مبادا کوئی دنیاوی قسم کی بات اُسکے مشن سے آمیزش نہ پا جاوے۔ اور اُسی زمانے میں نیو ساؤتھ ویلز کے سوداگروں نے حاکم اعلیٰ سے مالی قواعد کا ایک قانون حاصل کیا۔ جسکا اثر جنوبی بحری جزائر کی تجارت کی ترقی میں بڑی روک پیدا کرنے والا تھا۔ ولیمز اسطرح

[1] ایک قصہ جنوبی سمندر کی جزیروں میں مشنری مہم کا۔ مصنفہ پادری جان ولیمز صاحب [illegible]

اور سردار کے حوالے کر دیا۔ اُس نے چِٹھی اُٹھائی۔ اور چلاتا ہوا دوڑا۔ کہ ان انگریزوں کی دانائی کو دیکھو۔ وہ چِٹھیوں کو باتیں کرا سکتے ہیں۔ اُس نے چِٹھی میں تاگا باندھا اور اُسکو اپنی گردن میں لٹکا دیا۔ کچھ دنوں تک اُسکے گرد بھیڑ لگی ہوئی دکھائی دی۔ جو بڑی تعجب سے اُس تجربہ کو تکتی تھی جو اُس چِٹھی نے کیا تھا۔

اُس جزیرے پر کوئی جہاز نہ آیا۔ جس سے مسٹر ولیمز اپنے رایئٹیا کے مقام پہنچ جاتا۔ وہ اپنا وقت بہت اچھی طرح بسر کرنے لگا۔ اُس نے مدرسے بنائے۔ جنمیں اُس نے لوگوں کو پڑھنا سکھلایا۔ مگر وہ بہت سُست پڑھنے والے تھے بمقابلہ اپنے جزائر سوسایٹی کے چالاک بھائیوں کے جو زبان پہلے سکھلائی گئی تھی۔ وہ تاہیتی زبان تھی لیکن یہ زبان اُن کے لئے ایک اجنبی جیسی تھی۔ پس تب تک بات حاصل نہ ہوئی۔ جبتک کہ اُس نے سینٹ جان کی انجیل اور گلیشینز کے رقعات راراٹونگن زبان میں ترجمہ نہیں کئے۔ اور پھر اُسوقت سے لوگوں نے اپنی بولی میں پڑھنا شروع کیا۔ اور اُس کے بعد اُنہوں نے جلد ہی ترقی کرنی شروع کی۔

چند وحشی بدوضع حیوان آدمیوں نے ولیمز اور اُسکے ساتھیوں کو قتل کرنے اور اُنکی لاشیں سمندر میں ڈالنی کی سازش کی۔ جبکہ وہ راراٹونگا سے تاہاہا کے ہمسایہ کے جزیرے میں گزرتے تھے۔ خوش قسمتی سے سازش کھل گئی۔ سرداروں نے کمیٹی کی اور چار سرغنوں کو قصاص کی تجویز کی۔ ولیمز نے مداخلت کی۔ اور سرداروں سے التجا کی کہ اُنکی جانیں چھوڑ دی جائیں گفتگو کے دوران میں سرداروں نے پوچھا۔ کہ انگریز لوگ ایسی حالتوں میں کیا کرتے ہیں۔ اُنکو بتلایا گیا۔ کہ انگلستان میں قانون اور جج مقرر ہیں۔ جو تمام اقسام کے ملزموں کی تحقیقات کر کے سزا دیتے ہیں۔ سرداروں نے پوچھا کہ ہم وہ کیوں نہ کر سکتے ہیں ❊

اُس کے مطابق ایک سرکاری انصاف کے بنیاد کے طور پر قانون کی ایک کتاب وضع کرنی تجویز کی گئی - اور مسٹر ولیمز اور مسٹر تھرل کالڈ نے ایک صاف اور شستہ زبان میں بہ تیار کی - اور ساتھ ہی اُسکے انہوں نے تظلم کی نہایت بڑی روک تھی - جوری کے ذریعہ تحقیقات قائم کی - اس اثنا میں عارضی طور پر ایک جج نامزد کیا گیا جنکے آگے مجرموں کی تحقیقات ہوا کرتی تھی - انکو چار برس کے لئے ایک غیر آباد جزیرے میں جلاء وطن کر دیا جاتا تھا -

کئی مہینوں تک راراٹونگا کے مقام پر انتظار کرنے کے بعد یہ دیکھکر کہ کوئی جہاز گزرتا ہوا نظر نہیں آتا ہے - ولیمز نے ایک نہایت عجیب تجویز اختیار کرنے کا ارادہ کیا - اور وہ یہ تھی - کہ ایک جہاز اپنے ہاتھوں سے بناوے - اُسکو اوزاروں کی بہت ضرورت تھی - اور نہ اُسکے پاس کوئی ہتھیار جہاز بنانے والا نہ تھا - اُس نے پہلا کام یہ کیا - کہ ایک جوڑا لوہار کے پھکنی کا بنایا جزیرے میں چار بکریاں تھیں - جنمیں سے ایک دودھ دیتی تھی - اور باقی تین ذبح کی گئیں - اور ان کے چمڑے سے تین یا چار دن کے محنت کے بعد ایک جوڑا لوہار کی پھکنی کا بنانے میں کامیابی ہوئی - لیکن آگ کو پھونکنے کے بجای اُنہوں نے اُسکو اندر سے کیٹرنا شروع کیا - پھوکنیاں جلدی خراب ہوگئیں - رات کو چوہوں نے اپنا کام کرنا شروع کیا - اور بکرے کے چمڑے کا ہر ایک ذرہ کتر کر کھا گئے - اسطور پر کہ دوسرے صبح سوای خالی تختوں کے انہیں کچھ باقی نہ رہا - اپنی مدعا کو پورا کرنے کی غرض سے پھر ولیمز کو یہ خیال آیا کہ اگر جسطرح سے پمپ (دم) پانی پھینکتا ہے - یہ اگر اُس اصول پر بنایا جائے - تو ضرور ہے - کہ وہ اسی طرح ہوا چھوڑیگا - بڑی دقتوں کے بعد اُس نے ایک کل بنائی جس سے اُسکا مطلب پورا ہوگیا -

اس ہوا کے پمپ سے وہ تمام لوہے کا کام کرتا تھا - ایک چھیدوار پتھر بطور ایک انگیٹھی کے استعمال کیا - ایک بڑا پتھر بطور ایک سندان کے

اور ایک جوڑا بڑھئی کے چھٹی بطور ایک چھٹے کے - کوئیلوں (زغال) کی بجائے
کھوپڑے اور دوسرے درختوں کے کوئیلے استعمال کئے - چونکہ اُسکے پاس کوئی
آرہ نہیں تھا - اس نے پچر لگا کر درختوں کو چیرا - اور کھپردیسیوں نے چھوٹے
پتھر کے کلہاڑیوں سے اُسکو چیر کر تختے بنا لئے - جب اُسکو ایک مڑے ہوئے
تختے کی ضرورت ہوئی - تو اُس نے ایک بانس کے ٹکڑے کو مطلوبہ شکل میں
موڑ دیا - اور یا جنگل سے مڑے ہوئے درخت منگوا بھیجے - اور اُسکو چیر
کر اُس نے دو بڑے تختے اپنے مطلب کے واسطے حاصل کئے - چونکہ لوہا
صرف تھوڑا سا ہی تھا - اُس نے تختوں میں اور جہاز کے تختوں کے اندر
اور باہر برمے سے سوراخ بنائے - اور اُن کے اندر لکڑی کے نرماویں لگا دی
جس سے تمام جہاز پختگی سے جڑ گیا -
کھوپڑے کی صوف بطور سن کے استعمال کی گئی - اور ایک درخت کی
چھال بطور رسّی اور بال کے رسّے کے استعمال کی گئی - جس غرض کے واسطے
ایک رسّی کی کل بنائی گئی تھی - چٹائیاں جس پر وہ لیٹے سویا کرتے تھے - بطور
بادبانوں کی استعمال کی گئیں - اور ہوا کی روکنے کی خاطر وہ اُن میں
جوڑ دی گئیں - ایک خراد بنایا گیا تھا - اور لکڑیوں کے مٹھے کے لئے
لوہے کا چھلّا یا لوہے کی لکڑی موڑ کر رکھی گئی تھی - لنگر چوبی تھا - اور
ایک پیپہ پتھروں سے بھرا ہوا بنرا استعمال کیا گیا تھا - جہاز ۱۶ فٹ اور ۱۸ ٹن
کے درمیان بوجھیلا تھا - تقریباً ۱۸ ہفتوں کی محنت کے بعد [illegible]
[illegible] Messenger of Peace [illegible] ڈالا گیا - [illegible]
گیا - اس خاص کام میں بہت دقت پیش آئی - کیونکہ کے واسطے
کوئی لوہا کافی مقدار میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے وہ ایک پھاوڑے
کے ٹکڑے ایک پیپہ ساز کے تیشہ اور ایک بڑھئی کی کدال سے بنا لئے گئے
تھے - ان لوہے کے کام کے مخلوط ٹکڑوں سے پتوار کو اوپر چڑھایا گیا -

اور یہ عجیب جہاز روانہ ہونے کے لئے تیار ہوگیا۔
یہ خیال کرکے کہ راپٹیا کو جزائر تاہیتین میں جانا خطرناک ہوگا۔ جو قریباً آٹھ سو
میل دور تھا۔ یہ تجویز کی گئی کہ پہلے پہل اسے ٹوٹیک کو جانا چاہیئے جو صرف
قریباً ایک سو ستر میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ کیا۔ رارا ٹونگا کا بادشاہ اس
مہم میں ہمراہ گیا۔ جہاز سمندری سفر کے لایق پایا گیا۔ اے ٹوٹیک کا سفر
بلا کسی سخت حادثہ کے طے کیا گیا۔ سوای اسکے کہ اُنکا مستول دیسی ملاح
کی ناتجربہ کاری سے ٹوٹ گیا۔ اور پھر بھی جہاز نے تند ہوا اور طوفانی سمندر
کو طے کیا۔ خوش قسمتی سے مسٹر ولیمز کے پاس قطب نما اور ارتفاع
دریافت کرنے کا آلہ موجود تھا اور ان آلات کی مدد سے وہ سفر بلا بہت وقت کے طے
کرسکا۔ بادشاہ اسقدر کسی بات سے متعجب نہ ہوا جسقدر کہ اس بات کے بتلانے
سے کہ کس رُخ کو پہلے زمین دکھائی دیگی۔ اُس نے لگاتار دریافت کرنا شروع
کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ہم اسقدر صحت سے کہہ سکتے ہیں۔ اس بارے میں جسکو
ہم نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اُسکا ایک فقرہ یہ تھا۔ پھر میں کبھی اُن لوگوں کو سپاہی
نہیں کہونگا۔ جو کہ ساحلوں پر لڑا کرتے ہیں۔ صرف انگریز ہی جو ہوا اور سمندر
کی موجوں سے لڑائی کرتے ہیں۔ اس نام کے لایق ہیں۔
فاصلہ صحیح۔ اے ٹوٹیک میں آٹھ یا دس دن رہا۔ اور ایک واپسی جہاز کا
سامان اُس نے بھر لیا۔ اسمیں خاصکر سور ناریل اور بلیاں تھیں۔
رارا ٹونگا کے ملکی سور بہت چھوٹے قد کے تھے۔ اور اُن کی پرورش کرنی
مشکل تھی۔ (۷۰) اعلیٰ قسم کے اب لائے گئے۔ وہ وجہ کہ کیوں بلیاں
جہاز کے سامان کا جزو بنائی گئیں۔ آسانی سے بتلائی جاسکتی ہے۔ رارا ٹونگا
میں چوہے کثرت سے تھے۔ وہ مصر کے دس طاعونوں میں سے ایک
طاعون تھے۔ وہ میزوں پر کھانے کی چیزوں میں دوڑتے پھرتے تھے
اور گوشت اور روٹی کے ٹکڑے چھین کر لے جاتے تھے۔ وہ کرسیوں

پر بیٹھتے تھے - اور بستروں پر سوتے تھے - جب ہم کیمپ کے نمازوں میں جھکتے
تھے - تو مسٹر ولیمز کہتا ہے - کہ وہ ہمارے گرد ہر طرف دوڑ جاتے تھے
بڑے چوہے - چھوٹے چوہے - دبلے چوہے - تنومند چوہے - بھورے
چوہے - کالے چوہے - خاکی چوہے - پیلے چوہے - سنجیدہ بوڑھے کاکن
خوش جوان - کلولی - باپ ماں - بچے چچیرے بھائی - کھڑی دم والے - لمبے
اور خاردار مونچھوں والے دستوں اور دو جنوں کنبے والے بھائی بہن تھا اور بچے تھا
درحقیقت رارا ٹونگا کی آدھی خوراک چوہے کھا جاتے تھے - انہوں نے
مسٹر ولیمز کے بچھونے کو کھا ڈالا - انہوں نے مستر پٹ میں کرے جو [illegible]
اور جب کوئی اور خوراک ان کو نہ ملتی تھی - تو وہ خود فی پیت جاتے تھے [illegible]
اپنے چوہیاں کھانی شروع کرتے تھے بلیاں اسواسطے رارا ٹونگا کی بستی
کیلئے ایک خوش آمد اضافہ تھی - انہوں نے چوہوں کا جلدی سے صفایا
کر ڈالا - نووارد جو کون کے مدد سے کہ جھٹ بیٹو بن گئے - اور انہوں نے جزیرہ
کو ناگوار ایذا رسانوں سے صاف کرنے میں مدد دی -
مسٹر ولیمز نے رائیٹیا کے مقام پر اپنے مشن میں آباد ہونے پر تقاعد [illegible]
کی - وہاں ہر کام اچھی طرح ہو رہا تھا - لیکن وہاں بہت سے جزیرے فتح
کرنے کے قابل تھے - اور اس نے انکو فتح کرنے کا ارادہ کیا - وہ [illegible]
شباب میں پر قوت - اور پر ہمت تھا - بہت سے مجمع الجزائر [illegible]
جانب واقع تھے - جو اس مشنری نے کبھی نہیں دیکھے تھے [illegible]
سمواں پچھا زرانوں کا مجموعہ - وہ ان کے گرد تا صدا امن -
(messenger of peace) میں گھوما - اور یہی مدعا جس [illegible]
اور جگہ حاصل کیا تھا - پورا کر دیا - اس نے بت پرستی [illegible]
اور سچے خدا کی پرستش قائم کی -
مسٹر ولیمز نے کہا کہ عیسائی مذہب انسانی طاقت سے [illegible]

نہیں کیا ہے۔ بلکہ اپنی اخلاقی طاقت سے (یعنی) وہ روشنی جو اُس نے
غیر ملکوں میں ڈالی۔ اور وہ خیر خواہانہ ولولہ جو اُس نے پھیلایا۔ کیونکہ مہربانی
انسانی دل کی کنجی ہے۔ خواہ یہ وحشی یا شائستہ آدمی کا دل ہو۔ جب اُن
سے مہربانی سے سلوک کیا گیا۔ تو خلقت نے فوراً سچائی کو اختیار کرنا شروع
کیا۔ کیونکہ قدرتاً اُنہوں نے اس بڑی تبدیلی کو جو اُن سابقہ خونخوار سرداروں میں
واقع ہوئی۔ انجیل کے مشفقانہ اثر سے جو اُن کے دلوں پر پڑا تھا منسوب کیا۔
ہماری زبان میں وہ چھوٹے الفاظ ہیں۔ جنکی میں ہمیشہ تعریف کرتا ہوں۔
کوشش اور بھروسہ تم نہیں جانتے ہو کہ تم کیا کر سکتے ہو۔ اور کیا کچھ سر انجام نہیں
پہونچا سکتے ہو۔ جبتک کہ تم کوشش نہ کرو ... اور جب تم خدا کے بھروسہ کرنے
کی مشق کی آزمائش کرو۔ تو خیالی مشکلات کے پہاڑ پاس پہونچتے ہی غائب
ہو جائینگے۔ اور وہ سہولیتیں پیدا ہو جائینگی۔ جنکا تمہیں خواب خیال بھی نہ تھا۔
آخر کار مسٹر ولیمز نے دوبارہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔ اُس نے
قاصد صلح (Messenger of Peace) کو تاہیتی بھیجنے کیلئے بھیجا
اور اُس نے گھر کی طرف جانے والے جہاز پر لنڈن کے واسطے سفر اختیار کیا
جہانکہ وہ جون ۱۸۳۴ء میں پہنچگیا۔ اُس نے اپنا قلمی نسخہ راروٹنگن کے نئے
عہدنامے کا برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے سامنے پیش کیا۔ اُسکو
طبع کرنے کا حکم دیا گیا۔[۵۱] اُس نے نہایت اہم حالات اپنے عجیب مشنری
دور کے [illegible] [illegible] [illegible] دلچسپی پیدا کی ۱۸۳۴ء
[illegible] بیشمار [illegible] ... ملک کے تمام حصوں میں تقریریں

سنہ
جلسوں میں

---

[۵۱] ایک [illegible] مشنری مہمات کا جنوبی [illegible] [illegible] ہیں بمعہ جزائر کے [illegible]
الاشیاء اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] کے
رسم و رواج مصنفہ پادری جان ولیمز لنڈن مشنری سوسائٹی کا۔

کہیں مقررہ گرجے کے بہت سے عہدہ داروں سے اور اُن لوگوں سے جو اپنے علوم سائنس کی وجہ سے مشہور تھے۔ اور بہت سے امراؤں سے دوستی پیدا کی۔ اُسکو مشن کے عام مدعا کی امداد میں عطیے دئے گئے لنڈن شہر کی کمیٹی نے بالاتفاق پانچ سو پونڈ کی ایک رقم اس کے امداد میں دینی منظور کی۔ بالکل چار ہزار پونڈ چندہ ہوا۔ اس سے مشنری جہاز کمیڈن خریدا گیا۔ اور ۱۱۔ اپریل ۱۸۳۸ء کو مسٹر اور مسز ولیمز کو جہاز پر لے کے اور سولہ دیگر مشنریوں اور مشنریوں کی بیبیوں جنکو اپنے اپنے مقامات پر چھوڑ دیا جانا تھا۔ گریوسنڈ سے روانہ ہوئے۔

کمیڈن جزائر بحیرہ جنوبی میں سلامتی سے پہنچ گیا۔ سوسائٹی اور دیگر جزائر کے دورہ کرنے کے بعد جنمیں پہلے مشنری آباد ہو چکے تھے مسٹر ولیمز دور کے مغربی جانب کے جزیروں میں سیاحت کرنے کیلئے روانہ ہوا جہاں کہ ان مانسوں کی تعلیم کے لئے ابتک کچھ نہیں کیا گیا تھا۔ مہم خاطرخواہ چل رہی تھی۔ جبکہ کمیڈن آخرکار رونگا میں نیو ہیبریڈیز کے مجمع الجزائر میں پہونچا۔ جہاز میں سے ایک جماعت خلیج ڈلن میں اتری۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے باشندے وحشیانہ سلوک سے جو اُن کے ساتھ ایک جہاز کے ملاحوں نے جو پہلے اس جزیرہ میں آئے تھے۔ اُس سے جوش میں آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ بغرض انتقام انہوں نے اُن مشنریوں پر جو ابھی اترے تھے۔ حملہ کیا۔ اور مسٹر ولیمز اور اُسکا دوست ہیرس مار ڈالے گئے۔ اور اُنکو کھا لیا گیا۔

اسطور پر جو الیس ۴۴ برس کی عمر میں ایک نہایت نیک اور نہایت خود انکار آدمی قتل کر دیا گیا۔ اُس کے ساتھ فرض نیکوکاری میں مشتمل تھا۔ اُس نے عیسائی مذہب اور شائستگی کے بیج دور دور بکھیر دئے۔ وہ غیر منحرف استقلال کا آدمی تھا۔ رحیمانہ کام کرنے سے وہ کبھی

باز نہیں رہا۔ اور پھر بھی وہ صبر سے انتظار کرتا رہا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ وقت
آویگا۔ جبکہ وہ بیج جو اُس نے بوئے ہیں۔ نکلکر نشوونما پائینگے اس کے
کام آسکے بعد قایم رہے۔ آرومنگا کے آدم خوروں نے بھی آخر کار
بُت پرستی موقوف کردی۔ اور عیسائی مذہب کی سچائیاں خوشی سے
قبول کیں۔ دیگر پاک کارکناں نے ولیمز کی مثال کی پیروی کی۔ پادری جارج
اے سیلون۔ نیوزیلینڈ کا ۱۸۴۱ء میں پہلا بشپ تخصیص کیا گیا۔ وہ فوراً
اپنے مشن کے فرایض ادا کرنے کیلئے روانہ ہوا۔ سات برس اپنے قلمرو کے
براعظم پر لگاتار محنت کے بعد بشپ نے مناسب سمجھا۔ کہ انگریزی قوم نے
جو ذمہ داری اُس کے سپرد کی ہے۔ اُس کے پورا کرنے کے لئے اب وہ
وقت آگیا ہے۔ کہ پانچ مجمع الجزائر جو درمیان نیوزیلینڈ اور خط استوا
کے واقع تھے۔ اور جنکو میلانیشیا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ان میں
انجیل کی اشاعت کی کوشش کی جائے۔ اور آیندہ بارال برسوں میں

ٹے سڈنی سمتھ نے اپنے مخصوص طریق میں اپنی ایک چٹھی میں اسطور پر
لکھا ہے۔ وہ شخص جسے نیوزیلینڈ کے بشپ کر دیا۔ جبکہ وہ آدم خوروں
کے سرداروں کی دعوت کیلئے تیار ہو رہا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ وہ ان کو کہے
صاحبان میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ میری قوت اپنی تنہی پر آپکے بشپ کے
[illegible] نہیں ہے۔ لیکن آپکی [illegible]
[illegible] خانہ کی الماری میں ملینگے اور اگر [illegible]
سامان کے آنکے ملاقاتی اپنا کھانا اسکو کھا کر ہی ختم کریں [illegible]
کو سکتا ہوں کہ میں امید کرتا ہوں کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

اس مشنری کام میں اُس کا بہت سا وقت صرف ہوا پہلے دور اندیشی اور اس مہم کے مصلحت کے متعلق مختلف رائیں تھیں۔ جسکے متعلق متین آدمیوں کو اس خیال کرنے کے لئے معاف کرنا چاہیئے کہ عملی طور پر اس میں کامیابی نہ ہوگی۔

جب اُسکے دوستوں نے اعتراض کیا۔ کہ اس کام میں تمکو ذاتی خطرے کا اندیشہ ہے۔ تو اُس نے اسکا اُس اصول متعارفہ سے جواب دیا۔ کہ جہاں کہیں ایک تاجر اپنے دنیاوی فایدہ کے واسطے جاتا ہے۔ وہاں مشنری کو روحوں کی تجارت کے لیئے جانا ضرور ہے۔ اور اپنے باپ کو اُس نے تحریر کیا کہ یہ ایک مشنری کا فرض ہے۔ کہ جرأت کے اخیر نقطہ تک جس میں یقینی خطرہ ہو پہنچے اُن جزائر میں اگر کوئی کام کرنا منظور ہے تو ضرور خطرہ برداشت کرنا لازمی ہے وہ خطرہ درحقیقت بہت بڑا تھا۔ بالخصوص اس لئے وہ کبھی کسی قسم کا ہتھیار اپنے چھوٹے جہازوں میں لے جانے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ اور ایک موقع پر مالی کولو کے مقام پر نیو ہبرڈیز میں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی بات نے سوای اُس کے کامل اوسان کی موجودگی اور شاندار قطع کے (کپتان آرسکین کے متعار الفاظوں میں) اُسکو اور اُسکے ساتھیوں کو اُس مصیبت سے بچایا۔ جو چند سال پہلے ولیمز کے حصے میں [illegible] کے مقام پر آئی تھی۔ اور چند سال ابھی پیٹی سن پر نوکاپو کے مقام پر نازل ہوئی تھی۔

ایک اور قسم کے اعتراض پر کہ وہ اپنے [illegible] کو فراموش کرتا ہوا اور اپنی طاقت کو منتشر کرتا ہے۔ تو اُس نے اپنے پھیلانے والوں کی اسطرح مخالفت کی۔ کہ وہ [illegible] اور نگرانی تمام [illegible] والوں کی نہ صرف بلا ضرورت [illegible] [illegible] [illegible] نیوزیلینڈ میں [illegible] اختیار کر سکتا ہے۔ اُس کا دل اُن [illegible] اُنکے [illegible] [illegible] کے لئے برداشت [illegible] [illegible]

معلوم ہوا گویا کہ خدا اُسکو اپنی معاونت سے ایسا کامل ملاح بنانا چاہتا ہے
اُس نے اپنا راستہ پہاڑ سی موج پر بنایا۔ اور اپنا گھر سمندروں میں۔

پادری جان کالرج پٹی سن بشپ سیلون کی مدد کو باہر چلا گیا
یہ ایک اور نیک دل اور خود انکار آدمی تھا۔ وہ ایک باعزت نوکری گھر میں
حاصل کر سکتا تھا۔ لیکن اُس نے مشن والوں کے معاملات میں اپنے تئیں
لگانے میں ترجیح دی۔ وہ نیوزیلینڈ کو ۱۸۵۵ء میں چلا گیا۔ وہ ایسے مجمع الجزائر
کے باشندوں کو مشنری بنانے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ جن کو شاذ و نادر
کپتان کک کے دریافت کے بعد کوئی دیکھنے کے لئے آیا تھا۔ آدم خواری کا
داغ اُن پر لگا ہوا تھا۔ اُنہوں نے ایک نیا مجموعہ آسٹریلیا کے شمال مشرقی
موڑ کے گرد بنایا۔ جسمیں نیو ہیبریڈیز۔ بینکس آئیلینڈ۔ جزائر سلیمان اور سنٹ کروز
کے جزائر شامل تھے۔ باشندوں کو ملی نیشیا والے یا جزائر کے سیاہ فام باشندے
بوجہ اُن کے ترکیب اور رنگت میں بہت کچھ حبشیانہ ہونے کے کہا جاتا تھا۔

کچھ عرصے نیوزیلینڈ رہ کر اور دیسیوں کی زبان سیکھ کر اور جنوبی
صلیب مشن والوں کا جہاز چلانے کے قابل ہونے کی غرض سے جہاز رانی
سیکھ کر مسٹر پٹی سن بشپ کے ہمراہ جزیرہ نارفاک کی طرف جہاز پر روانہ ہوا۔
پھر وہ انیٹم کو گیا۔ جہاں اسکاچ پریسبیٹیرین مشن واقع تھا۔ پھر وہ [illegible]
سے جہاں کہ [illegible] لگایا گیا تھا گزرتے۔ ایک جنگلی جزیرہ [illegible]
جہاں سے باہر [illegible] پھر وہ [illegible] کو گیا۔ جہاں [illegible]
[illegible]۔ جہاز اسپیریٹو سانٹو کے عالیشان جزیرے کے پاس
سے گزرا جس میں تقریباً چار ہزار فیٹ بلند پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔
جہاز جزائر [illegible] کے پاس ٹھہرا۔ جب کہ بشپ اور اُسکے ساتھی
پادری [illegible] کنارے آئے۔ اور دیسیوں کے ساتھ دوستی پیدا کی۔ [illegible]
[illegible] تھے۔ [illegible] ایک لڑکے جزیرے سے [illegible]

کالج میں نیوزیلینڈ روانہ کیئے گئے۔
جہاز سچیریارا کے مقام پر ٹھیرا۔ جو جزائر سلیمان میں واقع ہے۔ جہاں کہ یہ پایا
گیا۔ کہ گو وہ مادری بولنے والے تھے۔ ملاحوں نے اُن کو انگریزی زبان
کے نہایت خراب اور مکروہ حصّوں کا علم سکھلایا تھا۔ دوسرا مجموعہ جو
دیکھا گیا۔ وہ سنٹاکروز کا بڑا جزیرہ تھا۔ دیسی اپنی کشتیوں میں رتالو
اور پھل لے کر آئے۔ لیکن اُن کی تعداد اس قدر بڑی تھی۔ کہ کوئی خاموشی
سے کام نہ کیا جا سکا۔ وہ تمام جزیرے کے ارد گرد پھرے۔ اور بڑے آتش
فشاں پہاڑ کی آتشی شکل دیکھی۔ وہ نوکاپو چلے گئے۔ جو اب نہایت
حسرت ناک یادگار ہے۔ بوجہ اس کے کہ بشپ پیٹی سن کو وہاں مار ڈالا
گیا۔ دیسی ڈونگیوں میں آ گئے۔ اور میوہ نان اور ناریل لائے۔ بڑے
لمبے جہازی سفر کے بعد جو ہوا۔ وانی کورا اور مجمع الجزائر بنکس کی طرف
کیا گیا تھا۔ سدرن کراس (جنوبی صلیب) کی طرف نیوزیلینڈ میں آ گیا
یہ پھر مشن والوں کا میدان تھا۔ جس میں سٹیرٹی سن
کو کام کرنا تھا۔ گھر میں لکھتے ہوئے اُس نے کہا۔ کہ جزیرے والوں کی
خونخواری میں یقین مت کرو۔ جب اُن کو جوش دلایا جاتا ہے۔ تو
وہ خوفناک کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور وہ قریباً عالمگیر طور پر
آدم خور ہیں (تھے) اور لڑائی کے بعد وہاں ہمیشہ مردم خواروں کی
ضیافت ہوا کرتی ہے۔ اس کے سوا نہیں۔ لیکن اُن کے ساتھ اچھی
طرح اور ہمدردانہ نرمی سے سلوک کرو۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ
آپ کے ساتھ میں کم خطرہ ہے۔ ملاقات کے معنی صرف پہلی مرتبہ
ساحل پر اُترنا۔ اور دوسری دفعہ ایک دیسی گاؤں میں جانا۔ اور
تیسری دفعہ کشتی سے سونا۔ اور چوتھی دفعہ دس دن بسر کرنا۔
اور [illegible] ——

اُس نے دلیپوں کو ابتدائی تعلیم دینے کا طریق ظاہر کیا۔ اُس نے اس امر کو کلیتاً تسلیم کیا۔ کہ انسان خدا کی شکل میں پیدا کیا گیا ہے۔ جب سڈنی میں وعظ کر رہا تھا۔ تو اُس نے کہا۔ کہ یہ محبّت ایک مرتبہ جب انسان کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ضرورتاً اپنے بھائیوں میں گذر کر چلی جاتی ہے۔ محبّت سب کا تازہ کنندہ (جاندار) اصول ہے۔ آسمان کے ہر ایک سیارے میں سمندر کے چمکیلے اور چمکدار موجوں میں کھیتوں کے ہر ایک پھول میں۔ خدا کی ہر ایک مخلوق میں اور سب سے بالا انسان کی ہر ایک جان میں یہ بڑے خالق اور سب کے حامی میں حسن اور محبّت کو برکت دیتا ہے۔ اور یاد دلاتا ہے۔

وہ کہتا ہے۔ کہ میرا پیارا باپ ڈفی سن کے مقدمے کے بارہ میں مجھے بڑی تشویش کے ساتھ لکھتا ہے۔ اے پیارے یہ کیسی شکرگذاری کی وجہ ہے۔ کہ مباحثے کے شور سے ہم باہر رہیں۔ اور ہزاروں کو روٹی کے ٹکڑے کا خواہشمند دیکھیں۔ جو اس غضب ناک جھگڑوں میں اس لئے ڈھنگے طور کے اوپر متزلزل رہتے ہیں۔ یہ اعلیٰ یا ادنے یا فراخ گرجا نہیں ہے یا کوئی اور خاص نام بلکہ دلی خواہش اس بات کی ہے کہ ہم تمام امتیاز کو بھول جاویں۔ اور چیزوں کی نہایت سادہ حالت کو اختیار کر لیں۔ اور قدرتاً یہ نتیجہ ان کا فرآدمیوں کے دیکھنے سے ہی بر آمد ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

ہیٹی سن۔ جزائر ملی نیشیا کی سیاحت کو ہر ایک بات کی اُمید کرتا ہوا اور کسی بات سے نہ ڈرتا ہوا گیا۔ مردوں اور عورتوں نے اُس کی بڑی قدر کی۔ جب عورتیں موجود ہوتی تھیں۔ تو وہ جانتا تھا۔ کہ وہ بالکل محفوظ ہے۔ اُس نے لوگوں پر بھروسہ کر کے ہر ایک بات کی۔ وہ فتویٰ یا [illegible] لیں لست پہ تقا [illegible] ہوا ساحل پہ گیا۔ وہ پھر ابھر و منگا گیا

پھر وہ فائی جزیرے میں گیا۔ جہاں کے لوگوں کو اُن سمندروں میں نہایت درجہ گنوار خیال کیا جاتا ہے۔ وہ مردم خوار تھے۔ اور رائیل سورن کے تمام اہل جہاز کو جب کہ یہ جزیرے پر غارت ہو گیا تھا۔ مار ڈالا تھا۔ اُنہوں نے فوراً نو آدمیوں کو کھا لیا۔ اور باقی کے نو آدمیوں کو بطور تحفہ اپنے دوستوں کے پاس بھیجدیا۔

سنہ ۱۸۶۱ء میں جان کالرج پٹی سن کو جزائر ملی نیشیا کے پادری بشپ کے عہدے پر ممتاز کیا گیا۔ وہ اپنے کام میں پہلی کی طرح لگا رہا۔ وہ اکثر موت کے خطرے میں رہتا تھا۔ وہ وحشیوں میں تنہا اور غیر مسلح جاتا تھا۔ وہ اُس کا ایک زہریلے تیر سے ورا خاتمہ کر سکتے تھے۔ پھر بھی وہ ہمیشہ خوش اور چاق رہتا تھا۔ اُس نے کہا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ میں آسایش کے بہت سے ٹھوس نکات (نقاط) پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔ سب سے اعلےٰ وہ ہے۔ کہ وہ دیکھتا ہے۔ اور اچھی طرح سے اس کو جانتا ہے۔ وہ جزیرے والوں پر بھی نظر رکھتا ہے۔ اور اُن سے محبّت کرتا ہے۔ کس قدر بہت زیادہ بہ نسبت اُس کے کہ میں کر سکتا ہوں۔ میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے اُن کے پاس بھیجتا ہے۔ وہ ہمارے بادبانت کوششوں کو اُن کے درمیان اپنی مرضی پُورا کرنے میں برکت دیگا۔ روشنی ملی نیشیا میں پھوٹ رہی ہے۔ اور اس خیال سے مجھے بڑی تشفی ہوتی ہے۔ اور مجھے یاد دلاتی ہے۔ کہ اس کا کچھ مضایقہ نہیں ہے۔ کہ آیا یہ میرے وقت میں ہو۔ صرف مجھے کام کرتے رہنا چاہئے۔

وہ پھر کہتا ہے۔ کہ جبکہ اُن آدمیوں کی نسبت اُس نے تذکرہ کیا جن کو اس کے مدد کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ ایک آدمی جو سونگے کے جزیروں اور ناریل کے نسبت ایک دور از عقل خیال کرتا ہے۔ وہ فضول سے بدتر ہے۔ اور ایک آدمی جس کو یہ خیال ہو۔ کہ وہ

قربانی کرتا ہے وہ کبھی کچھ کام آمد نہیں ہے- اور ایک آدمی جو کسی
قسم کے کام کو شریف آدمی کی ہتک خیال کرتا ہے- وہ مرتب رکاوٹ
پیدا کر یگا بلکہ اس کو یہ دیکھکر ناگوار خاطر گذریگا کہ بشپ وہ کام کرتا
ہے- جس کو وہ اپنے لئے ایک نہ کرنے کا خیال کرتا ہے- اور اگر ایک
درست شخص خدا کی برکت سے باہر نکلنے پر منحرف ہوتا ہے- تو ہم بھی
خوش آمدید اُسے کرتے ہیں- اور کیا خوش وہ جلدی ایک کام میں
لگیگا- جس کی بکثرت نعمتوں کی ابتدا کوئی شخص نہیں جان سکتا
ہے- جیسا کہ ہم اُن کو جانتے ہیں- یہ روپے کی خاطر نہیں تھا-
کہ ان متفرق پادریوں نے انگلستان چھوڑ دیا- یہ صرف
سو پونڈ سالانہ کے لئے تھا- جو بعد از ان ڈیڑھ سو پونڈ تک
اضافہ کیا گیا تھا- لیکن انہوں نے دلیسیوں کو ہر ایک بات
سکھلائی- (یعنی) عادات کفایت شعاری- توجہ- پابندی وقت
نفاست اور علے ہذا کسقدر چلن ان خانگی خوبیوں سے پیدا ہوتا ہے
بشپ نے سکول اور کالج جہاں کہیں وہ گیا- قائم کئے- وہ
جزیرے کے لڑکوں کو اپنے بحری سفروں میں اپنے ساتھ لے گیا-
تاکہ وہ اُن کی زبان اور وہ اُس کی زبان سمجھیں- سنٹا کروز
کے مقام پر ۱۸۶۴ء میں بشپ اور اُس کے ہمراہیوں پر تیر چلایا گیا
ایک شخص پیرسن نامی کو ایک تیر کا لمبا پھل (یا برچھی) اُس کی
چھاتی میں لگا- اور اڈون ناب کو ایک تیر اُس کی بائیں آنکھ
میں لگا- ایک ملاح ینگ نامی کو بائیں کلائی پر تیر لگا- بشپ نے
تیر نکال لئے- (یعنی) وہ ایک جو چھاتی میں لگا تھا- بڑے عمل
جراحی کے بعد نکالا- فشر ینگ تیر کے گھاؤں سے مر گیا- جب
مرنے لگا- تو اُس نے بشپ سے کہا- کہ مجھے چومو- میں بہت

خوش ہوں۔ کہ میں اپنا فرض ادا کر رہا تھا۔ نالبس بھی اُسی بیماری سے مر گیا۔ پیرس گو اُس کا زخم نہایت سخت تھا۔ شفایاب ہوگیا۔

پھر وہ جزیرہ نارفاک پٹ کیرن

جزائر نیو ہیبریڈیز۔ جزائر فجی۔ جزائر سلیمان۔ جزائر تاہیتین کی سیاحت کو گیا۔ اور ہر جگہ نیکی کرتا تھا۔ اور گرجا کے لئے نئے ممبر درج رجسٹر کرتا تھا۔ اُس نے نیا عہدنامہ (انجیل) اُن کی اپنی زبان میں اور پُرانے عہدنامے کی کتابوں کے انتخاب چھپوا دئے۔ جب وہ جزیرہ نارفاک میں تھا۔ ایک کرسمس کے دن۔ میلی نیشیا والوں کی جماعت نے جو مسٹر پامیس کی سربراہی میں تھے۔ کرسمس کے گیت اُس کے خوابگاہ کے دروازے کے پاس گاکر اُسے بیدار کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ یہ کیسا خوشی کا سماں تھا۔ میں توحید کی کتاب اپنے پہلو میں اور مسٹر کیبل (Kalala) کے گیت اپنے دل میں لے کر بستر سے پر گیا۔ اور اب موٹا کا ترجمہ جس سے پہلے ہی ہم آشنا تھے۔ اور فرشتوں کے راگ اور روشنی جو انجیل کے پڑھنے والوں کو روشن ضمیر بنائیگی سو ایک ہمارا کافر طالب علم بھی گا رہا تھا۔ گویا کہ راگ کے سلسلہ کو اٹھا لیا۔ اُن کی آوازیں ایسی تازہ اور صاف خاموش نیم شب میں۔ بالکل صاف آسمان میں۔ نچلے چاند میں۔ اور گرم خوش آیندہ موسم میں۔ سنائی دیں۔ میں مدت تک بعد ازاں جگا ہوا لیٹا رہا۔ اُن کے دلوں پر جو برکت دینے والی تبدیلی واقعہ ہوئی تھی۔ اُس کا خیال کرتا رہا۔ اور میں اپنے خوشی اور خوش قسمتی کا خیال کرتا رہا۔ اور یہ کہ کیسا بالکل غیر مستحق تھا۔ اور ہے۔ اور اپنے تئیں خدا کی تعجب انگیز نیکیوں۔ رحم۔ اور عشق میں

محو کر دیا۔
ہمیں اسکے اخیری سفر سنٹا کروز کے مجمع الجزائر کا جلد ذکر کرنا چاہئے
لڑکوں کی چوری کرنے والے جہازوں نے کوئینس لینڈ سے اُن جزائر
میں لگا لگایا ہوا تھا۔ اس مدعا سے کہ دیسیوں کو زبردستی پکڑ کر
اپنے نخلستان میں کام کروانے کے لئے جائیں۔ بعض جزائراں میں
سے بالکل غیر آباد ہوگئے تھے۔ پانچ آدمی نکاپو سے کوئینس لینڈ کے
آدمی پکڑ کر لے گئے۔ جیسا کہ بشپ کا جہاز جزیرے کے پاس پہونچا۔
اُنہوں نے چار ڈونگے دکشتیاں) سونگے کے چٹان کے اردگرد
گھومتے ہوئے دیکھے۔ بشپ نے ان غریب آدمیوں کا لحاظ معلوم
کرکے کشتی کو نیچا کرنے کا حکم دیا۔ وہ چار آدمیوں کے ساتھ اس
میں داخل ہوا۔ ڈونگوں کے نزدیک پہونچکر بشپ اُن میں سے
ایک میں چڑھ گیا۔ جس میں دو سردار تھے۔ جو پہلے اُس کے دوست
رہ چکے تھے۔ ڈونگ ساحل کی طرف روانہ ہوا۔ جس پر جہاز کی کشتی
کے آدمیوں نے بشپ کو زمین پر اُترتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر وہ نظر
سے اوجھل ہوگیا۔
وہ کشتی اور ڈونگوں کے ساتھ رہی ایک دیسی اچانک ایک
ڈونگے سے اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ اور اپنا گز بھر لمبا تیر اُن آدمیوں کی
طرف جو کشتی میں تھے چلایا۔ دوسروں نے بھی ایسا ہی کیا۔ کشتی
جلدی سے پیچھے کی گئی۔ یہاں تک کہ وہ نشانہ کے زد سے باہر
ہوگئی۔ مگر اس سے پہلے نہیں۔ کہ چار آدمیوں میں سے تین
آدمیوں کو تیر لگ چکا۔ لیکن بشپ کو کیا ہوگیا تھا۔ اُس کو ساحل
پہ مار ڈالا گیا تھا۔ دو ڈونگے نزدیک آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ایک
دیسیوں سے بھرا ہوا۔ اور دوسرا ظاہرا خالی تھا۔ دیسی اپنے ڈونگے

میں واپس گئے۔ اور دوسرے درمیان میں ڈھیر لگا کر آگے چلے
گئے۔ جہاز سے کشتی اُس کو مل گئی۔ اور ملاح نے ڈونگے کے
طرف دیکھکر کہا۔ کہ وہ بشپ کے جوتے ہیں۔ ڈونگہ برابر لایا گیا۔ اور
لاش ایک دیسی چٹائی میں لپٹی ہوئی اُٹھائی گئی۔ جب کہ چٹائی کو
ہٹا دیا گیا۔ تو وہاں بشپ اپنے مسکراہٹ والے چہرے کے ساتھ
پڑا ہوا تھا۔ ایک کھجور کا پتا اُس کی چھاتی پر بندھا ہوا تھا۔ اور
جب چٹائی کھولی گئی۔ تو اُس میں پانچ زخموں سے کچھ زیادہ نہ تھا۔

مس ینگ کہتی ہے۔ عجیب مخفی خوبصورتی ان
واقعات کی قریباً ایک آدمی کو یہ خیال دلاتی ہے۔ کہ گویا یہ ابتدائی
گرجا کے ایک شہید کا افسانہ ہے۔ اُن میں سے کوئی شخص نہ تھا۔
جو اُس کی محبت اور عزت کرتا۔ جس نے یہ محسوس نہیں کیا۔ کہ وہ ایسی
ہی موت تھی۔ جس کی وہ ہمیشہ اُمید رکھتا تھا۔ اور یہ کہ وہ ہمیشہ
اپنے فرض کی ادائیگی میں اپنی جان دینے کے لئے تیار تھا۔ یہ بات
یقینی تھی۔ کہ انتقام کی خاطر اُس کو مار ڈالا تھا۔ پانچ آدمی نوکاپو
سے کوئینس لینڈ کے کم بخت قزاق جبراً کر لے گئے تھے۔ اور یہ اُس کا
نتیجہ تھا۔

بشپ کے چہرے کی شیریں اور خاموش مسکراہٹ نوحہ گروں کو امن
کی وعظ کرتی تھی۔ جن کی رہنمائی کرنے والی روح غائب ہو گئی تھی
لیکن وہ بہت دیر تک نہ دیکھ سکے۔ دوسرے دن صبح جان کالرج
پیٹی سن کی لاش بحر الکاہل کے سمندروں کے حوالے کی گئی تھی۔ وہ اپنے
آرامگاہ میں چلا گیا۔ وہ مر گیا۔ جس طرح سے وہ اپنے مالک
کی خدمت میں زندہ رہا تھا۔ اسکا انجام امن تھا۔

اس چند ہی سال بعد ۱۸۷۵ء میں سنتا کروز کے جزیرے کو کمانڈر گڈانف

د Goodenough عملیا حضرت کے جہاز پرل میں دیکھنے
کے لئے گیا - وہ بشپ کے موت کا مقام دیکھنے کا مشتاق تھا - گو اُس کو
ایسا کرنے سے منع کیا گیا - بوجہ اس کے کہ دیسیوں کا چلن دغا باز تھا -
باوجود اس کے وہ جزیرہ پر اُترا - لوگ پہلے پہلے دوستدار معلوم ہوئے
وہ پھر ساحل پر آیا - لیکن اُن کا ڈھنگ ایسا مشتبہ دکھائی دیا - کہ اُسنے
اپنے آدمیوں کو فوراً کشتی میں جانے کا حکم دیا -

ایک خط میں جو اخیر میں اس نے کبھی لکھا - وہ اسطور پر نظارہ کی نسبت
بیان کرتا ہے - میں نے ایک دیسی کو جو بائیں طرف تھا - تیر کمان کو اٹھاتے
ہوئے دیکھا - اور ایک لمحے میں عین اُسوقت جبکہ میں خیال کر رہا تھا - کہ یہ
جھوٹی دھمکی ہوگی - سنسناتا ہوا تیر میرے بائیں پہلو میں آن لگا - میں نے
چلایا - کہ کشتیوں میں جاؤ - تیر کو باہر نکال لیا - اور ساحل سے کود کر نیچے آیا -
اور تیروں کی ایک بوچھاڑ کو سنسناتے ہوئی - اپنے پاس سے گزرتے ہوئے
سنا - کشتی پر پہونچکر ڈاکٹر فوراً آگیا - اور زخم پر پٹی باندھ دی - اور اس کو
تیزاب سے اچھی طرح جلا دیا - پانچ دن کے بعد اُس نے لکھا - کہ میں بہت
اچھا ہوں - مجھے صرف یہ تکلیف ہے - کہ میری پیٹ میں درد ہوتا ہے - جو
مجھے شبہ کرنے سے روکتا ہے - میں محسوس نہیں کرتا ہوں - دایمی یہاں
الفاظ شاید رہ جاتے ہیں - وہ چٹھی کو ختم نہیں کرسکا -

وہ گھاؤ کی بیماری [illegible] میں گرفتار ہوگیا - اور تمام آخیر دن اُس کے
زندگی کی تکلیف ہوئیں - اُس نے اپنے خطرناک حالت کی خبر [illegible] اپنے
آدمیوں کو کامل اطمینان کے ساتھ دی جس کی تمام زندگی موت کے لئے
ایک مدت تک تیار رہی تھی - اُس نے اپنے تئیں شکستہ دلی پر چھوڑ دیا
اور جبکہ اُس کے آدمی اُس کے چاروں طرف کھڑے زبان اندوہ میں جمع
ہوئے - اُس نے اُن سے محبت اور ملائمت سے باتیں کہیں - اور اُن سے

خواستگاری کی۔ کہ اُس کے نقش قدم پر چلیں۔ وہ اپنے آرام گاہ کو امن
اور اطمینان سے ترقی کر گیا۔ اور اُس کی لاش سمندر کے حوالہ کی گئی۔
اس طور پر ایک آدمی جس کو انگلستان مشکل سے چھوڑ سکتا تھا۔
انتقال کر گیا۔ وہ ایک پاک نمونہ سچے جہازی اور ایک عیسائی شریف
آدمی کا تھا۔

ہمارے پاس ہمارے زمانہ کے اور عیسائی مشنریوں کے بیان
کرنے کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ (یعنی) جسوئیٹ کے جاپان چین اور
شمالی اور جنوبی امریکہ میں۔ اور بعد زمانہ والوں کے گرین لینڈ یا [illegible]
متعدد اور افریقہ میں۔ جان ایلیٹ کے جو پہلا مشنری امریکہ کے
ہندوستانیوں میں ہوا گزرا ہے۔ ڈاوِڈ برینرڈ اور جونتھن[1] اڈورڈس

[1] جب صدر انجمن ایڈورڈس کو اپنے گرجا سے نارتھمٹن کے مقام کانکٹکٹ
سے نکالدیا گیا۔ اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے مجلس کی اخلاق میں اصلاح کرنیکی کوشش
کی تھی۔ تو وہ ایک مشن پر سٹاک برج کے مقام پر ہندوستانیوں کے پاس اُنکو انجیل کا
وعظ کرنے کے لئے چلا گیا۔ وہ اُن کے درمیان چھ سال رہا جسمیں اُسکی بیوی نے
اُسے بہت مدد کی۔ اور اُس زمانہ میں اُس نے نہایت دقیق اور نہایت بیش قیمت
کتابیں تصنیف کیں اُسکی مشن سے علیحدگی کی وجہ حسب ذیل تھی۔ اُسکے گلّے کے بعض جوان
اشخاص نے چند فحش کتابیں حاصل کیں۔ اور دوسروں کے خراب کرنے کیلئے اُنکو مشتہر کیا
ایڈورڈس نے اپنے حلقہ کے سربرآوردہ ممبروں کو جمع ہونے کے لئے بلایا۔ اور
اُنکو ان حرکات سے مطلع کیا۔ اُس نے اُن اشخاص کے نام جو اُس میں پھنسے
ہوئے تھے۔ بیان کئے۔ یہ معلوم ہوا۔ کہ قریباً شہر کے تمام خاندانوں کا اس معاملہ
میں کوئی نہ کوئی تعلق تھا۔ اس مجلس کے سرگروہوں نے اپنے پاسبان کے
نہایت گستاخی اور حقارت سے مقابلہ کیا۔ اور آخرکار دو سو آدمیوں کی کثرت

جو اُس کے بعد آیا - مارٹن ہیبر کیبری - اور مارش مین کے ہندوستان میں جڈسن خاندان برما میں - چارلس - فریڈرک - میکنزی نیمبسی کے شہید پادری کے اور سیموئل - مارسڈن کے جو اسٹریلیا کے عیسائیوں کا بڑا پادری تھا -

تمام عزت تم کو ہو - پاک عیسائی بہادرو - معروف اور غیر معروف اور اُن سب کو جو اپنا وقت اور اپنی محنت اُس علم کے جو فرد کرتا ہے تسلی دیتا ہے - اور بچاتا ہے - پھیلانے میں - دیتے ہیں - اور اُن لوگوں کو جو اپنے جانیں ایمان کے واسطے دیتے ہیں - اور اُن سب کو جو غریب اور کوشش کرنے والوں کو اور غیر مہذب کی مدد کرتے ہیں تاکہ وہ اعلیٰ درجے کی نعمتوں کو حاصل کریں - بہ نسبت اُس کے جو اس بہت فانی زندگی میں حاصل ہوتی ہیں ؞

رای سے برخلاف جیسی آدمیوں کے وہ موقوف کیا گیا - یہی وجہ اُس کے پادریانہ زندگی کی ہندوستانیوں کے درمیان ہوئی -

ایک عجیب بیان ان پادریوں کا مس ینگ کے رہبروں اور بناکنندگان کی کتاب میں پایا جائیگا -

حیوانوں پر شفقت

جو کوئی شخص حقارت کرتا ہے۔ کسی زندہ چیز سے وہ
ایسی قابلیت رکھتا ہے۔ جبکہ اُس نے کبھی فائدہ نہیں اُٹھایا۔
ورڈس ورتھ صاحب

بدمست سپاہی نے پاس سے گھوڑے پر سوار جاتے ہوئے
میرے ہرن کے بچے کو گولی لگائی ہے۔ اور یہہ مرجائیگا
وہ رذیل آدمی کبھی خوشحال نہیں ہوسکتے ہیں۔ جنہوں نے
تجھے مار ڈالا ہے۔ تو نے کبھی اپنی زندگی میں ان کو کسی قسم کا
نقصان نہیں پہونچایا ہے۔ افسوس ہے اور پھر بھی تیری
موت سے ان کو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔
مارویل صاحب

ہر ایک حیوان کی آنکھ میں ایک دھندلی شکل اور انسانیت کی
جھلک اور عجیب روشنی کی چمک ہوتی ہے۔ جس میں سے اسکی
زندگی ہمارے حکومت کی بڑے بھید کو جو اُن پر ہے۔
تلاش کرتی ہے۔ اور نظر ڈالتی ہے۔ اور اگر روحانی نہیں یا

کرتیں - بجائے اسکے کہ فیشن کو چھوڑ دیتیں - لیکن پرندوں کا قتل بطور تجارت
کے اب اسقدر بڑھ گیا ہے - جس سے بعض ہندا کی نہایت خوبصورت مخلوق
کے معدومی کا اندیشہ ہوتا ہے - شکر خورہ مچھرنگ - چنڈول - بلبل ہزار
داستان تمام مار ڈالے جاتے ہیں - ایک لندن کے پرندوں کے تاجر کے
پاس ایک پارسل بتیس ہزار مرے ہوئے شکر خوروں کا - اسی ہزار آبی پرندوں
کا اور آٹھ لاکھ پروں کے جوڑوں کا بھیجا گیا -

چند سال گزرے ہیں - کہ پارلیمنٹ نے ایک ایکٹ جنگلی پرندوں کے انڈے
دینے کی موسم میں محافظت کے لئے پاس کیا - اور ایک ایکٹ بعد ازاں
جنگلی مرغ کی بچاؤ کے لئے نافذ کیا - لیکن ان ایکٹوں کا بہت کم اثر
ہوا - جنگلی مرغ ابھی تک عورتوں کی خوشی کی خاطر مارے جاتے ہیں -
اب آخری سی چیز جو رائج ہوئی ہے - وہ روزمرہ لیڈیوں کی ٹوپی ہے
جو چمکیلے جنگلی بطخ سے آراستہ ہوتی ہے - اگر کبھی ان کی زیبائش
میسر نہیں ہو سکتی ہے - تو دنیا کے چاروں کونے ان کے واسطے کھوند
ڈالے جاتے ہیں - ہندوستان مچھرنگ کا ایک بڑا میدان ہے جسکے پر نہایت
خوبصورت رنگ کے ہوتے ہیں - وہ انگلستان میں ہزاروں کے لئے گولی سے
مار دئے جاتے ہیں -

سلہ [illegible] ہے - ایک دن
[illegible] سے پھر کر [illegible]
[illegible] کی ڈائریاں تھیں - میر
[illegible] کر رہے ہیں - انہوں نے کہا
کہ وہ [illegible] - کہ قسم کے پرندے - مچھرنگ - اور
اپنی ڈائریوں میں انہوں نے [illegible] سو مچھرنگوں کے پر دکھلائے - جن کے لئے

بوڑھے زاہد کو حیوانوں سے بڑا پیار تھا۔ وہی جو
اُسکے رفیق تھے۔ پرندے اُن کے گرد پھرا کیا کرتے تھے۔ اور جنگلی جانور
بھی اُن کے ساتھ پناہ پاتے تھے۔ وُہ یہ معلوم کرتے ہوئے دکھائی دیتے
تھے۔ کہ اُن کو کوئی ضرر نہیں پہونچایا جائیگا۔ پرندے بھی اپنے خطرے کو جان
لیتے ہیں۔ اور محسوس کر لیتے ہیں۔ جب کہ ایک آدمی اُن کے درمیان بندوق
لے کر آتا ہے۔ کوے کیڑے چگنے سے ہل چلانے والے آدمی کی رکھواری
سے اُٹھ پڑتے ہیں۔ اور فوراً غائب ہو جاتے ہیں۔ گو کوے خود دکھا کر دوسرے
سال کی فصل بڑھا رہے تھے۔

سینٹ فرانس کا خیال تھا کہ تمام زندہ مخلوق اُسکے بھائی اور بہن ہیں
اور وُہ اپنے خیالات شاعری کے حدود سے اصلی واقعات میں لے جاتا تھا۔
وُہ پرندوں کو بھی وعظ کرتا تھا۔ وُہ تمام مخلوق کے ساتھ باتیں کیا کرتا تھا۔
گویا کہ اُن کو عقل ہے۔ اور اُن کو مختلف خاصیتیں ہیں کہ الٰہی کے بعض نشان
شناخت کرنے کا اُسکو شوق تھا۔ اگر تمہارا دل صحیح ہو ایک [illegible] سے بوڑھے
دانا نے کہا۔ پھر ہر ایک مخلوق زندگی کا ایک آئینہ ہے۔ اور مقدس چولوں کی
ایک کتاب ہے۔

فرتھ آف فورتھ میں باس راک کے مقام پر مختلف قسم کے خیال دیکھے جاتے
ہیں۔ راج ہنس نے ان چٹانوں کا ایک دلپسند مقام بنا دیا ہے۔ [illegible]
اور دخانی جہاز اُس چٹان کے گرد پھرتے ہیں۔ اور گنڈولوں تک ایک خوفناک
اور خوفناک گولیوں کی بوچھاڑ کی جاتی ہے۔ پرندے جوان اور بوڑھے
سب بے بول گر پڑتے ہیں۔ خواہ زخمی یا مُردہ اپنی قسمت پر چھوڑ دئے
جاتے ہیں۔ زخمی شدہ ٹوٹی ٹانگ یا لہو بہتے ہوئے پروں سے ایک بے چین
سمندر میں لڑکتے پھرتے ہیں۔ بطور ایک تو تڑپتے کے اور غیر ممکن البیان
اذیت کے ساتھ مر جاتے ہیں۔ اور پھر بھی بے رحم آدمی اسکو کھیل کہتے ہیں۔

پرندے بہ نسبت بعض آدمیوں کے زیادہ رحیم ہیں - وہ ایکدوسرے کی مشکل
کے وقت مدد کرتے ہیں - بانف کے ایڈورڈ نے جب ایک بحری ابابیل کو
گولی ماری - تو اوسکو دیکھ کر تعجب ہوا - کہ دو بلا زخم رسیدہ ابابیلوں نے
اپنے بھائی کو اوٹھا لیا - اور اپنے پروں پر اوپر لے گئے - اور سمندر میں
اوسکو لے گئے - ایڈورڈ بہت سی بحری ابابیلوں کا شکار کرلیتا - لیکن
اوس نے اپنی مرضی سے اُن کو ایک رحم کا کام ادا کرنے کی اجازت دیی - اوس محبت
کی ایک ایسی مثال ظاہر کرنے کی جو خود آدمی کو اوسکی تقلید کرتے ہوئے شرمانے
کی ضرورت نہیں پڑی ہے -

چھیٹر زیادہ تر اس ملک میں جرمنی سے داخل ہوئی ہے - کبک - چکور -
خرگوش اور اسی قسم کے جانوروں کا تمام غول - اُن کے رکھوالی میلوں سے
بھگاتے ہیں - اور کسی محفوظ جگہ میں اون کو ڈالتے ہیں - جہاں کہ سینکڑوں
کو مار کر شکار کیا جاتا ہے - اسکو بھی شکار کہتے ہیں - میں امید کرنیکی جرات
رکھتا ہوں - یارک کے آرک بشپ نے کہا - کہ ایک وقت دور نہیں ہے -
کہ جب یہہ عجیب تواریخی معاملہ ہوگا - کہ انگریز شریف آدمی جو ایک مرتبہ خوشی
یہہ مشتہر کرنے کے عادی تھے - کہ وہ اور اُن کے دوستوں نے ایک دن میں اندر
دو ہزار پرندوں کا شکار کیا - جو ایک جنگل میں یقینی حرمت کے خاطر اکٹھے یا بکس
لائے جاتے ہیں - اور [illegible] - بلا موقعہ آزاد کیئے جاتے ہیں یا بہ
زخمی کیئے جاتے ہیں - اور [illegible] - اور اذیت اُٹھاتے ہوئے
اُٹھا لیئے جاتے ہیں - [illegible] آدمی اسکا ایک تماشا بنا لیتے ہیں - اور جب
[illegible] ایسے تماشے کے خاطر تعطیل مناتی ہیں - تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونکو
محبت یا رحم نہیں ہے - یہہ [illegible] کا عکس ڈالتا ہے - اور درحقیقت ایک بے درد انگیز
[illegible] بن جاتا ہے -

کیا یہہ شجاعت ہے جس میں انگلستان ڈوبا ہوا ہے - کیا یہہ بے رحمی اور ظلم

انسانیت کا سب سے اعلے معیار ہے۔ مسٹر چارلس نا پیر نے شکار کھیلنا چھوڑ دیا
کیونکہ وہ بے زبان مخلوق کی اذیّت کو برداشت نہیں کر سکا۔ اور پھر بھی اوسنے
میانی کی لڑائی میں فتح حاصل کی۔ وہ باہمّت تھا۔ پھر بھی بے درد نہ تھا۔
وہ ایسے شکار نہیں کر سکتا تھا۔ جنکا بے ضرر جانوروں کے سسکیوں اور مرنے
والی چیخوں پر مدار ہو۔ جب جنرل اوٹرم (یعنی ہندوستان کا بے یارڈ)
اپنی اہلیہ کے ساتھ مصر میں صحت کے خاطر ٹھیرا ہوا تھا۔ تو اوسکے ایک دوست
نے یہ جان کر کہ شام کے کھانے کیواسطے اُن کے پاس گوشت نہیں ہے۔ ایک
پرندے کا شکار کیا۔ اوٹرم گو خود شکاری تھا۔ اُس نے افسوس سے کہا۔
کہ میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ میں کبھی پرندے کا شکار نہیں کرونگا اُس نے
وہ پرندہ نہیں کھایا۔ جب پکایا گیا۔ اوسکے دوست نے اسکو ایک بوڑھے
کسان کی عورت کو دیا۔ اور ہم نے کھانا کھایا۔ جیسا کہ ہم سے ہو سکا۔
سیانا کا البرٹس ایک پرانی تصویر میں ایک خرگوش کو
پیار کرتا ہوا دکھلایا گیا ہے۔ کیونکہ وہ اکثر اُن کو بچا لیتا تھا۔ جب شکاری
اُن کا تعاقب کرتے تھے۔ وہ اُس تماشے پر نصیحت دیتا ہوا جتلایا گیا ہے۔ مانند
ایک حسرت ناک جاکوس کے روتے ہوئے اور سسکتے ہوئے ہرن پر تفسیر
کرتے تھے۔ ایک آدمی سینٹ کرساسٹم کہتا ہے۔ کہ وحشی جانوروں
کو پکڑنے کے لئے کتّے رکھتا ہے۔ اور خود بھی وحشی بن جاتا ہے۔ ایک اور
آدمی بیل اور گدھے ذخیروں کی باربرداری کیواسطے رکھتا ہے۔ لیکن آدمیوں
فراموش کرتا ہے۔ جو بھوکے مرتے ہیں۔ اور بے تعداد سونا سنگ مرمر کے
آدمی بنانے کے لئے صرف کرتا ہے۔ لیکن اصلی آدمیوں کو بھول جاتا ہے۔
جو اپنی خراب حالت کی وجہ سے پتھروں کی مانند بن رہے ہیں۔
ایک فرانسیسی افسانہ نویس کسی جگہ انگریزوں کی نسبت
کہتا ہے۔ چلو ہم باہر چلیں۔ اور کسی چیز کو ماریں۔ انگریزوں کی عادت

نسبت بہ اوسکا خیال ہے۔ لیکن وہ اپنے ملک والوں کو بھول جاتا ہے۔
ہم نے چھڑکاؤ بہت سے اپنے پرندے رکھ چھوڑے ہیں۔ گو بہت سے
سردی اور بھوک سے ان حالکے جاڑوں میں اور بہت سے شکار اور [illegible]
غارت کر دیئے گئے ہیں۔ کچھ بھی ہو ہمارے پرندے ہمارے ملک کی شان
ہیں۔ یعنی ہمارے اعلیٰ شان ہیں۔ لیکن فرانس والے کمبخت ستاتے
ہیں۔ آسمان سے کوئی باجے کی سریلی یا رسیلی آواز سنائی نہیں دیتی۔ تمام
چنڈولوں کو جال میں پکڑ کر کھا لیا گیا ہے۔ خوش رنگ کلغی دار پرندوں
مار ڈالا گیا۔ اور ان کے پر مستورات کے ٹوپیوں میں لگائے گئے۔ تمام
ملک میں کنجشک۔ گالی والی چڑیا۔ اور بروین چڑیا۔ بلبل ہزار داستان
معدوم ہو گئیں۔ سب کو مار کر کھا گئے ہیں۔ [1]

سلہ بلی ڈ طیور کے فرانس تاریک اور سرزمین خموشاں بنا ہوا ہے۔ [illegible]
تلاش کرتی ہیں۔ کان بیفائدہ سماعت کرتے ہیں۔ کیونکہ قدرت و [illegible]
کیواسطے بولتی ہوتی۔ بیٹھی ہے۔ جو موجود نہیں ہے۔ خواہ کچھ ہی سلطنت
جمہوریہ اور کسان حق مالکانہ کی نسبت کہا کیوں نہ جائے۔ وہ قدرت کے ساتھ
[illegible] کی شراکت کا دعوےٰ نہیں کر سکتے ہیں۔ جو اپنے پرانے دوستوں [illegible]
اور [illegible] کو تیتریا چیکلی ہوتی ہے۔ اگر کسی جگہ فرانس میں [illegible]
کسی جانب [illegible] رنگ پرندہ [illegible]
تقریباً کسی جگہ [illegible] دارالسلطنت سے [illegible]
سُنی گئی ہے۔ تو شہر کے باشندے [illegible]
لیکر او طرح طرح کے [illegible]
دن ایک [illegible]
اخبار ٹائمز۔

اُن کے سر کو نیست و نابود کر دی جاتی ہے جو ان کے دل کو۔ لیکن ایسے علم بلتے مشکل ہوتے ہیں جو اندرونی سرشت کے بہتر خیالات پیدا کر دیویں۔ جسمانی زور ہمارے نزدیک ہے۔ اور عموماً اس سے کام لیا جاتا ہے۔ یہہ براہ راست اور ظاہری بات ہے یہ محسوس ہو سکتا ہے۔ اس کے قریبی اثر بعض اوقات ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے آخری نتائج دلوں میں پوشیدہ رہتے ہیں۔ لیکن انکا عام طور پر کم اندازہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بہت تاریک اور بعید ہیں۔ +

جب کہ کوکوان کے یوفرڈلیس نے بڑا غل ایک مدرسے کے مکان میں جب کہ وہ وہاں سے گزر رہا تھا۔ اُٹھتے ہوئے سُنا۔ تو اُس نے دروازہ کھولا۔ اُس میں داخل ہوا۔ اور شیر کی مانند آگے جھپٹا۔ اپنا ڈنڈا اُستاد اور اُس کے نائب پر اُٹھایا۔ اور لڑکوں کو اُن کے ہاتھوں سے چھڑا لیا۔ اُس نے کہا۔ کہ ظالم تم کیا کرتے ہو؟ تم یہاں تعلیم دینے کے لیئے بٹھائے گئے ہو۔ نہ کہ طالب علموں کو مارنے کے لیئے۔ +

بے رحمی جو بعض والدین اور نیز معلمان بچوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ بچوں کو اُسی جسمانی سرشت۔ اُسی مزاج اور اُسی تعلیم کے قابل خیال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اُن کے والدین اور اُستاد۔ پھر بھی وہ لڑکا جو اپنے سبق ایسی جلدی یاد نہیں کر سکتا ہے۔ جیسا کہ دوسرا تو اُس کو پیٹا جاتا ہے۔ اور یا کسی طور پر اُس کو ذلیل کیا جاتا ہے۔ بوڑھے آدمی اُس سخت مصیبت کو جس میں بچوں کو ڈالا جاتا ہے۔ بھول جاتے ہیں۔ بچے کا افق اسقدر محدود ہے کہ وہ کوئی علاج اپنے تفکرات کا نہیں دیکھتا ہے۔ اور اُس کا غم اُس کے چھوٹے وجود کو گھلا دیتا ہے۔ +

باپ اپنے بچوں کو غصہ مت دلاؤ۔ مبادا وہ کم ہمت ہو جاویں۔ اگر بچے کی زندگی تلخ کر دی جائے۔ تو نتیجہ اُس کا شرم اور دلی نفرت ہوتا ہے۔ بچہ بھی اپنے تئیں بیجا سلوک کیا ہوا خیال کرتا ہے۔ اور اُس کے دل میں

سختی کا خیال مُدغم ہو جاتا ہے۔ ہم کبھی اُن والدین کا رحم کے بغیر خیال نہیں کر سکتے جنکا ایک ہونہار لڑکا موت سے جاتا رہا۔ اور تمام عمر اپنے والدین کی سختی کی وجہ سے کڑھتا رہا۔ میرا لڑکا۔ اُس نے ایک دوست سے کہا۔ مجھے بے رحم خیال کیا کرتا تھا۔ اور اُس کو بہت وجہ ایسا خیال کرنے کی تھی۔ لیکن اُس کو معلوم نہ تھا۔ کہ میں کس قدر اُس کو تہِ دل سے پیار کرتا تھا۔ اور اب یہہ بہت دیر ہو گئی ہے۔ ✠

ہم اکثر خیال کرتے ہیں۔ کہ جب ہم والدین کی نسبت سنتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو پیٹتے ہیں۔ کہ اُن کو اپنے آپ کو سزا دینی چاہئے۔ وہ اپنے خلاقی فطرت ور شر کو وجود میں لانے کے وسیلہ ہوئے ہیں۔ بچہ اپنے مزاج کو نہیں بناتا ہے۔ اور نہ اُس کو کسی قسم کا قابو جب کہ وہ بچہ ہے۔ اپنے کھیلوں پر ہوتا ہے اگر والدین نے کسی قسم کا چڑچڑا مزاج اپنے بچے کو عطا کیا ہے۔ تو یہہ اُنکا فرض ہے۔ کہ وہ خود انضباطی برداشت اور صبر اپنے جانب سے اختیار کریں۔ تا کہ روزمرہ کی زندگی کا اثر کچھ عرصے میں پیدائش کے نقصوں کو درست اور صحیح کر دیوے۔ ✠

لیکن بچے کی مرضی توڑ دینی چاہئے۔ اُس سے بڑھکر کوئی غلطی نہیں ہے۔ مرضی چلن کی بنیاد ہوتی ہے۔ بلا مرضی کی قوت کے ارادہ کی طاقت مضبوط نہیں ہو سکتی۔ جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ بچے کی مرضی توڑنے کی نہیں ہے۔ بلکہ اُس کو مناسب طرح پر تربیت کرنے کی ہے۔ اور یہہ زور یا خوف کی توسل سے نہیں کرنی چاہئے۔ ہزاروں مثالیں اس بیان کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ✠

ملٹن نے لکھا ہے۔ میں اُس کو کامل اور اعلیٰ تعلیم تصور کرتا ہوں کہ جو آدمی کو انصافاً ہنرمندی اور عالی ہمتی سے تمام منصوبوں کے ذاتی خواہ وہ عام یا خاص ہوں۔ امن اور جنگ کے زمانے میں ادا کرنے کے قابل کر دے

لیکن کھال اتارنے ۔ کوڑا مارنے ۔ اور سب انگلستان کی کوئی مقدار ایسی مدعا کو پورا نہیں کر سکتی ہے ۔ تعلیم حکومت اور عزت کا کام ہے ۔ اور اس میں کامیابی شخصیت کے دبانے اور خود داری کے برباد کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی ہے ۔ کسی آدمی کو اپنے شاگردوں کا اتنا بڑا لحاظ نہ ہوگا جتنا رگبی کے متوفی ڈاکٹر آرنلڈ کو تھا ۔ اُس کو بحیثیت اُستاد کے نہایت اعلےٰ درجہ کا ممکن خیال اپنی ذمہ داری کا تھا ۔ نوجوانوں کو تربیت دو باتوں سے حاصل ہو سکتی ہے (یعنی) اصول اور جبر ۔ وہ پاکتر اصول کی طرف توجہ دلاتا تھا ۔ اُس نے اپنے طالبعلموں میں تعلیم اور زندگی کے فیاض خیالات بھر دئے ۔ اُس نے اُن کے عزت کی خیال کو اپیل کی ۔ اُس نے اُن پر یقین اور اعتبار کیا ۔ اس وجہ سے ایک عام خیال پیدا ہو گیا ۔ کہ آرنلڈ کو جھوٹ بات کہنی شرم ہے ۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ہر ایک پر یقین رکھتا ہے ۔ جب کسی بد دلی کی حرکت یا شور اُس کے کانوں تک پہونچتا تھا ۔ تو وہ جمع شدہ طلبا کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا ۔ اور پوچھتا تھا ۔ کیا یہ عیسائیوں کا مدرسہ ہے ؟ میں یہاں نہیں رہ سکتا ۔ اگر یہ باتیں یہاں روک اور جبر سے کی جاتی ہیں ۔ اگر مجھے بطور ایک داروغہ محبس کے یہاں رہنا ہے تو میں اپنے عہدے کا فوراً استعفا دے دونگا ۔ اور ایک اور موقع پر جب چند لڑکے نکال دئے گئے ۔ تو اس نے کہا ۔ کہ یہ ضروری نہیں ہے ۔ کہ یہ مدرسہ تین سو کا یا ایک سو پچاس طلبا کا ہو ۔ لیکن یہ ضروری ہے ۔ کہ یہ مدرسہ عیسائی شریف آدمیوں کا ہو ۔ درحقیقت ڈاکٹر آرنلڈ نہایت اعلےٰ درجے کا ایک معلم تھا ۔

جب کہ والدین یا اُستاد خاص کر بچے کی مرضی پر حکومت کرنے کے لئے تکلیف دہی پر بھروسہ کرتے ہیں ۔ تو بچہ نا واقفی سے فرض اور فرمانبرداری کو خوف اور دہشت سے معمول سمجھتا ہے ۔ اور جب تم اس طور پر دوسروں کی مرضی پر حکومت تکلیف کے ساتھ معمول کرتے ہو ۔ تو تم جو کچھ کہ تم سے ہو سکتا ہے ۔ خراب عادات کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کرتے ہو ۔ (یعنی) ایک خراب بیٹا ۔

ایک خراب خاوند - ایک خراب باپ - ایک خراب ہمسایہ اور ایک خراب شہری -
والدین جب کہ وہ اپنے بچوں کو پیٹ رہے ہوں - تو اُس میں وہ اپنی غلطی کا خیال
نہیں کرتے ہیں - لیکن پھر بھی یہہ سچ ہے - اور اِس میں کوئی شک نہیں ہے - کہ
دوسروں کی مرضی پر بذریعہ ایذا رسانی حکومت کرنا درجہ بدرجہ دق - ناانصافی -
بے رحمی اور ستم کے مختلف منزلوں کو لے جاتا ہے - +

ایک اور بات کا بھی تذکرہ کرنا ہے - اُستادوں کی سختی طلبا
کے جانب - اُن میں دوسروں کے جانب ستم رسانی سکھلاتی ہے - گھونسے اُن کو
اُن اشیاء کے جانب بے رحمی سکھلاتے ہیں - جو اُن کے قابو میں ہے - چونکہ اُن کے
تکلیف کے خیال کی پرواہ نہیں کی گئی ہے - اِس واسطے اُن کو دوسروں کے تکلیف
کی بے پرواہی کی عادت پڑ جاتی ہے وہ اپنے مدرسہ کے ساتھیوں پر جو اپنے سے
چھوٹے عمر کے ہوں - اور گونگوں پر صاحب فہم مخلوق پر اذیت پہونچا کر خوشی معلوم
کرنے لگتے ہیں - +

حیوانات پر بہت بڑی سختی کی جاتی ہے - جس کی ابتدا ہم یقین
کرتے ہیں - کہ اُس جسمانی سزا سے پیدا ہوتی ہے - جو کنبے میں یا مدرسے میں دی گئی ہے
تم بہت سے لڑکوں کو دیکھتے ہو - کہ ایک غریب گدھے کو میدان میں پیٹتے ہیں - یا بلی
کو ڈبوتے ہیں - یا کُتے کی دُم میں ایک پیالہ باندھ دیتے ہیں - یا ایک قسم کے کیڑے
کا کشبفر ([illegible]) کو تاگا باندھ دیتے ہیں - یا مختلف اور بچوں
کے کھیل کھیلتے ہیں - والدین اور اُستادوں کو بڑی احتیاط سے بچوں کو سکھانا
چاہئے - کہ وہ ہر ایک چیز کی جو جاندار ہے - دلی محبت کریں اور تمام غیر ضروری ایذا
پہونچانے سے باز رہیں - اور وہ یہہ بات زیادہ تر مؤثر طور پر نہیں کر سکتے ہیں - جب تک
کہ وہ خود تمام غیر ضروری مصائب اُن کو پہونچانے سے باز نہیں - +

ہم نے گدھوں کا ذکر کیا ہے - یہہ حیوان کسی طور پر نامہربان نہیں
ہے - یہہ بھاری بوجھ سخت ثابت قدمی سے لے جاتا ہے - سوئٹزرلینڈ میں تم نے

گدھوں کو بھاری لکڑیوں کے بوجھ سے لدا ہوا دیکھا ہوگا۔ ڈھلوانوں کے کنارے کنارے چلتے ہوئے۔ اور اپنا بوجھ ٹھیک طور پر گھر میں لاتے ہوئے گدھا غریب آدمی کے روزمرہ کا مددگار ہے۔ لوگ کہتے ہیں گدھا ضدی ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات اُس بدسلوکی سے پیدا ہوتی ہے جس کا اُس کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ ہم بہت سے محنتی گدھوں سے واقف ہیں۔ جو نہایت رضامند اور محنتی کارکن ہیں۔

فقرہ یہ ہے بے زبان حیوانات کا [illegible] نہیں ہے۔ حیوانات ایک دوسرے سے بات کرنے کے وسائل رکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ گو بولنے والے الفاظوں میں نہیں۔ وہ بلبلاتے ہیں۔ گڑگڑاتے ہیں یا چیخیں مارتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے خاص اشاروں سے بات کرتے ہیں۔ وہ آدمی کی زبان بھی جانتے ہیں۔ وہ آتے ہیں جب اُن کو بلایا جاتا ہے۔ کتے۔ گھوڑے۔ ہاتھی اور دیگر حیوانات انسان کی آواز کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

تمام حیوانات میں سے کتا نہایت معتبر ہے۔ کتا محبت۔ تابعداری۔ تربیت۔ ضمیر اور نیز عقل بھی رکھتا ہے۔ لارڈ بیرا ہم ایک کہانی سناتا ہے جس کا کتا ایک [illegible] کھو گیا تھا۔ کتے نے چاروں طرف ڈھونڈا۔ اور آخرکار اپنے مالک کے نقش پا کی بو لی۔ اُس نے ایک خاص سڑک پر سونگھ کر پیروی کی۔ یہاں تک کہ وہ ایک مقام پر پہنچا۔ جہاں کہ تین سڑکیں ملتی تھیں۔ اُس نے پہلی سڑک کو سونگھا۔ پھر دوسرے کو۔ اور پھر تیسری سڑک کو [illegible] بغیر وہ اُس میں دوڑنے لگا۔ کتا اس طور پر اپنی عقل دوڑاتا ہوا معلوم ہوا۔ میرا مالک پہلی سڑک سے نہیں گیا ہے۔ وہ دوسری سڑک سے بھی نہیں گیا ہے۔ اس لئے وہ اس راستے تیسری سڑک سے گیا ہوگا۔ جو دکھایا جاتا تھا۔

پھر کانشنس کی بابت۔ ایک کتّا ایک رات کو اندھیرے میں اپنی تازی خانے سے بھاگ گیا۔ اور ایک بوڑھیا عورت کو کاٹ کھایا۔ وہ چلائی۔ اور کتّے نے ایک لمحے میں اپنی گرفت چھوڑ دی۔ یہ وہ بوڑھی عورت تھی جس نے اُس کو پالا تھا۔ کتّا کیسی مصیبت میں تھا۔ اگر اُس کی زبان ہوتی۔ تو وہ کہتا کہ میں نے اپنے نہایت اچھے دوست کو کاٹا ہے جس نے مجھکو پالا اور ہر ایک شفقت مجھ پر ظاہر کی۔ میں کیسا وحشی ہوگیا تھا۔ کتّا اپنی بے سپاسی سے بالکل شرمندہ ہوگیا۔ وہ اپنے خانے سے تین دن تک روٹی کھانے کیواسطے بھی نہیں نکلا۔ آخرکار بوڑھی عورت نے کتّے کے ساتھ صلح کر لی۔ اور اُس کو محبت اور شکرگذاری کے اظہاروں سے مفتوں کر دیا۔ +

پھر کتّا کیا محبتی ہے؟ ہر ایک شخص وفادار کتّے بابی کا قصّہ جانتا ہے۔ وہ کتّا اپنے آقا کے تجہیز اور تکفین میں گرے فرائیر کے گرجا میں بمقام ایڈن برا شامل ہوا۔ کوئی پتھر اُس مقام کی نشاندہی کے لئے ایستادہ نہیں کیا گیا۔ لیکن چار سال تک بابی اُس چھوٹے تودہ پر رکھوالی کرتا رہا۔ وہ کبھی اُس جگہ کو نہ بھولا۔ جہاں اُس کا مالک دفن کیا گیا تھا۔ گرمی یا سردی میں۔ بارش یا برف میں بابی وہاں رہتا تھا۔ گو قبر پر سے کوڑے مارکر نکال دیا جاتا تھا مگر وہ ہمیشہ واپس آجایا کرتا تھا۔ وہ اپنے مالک کی اپنے آپ سے زیادہ اُلفت رکھتا تھا۔ وہ چمڑا اور ہڈی بن گیا۔ ایک خستہ حال بھوکوں مرتا ہوا کتّا۔ +

آخرکار افسران مال نے یہ واقعات ظاہر کر دئیے۔ جو اُس کتّے کے اوپر ٹیکس لگانا چاہتے تھے۔ لیکن کوئی شخص اُس کا دعویدار نہ بنا۔ اُسکا مالک نیچے دبا پڑا تھا۔ بعض اُسے کھانا دیتے تھے۔ بعضوں نے اُسکو لینا چاہا۔ لیکن وہ قبر کو نہیں چھوڑتا تھا۔ اُس کی محبت بالکل بے غرض تھی۔ چار سال کی خبرگیری اور انتظار کے بعد وہ پیارا کتّا مرگیا۔ اور پھر ایک بازار میں گرے فرائیر میں کے گرجے کی صحن کی دروازے کے باہر اُس وفادار اور خود قربانی کرنیوالے

باپی کی یادگار قایم رکھنے کے لیئے ایک یادگار کا ستون استادہ کیا گیا بنی آدم کے
لیئے کیسے شکرانہ اور محبت کا سبق ہے - +

کپتان ہال ایک واقعہ سر والٹر سکاٹ کی طفولیت کا بیان
کرتا ہے جس کا اُس کی بعد کے زندگی پر ایک قوی اثر پڑا - ایک دن ایک کتا
اُس کی طرف آرہا تھا - اُس نے ایک پتھر اُٹھا کر اُس کی طرف پھینکدیا - اُس نے
کُتّے کی ٹانگ توڑدی - غریب کُتّے کو کافی طاقت باقی رہ گئی تھی - اور وہ لنگڑاتا
ہوا اُس کے پاس آیا - اور اُس کے پاؤں چاٹنے لگا - اس واقعہ سے اُس نے کہا -
کہ اُوسے نہایت درجہ کی پشیمانی حاصل ہوئی - وہ اُس کو کبھی نہ بھولا - کیونکہ وہ بڑا
نرم دل آدمی تھا - اُس کے پاس ہمیشہ لاڈلے کُتّے رہا کرتے تھے - وہ ہر ایک پیدا
شدہ مخلوق کا سرمایۂ شفقت تھا - اُس نے ناول لکھے - جب کہ کُتّے اُس کے ارد
گرد ہوتے تھے (یعنی) میڈا - نیمبروڈ - اور بربن - میڈا اُس کا پیارا تھا -
وہ اُس کی زندگی میں مرگیا - اُس نے ایک منقوش یادگار اپنے دروازے کے
سامنے کھڑی کردی - وڈسٹاک کے ناول میں بوڑھے میڈا کی پیاری اور
پورے قد کی تصویر بی وس کے نام سے اُس نے کھینچی ہے - نمک حلالی اور
ہمت کُتّوں کی تعجب انگیز ہے - کیا مشہور ویلز کا بیجل لرٹ ہمارا نہیں ہے -
سینٹ برنرڈ جس نے اتنی جانیں الپس کے برفوں سے بچائی ہیں - مشہور
کُتّے راب اور نیپر جن کی نسبت ڈاکٹر جان براؤن نے ایسے تعجب انگیز حالات
بیان کئے ہیں - مان ٹارگیس کا کُتّا جس نے بیفائدہ اپنے مالک کو بچانے کی
کوشش کی - ابری ڈی مانٹ ڈی ڈیر جبپر اُس کا جانی دشمن مکینیر حملہ آور
ہوا - اور لعبد ازاں قاتل کے دریافت ہونے کا باعث ہوا - ڈیوک آف رچمانڈ کا
کُتّا جس کی وان ڈایک ہمیشہ یادگاری کرانا ہے جس کی عقلمندی اور
ہمت نے اپنے مالک کو قتل ہونے سے بچایا - +

سر والٹر سکاٹ اپنے اخبار میں ایک کُتّے کا قصہ

بیان کرتا ہے جس نے اپنے مالک کو زندہ جلنے سے بچایا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ لارڈ آر کر نے ہمیں کہا۔ کہ اُس کے پاس لارڈ فاربس دارل آف گرینارڈ کا لڑکا آئر لینڈ میں) کی چٹھی آئی ہے۔ کہ وہ اپنے گھر میں فاربس کے محل میں سویا ہوا تھا۔ جب کہ دم گھٹنے کی وجہ سے وہ بیدار ہوا۔ جس سے عضو ہلانے کی طاقت سے محروم ہو گیا۔ اور پھر بھی اُس کو یہہ آگاہی رہی۔ کہ گھر میں آگ لگی ہے۔ اِس موقعہ پر جب کہ اُس کا کمرہ شعلوں سے بھرا ہوا تھا۔ اُس کا بڑا کتا بستر سے پر چھلانگ مار کر آیا۔ اُس کا کرتہ پکڑ لیا۔ اور سیڑھیوں کے پاس اُسے کھینچکر لے آیا۔ جہاں کی تازہ ہوا نے حرکت کرنے اور بھاگنے کی طاقت پیدا کر دی۔ یہہ بہت مختلف ہے۔ بچاؤ کے بہت سے واقعات سے جو اُس کتے کی قوم سے ظہور میں آئے ہیں۔ جب کہ یہہ جانور عموماً پانی میں کو دپڑتا ہے۔ جس عنصر میں وہ طاقت اور ہنر رکھتا ہے آگ اُس کیواسطے ایسی ہی دشمن ہے۔ جیسا کہ انسان کے واسطے ہے۔ +

اور آخرکار پامپے اور ہرکیولینیم کتے ہیں۔ اول الذکر کی بناوٹ اُس خاکستری نمار سے جس میں وہ دربافت ہوا۔ لی گئی ہے۔ وہ دم گھٹنے اور جان کنی سے مر گیا۔ لیکن سنتری کے مانند اُس نے کبھی اپنی جگہہ نہ چھوڑی ہرکیولینیم کتے ڈلٹا نے اپنے پیچھے ایک عجیب دلیری کا اندراج چھوڑا ہے۔ دبے ہوئے شہر کو کھود کر نکالنے کے موقعہ پر اُس کا پنجر قریباً بارہ برس کی عمر کے لڑکے کے اوپر پھیلا ہوا پایا گیا۔ نہایت غالباً وہ اپنی سپرد کی ہوئی شئے کو دم گھٹ کر مرنے یا جلنے سے بچانے کے لئے پکڑا ہوا تھا۔ [illegible] جل کر خاکستر ہو گئے۔ لیکن ایک پٹا اُس کتے کی پاک ہمت کو بتلانے کے لئے اب تک موجود ہے۔ یہہ جتلاتا ہے۔ کہ اُس نے اپنی مالک کی جان تین مرتبہ بچائی تھی۔ سمندر سے۔ ڈاکوؤں سے اور بھیڑیوں سے۔ +

اِس طور پر یہہ معلوم ہوگا۔ کہ آدمی کے اخلاقی اور عقلی توجہات

حیوانی دلوں میں عجیب درجہ تک منعکس ہوتی ہے - اور یہ کہ وہ محبت - وفاداری
شکرگزاری - خیال فرض - آگاہی - دوستی اور نہایت درجہ کی خود قربانی کے قابل
ہیں - ہارٹ لے مشاہدات انسانی میں کتّے کی نسبت کہتا ہے - کہ ہم اُس کو بجائے
خدا کے دکھائی دیتے ہیں - اور اُس خدا کے قائمقام ہوتے ہیں - اور خدا کے نام
پر اُن سے اطاعت قبول کرنے کی طاقت رکھتے ہیں - اور وہ لکھتا ہے کہ ہم
اسی حقیقت سے اُن کے محافظ اور محسن ہونے کے لئے مجبور ہیں - +

ڈارون لکھتا ہے - کہ ہم کچھ بعید ہی قرینت دل کی اُس
حالت میں کتّے کی گہری محبت جو اُس کو اپنے مالک کے ساتھ ہوتی ہے - اور جو
مشتمل ہوتی ہے - خود تابعداری - کسیقدر خوف - اور شاید دیگر خیالات سے دیکھتے
ہیں - ایک کتّے کا طریق برتاؤ جب کہ وہ غیر حاضری کے بعد اپنے مالک کے پاس
واپس آتا ہے - یا میں کہوں - ایک بندر کا اپنے پیارے محافظ کے پاس وہ بہت
مختلف ہے - اُس سے جو اُس کو اپنے ہم جنسوں کی طرف ہوتا ہے - آخر الذکر
حالت میں خوشی کا جوش کسی قدر کم دکھائی دیتا ہے - اور ہر ایک حرکت[۵۲] میں
مساوات کا خیال ظاہر کیا جاتا ہے - اس طور پر نکلسن کہتا ہے - کہ بہت سے
جانور بہت سے آدمیوں کی نسبت زیادہ تر دانا اور بہتر ہیں - اور بعض تمام انسانی
قوموں سے - +

یہاں مثلاً ایک واقعہ ہے - جسمیں جانور بہ نسبت آدمی کے
بہت بہتر تھا - کمبرلینڈ میں ایک کسان کا ایک کتّا تھا - اُس آدمی نے شرط
لگائی کہ اس کا کتّا بھیڑوں کے گلّے کو کمبرلینڈ سے لورپول جو سو میل سے
اوپر فاصلہ ہے - بلا مدد یا نگرانی کے ہانک کر لے جاویگا - راستے کی سختی - جانوروں
کے گلّے اور سواریاں جو راستہ پر ملتیں - اور سفر کی درازی کا خیال کرکے کتّے کے
موقعے مایوس معلوم ہوئے - پھر بھی چند دنوں کے عرصے میں اپنے سب گلّے کو لیکر کتّا

۵۲ نسل انسان ا ـــ ۶۸ - +

لیورپول پہنچ گیا۔ کُتّے نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ لیکن وہ بھوکوں مر گیا۔ اپنے حوالگی کو سپرد کر کے وہ لیورپول کے بازار میں مُردہ ہو کر گر پڑا۔ یعنی اپنے مالک کی بے رحمی کا شکار بنا۔ +

ہر ایک شخص کو انڈرا کلس اور شیر کا قصہ یاد ہوگا۔ انڈرا کلس خود ایک غار میں چھپ گیا۔ جب کہ اُس نے شیر کو نزدیک آتے ہوئے دیکھا۔ وہ ڈرا۔ کہ وہ اُس کو نگل جائیگا۔ لیکن شیر لنگڑاتا تھا۔ اور بڑی تکلیف میں مبتلا دکھائی دیا۔ انڈرا کلس حوصلہ کر کے نزدیک چلا گیا۔ شیر کا پنجہ اُٹھایا۔ اور لکڑی کی ایک بڑی پھانس نکال لی۔ جس سے اُس کے ماس میں زخم پڑ گیا تھا۔ شیر اُس کا نہایت مشکور ہوا۔ اور اُس کے آگے اپنا سر جھکایا۔ بعد ازاں جب کہ انڈرا کلس قیدی بنا لیا گیا اور روم کو جنگلی جانوروں کے حوالہ کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ ایک شیر اُس کو کھانے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ یہ وہی شیر تھا۔ جسکو انڈرا کلس نے ذہانت سے بچایا تھا۔ اُس جانور کو اپنا محسن بہمشاہدہ شکر گزاری کے ساتھ یاد تھا۔ اور بجائے اُس کو نگل جانے کے وہ اُس کے پاس گیا۔ اور اُس کی خوشامد کرنے لگا۔ اپی ین ظاہر کرتا ہے۔ کہ اُس نے اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ انڈرا کلس اور شیر کے درمیان روم والوں کی تماشاگاہ میں دیکھا۔ +

کیا ایک حیوان کو کوئی حق ہے۔ درحقیقت کوئی قانونی حق نہیں ہے۔ سوائے اُن کے جو قانون نے مہیا کئے ہیں۔ لیکن اس کا حق جینے اور حظ اُٹھانے کا ہے۔ جان لارنس کہتا ہے۔ کہ انصاف جس میں رحم اور دردمندی شامل ہے۔ ظاہرا عقل اور محسوسات کو پیش کرتا ہے۔ اور انصاف کا کسی شکل میں اس پر اطلاق کیا جائے۔ جرمی بینتھم لکھتا ہے۔ کہ سوال یہ نہیں ہے۔ کہ وہ دلیل بازی کر سکتے ہیں۔ نہ یہ کہ کیا وہ بول سکتے ہیں۔ بلکہ یہ کہ اُن کو ضرر پہنچ سکتا ہے۔ سارے سوال کا لُب لباب یہی ہے۔ بہت شائستہ آدمیوں کا ضمیر انکو بتلاتا ہے۔ کہ حیوانات کے ساتھ مہربانی سے سلوک کرو۔

اُن کی خوشی کا اور نیز اُن لوگوں کی جو اُن کے گرد و پیش ہیں۔ دھیان رکھو۔ +
سر آرتھر ہیلپس۔ والٹیر سے ایک جملہ بیان کرتا ہے جسمیں
ہم اُسے حیوانات کے حقوق کے تحافظ کی متعلق کہتے ہوئے پاتے ہیں۔ +
کیا یہ ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص کہے۔ یا بذریعہ تحریر اقرار کرے۔ کہ حیوانات کلیں ہیں
علم اور عقل سے محروم ہیں۔ اپنی تمام کارروائی (حرکات) میں یکسانیت رکھتے
ہیں۔ نہ تو سیکھتے ہیں۔ اور نہ کسی بات کو پورا کرتے ہیں۔ کس طرح؟ یہہ پرندہ جو
نیم مدور گھونسلا بناتا ہے۔ جب کہ وہ اُسے دیوار پر ٹھیراتا ہے۔ جو جب ایک زاویہ
میں ہوتا ہے۔ اُس کو رُبع دایرہ کی شکل میں بناتا ہے۔ اور گول جب کہ یہہ کسی
درخت پر بناتا ہے۔ کیا یہہ اُس کی کارروائی میں یکسانیت ہوتی ہے؟ کیا یہہ
کتا تین مہینے کی تعلیم کے بعد اس سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔ بہ نسبت اُس کے
جب تم نے اُسکو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ تمہاری چِڑیا (Bullfinch) کیا
وہ پہلی ساعت پر ایک راگ دھوراتی ہے؟ اور کیا یہہ اُس سے کچھ عرصہ پیشتر
نہیں ہے۔ کہ تم اُس کو یہہ سکھلاؤ؟ کیا اکثر اُس کو دریافت نہیں کیا جاتا ہے اور
کیا وہ مشق سے ترقی نہیں کرتی ہے؟
کیا یہہ میری گفتگو سُنی ہے۔ کہ تم میری عقل۔ یاد داشت یا خیالات
کو مانتے ہو؟ اچھا۔ میں چُپ ہوں۔ لیکن تم مجھکو بہت اُداس گھر میں آتے
ہوئے اور بڑی فکر سے ایک اخبار کی تلاش کرتے ہوئے۔ اور الماری کو کھولتے ہوئے
جہاں کہ مجھے یاد ہے۔ کہ میں نے اسے رکھا تھا۔ اُس کو نکالتے ہوئے۔ اور
ظاہری خوشی سے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ تم اسلیئے نتیجہ نکال لیتے ہو۔ کہ میں نے رنج
اور خوشی محسوس کی ہے۔ اور خیال کرتے ہو کہ مجھے یاد داشت اور علم ہے۔ +
اسی طرح اس کتے کی متعلق بھی نتیجہ نکالو۔ جس کا مالک کھو
گیا ہے۔ اور اُس کی تلاش میں تمام بازاروں میں غم سے چلاتا ہوا پھر رہا ہے
اور گھر میں گھبراتا ہوا اور بے چین آتا ہے۔ وہ اوپر سیڑھیوں پر چڑھتا ہے۔

اور نیچے اترتا ہے۔ اور کمرہ بہ کمرہ گھومتا ہے۔ یہاں تک کہ آخرکار وہ اپنے پیارے مالک کو ایک کوٹھری میں پاتا ہے۔ اور اپنی خوشی نرم آواز سے اپنے ہاتھ پاؤں کی حرکت سے اور اپنے پیار سے ظاہر کرتا ہے۔ +

یہہ کتا جو اس قدر انسان سے اپنی محبت میں اعلےٰ درجہ رکھتا ہے۔ کوئی وحشی اہل فن اس کو پکڑ لیتا ہے۔ اور میخ سے ایک میز پر اسے ٹھونک دیتا ہے۔ اور تمکو اس کی انتڑیوں کے شرائیں بہتر طور پر دکھانے کے لئے جب کہ وہ زندہ ہوتا ہے۔ اسے کاٹ ڈالتا ہے۔ جسموں کے تمام وہی عضو جو کہ تم میں موجود ہیں۔ تم اس میں پاتے ہو۔ اب بدن کی تشریح جاننے والے تم کیا کہتے ہو؟ مجھکو جواب دو۔ کہ کیا قدرت نے اس حیوان میں تمام محسوسات اسلئے پیدا کئے ہیں۔ کہ وہ محسوس نہ کرے۔ کیا اس کی رگیں خوشی یا رنج محسوس نہ کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ شرم کی خاطر قدرت کو ایسی کمزوری یا اختلاف سے متہم مت کرو۔ +

لیکن عالم ڈاکٹر پوچھتے ہیں۔ کہ چوپائے کی روح کیا ہے؟ یہہ ایک سوال ہے۔ جو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ یعنی کس نے یہہ تمام خاصیتیں پیدا کیں؟ یہہ تمام قابلیتیں کس نے بنائیں؟ اس نے جس نے کھیتوں میں گھاس اگائی۔ اور زمین کو آسمان کی طرف کشش دی۔ تعجب ہے۔ کہ کس طور پر بے زبان حیوان اپنے تئیں انسانی دل کے گرد لپیٹ سکتا ہے۔ ای نیز رابلیٹ واضع قانون اجناس کہتا ہے۔ کہ اگر میری بلی یا کتا نہ ہوتا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میں مشکل سے زندہ رہ سکتا۔ ایک بلی بھی اپنے گھر میں ایک شخص کا دل لگا دیتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک چھوٹے لڑکے نے مدرسہ چھوڑ دیا۔ اور وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ اب آپ کیا کرے؟ اور وہ بے چین ہوگیا۔ اس نے بھاگ جانے کی خواہش کی۔ وہ دنیا اور اس کے موجودات کو دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کو بوڑھی ٹابی کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ اس نے خیال کیا۔ کہ یا تو اس کو ڈبو دیا جائیگا۔

یا دے دیا جاویگا۔ پس وہ گھر میں رہ گیا۔ یہہ اچھا ہوا کہ اُس نے ایسا کیا۔ کیونکہ
آخر کار تمام باتیں اُس کے حق میں اچھی ہو گئیں۔ *

آخر کار تمام باتیں اُس کے حق میں اچھی ہو گئیں۔ *

کانکرڈ کا تہارو

ماساچسٹز ایک بوڑھے زاہد کی مانند
جیوانات سے محبت رکھتا تھا۔ وہ والڈن پونڈ کے نزدیک ۱۸۴۵ء میں جنگلوں
میں چلا گیا۔ اُس نے ایک مکان گلہریوں اور رینگنے والے جانوروں (Racoon)
تعجب میں ڈالنے کے لئے بنانا شروع کیا۔ لیکن حیوانات نے یہہ جلدی معلوم
کرنا شروع کیا۔ کہ وہ اُن کو کوئی ضرر نہیں پہونچانا چاہتا۔ وہ ایک افتادہ درخت
کے نیچے یا چٹان کے سرے پر لیٹ جاتا تھا۔ اور بالکل بے حرکت پڑا رہتا تھا۔
گلہریاں۔ رگون Racoon اور کُترنے والے جانور اُس کے زیادہ تر نزدیک
نزدیک آتے تھے۔ اور اُس کو چھو بھی دیتے تھے۔ جنگل میں یہہ خبر پھیل گئی۔ کہ اُنکے
درمیان میں ایک آدمی ہے۔ جو اُن کو نہیں مارتا ہے۔ اور ایک بہت خوش کُن
ہمدردی اُس آدمی اور پرندوں اور حیوانات کے درمیان پیدا ہو گئی۔ وہ اُسکے
بُلانے پر آجاتے تھے۔ سانپ بھی اُسکے ٹانگوں کے گرد اپنے تئیں لپیٹ لیتے تھے۔
درخت پر سے گلہری اُتار کر چھوٹی مخلوق اُسے چھوڑنے سے انکار کرتی تھی۔ اور
اپنا سر تہارو کی واسکٹ میں چھپا لیتی تھی۔ دریا کی مچھلی بھی اُسے جانتی تھی۔
وہ پانی سے اپنے تئیں اُسے اُٹھانے دیتی تھی۔ بالکل اعتماد کے ساتھ کہ وہ اُنکو
کسی قسم کا ضرر نہیں پہونچائیگا۔ اُس نے جنگلی چوہے کے بسیرے پر اپنا گھر بنایا۔
اور آخر کار جنگلی چوہا پہلے ڈر کر آیا۔ اور اُسکے پاؤں کے پاس سے روٹی کے
ٹکڑے اُٹھا لئے۔ پھر وہ اُس کے جوتوں پر اور کپڑوں پر دوڑتا پھرتا تھا۔ آخر کار
چوہا ایسا ہِل گیا۔ کہ وہ اُسکے کپڑوں پر اور اُس کی آستینوں میں جبکہ وہ
بیٹھتا تھا۔ اور اُس کاغذ کے گرد اگرد جسپر اُسکا کھانا ہوتا تھا۔ دوڑتا پھرتا
جب کہ وہ ایک پنیر کا ایک ٹکڑا پکڑ کر رکھتا تھا۔ تو جنگلی چوہا آتا تھا۔ اور
اُسکے ہاتھ پر بیٹھ کر اُسے کترتا تھا۔ اور جب وہ اُس کو کھا لیتا تھا۔ تو وہ

اپنا مُنہہ اور نیچے مکھی کی مانند صاف کر لیتا تھا - اور چلا جاتا تھا - ہم نے ایسی مواسنت انسان اور حیوان کے درمیان کبھی نہیں سُنی - سوائے زاہدوں کی حالت میں جس کے حالات کنیلم ڈگ بلے نے اپنی کتاب مورس کھولی سی میں کثرت سے درج کئے ہیں - +

جب تھیوڈور پارکر نے ایک پتھر تالاب میں ایک کچھوے کی طرف پھینکنے کے لئے اُٹھایا - اُس نے اپنے دل میں کوئی چیز روکتی ہوئی معلوم کی - سو وہ گھر گیا - اور اپنی ماں سے پوچھا - کہ وہ چیز کیا تھی ؟ اُس نے اُس سے کہا - کہ یہہ وہ کچھ چیز تھی - جسکو عام طور پر ضمیر کہتے ہیں - لیکن اُس نے خدائی صدا اُس کے دل میں کہنے کو ترجیح دی - پارکر نے کہا - کہ یہہ میری زندگی کے بدلنے کا نقطہ تھا - اور ابدی رُوح کے الوہیت کی سچائی کو قبول کرنے کا یہہ اُس کا طریقہ تھا جو ہماری آتماؤں سے گفتگو کرتی ہے - +

پادری جے - ایس - وڈ لکھتا ہے - کہ انسان کی مرضی میں کوئی ایسی بات نہیں ہے - جو ادنےٰ حیوانات کو تعلیم دینے میں آدمی بھی اس قدر طاقتور ہو جیسی کہ پُر خیال مہربانی - پختہ فیصلہ ہمدردی اور حلیمی سے ملکر آدمی کے ہاتھ میں زور آور ہتھیار ہیں - اور میں یقین نہیں کرتا ہوں - کہ کوئی حیوان ایسا ہے - جو قابو میں نہ آسکے بشرطیکہ صحیح آدمی اُس کام کو ذمہ لے - +

استقلال اور مہربانی کی ملاپ سے وہ غصہ ور جنگل گھوڑے کی نسل کا جانور کروزر ( ) تین گھنٹے میں نرم اور فرمانبردار کر لیا گیا - اپنے فاتح کے ذرا سے اشارے کو مانتا تھا - اور اپنے تئیں آزادی سے ذرا سا غصہ ظاہر کئے بغیر چھیڑنے دیتا تھا - +

میں نے ایک مرتبہ مسٹر راری کو ایک شاندار چھوٹے سیاہ رنگ کے عربی گھوڑے کو سدھاتے ہوئے دیکھا - جو چیتے کے مانند اُس کے پاس اُڑ کر آیا - وہ لتے مارتا ہوا - کاٹتا ہوا اور ساتھ ہی ہنہناتا ہوا کبھی اپنے

جبڑوں سے اور کبھی اپنی ایڑیوں سے حملہ کرتے ہوئے دیکھا۔ آدھ گھنٹہ کے اندر
راری اور اس کا گھوڑا زمین پر ایک جا لیٹ گئے۔ راری کا سر اُس کے
پچھلے سموں پر پڑا ہوا تھا۔ اور دوسرا ہاتھ اُس کی کن پٹی پر رکھا ہوا تھا۔ اُسنے
اُس جانور کے دل میں یہہ نقش کر دیا تھا۔ کہ کوئی ضرر پہونچانے کا ارادہ نہیں ہے
اور اس طور پر گھوڑا بجائے خوف اور غصہ معدوم کرنے کے اُس آدمی کی اُس سے
محبت ہو گئی۔ جس نے اُسکو کوئی چوٹ نہیں لگائی۔ اور پھر بھی اُس کو دکھلایا۔
کہ اُس کی اُس کو تابعداری کرنی چاہیئے۔[۱]

بہت سی بے رحمی پرندوں اور جانوروں کے ساتھ جب کہ
کی جاتی ہے۔ کسی قدر عدم خیالی کی وجہہ سے اطالیہ میں ایک شخص کو یہہ بالکل غمگین
بنا دیتی ہے۔ پرندے بچّوں کی دلچسپی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ پرندے کی ٹانگ
میں ایک ڈورا باندھ دیا جاتا ہے۔ جب پرندہ اڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو
ڈورے سے یہہ کھینچ لیا جاتا ہے۔ جب اُس کے اُڑنے کی طاقت زائل ہو جاتی ہے
تو عموماً اُس کے پر زندہ اُکھیڑ دئے جاتے ہیں۔ اور بند بند جدا کر دیا جاتا ہے۔
بچّے یہہ نہیں سمجھتے ہیں۔ کہ چوپایہ یا پرندہ ہم جنس مخلوق ہیں۔ جب اُن سے تکرار
کی جائے تو وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ یہہ عیسائی نہیں ہے۔[+]

نیپلز میں تم چالاک چھوٹے گھوڑوں کو سرپٹ اِدھر اُدھر
دوڑتے ہوئے اور اپنے پیچھے مسافروں کا تمام بوجھ لے جاتے ہوئے دیکھتے ہو۔
لگام اُن کے پہلوؤں کو کاٹ ڈالتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل لال ہو جاتے
ہیں۔ جب کہ تم سڑک سے گزرتے ہو۔ تو تم گھوڑوں کو بے کار پڑا ہوا دیکھتے ہو
وہ زخموں کے مندمل ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ اور پھر اُن کو کام پر لگایا جاتا ہے
ایک صبح ایک کھلی گاڑی روم کے بازار میں بہت بھاری لدی ہوئی آتی ہوئی
دکھائی دی۔ اس میں آدمی اور عورتیں تھیں جو بازار میں اپنے ترکاریوں کی

---

[۱] وڈنس کے آدمی اور چوپائے ا۔ ۲۹۶۔ ۷۔ +

پیدا وار لیے کر آ رہی تھیں۔ ایک پروہت اُن کے بیچ میں بیٹھا ہوا تھا۔ گھوڑا سرپٹ معمولی طور پر جا رہا تھا۔ سڑک گیلی تھی۔ اور گھوڑے کا پاؤں رپٹا۔ اور گر پڑا۔ وہاں چیخیں نکلنے لگیں اور گھوڑے کی پیٹھ پر عموماً مسافر بکھر گئے۔ یعنی عورتیں۔ گوبھی۔ آدمی۔ نارنگیاں۔ اور پروہت۔ یہہ اُس لمحہ کا ایک عجوبہ ہی تھا۔ گھوڑا اُٹھایا گیا۔ گاڑی ٹوکریوں سے بھر دی گئی۔ اور عورتیں مرد اور پادری شکل سے سوار کر دیئے گئے۔ گھوڑے کو چابک لگایا گیا۔ اور یہہ سرپٹ دوڑتا ہوا بازار میں چلا گیا۔ +

انگلستان میں غلامی نہیں ہے۔ لیکن چوپٹہ گاڑی اور ایک گھوڑے کی گاڑی اور چھکڑے کے گھوڑوں کو دیکھو۔ اور تم کو معلوم ہوگا کہ غلامی گھوڑوں کے واسطے موجود ہے۔ جیمس ہاول۔ کونسل کے کلرک نے اتنی مدت گزری ہے۔ جیسے کہ سنہ ۱۶۴۲ء اُس نے کہا تھا۔ کہ انگلستان گھوڑوں کا جہنم ہے۔ اور یہہ بلا وجہہ نہ تھا۔ کیب ([illegible]) قسم کی گاڑیاں بوڑھے گھوڑے کھینچتے ہیں۔ جن کا ایک یا ایک سے زیادہ پاؤں دکھتا ہوتا ہے۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ کس طرح سے اُن میں سے ایک آہستگی سے اپنا اگلا پاؤں اُٹھاتا ہے۔ اور آہستگی سے نیچے چھوڑ دیتا ہے۔ شاید وہ سڑک جس پر کہ یہہ چلایا جاتا ہے۔ بڑے پتھروں سے بھری ہوئی ہے۔ اور جس پر اُس کو چلنا ہے۔ چھکڑے کے گھوڑوں سے پوچھو کہ اُنکے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ اپنی جفاکشی کی لمبی عمر میں اُس کی قسمت میں ٹھوکریں کھانے اور کوڑے کھانے اور اپنے بوجھ کے نیچے دبنا اور لڑکھڑانا۔ گرمی اور سردی اور بھوک بلا مقابلہ کے برداشت کرنا لکھا ہے۔ آخر کار گھوڑوں کے قتل گاہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ +

بھاری لدے ہوئے گھوڑوں کی اذیت کو کم کرنے کے لئے چڑھائی میں اور اکثر ڈھلوان بازاروں پر جو دریائے ٹیمز ([illegible]) سے لنڈن کے پل کے نزدیک جاتی ہے۔ اکثر پھسل جاتے ہیں۔ ایک مہربان لیڈی

اپنے نوکر کے ساتھ روزمرہ آتی تھی - اور سڑک پر کنکر بچھا دیتی تھی - ہم نے اکثر اُس کو آمد و رفت کے درمیان گھوڑوں کی عین ناک کے تلے سڑک پر کنکر بچھاتے ہوئے دیکھا ہے - وہ یہہ کام بہت برسوں تک کرتی رہی جب وہ مر گئی تو وہ بچارے گھوڑوں کو نہ بھولی - وہ ایک کثیر رقم امانت داروں کے ہاتھ میں ہمیشہ کے لئے ڈھلوان اور پھسلن دار لنڈن کی سڑکوں پر کنکر تقسیم میں خرچ کرنے کے لئے چھوڑ گئی - اُس کا نام بھولنا نہ چاہئے - وہ مس لزبتھ بارسیٹ تھی اور آل ہالوز بارکنگ ٹور سٹریٹ کے گرجا میں ۳۴ سال تک وہ ارگن باجا بجانے کے عہدے پر مامور رہی - +

گاڑیوں کے گھوڑوں سے پوچھو - اپنے گھناونے ہاتھوں کی باگوں سے زخمی ہو کر اور مغرور خوبصورتی کو سڑک پر کھینچتے ہوئے اس کا مُنہہ جھاگ سے اور بعض اوقات خون سے لبریز ہوتا ہے - اور یہہ کیا کہیگا ؟ کہ مرد اور عورتیں یکساں بے رحم ظالم ہیں - اور پھر بھی ایسی لیڈیاں جانوروں کے چیر پھاڑ کے برخلاف کمیٹوں میں حیوانات[1] کی بے رحمی کے برخلاف اعتراض کرنے کے لئے جاتی ہیں - +

---

[1] مفصلہ ذیل چٹھی اخبار ٹائمز (مصدوقہ ۲۸ اپریل ۱۸۸۰ء) سے اخذ کی جاتی ہے -

جناب من - لاچار مصیبت کے حق میں مَیں آپ سے اپیل کرتا ہوں - کہ اپنے کالموں میں مجھے تھوڑی سی جگہہ دیویں - جو گاڑی کے گھوڑوں پر روزمرہ بے رحمی کی جاتی ہے اُسکے برخلاف اعتراض کروں یعنی عموماً وہ جو نہایت بیش قیمت قسم کے ہیں سخت پکڑ کے باگوں کے علاوہ دہانے اب ایسے استعمال میں آتے ہیں ، جو قطعی عذاب پہونچانے والے ہیں - ایک عمدہ با ساز و سامان لینڈو جس کو ایک عالیشان مشکی گھوڑوں کی جوڑی کھینچ رہی تھی - پانڈ سٹریٹ میں کل میرے پاس سے گزری - ہاتھوں کی باگیں نہایت خوفناک طور پر تنگ تھیں - اور دونوں گھوڑوں کا مُنہ خون سے جھاگ دار تھا - میں نے خیال کیا کہ کیا یہہ ممکن ہے - کہ

انسان نے گھوڑے - گدھے - اونٹ - بارہ سنگا اور دیگر
حیوانات کو غلام بنا لیا ہے - وہ اُس کا حکم بجا لاتے ہیں - وہ اُس کے بوجھ اُٹھاتے
ہیں - اور آزادی کی زندگی محنت اور تکلیف کی زندگی میں ضائع کر دیتے ہیں -
وہ چابک لگام اور زنجیر کے تلے کڑکڑاتے ہیں - اور دولتیاں مارتے ہیں -
لیورپول کے مقام پر ایک سناری گھوڑ دوڑ کے بعد پانچ گھوڑوں سے کچھ
کم نہیں مار ڈالنے پڑے تھے - تین کے پٹھیں ٹوٹ گئی تھیں - اور دو کی
ٹانگیں کٹ گئی تھیں - +

سر آرتھر ہیلپس کہتا ہے - کہ میں بعض اوقات خیال کرتا
ہوں کہ یہہ دُنیا کے لئے ایک بدقسمتی کی بات تھی - کہ گھوڑا کبھی مطیع کیا گیا - گھوڑا
ایک جانور ہے - کہ جس کے ساتھ انسان نے نہایت بُرا سلوک کیا ہے - اور اُس کی
تسخیر بنی آدم کے لئے بالکل فائدہ مند ثابت نہیں ہوئی ہے - جن تکالیف میں اُس نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۔ جو ان جوڑا گاڑی کے سوار اِس تمام تکلیف سے واقف ہوں - اُن
آدمیوں کے لئے جو میرے مانند گھوڑوں سے محبت رکھتے ہیں - اور اُن کی آسائش کا خیال رکھتے
ہیں - یہہ نظارے جگر خراش ہیں - ہم گھوڑوں کے مشاہدہ کرنے میں اُستاد ہیں - اور ایک نظر میں
دیکھ سکتے ہیں - کہ آیا وہ آرام میں ہیں - افسوس ہے - کہ ہم سے کوئی بات نہیں چھوٹتی ہے - اور تیسرے
پہر کی سواری قریباً روزمرہ ایسے نظاروں سے جیسے کہ میں نے بیان کئے ہیں - تلخ کام ہوتی ہے
یا تو منہ لہو سے بھرا ہوا ہوتا ہے - یا زبان سوجی ہوئی ہے - اور دہانے کے دباؤ سے قریباً کٹ لی
پڑ جاتی ہے - اور سر ایک غیر معمولی حالت میں بمعہ دیگر نشانات صعوبت کے رکھا جاتا ہے -
میں پوچھتا ہوں - کہ کیا یہ تمام تکلیف دہ سختیاں جہالت یا لاپرواہی یا بے رحم خیالی کی وجہ
سے دی جاتی ہیں - مجھے اُن لوگوں سے التجا کرنے دو - جو گھوڑوں کے مالک ہیں - کہ وہ
اُن پر رحم کریں - وہ خدا کے نہایت نیک مخلوقات میں سے ہیں - اور انسان کے نہایت
شفیق اور وفادار نوکروں میں سے ہیں - +

نہائت ابتدائی زمانے سے مددگی ہے۔ وہ شطبلہ ہے۔ یہ وہی ہے۔ کہ زمانہ تاریکی کے ظلم و تعدی کے لئے جس کے ہم اس قدر احسان مند ہیں۔ اور میرا بڑا خیال یہ ہے۔ کہ وہ نہائت خونریز جنگوں کا بڑا آلہ ہوا ہے۔ میں چاہتا تھا۔ کہ آدمی اپنے آپ توپیں پہاڑوں پر کھینچ کر لے جاتے۔ مجھے شک ہے۔ کہ آیا وہ اس پر بغاوت اختیار نہ کرتے۔ اور ایک کماشیر تمام لڑائی میں پیدل چلنے پر مجبور ہو جاتا۔ اور بہت جلدی جنگ[1] سے تنگ آجاتا۔

ایوب کی کتاب میں جس کو لکھے ہوئے کچھ تین ہزار چار سو برس گزرے ہیں۔ ایک جنگی گھوڑے کی بابت یہ بیان ملتا ہے۔ کیا تونے گھوڑے کو طاقت دی ہے۔ ؟ کیا تونے اس کی گردن کو گرج سے ملبوس کیا ہے ؟ اُسکے نتھنوں کی شان خوفناک ہے۔ وہ وادی میں قدم بقدم چلتا ہے۔ اور اپنی طاقت میں خوش ہوتا ہے۔ وہ مسلح آدمیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ وہ خوف پر ٹھٹھا کرتا ہے۔ اور خوف زدہ نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ وہ تلوار سے اپنی پیٹھ موڑتا ہے۔ اور دور دراز سے اُسکو لڑائی۔ کپتانوں کی گرج اور للکار کی بو آتی ہے۔

ورجل۔ اپنے تیسری جارجی میں جو بہت صدیوں بعد معرض تحریر میں آئی۔ جنگی گھوڑے کی نسبت پھر کہتا ہے :-

آتشی سمند جب کہ وہ دور سے سنتا ہے
دلربا طمطراق اور جنگ کی للکار۔
اپنے کان کھڑے کر دیتا ہے۔ اور خوشی سے
کانپنے لگتا ہے۔ جگہ بدل دیتا ہے۔ اور اپنے
سُموں کو اٹھاتا ہے۔ اور موعودہ لڑائی کی اُمید رکھتا ہے

[1] حیوانات اور اُن کے مالکان صفحہ ۲۰۔

جنگی گھوڑے پارتھینن کے موٹے اونی کپڑوں میں اتھینز کے مقام پر جو اب برٹش میوزیم میں بطور ایلجن ماربلس کے رکھے ہیں۔ وہ یونانیوں کا فخر اُن شریف حیوانات میں دکھلاتے ہیں۔ وہ فہمندی سے پاؤں اُٹھاتے ہیں۔ اور سرپٹ دوڑتے ہیں۔ گویا کہ لڑائی پر جارہے ہیں۔ بعد کے زمانے میں ہم جانتے ہیں۔ کہ مکسیکو اور پیرو خاص کر گھوڑے کی مدد سے فتح کئے گئے تھے۔ دیسی گھوڑے سوار سپاہی کو بطور خدا کے خیال کرتے تھے وہ اُس کے حملوں کے سامنے بھاگ جاتے تھے۔ اور ہزاروں آدمی اُن کو مار ڈالتے تھے۔ اور پھر بھی اِن ملکوں نے اعلےٰ درجہ کی شائستگی بلا گھوڑے کے استعمال سے حاصل کی ہے۔ ہسپانیہ والوں نے جب کہ اُنہوں نے اس ملک کو پامال کیا۔ ہزاروں گھر عمدہ بنے ہوئے پائے۔ جن کے ساتھ باغات ملحق تھے۔

سر آرتھر ہیلپس کہتا ہے۔ کہ مجھے شبہ ہے۔ کہ آیا ایک بھی مکسیکو والا ایسے خراب مکان میں رہتا ہو۔ جیسے کہ ہمارے لاکھوں غریب ہم وطن رہتے ہیں۔ اس طور پر یہہ سوال اکثر پیش کیا جاتا ہے۔ کہ کیا ہم درحقیقت شائستگی میں کسی قسم کی ترقی کر رہے ہیں۔ کیا ہم بہ نسبت یونانیوں کے یا رومہ والوں کے یا مکسیکو والوں کے جو اپنے نہایت اعلےٰ درجہ کے شائستگی کے زمانے میں تھے۔ بہتر ہیں۔ ❊

باب چہاردہم

گھوڑوں کے ساتھ ہمدردی

ایڈورڈ فورڈ ہم فلو ور

"وہ نیکی کی جان تھا - اور اُس کی تمام تعریفیں مانند ندیوں کے ہیں
جو چشمہ سے نکلتی ہیں - جو ابھی خوب زور و شور سے اُبلتا ہے -
اور اپنے پیچھے ہر وقت جذبۂ اعظم چھوڑ جاتا ہے . (شیکسپیر)

"وہی شخص اچھی طرح دعا مانگتا ہے - جو اچھی طرح محبت کرتا ہے
آدمیوں - پرندوں اور چوپایوں کی -
وہ نہایت اچھی دعا مانگتا ہے - جو نہایت محبت کرتا ہے -
تمام چیزوں سے - بڑوں اور چھوٹوں کی -
کیونکہ پیارا خدا جو ہمیں پیار کرتا ہے -
اسی نے سب کو بنایا - اور پیار کرتا ہے - (کالرج) -

شجاعت کی نرمی جو واجباً اسطور پر اہلانی تھے - جو انسانی زندگی کے اعلٰے اور ادنٰے درجوں ایکسی رغبت اور سلیقے کو اچھی طرح سمجھتے اور قبول کرنے پر قادر رکھتی ہے - شاید تمام ایلیڈ (مصنفہ ہومر) میں کوئی بات زیادہ گہری معنی خیز نہیں ہے - یعنی اور تمام علم ادب میں کوئی بات انسانی اُلفت اور عزت درباره اسرار زندگی ادنٰے حیوانات کے زیادہ تر کامل نہیں ہے - بہ نسبت ان اشعار کے جو پیٹروکلس کی وفات پر خدائی گھوڑوں کے غم کو اور اُس تسکین کو جو انکو سب سے بڑے خدا نے عطا کیا - بیان کرتے ہیں - (رسکن)

ہم کسقدر گھوڑے کے مرہون منّت ہیں - وہ بہتوں کی
خوشی اور شادمانی کا سرچشمہ ہے - جوانی اور خوبصورتی کے زمانے میں وہ اپنے
مالک کا لاڈلا ہے - آدمی - عورتیں - اور لڑکے گھوڑے سے پیار کرتے ہیں -
اُس کی دُلکی چال اُس کا پویہ یا سرپٹ دوڑنا اُس کی نہایت خوبی کو ظاہر
کرتی ہے - گھوڑا ہمیں دور دراز اور وفاداری سے لے جاتا ہے - وہ ہماری
بارکشی کرتا ہے - وہ آدمی کو محنت کے بڑے بوجھ سے سبکدوش کرتا ہے -
لیکن وہ وقت آتا ہے جب کہ اُس کو کم قدر غلام بنایا جاتا ہے - +

چھکڑے کے گھوڑے کو پاؤں کی ٹھوکریں لگاتے ہیں -
اور پیٹتے ہیں - اور زیادہ تر بھاری بوجھ بہ نسبت اُس کے جو وہ لے جانے کے
قابل ہوتا ہے کھینچنے کے لئے مجبور کرتے ہیں - گاڑی کے گھوڑے کو وحشیانہ
قزئی سے منہ بند کر دیا جاتا ہے - اور وہ اپنا بوجھ عذاب سے کھینچتا ہے -
بندگاڑی کا گھوڑا متواتر محنت کا شکار بنتا ہے - اور اکثر نہایت خراب موسم
میں اُس سے کام لیا جاتا ہے جب تک کہ وہ مشکل سے کھڑا ہو سکتا ہے - اُس کے
پاؤں ناہموار پتھروں پر اپنا بوجھ کھینچنے سے یا دلدلی چھپڑوں میں کھڑے رہنے
سے خراب ہو جاتے ہیں - اگر وہ گر کر مر نہیں جاتا ہے - تو اُس کو گھوڑوں کے
قتل گاہ میں لے جانے کا فتویٰ دیا جاتا ہے - اور وہاں اُس کی محنت اور
اذیت کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے - +

فرانس کے جنوب میں گھوڑے کا خاتمہ مختلف طریق پر
کیا جاتا ہے - کو بیر ڈلپسنٹر کہتا ہے - کہ بورڈو کے سوداگران اپنا سرمایہ
اُس نفرت انگیز چیز سے پیدا کرتے ہیں جس کو جونک کہتے ہیں - انہوں نے
مصنوعی دلدلیں دریائے گیرون کے کنارے بنائی ہیں - اور اُن دلدلوں کو جونکوں
سے بھر دیا ہے - اِن دلدلوں میں تمام بوڑھے اور کمزور گھوڑے اُس صوبے کے
بھیجے جاتے ہیں - ہزاروں جونکیں فوراً اُن کو چمٹ جاتی ہیں - ایک ایسی

شاہد دہشت ناک تازہ الفاظ میں وہ حیوانات کی اُن بے فائدہ کوششوں کو
ظاہر کرتا ہے۔ جن کو دلدل میں نیچے گھسیٹ کرلے جایا جاتا ہے۔ ہر ایک مسام
میں سے خون نکلتے ہوئے اور دیوانہ وار دہشت سے کوشش کرتے ہوئے اُن
جونکوں کو دور پھینک دینے کی جو اُن کی آنکھوں۔ اُن کے ہونٹوں۔ اُن کے نتھنوں
اور تمام اُن کے نہایت حس دار عضووں پر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور آخرکار
خون کے نکلنے سے کمزور ہو کر زہریلی کیچڑ میں جو سے جا کر گر پڑتے ہیں۔ اور پھر
وہ نہیں دکھائی دیتے ہیں۔ اٹھارہ سے بیس ہزار گھوڑے ہر سال اس طریق پر
بورڈو کے مقام پر مار دئے جاتے ہیں۔ +

فرانس اور انگلستان گھوڑوں کے لئے دوزخ ہونا چاہئے

لیکن ہمکو پہلے اپنے گھر کی طرف دیکھنا چاہئے۔ یہہ ہر ایک شخص نہیں ہے جو ڈیوک
آف ولنگٹن کے مانند اُس گھوڑے کو جس پر وہ اپنی آخیری فتحیابی کے موقعہ پر
سوار تھا۔ اپنی زندگی امن اور سیری کے ساتھ بسر کرنے دیتا ہو گھوڑوں کو
اکثر اپنی زندگی میں ستایا جاتا ہے۔ اور جب کہ وہ بیکار ہو جاتے ہیں۔ اُن کو
نکال دیا جاتا ہے۔ مس بریڈن اعلےٰ نسل کے گھوڑوں کی نسبت کہتی ہے۔
کہ وہ اپنے زمانے اُس مشہور شہادت میں چلاتے ہیں۔ جس طریق سے تین سوگنی
کی گاڑی کے گھوڑوں کی جوڑی بہت خراب بن جاتی ہے۔ بہ نسبت میوہ فروش
کے گدھے کے ایک لیڈی نے حال میں سٹروکٹو کو لکھا۔ جس میں اُس نے اُن
اذیتوں کا ذکر کیا۔ جو اُس نے ایک گھوڑوں کی جوڑی پر جو سینٹ سٹریٹ
میں کھڑے تھے۔ پہونچتے ہوئے دیکھیں۔ اُس نے کہا۔ کہ میں نے ایک کھلی چوپہیہ
گاڑی اور گھوڑوں کی ایک جوڑی بازار کے ایک طرف کھڑی ہوئی دیکھی۔ ایسی
تنگ چھوٹی باگیں تھے بندھی ہوئی تھیں۔ کہ غریب جانوروں کو اپنا منہہ بند
کرنا غیر ممکن ہو گیا تھا۔ اور اُن کی مصیبت دیکھنے میں ایسی دردناک معلوم ہوتی
تھی۔ کہ میں نے جا کر بے فائدہ کوشش کی۔ کہ کوچوان اُن باگوں کو کسی قدر

ڈھیلا کر دیوے۔ جو کچھ کہ اُس آدمی سے مجھے جواب ملا۔ وہ یہہ تھا۔ کہ وہ اس کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور مسٹر اُن کو اسی طرح رکھنا چاہتی ہے۔ دور کے طرف کا گھوڑا نہایت تکلیف میں معلوم ہوتا تھا۔ بچارے جانور نے آسائش پانے کی بیفائدہ کوشش کی۔ اُس کے آنکھوں کی مصیبت کا نظارہ بہت دنوں تک مجھے پریشان کرتا رہیگا۔ +

وہ آدمی جس نے گاڑی کے گھوڑوں کی مصیبت کم کرنے میں بہ نسبت کسی دوسرے شخص کے زیادہ کوشش کی ہے۔ وہ ایڈورڈ فورڈہم فلوور ہے۔ اُس کو قریباً گھوڑوں کا مشنری کہنا چاہئے۔ اُس نے اپنا وقت اپنا روپیہ اور اپنی محنت مُنہہ بند کرنے والی لگاموں کی بے رحمی کو رفع کرنے کے لئے صرف کیا۔ اُس نے وہ کام اپنے معمولی عزم کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ اُس نے رسالجات تحریر کئے۔ اور ملک کے تمام حصّوں میں اُس نے مجلسوں میں تقریریں کیں۔ اُس کی تقریریں کوئی غیر یقینی ڈھنگ نہ تھا۔ ایک عام مجلس میں جس کو بیرونس برڈٹ کاوٹس نے منعقد کیا تھا۔ اُس نے اُس بے رحم اُٹھو لینے والی چھوٹی لگام کو پہلے زمانے کے سپاہی کے کاٹھ سے مقابلہ کیا۔ اور اُس نے کہا۔ کہ جو لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ گو بطور قاعدہ کے وہ کرایہ والے گاڑی کے آدمی نہ تھے۔ بلکہ خاص شریف عورتیں اور مرد تھے۔ یعنی جیلخانہ کے چھپڑے یا ...

مسٹر فلوور کے گھر میں ایک کمرہ ہے جس کو کمرہ عذاب کہا جاتا ہے۔ جس میں خوفناک دہانے ایک قطار میں بطور آدمیوں کے ... کے ساتھ بے رحمی کے برخلاف اعتراض کرنے کے لئے لٹکا رکھے گئے ہیں۔ مسٹر فلوور بڑا بہادر اور پورا وکیل آدمیوں اور گھوڑوں کی غلامی موقوف کرنے کا رہا ہے۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل کہانی سے معلوم ہوگا۔ گو ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم اُس آبدار طریق سے بیان نہیں کرسکتے ہیں جس میں اُس نے اپنی گذشتہ زندگی کی سرگذشت بیان کی۔ +

مسٹر فلوور ہرٹ فورڈ کے مقام پر ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوا
تھا۔ وہ اپنے خاندان کے پانچ اولاد میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ اُس کے باپ نے
جو صاحب جائداد آدمی تھا۔ مارڈن ہل کی جائداد ہرٹ فورڈ سے قریباً ساڑھے
تین میل کے فاصلہ پر خرید کی۔ وہاں ۱۸۰۸ء میں وہ کنبہ رہنے کے لئے چلا گیا۔
جوان ایڈورڈ کو جانوروں کا بڑا شوق تھا۔ جب پانچ برس کی عمر کا ہوا۔ تو اُس نے
سوار ہونا شروع کیا۔ اُس کے پاس ایک چھوٹا شٹلنڈ کا یابو تھا۔ جس کو لٹل
موزس (Little moses) کہتے تھے۔ وہ ڈاکخانہ روزمرہ چٹھیوں کے
واسطے سوار ہو کر جایا کرتا تھا۔ یابو اُس کا نہایت دوست بن گیا۔ وہ آپس میں کھیلنے
والے ساتھیوں کے مانند تھے۔ +

چھ برس کی عمر میں اُس کو ایک ٹٹو مل گیا۔ اُس کے چچا
ایڈورڈ کلنگ فورڈ ہم نے ایک خوبصورت تحفہ اُس کے لئے خریدا۔ زین لگام
اور چابک ایک دن وہ اپنے باپ کے ساتھ باہر گیا ہوا تھا۔ اور اُس نے
ٹٹو کو چابک لگایا۔ کیونکہ وہ سڑک پر کسی چیز سے جھجکا۔ اُسکے باپ نے یہ دیکھ لیا۔
اور راستے سے واپس بلایا۔ اب نیڈ۔ تم نے اُس ٹٹو کو چابک کیوں لگایا۔ کیونکہ یہ جھجکا تھا۔
اچھا کیا تم نہیں دیکھتے ہو؟ کہ وہاں ایک گہرا سوراخ تھا۔ جس میں تم اُسے لے
جاتے تھے۔ اُس کے باپ نے اُس کے ہاتھ سے چابک لے لیا۔ اور اُس کے
شانوں پر لگایا۔ کیا تم اس کو پسند کرتے ہو؟ لڑکے نے کہا نہیں۔ میں اس سے
نفرت کرتا ہوں۔ نیڈ۔ پھر اُس بیچارے غریب جانور کو چابک مت لگاؤ جب تک کہ ایسا کرنا
ضروری نہ ہو۔

تھوڑی مدت کے بعد ایک حادثہ اُس پر واقع ہوا۔ وہ
ایک دن نئی دیا بنانے کی کل دیکھنے کے لئے گیا۔ وہ کس طرح سے کام کرتی ہے؟
اُس نے اپنی انگلیاں دانتے پر رکھ دیں۔ وہ پکڑی گئیں۔ اور اُس کا ہاتھ اندر کھینچا جاتا
لیکن ایک مزدور نے کل کو ٹھیرا کر اُس کو بچا لیا۔ تو بھی اُس کا نقصان ہوا۔

اُس کی ایک اُنگلی آدھی سے قریب کٹ گئی۔ وہ پھر کچھ عرصے بیمار پڑا رہا۔ وہ نہ پڑھ سکتا تھا۔ اور نہ لکھ سکتا تھا۔ گو ہرٹ فورڈ صرف قریباً تین میل دُور تھا۔ وہ مدرسے نہیں گیا۔ وہ پڑھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اور اُس کے باپ نے اُس کو مدرسہ جانے کے لئے مجبور کرنا نہ چاہا۔ +

جب کہ وہ مارڈن میں تھا۔ اُس کا باپ اکثر اپنے گاؤں کے جائے مقام سے لنڈن جایا کرتا تھا۔ اور جب کہ وہ اپنے لڑکے ساتھ سفر میں ہوتا تھا۔ تو وہ اُسے کہتا تھا۔ کہ کوکر گردنی (Bearing Rein) کھول دیے اُس نے بعد ازاں کہا۔ کہ اس سے مجھے پہلے دہانے اور گردنی کا خیال ایک گھوڑے کے خوش رفتاری پر ہوا۔ +

مارڈان ہل اور ویسٹ اینڈ کے کھلواڑے جو قریباً ایک ہزار ایکڑ تھے۔ حاجت کو بہت اچھی طرح پورا نہیں کرتے تھے مسٹر فلوور نے بدقسمتی سے مرینو (Merino) بھیڑیں لائیں۔ نہ تو وہ وہاں بچے دے سکیں اور نہ پنپیں۔ علاوہ اس کے زراعت کی حالت جنگ فرانس کے اختتام کے بعد انگلستان میں بہت ہی خراب تھی۔ جارج سب سے بڑے لڑکے کو ممالک متحدہ میں اُس کے مہلک تخیل کے دیکھنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اُس نے اپنے باپ کو ایک خط گھر میں بھیجا۔ یہہ کہکر کہ یہہ نہایت دولتمند اور نہایت سرسبز و شاداب ملک دُنیا میں ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ یہاں آجاؤ۔ اور تم کو کوئی وجہ افسوس کرنے کی نہ ہوگی۔ +

مسٹر فلوور نے اپنی انگریزی جائداد ۱۸۱۷ء میں فروخت کر دی اور اپنے تمام کُنبے کے ساتھ ممالک متحدہ میں جانے کے لئے تیار ہوگیا۔ بیناگ فلوور اُس وقت بارہ برس کی عمر کا تھا۔ اُس کے باپ نے دو جہاز لیورپول کے مقام پر اپنا اسباب رکھنے کے لئے کرایہ پر لئے۔ اپنے کُنبے کے علاوہ وہ قریباً سو مرد اور عورتیں لے چلا۔ جس میں مزدور۔ لوہار۔ ہل ساز۔ ایک گڈریا۔ ایک کوچوان اور کئی ایک خانگی ملازم اُس میں شامل تھے۔ جہاز کے سامان میں دو گھوڑیاں

ایک درجن بھیڑیں - کچھ انگریزی سُور چھ جوڑے شکاری کتّوں کے اور دو سکاٹ
لینڈ کے شکاری کتّے شامل تھے - جہاز لیورپول سے امریکہ مارچ ۱۸۱۸ء میں
روانہ ہوئے - +
ایک جہاز آنا میریا - نیویارک گیا - اور دوسرا فلاڈلفیا +
نیویارک کے مقام پر گنبہ ساحل پر بڑے مغربی شہر کے عجائبات دیکھنے کے لئے
گیا - جب کہ جوان فلوور اور اُس کا باپ براڈوے میں گزر رہے تھے -
تو اُن کو ولیم کابٹ بازار میں آتا ہوا آستینوں دار کرتے میں ملا - مسٹر فلوور
چونکہ خود اپنے ملک میں مشہور پولیٹیکل آدمی تھا - اُنہوں نے ایکدوسرے کو
پہچان لیا - اور انگلستان اور امریکہ کے معاملات کی کیفیت کے متعلق کچھ گفتگو کی +
آنا میریا گھومتی ہوئی نیویارک سے فلاڈلفیا کو اپنے
ہمشیر جہاز سے ملنے کے لئے چلی گئی - سب مزدور - نوکر اور مویشی اُتار لئے گئے -
فلاڈلفیا اُس زمانے میں ایک خوبصورت مُصفّا نصرانیوں کا قصبہ تھا - آبادی بہت
نہ تھی - اور نہ بہت مغرب کی لاوارث سرزمین سے جُدا تھا - فلاڈلفیا سے قریباً
پچاس میل دور کوئی سڑک تیار نہیں کی گئی تھی - فلاڈلفیا والوں نے ابھی سڑکوں
اور نہروں کے بنانے کے لئے روپیہ اُدھار نہیں لیا تھا - جو بعدازاں اُنہوں نے
منسوخ کر دیا - مسٹر فلوور نے اپنا بدرقہ تیار کرنا شروع کیا - اس غرض کے لئے کہ
وہ مغربی جانب اُس زمین کے بڑے قطعے کی طرف تعدادی قریباً بیس ہزار ایکڑ جو
اُس کے بڑے لڑکے نے وابش کے مقام پر الی نوئیس میں خریدا تھا -
سفر کرے - اُس نے تین چوپیہ گاڑیاں چھ گھوڑوں والی اور تین چھکڑے دو
گھوڑوں والے نوکروں کے واسطے کرایہ پر لئے - +
تمام بدرقہ فلاڈلفیا مئی ۱۸۱۸ء میں روانہ ہوا - چونکہ
موسم بہت اچھا تھا - سفر بہت خوشگوار معلوم ہوا ہوگا - ملک صرف آدھا آباد ہوا تھا
نا صاف پُرانے زمانے کے جنگل کو چھوڑ دیا گیا تھا - اور گاڑیوں کی سواریاں

پرانی سڑک پر چلیں۔ چونکہ وہاں کوئی سرائے یا آرام گاہیں سڑک پر نہ تھیں۔ جلا وطنان رات کو گاڑیوں میں سوئے۔ جن کی طاقتور کتے نگہبانی کرتے تھے۔ بعض اوقات وہ ایک گاؤں سے گزرتے تھے۔ جو آئندہ کے کسی قصبہ یا شہر کا ابتدا تھا۔ اُنہوں نے اپنے کھانے اور روٹی کا ذخیرہ وہاں کے رہنے والوں سے خرید کر جمع رکھا۔ گیٹس برا اُن میں سے ایک تھا۔ گو اُس زمانے میں خاموش اور پُر امن تھا۔ بعد ازاں حال کے زمانے کی ایک نہایت خونریز لڑائی کا تماشا گاہ بنا۔ قافلہ چیمبرس برا چل کر گیا۔ جہاں کہ اُس نے الی گھنی پہاڑوں کو عبور کیا۔ پہاڑوں کی چڑھائی بہت ڈھلوان تھی۔ اور گاڑیاں گھوڑوں کو آرام دینے کے لئے بہت جگہ ٹھیرتی ہوئی گئیں۔ وہ صرف دن بھر میں دس یا بارہ میل کے حساب سے سفر کر سکے۔ +

جب کہ یہ مشکل طے کی جا چکی۔ تو وہ آگے پٹس برگ کی جانب بڑھے۔ جہاں کہ دریائے اوہیو کے سامنے پہونچے۔ اُس زمانے میں کوئی دخانی کشتیاں دریا میں نہ تھیں۔ اِس وجہ سے مسٹر فلوور نے اپنا اسباب دریائے اوہیو کے نیچے کشتی میں اپنے مقام مقصود پر لے جانے کا ارادہ کیا۔ اُس میں تین بڑے کشتیاں یا بیڑے تعمیر کئے۔ جس پر اُس نے آدمیوں۔ گاڑیوں۔ گھوڑوں بھیڑوں۔ گنوؤں۔ کتوں اور ہر ایک چیز کو سوار کر دیا۔ بیڑہ دریا کے نیچے آہستہ آہستہ چلا گیا۔ کنارے کنارے گاؤں اور قصبے گزر گئے۔ یہاں تک کہ وہ سنسناٹی پہونچے۔ جو اُس وقت ایک چھوٹا قصبہ تھا۔ گو اب وہ بڑا شہر ہے۔ کچھ عرصہ تک ٹھیر کر بیڑہ نے پھر آگے انڈیانا کے جنوبی کنارے کنارے لوئیس ولا کو چلنا شروع کیا۔ فلوور والے کچھ عرصہ لیگ زنگٹن کے مقام پر مقیم رہے۔ مسٹر ہنری کلے اُس زمانے میں وہاں رہتا تھا۔ مسٹر فلوور نے اُس سے اچھی واقفیت پیدا کی۔ مسٹر کلے نے اپنے مہربان طریق پر گنوؤں اور اُن کے چرواہوں کو کنارے پر بہتر پرورش کے لئے حوالگی میں لینا منظور کیا۔ جب تک کہ

مسٹر فلوور اُن کو واپس آکر لے جاسکے ۔ +

یہاں اس موقعہ پر تھا ۔ کہ فلوور والوں نے غلامی کو سمجھنا شروع کیا ۔ دریائے ادھیو ریاست ہائے آزاد اور ریاست ہائے غلامان کے درمیان بہتا تھا ۔ ایک طرف کنٹکی تھا ۔ اور دوسری طرف انڈیانا اور الی نوئیس تھے ۔ غلام اکثر دریا سے پار آزادی کی تلاش میں چلے جاتے تھے ۔ اور اُن کے پیچھے آدم چور جاتے تھے ۔ جو اُن کو پھر غلامی کے واسطے پکڑکے واپس لے جاتے تھے ۔ +

ایک دن صبح کے وقت مسٹر فلوور نے ایک سخت چلاہٹ کی آواز نیچے کی تہ خانے میں ہوتے ہوئے سُنی ۔ وہ فوراً اپنی کرسی پر سے اُٹھا ۔ اور نیچے تہ خانے میں دوڑ کر گیا ۔ اور دروازے میں سے جھانک کر دیکھا ۔ کہ مالک ایک جوان حبشن لڑکی کو کوڑوں سے مار رہا ہے ۔ اُس نے دروازہ کھول ڈالا ۔ اور لڑکی اور اُس کے مالک کے درمیان کھڑا ہو گیا ۔ اور ایک دوسرا کوڑا لگانے سے اُس کو روک دیا ۔ لڑکی اُس وقت بچ نکلی ۔ مالک نے مسٹر فلوور کو عدالت میں نالش کرنے کی دھمکی دی ۔ لیکن وہ اس سے باز رہا اور اُس کا مہمان بے ضرر چلا گیا ۔

قافلہ پھر خشکی پر اُس تعلقہ کے جس پر چلا اور جنوں نے آباد ہونا تھا ۔ دریافت کرنے کے لئے روانہ ہوا ۔ یہہ وباش کے مغربی جانب ایڈورڈ کونٹی زیر الی نوئیس کے مقام پر واقع تھا ۔ راستے میں وہ ہارمنی کی بستی سے جس کی بنیاد جارج ریپ اور اُس کے جرمنی ہمراہیوں نے ڈالی تھی ۔ گزرے ۔ اس میں چند لٹھوں کے گھر بعد ایک گرجا ۔ ایک مدرسہ ۔ ایک آٹا پیسنے کی چکی اور چند کارخانے تھے ۔ وہ جگہ بعد ازاں رابرٹ اوون نے خرید لی ۔ اور ریپائیٹس اکانمی کو متصل پٹس برگ کے نقل

لہ ریپائٹ والوں کی نسبت کہا جاتا ہے ۔ کہ اُن کے ممبران کی پوشیدہ مدعا اپنے مذہبی گوشہ نشینی میں اور حضرت عیسےٰ کی جلد آمد کے ہزار برس سلطنت عیسوی کی اُمید ایک عجیب طور پر اُن کی زندگی کی عملی نیک نیالی اور عادات کفایت شعاری کے ساتھ مقابلہ کرتی تھی ۔ وہ

مکان کرکے چلے گئے۔ +

قافلہ وباش کے مشرقی جانب گھاٹ کی طرف اوپر چلا گیا۔ ملک اُس وقت بالکل غیر آباد تھا گھاٹ والا ہی صرف ایک شخص تھا۔ جو اُنہوں نے دیکھا۔ کچھ وقت اُن کو اُس کا انتظار کرنا پڑا۔ لیکن آخر کار وہ آگیا۔ اُن اطراف میں کاروبار کی بھیڑ نہ تھی۔ وہ گھاٹ کے پار جانے میں کامیاب ہوئے۔ اُن کو بہت وقت آدمیوں جانوروں اور گاڑیوں کے تمام بدرقہ کو پار لے جانے میں لگا۔ آرام کرنے کے بعد میدان میں سے شمالی جانب اُنہوں نے اپنا راستہ لیا۔ میدان خوبصورت تھے۔ وہ لمبے اُبھرے ہوئے دُور دُور تک پہونچے ہوئے مینڈوں میں پڑے ہوئے تھے۔ جو

بقیہ حاشیہ صفحہ   اشیکروں (عیسائیوں کا ایک فرقہ جو پوجا کے وقت ناچتے ہیں) کے مانند روحانی معتقد نہ تھے۔ فادر ریپ نے اُن کو اعمالی عیسائی ہونے کی تعلیم دی۔ اور فرائض انکساری سادگی معاشرت۔ خود ایثاری۔ محبت ہمسائیگاں باقاعدہ اور مستقل جفاکشی۔ دُعا اور خود آزمائی کی ہدایت کی۔ چونکہ وہ بیت المال کو ابتدائی عیسائیوں کے نقل میں اپنی اعتقاد کی ایک شرط کے طور پر تسلیم کرتے تھے۔ کہ ہر ایک آدمی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرے۔ چونکہ ہر ایک شخص تمام کے لیے محنت کرتا ہے۔ اُن میں سے ایک شخص نے نارڈ ہوف ایک جرمنی سیاح سے کہا۔ چونکہ ہر ایک شخص تمام کے لیے کام کرتا ہے۔ اور چونکہ ایک آدمی کے فائدہ میں سب کا فائدہ ہے۔ تو خود غرضی کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے۔ اور نہ کوئی تنبیع اوقات کی گنجائش ہے۔ ہمکو کفایت شعار ہونا سکھلایا گیا تھا۔ اور فضول خرچی گنہگاری ہے۔ ہم سادہ پنی سے گذارہ کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کے پاس کافی ہے۔ وہ سب جو وہ کھا سکتا ہے۔ اور پہن سکتا ہے۔ اور کوئی آدمی اُس سے زیادہ نہیں کر سکتا ہے۔ وہ پھولوں۔ باجوں۔ نقاشی اور سنگ تراشی کے مشتاق ہیں۔ فادر ریپ کے گھر میں بڑی قیمت کی بہت سی تصویریں تھیں۔ اور اُن کے ہاں ایک کُتب خانہ بھی تھا۔ اور وہاں بھی مسافر کو کہا گیا کہ توریت ایک خاص کتاب ہے۔ جو ہم میں پڑھی جاتی ہے۔ +

گھاس اور پیارے خودرو پھولوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ ایک رو پہلی کہر اُن کو ڈھکے ہوئے تھا۔ اور بے حساب فاصلہ تک پھیلا ہوا تھا۔ رات کو جگنوں بے شمار نکل آتے۔ اور تاریکی میں اُڑنے لگے۔ مرغزار میں گھاس اس قدر بلند تھی۔ جسمیں گھوڑے کا سوار چھپ جاتا تھا۔ قافلہ اب بالکل قطب نُما کے ذریعہ سے چلا۔ کیونکہ کوئی اور وسائل اُن کی رہنمائی کے لئے سوائے آسمان کے تارا منڈل کھلے میدان کے نہ تھے۔ وہاں چارلس وین اُن کو شمالی راستہ دکھلانے کے لئے ساتھ تھا۔ +

قریباً ایک ہزار میل بذریعہ سڑک اور پگ ڈنڈی اور بیڑہ کے سفر کرنے کے بعد وہ آخرکار اپنے گھر دُور مغرب میں پہونچے۔ اُن کے مغربی جانب سوائے میدانوں اور جنگلوں کے اور کہیں کہیں انڈینس (Homesteading) (ہندوستانی) پھڑ بجاروں اور نو آبادکاروں کے کچھ نہ تھا۔ وہ پپین کشا جو پہلے انڈینس کی آبادی تھی۔ جہاں سے شانیز ذرا پہلے رخصت ہو چکے تھے۔ روانہ ہوئے۔ اس دُور [illegible] ضلع میں گھر کا ملنا مشکل تھا۔ لیکن مرضی سے اُنہوں نے کام کرنا شروع کیا۔ مزدور اور لوہاروں نے پاس کے جنگل سے نہایت بڑے بڑے درخت چیر ڈالے۔ اور [illegible] از محنت کے زور سے اُنہوں نے لٹھوں کی کٹیا کُنبے اور نوکروں کے واسطے تیار کی اور وہ کنبہ اس اثنا میں گاڑیوں میں سوتا تھا۔ پھر آدمیوں نے لٹھوں کے [illegible] اپنے واسطے تعمیر کئے۔ آخرکار ایک بستی بن گئی۔ لیکن موت ہر جگہ آتی ہے [illegible] فلو ور اُس ملک میں پہلا تھا۔ کہ جس نے قبر کھودی۔ اس میں پہلا مُردہ اُسکے [illegible] بھائی کا بچہ دبایا جاتا تھا۔ +

لیکن زندوں کی خوراک کے واسطے وہ کیا کرتے؟ موسم میں [illegible] کرنے کے لئے بہت بڑھ گیا تھا۔ یہ اب جولائی کا مہینہ تھا۔ اُس خوراک [illegible] بعد جو اُن کے پاس تھی سخت بھوک محسوس کرنے لگے۔ بعض اوقات [illegible] مارا جاتا تھا۔ اور وہ کچھ عرصے تک چلتا تھا۔ لیکن وہاں سو آدمیوں سے [illegible] کھانے والے تھے۔ اور وہ کافی نہ تھا۔ یہ صرف گاہ بگاہ ہوتا تھا۔ کہ ایک

ہرن خوشی سے گھر میں آتا تھا اوسکو کیا ملتا جو ہرن کو مار ڈالتا۔ +

آخرکار نوآبادی میں ایسا قحط پڑ گیا۔ کہ اُن کو خوراک کے لئے کسی دوسری جگہ جانا پڑا۔ ینگ فلو ور چند آدمیوں کے ہمراہ خوراک کے سامان کے لئے قصبۂ شانی کو روانہ ہوا۔ وہ مقام بہت دور تھا۔ یہاں دو دن آدمیوں کو پہونچنے میں لگے۔ گو یہہ صرف ۴۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ رات کو وہ اپنے گھوڑوں کو آرام دیتے تھے۔ اور وہ چاروں طرف بھیڑیوں کی بھونکنے کی آوازیں سنا کرتے تھے۔ اُن کے بہادر کُتے اُن کی محافظت کرتے تھے۔ شانی کے قصبے میں خوش قسمتی سے اُن کو میدہ آٹا اور کئی قسم کے گوشت مل گئے۔ جس کو لے کر وہ فوراً گھر کو روانہ ہو گئے۔ گھوڑوں کو جاتے اور آتے چھوٹی ندی و باش کی نہر کو عبور کرنی پڑی۔ خوراک بلا بھیگے پار لیجانے میں نہایت مشکل پیش آئی۔ جب کہ وہ سلامتی سے خشکی پر پہونچے۔ تو اُنہوں نے ایک الاؤ جلایا۔ اپنے کپڑے سکھائے۔ اور اپنے تئیں اور گھوڑوں کو گرم کیا۔ اور آپ پڑ کر سو گئے۔ علے الصباح وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور خوراک کا سامان لیکر سرپٹ دوڑ کر گھر گئے۔ ایک شخص اُس خوشی کا جسکے ساتھ اُن کا استقبال کیا گیا خیال کرسکتا ہے۔ +

اس طور پر نوآبادی جدوجہد میں مصروف رہی جبکہ کچھ عرصہ لٹھوں کے مکان میں وہ کنبہ رہ چکا۔ تو ایک گھر کے واسطے جگہ مقرر کی گئی۔ اور پارک ہوس تعمیر کیا گیا۔ ینگ ایڈورڈ لیگنگٹن اپنی ماں کو نئے گھر میں لانے کے لئے گیا۔ وہ وہاں رہتی تھی۔ جب کہ نئی بستی نہایت تنگ حالت میں تھی اور اب اُس نے ایک خوش دل کنبہ اپنے گرد جمع پایا۔ اس اثنا میں نئی بستیاں اُس کے نزدیک بن گئی تھیں۔ وہاں وارنگٹن لٹھوں کی تعمیر اور البیون کا قصبہ شروع کیا گیا تھا۔ جو اب ایڈورڈ کونٹی کا صدر مقام ہے۔ +

جب ایڈورڈ سات سے چودہ برس کا ہوا۔ تو اسکے باپ نے اس کی تعلیم کا خیال کرنا شروع کیا۔ ایک سکول ماسٹر رکھ لینے کی تجویز کی گئی۔

وارنگٹن کے مقام پر آنکر بسا تھا۔ اب نیڈ اُس کے باپ نے کہا۔ کہ تم بہت تیز اور طرار ہو۔ اور ہمیں تمہارے لیئے ضرور کچھ کرنا چاہیئے۔ تم کو اسکول ماسٹر کے پاس جانا چاہیئے۔ اور وہاں کچھ علم اور تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔ مدرسہ خوب فاصلہ پر تھا۔ راستہ قطع کرنے کے لیئے وہ طالب علم جب کہ موسم صاف ہوتا تھا۔ دلدل میں سے گزر کر جاتا تھا۔ یہہ جنگلی فیل مرغوں کی مجمع کی جگہہ تھی۔ البتہ طالب علم اپنی بندوق اور کتا اپنی ساتھہ لے جاتا تھا۔ مدرسے کے راستے میں وہ ایک بڑا فیل مرغ لے آیا اور اپنے سکول ماسٹر کے پاس لے گیا۔ اسکول ماسٹر فیل مرغ کے کھانے کی خیال سے خوش ہوگیا۔ اور نیڈ اسکا بڑا چاہتا ہوگیا۔ +

دوسرے دن اُس نے کہا۔ کہ وہ سکول ماسٹر کو ایک ہرن پیش کرنا چاہتا ہے۔ اسکول ماسٹر اُس کے ساتھ شکار کھیلنے گیا۔ اور متواتر شکار کرتا رہا۔ ہرن۔ فیل مرغ اور شکار اسکول ماسٹر کے گھر میں بھرمار آنے لگا۔ اُس نے خیال کیا۔ کہ اس کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ لیکن ایڈورڈ کی تعلیم بہت بُرے طور پر جاری رہی۔ درحقیقت وہ پڑھنے سے نفرت کرتا تھا۔ اور شکار کرنا بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔ ایک دن گھر میں اُسے پہاڑوں کی تختی کی نسبت سوال کیا گیا۔ اُس نے جواب دینا شروع کیا۔ "دو دونا تین" "دو چوکے پانچ" "دو نیچے آٹھ" اُس کی ماں نے کہا۔ ٹھیرو۔ یہہ سب واہیات ہے۔ تم اسکول ماسٹر کے پاس واپس جاؤ۔ +

لیکن اسکول ماسٹر اُس کے ساتھہ پہلی کی طرح پھر شکار کھیلنے چلا گیا۔ نیڈ کبھی مدرسے کی تعلیم میں اچھی طرح سے نہیں بیٹھا۔ اُس کے باپ نے حساب میں پہلی طرح سے اُس کا امتحان لیا۔ وہ پہلے سے کچھ بہتر نہیں تھا۔ "دو دونا چھ" "دو تیئے آٹھ" اور غلطے ہڑا۔ چھہ ماہ اوسے مدرسہ جاتے ہوئے ہوگئے۔ اور یہہ اُس کا نتیجہ ہوا۔ آخرکار اُس کا باپ اُس کو مویشیوں کی خبرگیری کیواسطے گھر میں لے گیا۔ اور یہی صرف تعلیم تھی۔ جو اُس نے امریکہ میں حاصل کی۔ +

ایڈورڈ پھر بھی ہرن کا شکار کرتا رہا۔ جو لیے شک خوب اُسکے

ایک ضروریات میں سے تھا۔ ایک دن وہ چند دوستوں کے ساتھ پیدل شکار کھیلنے چلا
گیا۔ بہت دور چلنے کے بعد اُس کے کُتّے نے آخرکار ایک ہرن کا کھوج نکالا۔ اُس نے
سونگھ کر معلوم کیا۔ اور آگے بھاگا۔ وہ ٹھہر گیا۔ جب تک کہ اُس کا مالک نہ پہونچا۔
اُس نے اپنے دوستوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ بڑے لمبے جنگل میں شیکاری سفر
کے بعد کُتّے نے بتلایا۔ اور اُس نے ہرن کو گولی ماری۔ یہہ اب دیر ہوگئی تھی۔ اور
وہ گھر سے پچیس[۲۵] میل دور تھا۔ اُس نے اپنے دوستوں کو کُوکُو کرکے آواز دی لیکن
اُن میں سے کوئی بھی اُس کی آواز کی پہونچ کے اندر نہ تھا۔ وہ اپنے گھر کے راستے
پر تھے۔ اپنے ہرن پر قبضہ کرنے کا خواہشمند ہو کر وہ ایک درخت کے تلے آپ بیٹھ گیا
اور اُس کا کُتّا اُس کے پاس تھا۔ اور اُسے بھاری نیند آگئی۔ بھیڑیوں کے بھونکنے سے
اچانچک وہ بیدار ہوگیا۔ اُنہوں نے شکار کو سونگھ کر پتہ نکالا تھا۔ اور اُسکو کھانے
کے لئے وہاں آئے ہوئے تھے۔ اُس نے اُن کے طرف بار بار اُن کے ٹھگانے کے
لئے بندوق چلائی۔ لیکن پھر بھی اُن کے چاروں طرف پھرنے کی آواز اور وقتاً
فوقتاً بھونکنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ رات ایسی اندھیری تھی۔ جیسا کہ جیب۔ آخرکار
جوں ہی صبح کی روشنی درختوں کے شاخوں میں سے جھرنی شروع ہوئی۔ وہ کھڑا ہوا۔
اور اپنے گھر کا راستہ لیا۔ جب وہ گھر پہونچا۔ تو وہ سخت بھوکھا تھا۔ کیونکہ وہ بیس
گھنٹے تک بلا کھانے کے رہا تھا۔ +

جب ٹاور ور والے پہلے الی نولیس گئے۔ تو وہاں چاروں
طرف بہت سے ریچھ تھے۔ سیاہ ریچھ۔ مہیب ریچھ اور اسی قسم کے۔ مسٹر فلوور
کہتا ہے۔ کہ ایک دن صبح کے وقت جب کہ میں مکائی کے کھیت میں سے گھوڑے پر
سوار پاس کے جنگل میں درخت کاٹنے کے لئے جا رہا تھا۔ تو میں نے بہت بڑا موٹا ریچھ
اُٹھتے ہوئے دیکھا۔ وہ ہم سے بچنے کے لئے ایک دلدل کے اندر چلا گیا۔ میرے ساتھ
بیار آدمی اور میرے کُتّے تھے۔ تین آدمی میرے ساتھ ریچھ پر حملہ کرنے کے لئے گئے۔
کُتّے پہلے گئے۔ ریچھ نے کُتّوں کو پکڑ لیا۔ اُن کو چھاتی سے چمٹا لیا۔ اور اُنکو مار ڈالا۔

پھر ہم اپنی کلہاڑیاں لے کر اُس کی طرف گئے۔ اور بھاری لڑائی کے بعد اُسکو ہم نے مار ڈالا۔ اُس کو گھر لے آئے اور کھا ڈالا۔ اور جاڑے میں ہمارے خوراک میں اُس سے بڑی مدد ملی۔ +

ایک دن شام کو اندھیرے کے وقت جب کہ ایڈورڈ گھوڑے پر سوار تھا۔ اور بندوق اُس کے پیچھے لٹک رہی تھی۔ اُس کے کُتے نے کسی چیز کی نزدیکی پر بھونکنا شروع کیا۔ وہ اُس وقت میدان کے قریب تھا۔ اور ایک چھوٹا سا جنگل اُس کے بہت نزدیک تھا۔ اُس نے اوپر نگاہ کی۔ اور اُس نے خیال کیا۔ کہ ایک بڑا چوپایہ آتے ہوئے اُس نے دیکھا ہے۔ اُس کے ذرا نزدیک پہونچکر اُس کو معلوم ہوا کہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہے۔ کیا تم ایک انگریز ہو؟ اُس آدمی نے چلا کر پوچھا۔ ہاں میں ہوں۔ تم کہاں جاتے ہو؟ میں ابھی گھر جا رہا ہوں میرے ساتھ آؤ۔ اور ہماری مہمانی قبول کرو۔ درحقیقت ہر ایک اجنبی آدمی اُن سنسان میدانوں جنگلوں یا مرغزاروں میں بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اُن سب کے ساتھ معمولی مہربانی اور خاطر تواضع سے سلوک کیا گیا۔ +

بہت روپیہ خرچنے کے بعد ملک کا چہرہ بہت بدل گیا غلّہ پیدا کیا گیا۔ اور مویشی پالے گئے۔ لیکن یہہ بلا مختلف اقسام کی کثیر محنت کے حاصل نہ ہوا۔ یعنی جن میں سے فصلوں اور مویشیوں کو جنگلی جانوروں کے حملوں سے بچانے میں کُچھ کم محنت نہ تھی۔ ایڈورڈ فورڈہم نے اِس تمام کام میں بہت چُستی کا حصّہ لیا۔ اور بلاشک یہہ ابتدائی تربیت تھی۔ اور نہ وارنگٹن کے اسکول ماسٹر نے جس نے اُس کا ایک عجیب چست عادات بنانے میں مدد دی۔ اور اُس کو یہہ سکھلایا۔ کہ کسی کام کے اختیار کرنے سے بوجہ اُس کے مُشکل ہونے کے پس و پیش نہ کرے۔ اور نہ کسی رُکاوٹ سے جو جرأت اور محنت سے مغلوب کی جاسکتی ہے +

اصل بات یہہ ہے۔ کہ بڑے مسٹر فلوور نے اپنی بڑی جائیداد خریدنے میں غلطی کی تھی۔ بیشتر اس کے بڑھنے والی آبادی سے گھبرا گیا۔

ملک ابھی تک غیر آباد تھا۔ ان کو قریباً بیس[۲] برس لگے۔ پیشتر اس کے کہ جلا وطنان اتنی دُور مغربی جانب جیسا کہ وباش کا مقام ہے۔ رہنے کے لئے آتے۔ البیین اُن آبادکاروں سے پانچسو[۵] میل آگے تھا۔ نتیجہ یہہ تھا۔ کہ مسٹر فلو ور کو اپنا سامان فروخت کرنے میں نہایت دقّت پیش آئی۔ پھر بھی جلا وطنان نزدیک تر آتے گئے۔ اور اون میں سے بہت سے البیین کے نزدیک آباد ہوتے گئے۔ آ گئے بہت سے آزاد حبشی جنہوں نے اپنی آزادی مول لے لی تھی۔ اُس قصبہ میں رہتے تھے۔ اور یہہ بہت خوشحال مقام بن گیا۔ چند انگریزی جلا وطن ناکام ہو گئے۔ اور پھر گھر واپس جانے پر مجبور ہو گئے۔ ان میں سے مسٹر ہو کہم تھا۔ (جواب پاٹر سٹریٹ لنڈن میں کتب خانے کا داروغہ ہے) جو اپنی گھر والی کے ساتھ جلا وطن ہو کر آیا۔ اور آباد ہونے کی کوشش کی۔ ایک دن جوان فلو ور اُن سے ملنے کے لئے آیا۔ اور اُن کو ایک مرغ مارتے ہوئے دیکھا۔ لیڈی کو غش آ گیا۔ جب کہ اُنہوں نے خون دیکھا۔ اُنھوں نے بستی کو چھوڑ دیا۔ اور انگلستان واپس آ گئے۔

دوسری مشکل جس کا فلو ور والوں کو مقابلہ کرنا پڑا وہ غلاموں کے ساتھ برتے ہوئے اور آزاد کے ساتھ تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ دریائے اوہیو۔ الی نوئیس کی آزاد ریاست کو کنٹکی کی غلام ریاست سے جدا کرتا تھا۔ وہاں بہت سے غلام تھے۔ جو اپنے مہربان مالکان کے ہاتھوں میں اپنی آزادی خریدنے کی اجازت لے چکے تھے۔ کنٹکی کے مغربی حصص میں جو غلام رہتے تھے۔ وہ دریا کو عبور کر کے البیین کے بڑھنے والے قصبے میں زیادہ تر آ کر آباد ہو گئے۔ لیکن وہاں اپنے مالکوں کے ہاتھوں میں کثرت سے غلام تھے۔ جو کہ دریا کے پار رہتے تھے۔ جن کے ساتھ وحشیانہ بے رحمی سے سلوک ہوتا تھا۔ تمام خاندان بیویاں اور بچے ایک دوسرے سے جدا کر دئے جاتے تھے۔ اور ریاست ہائے غلامان کے تمام حصّوں میں بلا لحاظ فروخت کر دئے جاتے تھے۔ بہت سے غلام مرد اور عورتوں نے اپنے مالکوں کو چھوڑ دیا۔ اور دریا کو عبور کر کے آزادی ڈھونڈنے کے لئے جنگلوں میں

دلدلوں میں آپ چھپ گئے۔ بہت سے تیر کر دریائے اوہیو کے پار چلے گئے۔ اور سالیبن کے شفاخانہ میں پناہ لی۔ دوسرے شمال کی جانب چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ کینیڈا کے آزاد ملک میں پہنچ گئے۔

غلاموں کے مالکوں نے اپنے غلاموں کا قانونی ذرائع سے کھوج نکال لیا۔ اور اکثر اُن کو اپنے کام پر واپس لے آئے۔ اور اُن کے گھوڑوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور ایک باقاعدہ مزدوروں کے جوڑ دیئے۔ اور مجبور کیا۔ اور حبشیوں کو دوبارہ غلام اور آزادی کو گرفتار کرنے کی کوشش کی۔ اس غرض سے کہ اُن کو مسسی سپی بھیج دیا جائے تا کہ آرلینز کے مقام پر فروخت کر دیں۔ ایک حبشی غلام مسٹر فلوور نے مزدور رکھا۔ وہ ایک خوش مزاج شخص تھا۔ ایک اچھا آدمی اور ایک وفادار لڑکا۔ مسٹر فلوور نے ایک دن اُسے کہا۔ کہ تم یقیناً غلام ہو گے۔ کیا تم نے اپنی آزادی خرید کی ہے۔ غلام نے کہا۔ آقا نہیں۔ لیکن میرا مالک مجھے ایسے کوڑے لگاتا ہے۔ ایسا خراب سلوک کرتا ہے۔ کہ میں اس سے بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ بہت مدت نہ گزری تھی۔ کہ مالک نے اپنے بیٹے کے ساتھ اُسکا سراغ نکال لیا۔ اور اُس کو مسٹر فلوور کے کھلواڑے میں کام کرتا ہوا پایا۔ اُس نے فوراً آدمی کو پکڑ لیا۔ اُسکو ہتھکڑی ڈال دی اور اُسے کھینچ کر لے گیا۔ +

لیکن غلام پھر مالک کے پاس سے بھاگ آیا۔ اور مسٹر فلوور کے پاس آن کر پناہ لی۔ وہ تھک گیا تھا۔ اور بھوک سے آدھ موا ہوا ہوا تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ آقا ٹھیک میرے پیچھے آ رہا ہے۔ بینگ فلوور نے اُس آدمی کو ایک کنوئیں میں پھینک کر اُس پر ایک تختہ ڈھک دیا۔ وہ وقتاً فوقتاً اندر روٹیاں ڈالتا رہا۔ وہ مالک جو اپنے مال کے پیچھے آیا۔ چاروں طرف تلاش کیا۔ مگر اُسے غلام نہ مل سکا۔ بینگ فلوور نے اُس آدمی کو کھینچ کر غار سے باہر نکالا۔ اُس کو روٹی پیٹ بھر کر کھلائی۔ اور اُسے کہا کہ جان بچانے کے لئے وہ بھاگ جائے۔ وہ فوراً شمالی جانب

کینیڈا کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اُس آدمی کے دریا عبور کرنے سے پیشتر اُس کے تعاقب کرنے والوں نے اُس کا کھوج پا لیا۔ اُنہوں نے اُس کو پکڑ لیا۔ اُسے ہتھکڑی ماری اور اُسے عدالت کے سپرد کر دیا۔ اُس نے اپنے آقا سے کہا۔ کہ وہ کبھی غلام نہیں بنیگا۔ اور یہہ کہ وہ کبھی اُس کے ساتھ واپس نہیں جاویگا۔ خواہ اُس کی جان بھی جاتی رہے۔ پس جب کہ کانسٹبل آگیا۔ اور بھگوڑا غلام ہونے کی وجہ سے اسکو گرفتار کیا۔ اُس نے پستول نکالی۔ جو اُس نے اپنے جسم میں چھپا رکھی تھی۔ اور اُسکو گولی لگا کر مار ڈالا۔ بھگوڑے غلام کو فوراً پھانسی چڑھا دیا گیا۔ ✤

ایسے مقدمات وہاں کوڑیوں تھے۔ مسٹر فلور ایسی باتوں سے حد شرمندہ ہوتا تھا۔ جو ایسے نام نہاد آزاد ملک میں واقعہ ہوتے تھے۔ اُس نے اُس ملک کو چھوڑنے کا خیال کرنا شروع کیا۔ اُس نے اس قدر روپیہ وہاں آباد ہونے اور اُس خطے کو معلوم کرنے میں صرف کیا تھا۔ کہ کچھ عرصہ اُس نے صبر کیا۔ مگر دم دزد بڑھتے گئے۔ وہ ٹولوں میں چاروں طرف ملک میں حبشیوں کی تلاش میں آئے۔ بردہ فروشوں نے یہہ قصد کیا۔ کہ اگر ہو سکے۔ فلور کو اُس ملک سے نکال دیں لیکن وہ بلا سخت لڑائی کے نہیں جائیگا۔ مجسٹریٹ اُس زمانے میں بہت عجیب قسم کے تھے۔ ایک دن جب مسٹر فلور مسٹر ڈی پاگ کے پاس جو سب سے نزدیک مجسٹریٹ تھا۔ چند دستاویزوں پر دستخط کرانے کے لئے گیا۔ اُس نے ڈی پاگ کو مادر زاد ننگا بستر میں بیٹھا ہوا دیکھا۔ اُس نے کہا۔ کہ اب میں خیال کرتا ہوں۔ کہ مجھے اپنی کچھ چھوٹی جاکٹیں پہن لینی چاہئیں۔ وہ کپڑا اوڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور دستاویزوں پر دستخط کر دئے۔ مسٹر فلور نے ایک اور مجسٹریٹ سے واقفیت کی مسٹر موزز بیجل سے جو لبعد ازاں اسکو کچھ مُفید ثابت ہوا۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل بیان سے ظاہر ہوگا۔ ✤

مسٹر ایڈورڈ فلور نے کہا۔ کہ میں اب اٹھارہ یا انیس برس کی عمر کا تھا۔ میں ایک اور آدمی کے ساتھ بہت تھکا ماندہ تمام دن پھرتا ہوا گھر آرہا تھا۔ جب ہم گھر کے نزدیک پہونچے۔ تو ہم جنگل میں ایک مقام پر آئے

جہاں کہ ہم نے جھاڑیوں میں بڑی قیل وقال ہوتی ہوئی سُنی۔ میں نے یہہ الفاظ سُنے۔ کہ میں کبھی اِن باگوں کو جب تک کہ میں زندہ ہوں نہیں چھوڑونگا۔ یہہ میرے باپ کی آواز تھی۔ میں فوراً اپنے ہمراہی کے ساتھ جھپٹ کر اندر گھس گیا۔ اور اپنے باپ کو ایک گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے پایا۔ جس کی پیٹھ پر ہمارا ایک آزاد غلام قسمہ سے بندھا ہوا تھا۔ ایک مُردم دزد نے کہا۔ کہ اگر تم مجھے جانے نہیں دوگے۔ تو میں ایک دم میں تمہیں گولی مارونگا۔ میں فوراً اُس کے پاس گیا۔ اور اپنی کُلہاڑی سے اُسکو کاٹ ڈالا۔ میرا ہمراہی دوسرے کی جانب گیا۔ اور اُس کی بانہہ قریباً کاٹ ڈالی۔ میرا باپ بچالیا گیا۔ اور مُردم دزد فوراً جنگل میں سے بھاگ گئے۔ +

ہم نے فوراً وارنٹ موزنبیجل مجسٹریٹ سے اُن کی گرفتاری کے لئے حاصل کیا۔ ہم نے خیال کیا۔ کہ مُردم دزد دو باش کے پار خاص مقام پر آٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے اُن کو گرفتار کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ میں نے اپنی پارٹی کا سرِ راہ ہونا اختیار کیا۔ اور مجسٹریٹ ہمارے ساتھ گیا۔ ہم رات کو دیر سے روانہ ہوئے اور صبح کی پَو پھوٹنے سے ذرا پہلے ہم وباش پہنچ گئے۔ جب گھاٹ پر گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ سارِقانِ مُردم ابھی نہیں گذرے ہیں۔ ہم پھر واپس آئے۔ اور گھوڑوں کو درختوں سے باندھ دیا۔ اور قریباً آدھ میل آگے اُس راستہ پر جس پر کہ سارِقانِ مُردم آتے ٹھہر گئے۔ کچھ عرصہ انتظار کرنے کے بعد ہم نے بُردہ فروشوں کی گھوڑوں پر نزدیک آنے کی آواز سُنی۔ جب اُنکی مُرجھائی ہوئی پتّوں اور ٹوٹی ہوئی شاخوں پر چلنے کی کڑکڑاہٹ سماعت میں آئی۔ وہ زیادہ نزدیک اور دکھائی دینے لگے مجسٹریٹ نے ہمیں حکم دیا۔ کہ ہر ایک شخص اپنی بندوق لیکر تیار ہوجاوے ہم تیار تھے۔ ایک شخص نزدیک نے والی غول کا گھیر لیا گیا۔ بندوقوں پر پورا گھوڑا چڑھا ہوا تھا۔ +

مجسٹریٹ آگے بڑھا۔ اُس نے کہا۔ آدمیو! اطاعت اختیار کرو تم سے ہر ایک آدمی زور کے نیچے ہے۔ میرے پاس وارنٹ تم میں سے ہر ایک کی گرفتاری کا ہے۔ وہ آدمی شورہ کرنے کے لئے ٹھیر گئے۔ مجسٹریٹ نے کہا۔ نہیں۔ نہیں فوراً حوالہ کردو۔ اگر تم ہلوگے۔ تو تم کو گولی ماردی جاویگی۔ اب تم سب اپنے ہتھیار

اُتار دو۔ اور یہاں بندھنے کے لئے آجاؤ۔ آخر کار اُنہوں نے اپنے ہتھیار ڈال دئیے۔ کپڑے اُتار دئے۔ اور وہ ایک ایک کر کے آگے آ گئے۔ اور اُن کو باندھ لیا گیا۔ وہ کل آٹھ آدمی تھے۔ اُن کو بیس[۲] میل واپس البین تحقیقات کے لئے لے جانے والے تھے۔ لیکن جب کہ ہم اپنے راستہ پر تھے۔ تو مجسٹریٹ نے مجھے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارے پاس بہت سے آدمی ہیں۔ اُن میں سے دو اچھے بھلے مانس آدمی ہیں جن کو تم نصیحت کا کلمہ کہکر چھوڑ دو۔ اُن کو کھول دیا گیا۔ اور جانے کی اجازت دے دی گئی دو اَور آدمیوں کو کہا گیا۔ اور اُنہوں نے وعدہ کیا۔ کہ پھر کبھی ایسے مُہم میں حصّہ نہ لینگے۔ اُن کو بھی چھوڑ دیا گیا۔ قیدی اَب صرف چار رہ گئے۔ وہ جو کہ آزاد حبشیوں کی پکڑ میں نہایت سخت کوشاں رہا کرتے تھے۔ اُن کی تحقیقات کی گئی۔ سزا دی گئی اور دو سال کی قید با مشقّت کا حکم ونڈالیا کے قید خانے میں دیا گیا۔ اِس طور پر مردم دزدی کا تمام طریقہ دریائے اوہیو کے کنارے توڑ دیا گیا۔ اور بباعث مسٹر فلوور اور انگریزی نوآبادی کی سخت کوششوں کی الی نالیس غلامی ریاست بننے سے بچ گیا۔ +

اِس اثناء میں آدم دُزد جوان فلوور کے خون کے پیاسے بن گئے۔ اور اُس کے قتل کرنے کی غرض سے ایک جتھا کھڑا کیا گیا۔ وہ نہایت چالاک اور ہوشیار شخص نوآبادی میں آدم دزدی کے فرو کرنے میں تھا۔ اور اب اُس کو اور اُس کے رشتہ داروں کو اِس واسطے مُصیبت میں پڑنا تھا۔ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ جیک ایلس نوآبادی کے عقب کی جنگل کا رہنے والا آدمی اُن کی کارروائیوں سے آگاہ ہو گیا۔ جیک جوان فلوور کا اُستاد تھا۔ اور اُس کے ہرن کے شکاروں میں جنگلوں اور بیابانوں میں اُس کے ہمراہ جایا کرتا تھا۔ اِس طور پر اُس کو اپنے جوان آقا سے محبت ہو گئی تھی کسی طرح وہ آدم دزدوں کے ساتھ پھنس گیا۔ اور پھر اسکو معلوم ہو گیا۔ کہ اُنکا ارادہ ایڈورڈ کو قتل کرنیکا ہے۔ اُسکو بندوق کی گولی لگائی گئی تھی جبکہ وہ انگیٹھی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک رات کو ایک گولی کھڑکی کو توڑتی ہوئی اندر آگئی۔ اور اُسکے سر کے پیچھے آئینہ کو توڑ ڈالا۔ تمام

خاندان اچھل پڑا - دروازے کی طرف دوڑا لیکن آدم دزد بھاگ گئے تھے - +

لڑائی زیادہ سرگرم ہوتی گئی - ایک رات جیک ایلس

ایڈورڈ کی بہن کے پاس آیا - اور خفیہ طور پر اُسے کہا - کہ آدم دزد دن سے

بہ کیف اس کے بھائی کی جان لینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے - اُس نے کہا - کہ میری

صلاح ہے - کہ بیمار کو فوراً یہ ملک چھوڑ دینا چاہیئے یعنی اگر وہ چاہتا ہے کہ قتل

ہونے سے بچ جاوے جیک کی صلاح مان لی گئی - مسٹر فلوورکلان نے ایڈورڈ

کو دوسرے دن علے الصباح بچھونے پر سے اُٹھایا - اور وہ فوراً انگلستان روانہ

ہو گئے - لیکن اب غمناک ماجرا پیش آتا ہے - دو شب کے بعد جب یہ معلوم نہیں تھا -

کہ وہ روانہ ہو چکے ہیں - کچھ چھ آدم دزد اُس گھر میں آئے - اور جوان مسٹر فلوور

کی بابت پوچھا - سخت اندھیرا تھا - اور وہ آدمی پہچانے نہ جا سکتے تھے - ایک

جوان شخص ریچارڈ - ایڈورڈ فلوور کا چچیرا بھائی اور اس کا بہت مشابہ

دروازے پر گیا - اُن آدمیوں نے فوراً اُس کو پکڑ لیا - اُس کو کلہاڑیوں سے

کاٹ ڈالا - اور اُسی جگہ اُس کو مُردہ چھوڑ گئے - بیچارے ریچارڈ کا بہت کچھ

افسوس کیا گیا - لیکن اُس کے قاتل تلاش کرنے پر کبھی گرفتار نہیں ہو سکے - +

جب کہ ایڈورڈ نے اپنا گھر چھوڑا - تو اُس نے حکم دیا -

کہ فلِپ اُس کے عزیز کتے کو بند کر دیا جاوے - کتا ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتا تھا -

اُس کے ساتھ سوتا تھا - اور اس کے ساتھ شکار کرتا تھا - کتا اپنے آقا سے جدا ہونا

نہیں چاہتا تھا - وہ کسی طرح سے باہر نکل گیا - اور اپنے مالک کے پیچھے کشتی تک چلا

گیا - اور کشتی پر سوار ہو گیا - اُس کو پھر باہر نکال دیا گیا - اور فلوور کے بھائی کی

گود میں ڈال دیا گیا - جب کہ کشتی ساحل سے چل پڑی تو کتا اُسکے بھائی کی گود میں

سے کود پڑا - اور دریا کے اوپر میں اچھال ماری - بیشک کتے کا انتظار نہیں کیا

جا سکتا تھا - کشتی آگے چلا گئی - اور آخیری چیز جو فلوور نے دیکھی - وہ چھوٹا کتا تھا -

جو دریا کے اوپر تیر رہا تھا - یہاں تک کہ وہ فاصلے سے صرف ایک خال سا

دکھائی دینے لگا۔

ایڈورڈ اور اُس کا باپ ایک چھوٹی دو مستولی کشتی
ڈیڈ ہوسوٹن والی میں انگلستان کو روانہ ہوا۔ وہ بھی صرف مسافر تھے۔ وہ لیورپول
کے مقام پر ۱۷۹۲ء میں آئے تقریباً سات برس گزرے تھے۔ جب کہ انہوں نے وہ
بندرگاہ چھوڑا تھا۔ اور ہر ایک چیز میں بڑی تبدیلی واقعہ ہوئی ہوئی تھی ایڈورڈ
تیرہ برس کے لڑکے سے خوب جوانمرد قریباً بیس سالہ ہو گیا تھا۔ وہ ابھی تک جنگل
کے رہنے والے آدمیوں کے کپڑے پہنے تھا۔ سمور کی ٹوپی معہ ایک دُم کے جو
اُس کے پیچھے کے پیچھے لٹکتی تھی۔ چمڑے کا شکاری کرتہ۔ ایک موٹے سوتی کپڑے کا
پاجامہ۔ سیاہ چمڑے کی پاپوشیاں۔ چمڑے کی جوتی اور سیاہ رنگ [illegible]
سے [illegible] اور پہنا ہوا تھا۔ وہ [illegible] جوش کیا گیا۔ تھوڑی
دیر کے بعد وہ لوگ [illegible] ڈاروک شائر کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ
وہاں قیام کے بعد وہ کیمبرج کے ایک اخبار کے اڈیٹر کے پاس
ملاقات کے لیئے گئے۔ اُس کی لڑکیاں ایلیزا اور سارا فلوور تھیں۔ آخرالذکر ایک
مشہور گیت کی مصنف تھی۔ جو تمام دنیا میں گایا جاتا تھا۔ "میرا خدا نزدیک تر تیرے
سے"۔ چند مہینوں بعد ایڈورڈ لیتھارک واقع سکاٹ لینڈ میں رابرٹ اوون
سے ملنے کے لیئے جو اُس زمانہ میں ایک بڑا اخلاق دوست خیال کیا جاتا تھا۔ گیا۔
لنڈن میں اپنے باپ کے پاس واپس آنے پر اُس نے اُس سے کہا۔ کہ اُسکا ارادہ
انگلستان رہ کر تعلیم حاصل کرنے کا ہے۔ باپ متعجب ہوا۔ لیکن لڑکا اپنے ارادے
پر مستقل رہا۔ اُس نے اپنا بھید نہیں تبلایا۔ لیکن یہ عشق تھا۔ جس نے اُسے انگلستان
میں رہنے پر مجبور کیا تھا۔ [illegible] باپ نے اُس کو دو ہزار پونڈ امریکہ کے تجارت کے
حصوں میں دینا منظور کیا۔ تاکہ اُس کی آمدنی سے وہ اپنا گذارہ کرنے کی تدبیر کرے۔
اگر یہ نہیں۔ تو اُس کا اپنا گھر امریکہ میں موجود تھا۔ جب چاہے۔ وہاں چلا جائے۔
اپنے باپ کو لیورپول سے رخصت کرنے کے بعد وہ

نیولینبارک - رابرٹ ڈیل اوون کے ساتھ واپس آیا۔ وہاں اُس نے پہلی علمی تعلیم حاصل کی۔ گو علمی تعلیم جو اُس نے نوآبادی کے جنگلوں میں حاصل کی تھی۔ وہ اُسے زندگی میں بہت زیادہ مفید ثابت ہوئی۔ وہ دو ہفتہ کے قریب رابرٹ اوون کے گھر میں رہا۔ اور بعد ازاں اُس نے کرایہ کے مکانوں میں بود و باش کی
ایک دن جب کہ وہ باہر پھر رہا تھا۔ اُس کو ایک شریف آدمی ملا۔ جس سے اُس نے نیولینبارک کا راستہ پوچھا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ میں تمہیں وہاں لے جاؤنگا۔ میں وہاں خود رہتا ہوں۔ دونوں گفتگو میں لگ گئے۔ اور بہت دوست بن گئے۔ یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ شریف آدمی ڈاکٹر انڈر وکوینے۔ ایڈن برا کا تھا جو اپنے ... ذات خود نیولینبارک کے مقام پر کالنہ کے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے عجیب باتیں جو وہاں ... ہوتی تھیں۔ دیکھنے لئے جاتا تھا۔ ڈاکٹر کوینے نے اُس نوآبادی کے جوان جنگلی کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب کہ آخر الذکر نے اپنی تواریخ اور تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ آزادی سے ظاہر کر دیا۔ ”خوب“۔ ڈاکٹر نے کہا۔ کہ میرے کی گرامر (صرف و نحو کی کتاب) لے۔ اور فوراً پڑھنی شروع کر دو۔ اعلےٰ درجے کی کتابیں پڑھو۔ اور اُن کی طرف خیال کرو تمہیں کوئی مشکل معلوم نہیں ہوگی۔ +

فلوور۔ نیولینبارک کے مقام پر چھ مہینے تحصیل علم میں مشغول رہا۔ اُس نے کتابیں ایسی محنت سے پڑھیں کہ اُس کی صحت میں فرق آگیا۔ درحقیقت ایک چھوٹے کمرے میں کرسی پر بیٹھ اور اپنے دماغ کو علم اور الفاظ کی تحریر میں لگانے کے درمیان اور دور دور مغربیہ کے مرغزاروں میں گھومنے اور لطیف آسمان کے خوشگوار ہوا کھانے میں بڑا فرق تھا۔ آخرکار اُس نے نیولینبارک چھوڑ دیا۔ اور ایڈن برا سے لنڈن بہال شہروں اور قصبوں میں سے ہوتا ہوا جو ہمیشہ اُس کے لئے عجوبہ تھے۔ سفر کیا۔ وہ ڈاکٹر کیلی۔ ٹرنٹی سکوئیر لنڈن والے کے پاس بطور ایک شاگرد کے چھ مہینے رہا۔ اور اُس کے

ساتھ مل کر اُس نے علم حساب جبر و مقابلہ اور دیگر اعلےٰ تعلیم کے شاخوں میں بڑا پایہ
حاصل کیا۔ وہ اب اکیس سال کا تھا۔ اور کاروبار کے لیے تیار تھا۔ وہ
برمنگھم گیا۔ اور ایک سوداگر کے پاس سو پونڈ سالانہ کمیشن پر بطور ایک کلرک
کے ملازم ہوگیا۔ وہ ایسا مفید پایا گیا۔ کہ دو برس میں اُس کی تنخواہ چار سو پونڈ
تک بڑھا دی گئی۔ پھر ایک شریف اور محبتی بیوی کے ساتھ اُس کی شادی ہوگئی۔
اور اُس کے بعد اُس کی زندگی کا راستہ خوشگوار تھا۔ وہ سٹریٹ فورڈ
واقعہ دریائے آون میں اب آباد ہوا۔ جہاں کہ وہ اُس ملک کا نہایت بڑا
کلوار بن گیا۔ وہ اُس قصبے کا چار برس بڑا حاکم رہا۔ اور قسمت وارورک کا
حاکم عدالت رہا۔ ہر جگہ اُس کی عزت اور توقیر کی جاتی تھی۔ اُس کا گھر خانۂ
تواضع و مدارات تھا۔ سب سے زیادہ وہ اپنے امریکہ کے دوستوں سے الفت
رکھتا تھا۔ اور گرمی کے موسم میں اُس کا گھر اُن سے بھرا رہتا تھا۔ اُس نے
سنہ ۱۸۶۴ء میں شکسپیر کے موت کی تیسری صدی پوری ہوتے پر اُس کا
یادگاری جلسہ شوقیہ طریق پر ترتیب دے کر سرانجام کو پہونچایا۔ +

اُس سال اُس کو فالج کی بیماری نے آن گھیرا۔ اور کاروبار سے
کنارہ کشی اختیار کی۔ لیکن اُس میں ایک درجہ کی طاقت اور ہمت تھی۔ سنہ ۱۸۶۵ء
میں اُس کو ایک اور حملہ ہوا۔ اور اُس کے جسم کا ایک حصہ بیکار ہوگیا۔ پھر بھی
سنہ ۱۸۶۸ء میں وہ ایوان عام کا شمالی وارورک شائر کی جانب سے بطور ایک
امیدوار پارلیمنٹ کے کھڑا ہوا۔ اور شکست اُٹھائی۔ لیکن مایوس نہ ہوا۔ پھر
کاونسٹری کے لیے سنہ ۱۸۷۲ء میں کوشش کی۔ لیکن پھر ناکام رہا۔ سنہ ۱۸۶۹ء میں ایک
اور مرتبہ فالج گرا۔ اور انگریزی زبان کا علم کھو بیٹھا۔ اور از سر نو اسم۔ صفت۔
متعلق فعل اور علے ہذا شروع کرنے پڑے۔ +

وہ روم کو گیا۔ اور اُس کی صحت نے اصلاح پائی۔ پھر وہ
فرانس کے جنوب میں پو کے مقام پر گیا۔ ان تمام مقامات میں اُس نے گھوڑوں۔

خچروں اور گدھوں پر بے رحمی ہوتی دیکھی - وہ اُن کو دیکھکر قریباً چلا اُٹھا - جب کہ ۱۸۶۳ء میں لنڈن میں بسنے کے لئے آیا - اُس نے اپنے تئیں اُن خرابیوں کے رفع کرنے کے کام میں جو گھوڑوں کے ساتھ کیجاتی تھیں - لگا یا شامہ کر دہانے او چھوٹے لگاموں کے استعمال کے ذریعہ سے - اُسنے ایک مشکی گھوڑا خریدا - اُسکو پہلے حلقہ ڈالا گیا تھا - دہانہ ڈالا گیا اور اذیت پہنچائی گئی تھی - پیا سنے فوراً گھوڑے کو عذاب کے آلات سے نکال کر اچھا کر دیا -

اُس نے ایک خط ٹائمز کو لکھا - اور سر آرتھر ہیلپس متوفی کی عنایت سے یہہ درج کر دیا گیا - یہہ اُس کی تحریک پر ہوا - کہ سر آرتھر نے اپنی کتاب حیوانات اور اُن کے مالکان پر تصنیف کی - وہ حیوانات کے بے رحمی کو روکنے کی انجمن کے ایک اجلاس میں گیا - اور اُس نے در جن بھر گاڑیاں دروازے پر جن کے گھوڑوں کے مُنہہ دہانوں اور باگوں سے ڈٹے ہوئے تھے - کئی گھنٹے ایک ساتھ وہاں کھڑے ہوئے دیکھے - وہ انجمن میں گیا - لیکن وہ اُس کی بات نہیں سنتے تھے - میر مجلس نے کرہ سے باہر چلے جانے کے لئے اُس کو حکم دیا - ✝

وہ اپنا راستہ چلتا رہا - اُس کا مُنہہ بند نہیں کیا جاسکتا تھا

اُس نے تمام روزانہ اخباروں کو خطوط لکھے - جو درج کر لئے گئے - اُس نے اس طور پر عام رائے اس مضمون پر پیدا کر دی - بعد ازاں اُس نے ایک رسالہ دہانوں اور قوزیوں پر شائع کیا - اور تمام ملک میں عام طور پر دُور اور نزدیک پھیلا دیا - اُس کے بعد گھوڑے اور رنگائیں - ایک کتاب پہلے رسالہ کے نتیجہ کے طور پر شائع کی گئی - اور وہ بھی بکثرت مشتہر کی گئی - مسٹر فلوور مفصلہ ذیل بیان ضرر رسانی گھوڑوں کے کسنے کی بیان کرتا ہے - کہ ایک تنگ قوزی گھوڑے کا سر اوپر رکھنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے - اور ایک زیر بند اُن کو نیچے کھینچنے کے لئے لگایا جاتا ہے - اور تنگ کو رنظر اپنا راستہ دیکھنے سے روکنے کے لئے دُمچیاں جو تنگ باندھی جاتی ہیں - جن سے قوزی اپنی جگہ پر قائم رہیں - تاکہ سر اور دُم گھوڑوں کا ایک ساتھ تنگ بندھا ہے - ذرا سا آرام اس کی پیٹھ کم کر کے جب کہ وہ نیچے

کھڑے ہوتے ہیں۔ تو گھوڑا اپنی اگلی ٹانگیں قدرتی حالت سے باہر پھیلا دیتا ہے۔ اور جب کہ پچھلی ٹانگیں ہم اندازہ پیچھے پھینکیں جاتی ہیں۔ جس سے شورش اور سُم کی نلی میں لنگڑاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ سخت قزلی جو سر کو ایک غیر معمولی اور خاص حالت میں پکڑے رہتی ہے۔ وہ اگلے اور نتھنوں کو کشش کرتی ہے۔ اور جس سے غرغراہٹ اور دیگر بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لگام کا اگلا حصہ اکثر بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ جس سے کان کے نچلے حصے کو زخم پہونچتا ہے۔ اور نیز آنکھوں کے پردے کا تسمہ جو جب کہ تنگ ہوتا ہے۔ تو پردوں کو بہت نزدیک کھینچنے کے علاوہ لگام کے سرے کو آگے کھینچ لیتا ہے۔ اس طور پر اُس کانوں کی پُشت کو دبائے اور زخمی کرے۔ اور جب کہ گھوڑا بے چینی کی علامتیں اپنا سر اوپر اچھال کر ظاہر کرتا ہے۔ تو اُس کو زیادہ تیز اور زیادہ تنگ تسموں سے جھکڑ دیا جاتا ہے۔ اور کوچوان خود شاذ و نادر اُس چلبلاہٹ کا باعث معلوم کرنے اور رفع کرنے کی تکلیف گوارا کرتا ہے۔ +

پابندی وضع (رواج) بڑی سخت شے ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ انسانیت کی نسبت زیادہ تر سخت ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے امید ہے۔ کہ رواج اس بات کا حکم نہیں دیتا ہے۔ کہ گھوڑوں کا پر قینچ کیا جائے۔ دُم کاٹی جائے اور چولی نکالی جائے۔ اسلئے یہہ مروڑ اور بے رحمی کی نئی شکلیں چھوڑ دینی چاہئیں۔ اور اگر چند با دیان رواج معمولی عقل کے مرد اور عورتوں کے ساتھ اور انسانیت کے عاشقوں کے ساتھ ملجاویں۔ تو ہم جلدی یہہ وضع اپنی شائستگی پر سے دھو ڈالینگے میں خوش ہوں۔ کہ مجھے اپنی کمزور آواز اس مقدمے میں بلند کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور میں دل سے اُن سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (اور وہ بہت سارے ہیں) جو مجھے مدد کرنے اور ہمت دلانے کے لئے آگے بڑھے ہیں کوشش کرتا رہونگا۔ اور گو میں بڑھا ہوں۔ میں اتنی مدت زندہ رہنے سے مایوس نہیں ہوں کہ میں اپنے قبر کے پتھر پر یہہ کندہ کراؤں۔ وہ اُن آدمیوں میں سے ایک تھا جس نے

تزئین کا رواج موقوف کرا دیا۔

مسٹر فلاور مستورات سے اپیل کرتا ہے کہ یاد مستورات سب سے زیادہ بے زبان حیوانات کے سلوک میں نہایت بے رحم ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ مستورات کو اس بات کا الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ گھوڑوں کا سر ہوا میں کھڑا ہوا اور اُن کی ٹانگیں اچکتی ہوئی دیکھکر پسند کرتی ہیں۔ درحقیقت یہہ اس وجہہ سے ہے کہ اُن کو معلوم نہیں ہے کہ یہہ کسقدر زیادہ خوبی ہے کہ خوبصورت اچھے پلے ہوئے گھوڑے کو اپنی آزاد اور قدرتی وضع میں دیکھا جاوے۔ مستورات آپ ذرا اپنے گھوڑوں کے منہہ کی طرف دیکھو۔ اس بات کا خیال مت کرو کہ تمہارے کوچوان گول دار یا غلولہ دار تیز کڑیوں اور کانٹے دار دہانوں اور جھلاہٹ پیدا کرنے والے چابکوں کے وحشیانہ سختیوں کی ضرورت کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ اُن حیوانات کے جن سے تمکو اس قدر آرام اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اُن کے نازک اعضا سے اپنے تئیں واقف کرو۔ اور وہ تمہارے ہر ایک قسم کے غور پرداخت اور شفقت کا اچھا معاوضہ دینگے۔

مسٹر فلاور کے محنتوں کا نتیجہ اس وقت تک یہہ ہوا۔ کہ قریباً تیس فیصدی عذاب دینا تزئین کا رحم دل شرفا نے موقوف کر دیا۔ اب صرف رحمدل مستورات رہ گئی ہیں۔ جو باقی کی بے رحمی کو دفع کرنے کے لئے مدد دیں۔ یہہ جہالت۔ تعصب۔ پابندی وضع اور بہت سی حالت میں خود سر بے رحمی ہے۔ جسکا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ میں خوش ہوں۔ کہ میں نے بہت سے اپنے مُرید بنائے ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میں باتیں کرکے اور اپنی بیوی کی مدد سے لکھکر اور غالباً اپنے دوستوں اور عوام کو اکسا کر میں اس قابل ہونگا۔ کہ جب تک وہ نظارہ جو اب ہر روز گھوڑوں کے منہہ سے جھاگ نکلتے ہوئے اضطرار۔ کو دپھاند۔ کڑلیں۔ ڈانٹوں اور چابکوں کے درد سے بے بسی دیکھی جاتی ہے۔ اس ایسے نام نہاد شائستہ ملک سے موقوف کیا جاوے۔ تم پارک (Hyde Park) یا وضع دار بازاروں میں جاؤ۔ اور ذرا ڈانٹ دار گھوڑوں کی طرف خواہ وہ کھڑے ہوں یا چلتے ہوں۔ دیکھو۔ تو تمکو معلوم

ہوگا۔ کہ میرے عذاب کی تصویر میں کچھ مبالغہ نہیں ہے۔ اور گاڑیوں کی خوبصورت سواریاں مسکراتی ہوئی بیٹھتی ہیں۔ اس تکلیف سے جو وہ پہنچا رکھتے ہیں۔ ناواقف بن کر اور کوچبان اس سے لاپرواہ ہو کر اور شاید خوش ہو کر کہ اس کو طاقت ہے۔ کہ ناخوش جان نثاروں کو اپنی جہالت بد مزاجی یا شیخی کا مظلوم بنا سکتا ہے۔

لارڈ لمے نے مسٹر فلوور کو ایک قلیل عرصہ گزرا ہے لکھا کہ میں آپ کو تمہاری کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ وہ دن بہت دور نہیں ہے۔ جب کہ تنزلی دار گھوڑا ایسا شاذونادر چیز بن جائیگا۔ جیسا کہ زرہ پوش سپاہی اور جب وہ خوش دن آویگا۔ تو تم کو یہ بات معلوم کر کے خوشی ہوگی۔ کہ تم نے غریب گھوڑوں کی ایسی بڑی خدمت کی ہے۔ جیسے کہ ولبر فورس نے اپنے زمانے میں غریب غلاموں کی خدمت کی۔

مسٹر فلوور گاڑی کے گھوڑوں کو مدد کرنے پر قانع نہیں رہا۔ وہ پھر چھکڑے کے گھوڑوں کی مدد کو نکلا۔ ۷۵ برس کی عمر میں جب کہ اس کی سنہری شادی کی ہم سرانجام پا چکی۔ تو اس نے اپنی اہلیہ کی مدد سے لنڈن کے پتھروں کی کتاب لکھی۔ جو رسکن کے وینس کے پتھروں سے بالکل مختلف تھی۔ اس نے ماکاڈم کی شبیہ اپنی کتاب کے دیباچہ پر لگائی۔ جو سڑکوں کا بڑا سدھار نے والا تھا۔ لیکن ماکاڈم کے اصول مدت سے فراموش ہو چکے تھے۔ لنڈن کی سڑکیں بڑے پتھروں سے پُر معلوم ہوتی تھیں۔ اور اُس کا دل اپنے طریق کی اس اثر کو دیکھکر خون سے بھر آتا۔ جو ناواقف کمیٹیاں بد دیانت ٹھیکہ داروں سے ملکر سرانجام دیتے ہیں۔ ماکاڈم کے وقت میں پتھر دو انچ کے حلقے سے گذارے جاتے تھے۔ اور چھ اونس سے زیادہ وزن میں نہیں ہوا کرتے تھے۔ پتھروں کو توڑ دیا جاتا تھا۔ تاکہ وہ اپنے زاویوں سے

ایک مضبوط ٹھوس اور سخت جسم میں مل جاویں۔ لیکن آجکل کے پتھر اتنے بڑے ہو گئے ہیں۔ کہ ان میں سے بہت سے ایسے بڑے ہیں۔ جیسے کہ آدمی کی مٹھی ہوتی ہے۔ غریب چھکڑوں کے گھوڑے کس طرح اپنے بھاری بوجھ ایسے دشوار گذار پتھروں پر کھینچ سکتے ہیں۔ اس بات سے مسٹر فلوور کا دل اس کام کی طرف مائل ہوا۔ اور اس وجہ سے اُسکا رسالہ تیار ہوا۔ اُس نے کمیٹی والوں پر حملہ کیا۔ اور اپنے شکایات بکثرت پیش کیں۔ دانائی خود بازاروں میں غل مچاتی ہے۔ لیکن کوئی کمیٹی والا آدمی اُس کا خیال نہیں کرتا ہے۔ ہمیں اُمید رکھنی چاہیئے۔ کہ مسٹر فلوور کی آواز اور زیادہ بلا فائدہ غُل نہیں سمجھی جائے گی۔ +

بہمہ وجوہ ہم مسٹر فلوور کو مخلوق کا نہ صرف آدمیوں کا بلکہ حیوانوں کا سچا شفیق خیال کرتے ہیں۔ شمالی اور جنوبی امریکہ کے درمیان جنگ کے زمانے میں وہ تمام اُس ملک میں گیا۔ اور افریقہ کے غلاموں کی آزادی سے متعلق لیکچر دیتا رہا۔ وہ اُس ذاتی عقل پر صادق رہا۔ جو اُس نے الی نوئیس میں تجویز کی تھی۔ جب اُسکا باپ امریکہ میں مر گیا۔ جبکہ ملکی جنگ خوب زور و شور سے چھڑا ہوا تھا۔ تو ایک امریکہ کے اخبار نویس نے لکھا۔ اس کا ہیرا مبنا قشہ میں جو باجرأت کوشش کے ساتھ سنہ ۱۸۲۳ء الی نوئیس میں غلامی کے جواز کو متعلق ہوئی۔ کسی شخص نے اُس کی نسبت زیادہ بہادری سے نام نہیں پیدا کیا۔ ہم حال کے زمانے کے لوگ اور خانہ جنگی کی سخت پریشانی میں اُس جدوجہد کی تاریک بدفالی اور خونخواری کو مشکل سے سمجھ سکتے ہیں۔ ریاست کے جہاد کرنے والے فریق قریباً ایسے تُلے ہوئے تھے۔ کہ انگریزی نو آبادی کی رائے نے جو ہمیشہ آزادی کی سچی بنیاد ہوتی ہے۔ پلڑا بدل دیا ایک مٹھی بھر جفاکش برطانیہ والوں نے جو کہ ایک مایوس اُمید تھے۔ غلطی اور ظلم کی کامیابی کو جو ہمیشہ کے لئے جمہور کی قسمت اور امریکہ کی سیاسی آزادی پر مُہر لگا دیتی توڑ دیا۔ +

اس کو فراموش ہونے نہیں دینا چاہئے۔ جب کہ ایڈورڈ فورڈہم فلوور سکے قبر کی پتھر پر کتبہ تحریر کئے جانے کا موقعہ آوے۔ خدا کرے۔ کہ وہ ابھی دیکھ سکے . . . .

. . . . . . خاتمہ ہوا ہوا اُن عذابوں کا جو گھوڑوں پر نازل کئے جاتے ہیں۔ اور جن کے پرتواشت اس لئے اپنی دوران زندگی میں ایسی جوانمردی سے مردانگی کے جوہر دکھائے۔

باب پانزدہم

ذمہ واری

پس جبکہ نیک آدمی مرجاتا ہے۔ اُسکی مدِ نگاہ سے باہر بہت سالوں تک
وہ روشنی جوکہ وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے آدمیوں کے راستہ پر پھیلی
رہتی ہے۔ (لانگ فیلو)

کیونکہ اُسکے پاک راگوں کی دیبی نے اپنے آسمانی سکھلائی ہوئی موسیقی کو
استعمال کیا کوئی اور نہیں سوائے اعلےٰ درجہ کے جذبے پیدا کرنے والے کے
اُن میں سے ایک بھی مخرب اخلاق نہیں۔ ایک پلید خیال نہیں۔ اور ایک
سطر ایسی نہیں جو مرتے وقت وہ مٹانا چاہتا ہو (لارڈ لٹل ٹن دربارہ ٹامسن)

سیکھو گویا کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔ زندہ رہو گویا کہ تم کل مرجاؤ گے۔
(ایشاس ڈی ان سولس دا الثالث یا الخیر)۔

دُنیا سے دل کو نقش فانی سمجھو ✽ رُوداد جہان کو ایک کہانی سمجھو
پھر جب کرو آغاز کوئی کام بڑا ✽ ہر سانس کو عمر جاودانی سمجھو
(حالی)

فرض زندگی کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اور موت کے ساتھ ختم
ہوجاتا ہے۔ یہ ہماری تمام ہستی کو گھیرے ہوئی ہے۔ یہ ہمکو حکم دیتا ہے کرنے کے
لئے جو کچھ کہ درست ہے اور ہمکو منع کرتا ہے اُس کام کے کرنے کے لئے جو معیوب
ہے۔ یہ بچوں کی تربیت وہیں سے شروع ہوتا ہے۔ یہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ انکی
پرورش کریں۔ انکو تعلیم دیں۔ اور اپنے مثال سے انکو نیکوکاری کے طریقوں پر

لگادیں ۔ +

فرض تمام دَور زندگی میں ہمارا ہم سفر رہتا ہے ۔ یہہ ہماری خاندان سے دوسروں کی مدد کے لئے جاتا ہے ۔ آقا اپنے نوکروں کی متعلق فرض رکھتا ہے اور نوکر اپنے آقا کی متعلق ۔ ہم اپنا فرض ہمسایہ کی جانب ۔ اپنے ملک کے جانب ۔ ریاست کے جانب رکھتے ہیں ۔ سب کی جانب اپنے فرض کی انجام دہی میں ایک کثیر ذمہ داری ہوا کرتی ہے ۔ کوئی شخص سچّی زندگی بسر نہیں کر سکتا ہے جب تک کہ وہ یہہ خیال محسوس نہ کرے اور مردی سے اسپر عمل نکرے ۔ +

انسانی انجمنوں میں قومی حقوق اپنے رسومات کے پابندی کی ضرورت پیدا کرتے ہیں ۔ جب کہ ذمہ واری کا خیال کند پڑ جاتا ہے تو قوم تباہ ہو جاتی ہے ۔ انسانوں کی قوم سر والٹر سکاٹ کہتا ہے معدوم ہو جائیگی ۔ اگر وہ ایک دوسرے کو مدد دینی چھوڑ دینگے ۔ اُسوقت سے لیکر جب کہ ماں اپنے بچے کا سر باندھ دیتی ہے ۔ اُس لحظہ تک جب کہ کوئی مہربان مدد گار مرنے والے کے پیشانی سے اُس آخری طراوت کو پونچھ دیتا ہے ۔ باہمی مدد کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے ہیں ۔ اسلئے تمام جنکو مدد کی ضرورت ہوتی ہے اُنکو یہہ حق ہے کہ وہ ہم جنس انسانوں سے یہہ طلب کریں ۔ کوئی شخص جسکو مدد دینے کی طاقت ہو بلا قصور وار گردانے جانے کے انکار نہیں کر سکتا ہے ۔

پہلی تصانیف میں ہم نے عمدہ مثال کے بڑی خوبیوں کو دکھلانے کی کوشش کی ہے ۔ یہہ تمام چیزوں میں سے نہایت بیش بہا چیز ہے ۔ حتی الامکان نہایت اعلےٰ مثال پیش کرنی ہماسے ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی ذمہ واری ہے نصیحت کی بہ نسبت مثال بہتر تعلیم دیتی ہے ۔ یہہ مرد اور عورتوں کے عادات کا نہایت اعلےٰ درجہ کا بانی ہے ۔ اچھی طرح سے رہنا سب سے اعلےٰ درجے کا وعظ ہے ۔ ایک اعلےٰ درجہ کا نمونہ پیش کرنا ایک نہایت بیش قیمت ارث ہے ۔ جو ایک آدمی اپنے پیچھے چھوڑ سکتا ہے اور ایک شریف چلن کی مثال دینا نہایت بیش قیمت بخشش ہے

جو ایک آدمی اولاد کے فایدہ کے واسطے کر سکتا ہے۔ +

ان سب کے لئے اعتقاد۔ ہمت۔ حیا۔ بے غرضی۔ درکار ہے۔ لالچ تمام آدمیوں کو آن گھیرتا ہے۔ لیکن اعتقاد اور ہمت سے ہم انکا مقابلہ کرنیکے قابل ہو جاتے ہیں۔ فرض متقاضی ہے کہ ہم پاکدامن اور بامحبت ہوں۔ انصاف تمام اقسام کی خودغرضی ستم اور ظلم کو ترک کرا دیتا ہے۔ خدا کے اعتقاد کے اندر یہہ یقین ہوتا ہے کہ نیکی عالمگیر طور پر برائی پر غالب ضرور آئیگی مسٹر ارسکین ایلین والے نے کہا کہ نیکی کی برائی پر فتحیابی بالضرت تمام بری چیزوں کو نیک چیزوں میں بدل دیتی ہے اور اندھیری کو اُجالا۔ اور ٹیڑھی چیزوں کو سیدھا کر دیتی ہے۔ نہایت اچھے اور بہادروں کو شک اور کمزوری کے لمحہ پیش آتے ہیں۔ (یعنی) اعتقاد کے ستون اونکے نیچے انہیں جنبش (متزلزل) کرتے ہوئے معلوم ہوں۔ لیکن اگر وہ نہایت اچھے اور بہادر آدمی ہیں تو پہلے اصولوں پر عود کرکے وہ اپنی مایوسی سے پھر ترقی یاب ہو جائینگے۔ ہمکو یہہ یقین رکھنا چاہئے کہ دنیا دانائی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور یہہ کہ ہر ایک آدمی کو اُس حکم کی تعمیل کرنی چاہئے جو وہ تبدیل نہیں کر سکتا ہے۔ اور یہہ کہ جو کچھ خدا نے کیا ہے اچھا ہے اور یہہ کہ تمام نوع انسان ہمارے بھائی ہیں۔ اور یہہ کہ ہمیں انکی ساتھ محبت اور الفت رکھنی چاہئے اور انکو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اُن لوگوں کو بھی جو ہمیں ضرر پہونچاتے ہیں۔ +

کوئی شخص درحقیقت نیستی پر ایمان نہیں لا سکتا۔ انکار انسان کے لئے کچھ نہیں کر سکتا ہے۔ یہہ اکھاڑ سکتا ہے۔ لیکن بنا نہیں سکتا۔ یہہ ہماری بہتر حصہ کی موت ہے۔ یہہ ہمارے اعتقاد اور اُمید کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ برائی صرف مردودی کے عام الفاظ میں رائج الوقت باتیں کہہ کر دفع نہیں کیجا سکتی ہے بلکہ اصلی معروف اور باعمل نیکی سے سائینس نے بھی اعتقاد سے فتحمندی حاصل کی ہے۔ نفی سے کبھی نیوٹن کو قدرت سے قانون حرکت کا راز تحصیل

کرتے ہیں مدد نہیں ملی - یہہ اعتقاد ہی تھا کہ کاپلرنے جانفشانی کی - اور ڈولٹن اور فراڈے نے محنت کی - پروفیسر سرکروڈ کہتا ہے کہ شک سے نہیں بلکہ اعتقاد سے ہرشل کلان کہی گھنٹے تھکانے والے تاریک مشاہدہ گشت کیا کرتا تھا - اپنی بہن کے ہاتھ سے پرورش پاکر اور اُس وقت تک نہ ٹھیرکر جب تک کہ اُس نے سیشیوں کو مکمل کر دیا - اِس بات کا شک نہ کرکے کہ وہ اپنے مناسب وقت پر مجسم آسمانوں کی بناوٹ اوس پر ظاہر کر دینگے اور پرشوق اعتبار کے ہم قبیل دہشت میں اُس کا بہرہ مند بیٹا دور جنوبی جانب جلا وطن ہوگیا - جب تک کہ تھنے وہ کام جو کہ اُس کے باپ نے شروع کیا تھا ختم نہ کیا - اور تمام زمانوں کے لئے آسمانوں کی چہاں بین کرکے اپنے شہرت کو خاندانی ڈھال پر نہ لکھدیا - +

انکار صرف بے ہمتی اور مایوسی میں ہمیں چھوڑ دیتا ہے - ہر ایک بات میں شک کیا جاتا ہے - خدا کے اعتقاد میں - آدمی کے اعتبار میں - قرض کے بھروسے میں اور ہر ایک بات کے اعتقاد میں - سوائے اپنے آپ میں اور اپنے حظوظ میں - اس سب سے باہر جذبات - انتشار - خود غرضی - تاریکی ہوتی ہے جہاں کہ ذاتیات کی پرواہ نہیں کی جاتی اور روح کی کوئی رہنمائی نہیں ہوتی - ہماری زندگی کی وقعت اغراض قدرت اور قوانین آلہی کے راستوں پر اپنے مواقعات کے پھرتی سے کام آنے کے مطابق وزن کی جاتی ہے اور اُسی راستے میں آزادی پائی جاتی ہے (یعنی) وہ آزادی جس کے بغیر آدمی کے لئے زندگی کوئی خالص زندگی نہیں ہے - +

ایک مرتبہ ایک آدمی نے بستر بیماری پر پڑے ہوئے اپنے آپ سے پوچھا کیا کوئی نیکی میری زندگی سے صادر ہوئی ہے - کس کا دل میں نے ہلکا کیا ہے - کس کے غموں کا میں نے دفعیہ کیا ہے - کس کے گھر میں نے برکت پہنچائی ہے کیا نیکی میں نے کی ہے - کیا دنیا کو میرے اس میں زندہ رہنے سے کوئی بہتری حاصل ہوئی ہے - جو جوابات اِن خود استفہامی کے دئے گئے وہ خالی تھے - وہ

آدمی اپنے بیماری کے کوچ (پلنگ) سے زیادہ تر دانا اور زیادہ تر بہتر آدمی بنکر اُٹھا۔
اُس وقت سے اُس نے اپنے تئیں اور اپنے وسایل کو نیکی کرنے میں لگایا۔ اُس کو
نیکوکاری کے کثرت سے موقع ملے۔ اُس میں صرف مرضی اور مصمم ارادے کی کمی
تھی۔ اُس لئے قانون الٰہی میں اُنکو پایا۔ مذہب صرف ابدی محبت کی گرہ ہے۔
محبت جو کہ اُمید کی نسبت بڑھ کر ہے۔ اعتقاد کی بہ نسبت بڑھکر ہے۔ وہی ایک چیز
ہے جو خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کی موجودگی سے ہمارے تمام فرائض کی ادائیگی
سرانجام پذیر ہوتی ہے۔ +

فرض کا خیال ہمارے زندگی کے راستے کو ہموار بناتا ہے۔ یہہ
ہمیں جاننے سیکھنے اور فرمانبرداری کرنے میں مدد دیتا ہے۔ یہہ ہمیں مشکلات پر
قابو پانے۔ لالچ کو چھوڑنے اور اُس کام کرنے کہ جس کے لئے ہم جدوجہد کرتے ہیں۔
دیانت دار۔ مہربان اور راستباز بنجانے کی قوت عطا کرتا ہے۔ تمام تجربہ ہمکو سکھاتا
ہے۔ کہ ہم وہ بن جاتے ہیں۔ کہ جو ہم اپنے تئیں بناتے ہیں۔ برائی کرنے کے خواہشات
کے برخلاف ہم سعی کرتے ہیں۔ اور ہم نیکی کرنے کے میلان کے واسطے کوشش کرتے
ہیں اور رفتہ رفتہ ہم وہ بن جاتے ہیں کہ جس کے لئے ہم سعی کرتے ہیں۔ ہر روز کی
کوشش جدوجہد کو زیادہ تر آسان کر دیتی ہے۔ ہم درگذر کرتے ہیں جیسا کہ ہم بولتے
ہیں۔ صحیح راستہ کسی کوشش میں سبقت لے جانے کا وہ ہے جس میں تتبع کیواسطے
نہایت روشن اور نہایت کامل مثال تجویز کی جائے۔ ہم اُس کوشش سے ترقی
کرتے ہیں۔ گو ہم پورے کمال حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ عادات ہمیشہ اپنا اثر
کرتی ہیں وہاں قلیل تربیت۔ خفیف لیاقت بلا جائداد۔ (بلا مال و منال) اور سوسائٹی
میں کوئی حیثیت نہ ہو پھر بھی اگر فوقیت کا سبب چلن ہو تو اوس سے رسوخ پیدا ہوگا۔
اور عزت حاصل ہوگی۔ ہماری قابلیتوں کا دندانہ شاذونادر استعمال سے گھستا ہے
لیکن اکثر اوقات سستی سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ صرف یہہ شوق اور جفاکشی ہی ہے
جو انسانی زندگی کو روشن اور حسین بناتی ہے۔ +

پرتھس نے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ زود فہمی دنیاوی زندگی کا
نمک ہے۔ جس کے بغیر قدرت محض ایک بدن (کا ٹکڑا) کی بڑبونکا ٹھہرے
لیکن جسقدر کہ اعلےٰ تر فہم رسا ہو اُسی قدر زیادہ ذمہ واری ہوتی ہے۔ ایک
جوان آدمی کو اُس نے کہا کہ امید اور یقین کے ساتھ تم آگے بڑھو یہی نصیحت
ہے جو ایک بوڑھے آدمی نے بخشی اور جو زندگی کے دن کی گرمی اور بوجھ کا
پورا برداشت کرنے والا رہا ہے۔ ہمیں ہمیشہ سیدھا کھڑا ہونا چاہئیے۔ خواہ
کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس مدعا کے لیئے ہمیں خوشی سے اس گوناگوں رنگوں کی
زندگی کے مختلف اثرات کے لیئے اپنے تئیں چھوڑ دینا چاہئیے۔ اس فانی زندگی
کی آگاہی صرف اعلےٰ تر مقصد کا راستہ ہے۔ کسی طرح ہمیں خوشی سے اسکے استعمال
کرنے کے لیئے محروم نہیں کرتا ہے اور درحقیقت ہمیں ایسا کرنا چاہئیے۔ ورنہ
ہماری طاقت عمل میں بالکل ناکام رہیگی۔

جوانی بڑھنے اور حرکت کرنے کا وقت ہے۔ یہ انسانی زندگی
کی بہار ہے۔ جوان آدمی دنیا میں جاتا ہے اور بہت سے شکلوں میں اپنی زندگی
بسر کرتا ہے۔ جہاں کہیں اُس کے والدین واجب طور پر اُسکی خبرگیری کرتے ہیں۔
اور ذاتی عظمت اور انسانی وقر کا اعلےٰ خیال مدغم کیا گیا ہے۔ تو اُنکی عزت وہ قائم
رکھتا ہے اور کوئی بات نہیں کرتا ہے جس کو دیکھ کر وہ شرمگیں ہو جائیں۔ اُسکو
گہری شکرگزاری کا خیال اُن دیانت دار لوگوں کے بارہ میں ذہن نشین ہونا
چاہئیے کہ جنہوں نے اُسکو بے داغ چلن عطا کیا ہے۔ اور محنت اور نیک اطواری
کی صدبان اُس پر منکشف کر دئی ہیں۔ اپنے تئیں اپنے والدین کے لائق ثابت کرنا
پارینڈر کی ایک کہاوت تھی جو یونان کے سات دانشمندوں میں سے ایک
تھا۔ اُنکے فیاض محسنوں کی خوبیاں مُردہ تنوں کی ایک صورت ہے۔ خاندانوں
میں جیسا کہ آدمیوں کے ساتھ یہہ ایک مستقل کوشش ہے۔ جوان کی عزت کو
روشن رکھتی ہے۔ لیکن اگر جوان کے من اور دل کی آراستگی نہ کی گئی ہو اور

اُمید کے نتیجے نمودار نہوں تو ہم اُس کی جوانی کو خطرہ سے دیکھتے ہیں۔ اگرچہ مایوسی سے نہیں۔ +

الفاظ اور مثالیں ہمیشہ جوان کے پاس واپس پھر آتی ہیں اور اچھا یا بُرا اثر انکو پہونچاتی ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز (یعنی) ایک لفظ یا مثال کبھی فراموش یا ضائع نہیں ہوتی ہے ہم ایک غلطی کے مرتکب نہیں ہو سکتے ہیں۔ سوائے پاداش کے جو اس کی ایڑیوں کے ساتھ ساتھ لگی ہوئی چلتی ہے۔ جب کہ ہم انصاف جاوید کے قانون کو توڑتے ہیں۔ تو یہہ تمام دنیا میں گونجتی ہے۔ باتیں اور اعمال خفیف ترین خیال کی جاویں۔ پھر بھی وہ عارضی نہیں ہیں۔ وہ ابدی ہیں۔ ایک سست یا خراب لفظ کبھی معدوم نہیں ہوتا ہے۔ یہہ آیندہ زمانے میں ہمارے برخلاف آجاوے (یعنی) بیس[20] برس یا سو برس کے بعد یا ہمارے مرنے کے مدت مدید کے بعد ہر ایک لاطائل بات حضرت عیسٰے مسیح فرماتے ہیں۔ کہ جو آدمی کہیگا تو یوم الحشر کے دن اُسکو اس کا حساب دینا ہوگا۔ کیونکہ اپنے ہی باتوں سے تو بیگناہ ثابت ہوگا اور اپنے ہی باتوں سے تو سزاوار ٹھیرایا جائیگا۔ +

بُرے کام اور بُرے مثالوں کا ایک جیسا حشر و نشر ہوتا ہے وہ کبھی مرتے نہیں ہیں۔ لیکن تمام زمانے میں اس کا اثر ہوتا ہے۔ وہ ورثہ کی طرح سے نازل ہوتے ہیں۔ زندگی کی یاد خود زندگی کے ساتھ ہی ناپید نہیں ہوجاتی ہے جو کچھ کہ کیا جاتا ہے۔ قائم رہتا ہے۔ اور کبھی برباد نہیں ہو سکتا ہے۔ بالسن بری کا لڑمسر کہتا ہے کہ اس زندگی میں آدمی کا کوئی فعل نہیں ہے جو نتائج کی ایسی لمبی زنجیر کی ابتداء ہو۔ اس طرح پر کہ کوئی انسانی نہ اس قدر کافی عالی تجربہ ہے کہ انجام تک اُسکو اُمید دلا سکے۔ بابیج کہتا ہے۔ کہ ہر ایک ذرہ جو نیکی یا بُرائی سے منقوش ہو ہمیشہ طور پر قائم رکھتے ہیں۔ وہ حرکات جو کہ فیلسوفوں اور حکماء نے اسکو دی ہیں۔ دس ہزار طریقوں سے بیکار اور ذلیل چیزوں سے ملکر مرکب ہوکر۔ خود کرہ باد ایک وسیع کتب خانہ ہے۔ جس کے صفحات پر ہمیشہ کے لئے

وہ جو کچھ کہ آدمی نے کبھی کہا ہے۔ یا سرگوشی کی ہے اور کیا ہے تحریر کیا جاتا ہے۔ +
اس طور پر ہر ایک لفظ خیال اور کام کا اثر انسان کے تقدیر پر
ہوتا ہے۔ ہر ایک زندگی جو اچھی طرح یا بُری طرح صرف کی جائے۔ ایک لمبا سلسلہ نتائج کا
پیدا کرتی ہے جو ہمیشہ تک نہ پیدا ہوئی ہوئی نسلوں تک پھیلتا ہے۔ اس سب سے
اندازہ کیا جاتا ہے کہ ذمہ داری کا گہرا خیال جو اس کے ہر ایک خیال لفظ اور عمل میں
مبرہن ہوتا ہے۔ انسان کے دل پر منقوش ہو جائیگا۔ +

ڈاکٹر چامرس کہتا ہے کہ میں نے ایک رسالہ رو چیسٹر کے ارل
کے آخری لمحے کے نام سے پڑھا ہے اور میں بہت متعجب ہوا جب میں نے اس کو
پڑھا اس اعتقاد سے کہ کسقدر برائی ایک مضر رسالہ پھیلانے کا وسیلہ ہو سکتا ہے۔
بُری کتابیں بُری باتوں سے بدتر ہیں۔ بُری کاموں کی طرح وہ آیندہ نسلوں کے خیال
اور مرضی کو سانچہ میں ڈالتی ہیں۔ چھپی ہوئی کتاب زندہ رہتی ہے۔ جب کہ اسکا مصنف
مٹی اور خاک بن جاتا ہے۔ بُرا مصنف ہمیشہ اپنے قوم میں زندہ رہتا ہے۔ اسکی کتاب
بُرائی۔ بداخلاقی اور دہریہ پن پھیلاتی رہتی ہے۔ فریڈرک شیلی گل کہتا ہے کہ
چھاپنے کا فن جو بذاتِ خود ایک نہایت پُر تحمل اور مفید ہوتا ہے۔ زہریلے رسالجات
اور بیباک عزت ناحیاتت کے جلدی اور عالمگیر تشہیر کا آلہ بن گیا ہے۔ اس سے لچر
اور خام تصانیف کی خوفناک افزائش پیدا ہو گئی ہے جو یکسان فیصلہ کی تصحیح اور
مذاق کے صفائی کی مخالف ہے ذہنی بھوک دار شیفت اور پُر شورش مستی کا
ایک سمندر ہے۔ جس پر کہ زمانی کی روح ادھر اُدھر اچھلتی پھرتی ہے۔ اور اسمیں
فکر کا قطب نما اور سچائی کے قطبی ستارہ کے کھوئے جانے کا بالکل خطرہ ہے۔ +
اور پھر رایوں سے پہلے ہی متفرق ہو کر یہ آدمی اور زیادہ ایکدوسرے
سے بذریعہ فوائد جدا ہو جاتے ہیں۔ حرص انکی جان ہے۔ اُن میں کن کا کنبہ یا ملک ہے
ہر ایک کو اپنا آپ ہے۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ فیاضانہ خیالات عزت کمالات

ـــــــــــــــــــــــــــــ

سلہ تواریخ انشا پردازی +

اور اُلفت یہہ سب باتیں ہمارے آبا و اجداد کے دلوں کو بہت بڑھانے والی ہوا کرتی تھیں۔ انکو یہہ باتیں خالی آواز کی مانند معلوم ہوتی ہیں۔ حساب لگانا اُن آدمیوں کا خاص کام ہے۔ ضمیر ایک حیرت اور بدنامی ہے۔ *

منشی لنگل۔ اِس طور پر اہلِ تصانیف کی ذمہ داری کی بابت بحث کرتا ہے۔ وہ اُس بھلائی کے لئے جو وہ کرتے ہیں اور نیز اُس بُرائی کے لئے جو وہ دل نشین کرتے ہیں ذمہ دار ہیں۔ مجذوم کتاب ہمارے کتب خانوں میں داخل ہو جاتی ہے یہہ ہمارے گھروں میں گھس جاتی ہے۔ کتابیں بہت ہنر آموز ہوں۔ اِنکا طرزِ تحریر ناظرین کے لئے دل رُبا یا مرغوبِ خاطر ہو۔ پھر بھی وہ بُرے خیالات سے بھری ہوئی ہوں۔ برک نے یہہ کہا تھا کہ بُرائی اپنا آدھا نقص کھو بیٹھتی ہے جبکہ اس کی ناشائستگی زائل ہو جاتی ہے۔ لیکن یہہ شر انگیز خیال ہے ناشائستگی ہمیں تنفر پیدا کرے۔ لیکن خفیہ کراہیت لطیف الفاظوں سے مرصع ہو کر ہماری دل میں کھب جاوے — مثلاً دیکھو اُن گھنونے ناولوں کو جو جوان شریف عورتیں پڑھتی ہیں۔ یہہ ایک چمکدار طرزِ پر تحریر کی جاتی ہیں۔ گو یہہ شہوت پرستی۔ آلایش اور اخلاقی زہر سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ یہہ اکثر قتل سے شروع ہوتی ہے۔ اور نفس پرستی اور زناکاری سے ختم ہوتی ہے گویا کہ اون مصنفوں کا مُدعا زندگی کے ناسوری پہلو کا ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اِن غیر معتقد اہلِ تصانیف میں سے نہایت خراب انگریزی عورتیں ہیں۔ پھر ایک کتاب ہے جو ایک آدمی کو متواتر کھلکھلاہٹ کی حالت میں رکھتی ہے۔ جو دل کی کم ظرفی کا یقینی نشان ہے۔ چڑچڑا پن مذاق (ٹھٹھا) نیکوں کی ملامت۔ بُروں کی تعریف۔ ایک خوفناک نظارہ ہے۔ کیسا مختلف اچھی کتابوں یا اچھی ناولوں (افسانوں) سے ہے۔ خوب بہت مرغوب کتاب نہیں۔ بلکہ وہ کتاب جس سے صحت صفائی اور ہمت پیدا ہوتی ہے۔ لاک ہارٹ اپنے خسر سکاٹ کی نسبت کہتا ہے کہ ہمیں اپنے آپ میں کسی قدر تصویر کھینچنی چاہئے۔ اُس احسان کی جو کتابوں کے دائمی سلسلے کی تیس برس کے اشاعت کے دور میں ہم رکھتے ہیں

جو دلربائی میں لاثانی اور تمام ایک اعلے اور صحت بخش آئین کا نشوونما کرتے ہوئے - روح افزا اور قوت بخش طبع - کمینہ ولولوں کے حقارت انگیز خواہ انتقام کش یا شہوانی دردمندانہ جبرات - اخلاقی - کمزوری - اور لیے ہمدردانہ وحشیانہ نفاق طنزگوئی کے لئے بہت گھری اور شفقت جو تنگ مزاجی میں کبھی تبدیل نہیں کرتی ہے اور تمام خیال ماورائے حس - اور نثر میں ایک ہی خالص پرجوش اصول سے جان پاتی ہے (یعنی) ایک مردمی کا راستہ اور اُجالا پیدا کرلی ہے جو ہمارے سرشت میں اچھی اور باوفا چیز ہے - اور جو ہمیشہ کمزوری اور خودغرضی ہے اُسکی توبیخ کرتی ہے - ✠

یہہ تعریف بڑی ہے - لیکن یہہ شایان ہے جب سر والٹر سکاٹ کو اُسکی زندگی کے اخیر کے زمانے میں ڈاکٹر ہیبر نے اُسکی انسانوں کی تصانیف کی صفائی کی تعریف کی - تو اُس نے جواب دیا کہ میں اپنے دور کے قریب تر خاتمہ کے نزدیک پہونچ رہا ہوں - میں جلدی سے تماشا گاہ کو الٹ پھیر کر رہا ہوں - میں شاید اپنے زمانے کا نہایت عظیم مصنف ہوا ہوں - اور اس بات کے خیال کرنے سے مجھے تسلی ہے کہ میں نے کسی آدمی کے اعتقاد کو بدلنے - کسی آدمی کے اصول میں مخل ہونے کی کوشش نہیں کی ہے اور یہہ کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے جس کو میں اپنے بستر مرگ پر مٹانے کی خواہش کروں - ✠

یہی چارلس ڈی کنس کی نسبت کہا جا سکتا ہے - وہ لوگوں کا رسول تھا - مانچسٹر کے بشپ نے کہا کہ میں نے مسٹر ڈی کنس کی اکثر تصانیف پڑھی ہیں اور جہاں تک مجھے یاد ہے ایک صفحہ یا ایک جملہ ایسا نہیں ہے جو آلائش سے داغدار ہو یا کوئی بات جو قبیح یا معیوب خیال دل میں پیدا کرنیوالی ہو - میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ علم جسکا وہ مصنف تھا ہمارے لوگوں کے لئے بیقیاس فایدے کے نتایج سے مملو رہا ہے - اُس نے ہم کو سچی اور سادہ خوبیاں - ناہموار ظاہری صورتوں کے نیچے دکھلا دی ہیں - اُس نے ہم کو بڑے سبق عیسائی مذہب کی

ہمدردی کے سکھلائے ہیں۔ اور گو سب باتوں میں چارلس ڈی کنس وہ نہیں ہے جیسے ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہوتا۔ اور یا جو کچھ کہ وہ ہوسکتا تھا۔ اور پھر بھی ہم اسکے جوہر شناس نہیں ہیں۔ ہم ان کشمکش کے واقعات سے واقف نہیں ہیں جس میں اسکی زندگی بسر ہوئی تھی۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ انگلستان اس بڑے افسانہ نویس کے شکریہ کا مرہون منت ہے۔ اس بات کے لئے جو اس نے انسانی زندگی کے صفائی اور ارتفاع میں کی ہے۔ جہاں کہیں اسکی ترقی اور پاک سازی کی نہایت ضرورت ہوئی ہے۔ اچھی کتابیں بری کتابوں کے مانند مدت تک مصنف کے وفات کے بعد زندہ رہینگی۔ ایک کتاب جو دو ہزار برس گذشتہ میں لکھی گئی ہو وہ زندگی کا مدعا مقرر کرسکتی ہے۔ بے زبان مردے کی یادہ خیالات توجہ کو رجوع کرسکتی ہے۔ اور چال وچلن کو بدل سکتی ہے۔ برخلاف اسکے معیوب کتابیں اپنی آواز زیادہ بلند کرتی ہیں اور جوانوں کو شرم اور بےحرمتی کے کاموں کی ترغیب دیتی ہیں۔ اہل تصانیف اپنی قبروں سے بولتے ہیں۔ اور تمام دنیا میں بدنامی اور ناپاکی (آلودگی) پھیلاتے ہیں۔ +

کتاب ایک زندہ آواز ہے۔ یہ ایک روح ہے جو سطح (روئے) زمین پر پھرتی ہے۔ یہ ایک ایسے شخص کا زندہ خیال بنی رہتی ہے۔ جو ہمارے ملک اور زمانہ سے جدا ہوچکا ہے۔ آدمی گزر جاتے ہیں۔ اور یادگاریں گر کر خاک بن جاتی ہیں۔ جو کچھ کہ پیچھے باقی رہتا اور چھوٹتا ہے۔ وہ انسانی خیال ہے۔ افلاطون کیا ہے؟ وہ مدت سے خاک میں مل چکا ہے۔ لیکن اسکے خیالات اور اسکے کارنمایاں ابتک موجود ہیں۔ +

بری کتابیں اخلاقی زہر ہیں جو برائی پھیلاتی رہتی ہیں۔ جو کچھ کہ معرض تحریر میں آجاتا ہے۔ قایم رہتا ہے۔ شرر انگیز مصنف جبکہ وہ قبروں میں بھی ہوتے ہیں۔ نسلاً بعد نسلاً پسماندگان کے روحوں کا خون کرتے ہیں۔ اچھی کتاب زندگی کا خزانہ ہے۔ حالانکہ بری کتاب دل دکھانے (طبع فرسا) والی

روح ہے۔ اچھی کتاب راستبازی۔ سچائی اور نیکی کی تعلیم دیتی ہے جب کہ بُری کتابیں۔ بُرائی خودغرضی اور بے اعتقادی سکھلاتی ہیں۔ مصنف مر جاتے ہیں۔ حالانکہ اونکی تصانیف زندہ چلی جاتی ہیں۔ ایسی خیالات سے اہل تصانیف پر عمل کے غیر فانی ذمہ واریوں کے بارہ میں ایک گہرا نقش پیدا ہونا چاہئے۔ +

ورڈس ورتھ کے ایک گہرے دوست نے اُس شاعر کے اپنی یاد کی نسبت اس طور پر تحریر کیا ہے۔ آخری وقت جب میں نے اُسکو دیکھا تو وہ ایک گہرے خانگی غم میں مُبتلا تھا۔ اور بڑھاپے کی کمزوریوں کے نیچے خمیدہ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اُس نے کہا۔ جو کچھ کہ دُنیا میری اور میری شاعری کی نسبت خیال کرے وہ اب کم مفید ہے۔ لیکن ایک بات میرے بڑھاپے کو تسلی بخش ہے۔ (یعنی) کہ میرے تصانیف میں سے کوئی بھی کتاب جو میں نے ابتدائے شباب کے زمانہ سے تحریر کی ہے۔ اُس میں ایک سطر ایسی نہیں ہے۔ کہ جس کو میں اسوجہ سے کہ ہماری سرشت کے ذلیل و خوار جذبات کو فروغ دینی والی ہو۔ ہٹانا چاہوں۔ اُس نے کہا کہ اسبات کی مجھے تشفی ہے کہ میں اپنے تصانیف سے کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا ہوں۔ جب کہ میں اس دار ناپائدار سے چلا جاؤنگا۔ +

پیشتر اس کے کہ ہم اس باب کو ختم کریں ہم تمہیں کرسی لاف رومی کی کہانی سُناتے ہیں۔ جو کتابوں کے مصنفوں کے لئے ایک سے زیادہ حالت میں مفید ثابت ہوئی ہے۔ اُسکا نام مصنف اور ڈاکو ہے۔ +

روحوں کے دھندلی مملکت میں دو گنہگار ایک ہی وقت ججوں کے سامنے فیصلہ کے واسطے پیش ہوئے۔ ایک قزاق تھا جو شاہراہ پر باج اینٹھا کرتا تھا اور آخرکار پھانسی کے لئے آیا تھا۔ اور دوسرا ایک صاحب تصنیف ناموری سے شہرت یافتہ جسنے تیز زہر اپنی تصانیف میں حل کر دیا تھا اوسنے دہریہ پن کو ترقی دی تھی اور بداخلاقی کا وعظ کیا تھا۔ موذی (ساسُرت) کی مانند شیریں آواز اور ملگستی (سائرن) کی مانند خطرناک تھا۔ جہنم میں عدالتی کارروائی مختصر ہوتی ہے

وہاں بیفایدہ توقف نہیں ہوتا ہے۔ فیصلہ فوراً سنا دیا گیا۔ دو بڑی لوہے کی دیگین
دو بڑی آہنی زنجیروں سے معلق لٹکائی گیئں۔ انمیں سے ہر ایک میں ایک ایک گنہگار
رکھدیا گیا۔ ڈاکو کی تلے ایک بڑا ڈھیر لکڑیونکا انبار کر دیا گیا اور پھر ایک فیوزی
(انتقام کی دیبی) نے خود اسکو آگ لگا دی۔ ایسی غضبناک شعلہ روشن کئے کہ شاہی
ایوانات کی چھتوں کی پتھر بھی تڑخنے لگے۔ مصنف کی سزا سخت معلوم نہیں ہوئی
اوسکی نیچے پہلی تھوڑی سے لو مشکل سے نکلتی تھی۔ اور جسقدر دیر تک یہہ جلائی
گئی اتنی ہی زیادہ یہہ بھڑکتی گئی۔ +

اب صدیاں گذر چکی ہیں۔ لیکن آگ ابھی تک بجھی نہیں ہے۔
قزاق کے تلے مدت گذر چکی ہے کہ شعلے گل ہو چکی ہیں۔ صاحب تصنیف کے نیچے یہہ
سرگرمی سخت تر بھڑکتے جاتے ہیں۔ دیکھکر کہ اوسکی عذابوں میں کسی قسم کی کمی نہیں
ہوتی ہے۔ تو صاحب تصنیف آن کے درمیان آخر کار چلا اٹھتا ہے کہ خدا کا نہیں
کوئی انصاف نہیں ہے کہ اُسنے دنیا کو اپنی شہرت سے بھر دیا ہے۔ اور اگر اوس نے بہت
آزادی سے لکھا ہے۔ تو اوسکی عوض اُسکو بہت سزا مل چکی ہے۔ اور یہہ کہ وہ خیال
نہیں کرتا ہے کہ اوسنے قزاق سے زیادہ گناہ کیا ہے۔ پھر اوسکے سامنے۔ اپنی تمام
زیورات پہنکر اور اُسکے زلفوں میں سانپ پھنساتے ہوئے اور خونریز تازیانہ اپنے
ہاتھوں میں لئے ہوئے ایک دوزخ کی دیبی نمودار ہوتی ہے ۔ +
اوس نے کہا کمبخت کیا تو خدا کو لعن طعن کرتا ہے کیا تو اپنا
قزاق سے مقابلہ کرتا ہے۔ اُسکا جرم تیرے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف اتنی
مدت تک کہ وہ زندہ رہا اُس نے بیرحمی کی اور شرارت نے اُسے ضرر رسان بنایا
لیکن تو مدت گذر چکی ہے کہ تیری ہڈیاں جلکر خاکستر بن چکی ہیں پھر بھی سورج کبھی
تازہ برائیوں کو کہ جسکا تو باعث ہے نمودار کئے بغیر نہیں نکلتا ہے۔ تیری تصانیف کا
زہر صرف کمزور ہی نہیں کرتا ہے بلکہ دور دور پھیلکر جوں جوں سال گذرتے جاتے
ہیں زیادہ تر مضر بنتا جاتا ہے۔ وہاں دیکھو اور ایک لحظہ کے لئے اُس نے

اوسکو اِس قابل کیا کہ وہ دُنیا دیکھے - وہ جرائم اور مصائب جنکا کہ تو باعث ہے دیکھ - اُن بچوّں کی طرف دیکھو جو اپنی خاندانوں کے لیئے شرم کا باعث ہوئے ہیں - اور جنہوں نے اپنے والدین کو مایوسی کیحالت میں ڈالدیا ہے - کنہوں نے اونکی دل اور دماغ خراب کیئے تھے ؟ تو نے شادی کی پاکیزگی کے تمام خیالات قانون اور اختیار کا حق بطور بچپن کی بیوقوفیوں کے مضحکہ اُڑا کر اور تمام انسانی بدقسمتیوں کا اُنکو ذمہ دار گردان کر کس نے سوسائیٹی کی پابندیوں کو الگ الگ کرکے توڑنے کی کوشش کی تھی - وہ تو ہی آدمی ہے - کیا تو نے شائستگی کے نام سے بے اعتقادی کو رواج نہیں دیا - کیا تو نے بُرائی اور جذبات کو نہایت دلرُبا اور مفتون رنگوں میں نہیں رنگا - اور اب دیکھ کہ تمام ملک تیرے تعلیم سے گمراہ ہوکر قتل اور قزاقی - لڑائی اور بغاوت سے پُر ہے - اور تو اُنکو تباہی میں آگے بڑھا کرلے جا رہا ہے - اوس ملک کے آنسو اور خون کے ہر ایک قطرے کے لیئے تو ہی قابل الزام ہے - اور کیا اب تو اِس بات کی جُرائت کرتا ہے کہ دیوتاؤں کے برخلاف لعن طعن کرسکے - کسقدر بہت بُرائی تیرے کتابوں نے ابھی دُنیا میں لا ڈالنی ہے - پھر تو تکلیف اُٹھاتا چلا جا - کیونکہ تیری سزا یہاں تیری گناہ کے انداز ے کے مطابق ہوگی - اِس طور پر غضبناک فیوری (انتقام کی دیوی) بولی - اور دیگ[1] کا ڈھکنا زُور سے بند کردیا - ❖

---

[1] کری لاف اور اُس کے قصے مصنفہ ڈبلیو - آر - ایس - رالسٹن - ایم - اے -

وہ صبح کی تازگی دن کے دور میں سے رات میں نہیں لے جا سکتا ہے۔ جوانی گزر جاتی ہے۔ عمر پختگی پکڑتی جاتی ہے۔ اور آخرکار بڑھنے والے بڑھاپے کو اپنے تئیں حوالے کر دیتا ہے۔ +

لیکن انجام اسکی گذشتہ زندگی کا نتیجہ ہے۔ باتیں اور اعمال امیٹ ہیں۔ وہ اپنے تئیں اسکی عادات سے ملا دیتی ہیں اور مستقبل میں جا پہونچتی ہیں۔ گذشتہ ہمیشہ ہمارے پاس موجود ہے۔ جرمی ٹیلر کہتا ہے کہ ہر ایک گناہ پہلے بار مسکراتا ہے۔ اور چہرے پر روشنی اور ہونٹوں پر شہد لے جاتا ہے۔ جب زندگی پختہ ہو جاتی ہے اور بدکار اپنے طریقوں سے باز نہیں آتا ہے۔ تو وہ صرف بوڑھاپے کی عمر پر خوف اور مایوسی سے نظر ڈالتا ہے۔ +

لیکن اچھے اصول اسکے برخلاف بطور ایک زرہ بکتر کے ہیں۔ جس میں کوئی ہتھیار داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ سی سل کہتا ہے کہ سچا مذہب روح کی زندگی صحت اور تعلیم ہے۔ اور جو کوئی درحقیقت اس پر قابض ہے۔ ہر ایک اچھی بات اور کام کے لئے ایک خاص ہمت سے وہ تقویت پاتا ہے۔ +

پھر بھی ہم سب کو چلا جانا ہے۔ اور وہ جگہ جو ہمیں جانتی ہے ہمیں اور زیادہ نہیں جانیگی۔ نظر نہ آنے والا قاصد ہمیشہ ہمارے پاس رہتا ہے۔ کارلائیل کہتا ہے کہ وہ قاصد جو مصروف اور سست آدمی کو یکساں پکڑتا ہے۔ اور جو آدمی کو اپنے عیش و نعم یا مشاغلوں کے درمیان میں گرفتار کر لیتا ہے۔ اوس کا چہرہ بدل دیتا ہے۔ اور اسکو روانہ کر دیتا ہے۔ بیلڑک نے کہا کہ بیچارہ ایڈورڈ زندگی کے کتنوں میں گھیر لیا گیا ہے۔ اس نے اپنا ساز و سامان اور جاپکنے لڑوکو ایک ایلچی گری تحت النظر کی دنیا کے نہایت بڑے شہنشاہ کے پاس بھیجنا شروع کیا ہے۔ (یعنی) امر ہتا۔ +

[illegible] کو آتی ہے۔ ہم ہر روز اپنے قبریں اپنے دانتوں سے کھودتے ہیں۔ شیشہ ساعت زندگی کا ساقط ہے۔ بہلا علاج اخیر وانہ تک گھستا جاتا ہے۔

اور پھر خاموشی ہے۔ موت شہنشاہ بھی اپنے آبا و اجداد کی قبروں پر تاج پوشی کے
لئے جاتا ہے۔ اور بعد ازاں اونکی اوپر اپنی قبر میں چلا جاتا ہے۔ +
جب ولکی ہسپانیہ کے بادشاہوں کے محلات میں ٹی ٹین کی
آخری شام کے کھانے کی مشہور تصویر دیکھ رہا تھا۔ ایک بوڑھے جیرونی نائٹ
نے اوسے کہا۔ میں اوس تصویر کے سامنے روزانہ اب قریباً ساٹھ برس سے بیٹھتا رہا
ہوں۔ اوس عرصہ میں یکے بعد دیگرے میرے رفیق مجھ سے جدا ہو چکے ہیں وہ سب
جو مجھ سے بڑے تھے۔ وہ سب جو میرے ہمعصر تھے۔ اور بہت سے اور اکثر انہیں سے
ایسے تھے جو مجھ سے چھوٹے تھے۔ ایک نسل سے زیادہ گذر چکی ہے اور وہ صورتیں
تصویر میں بلا تبدیلی کے رہی ہیں۔ میں اُنکے طرف دیکھتا ہوں جب تک میں بعض
اوقات خیال کرتا ہوں کہ وہ اصلیت ہیں۔ اور ہم صرف عکس ہیں۔ اور پھر بھی
وہ وقت آگیا جبکہ بوڑھا مہنت خود چلتا بنا۔ +
بوڑھے آدمیوں کو جوانوں کو جگہ دینی چاہئے اور اُنکو بھی اُن
آدمیوں کو جو اُن سے چھوٹے ہیں جب وقت ہمارے طرف گذشتہ تک اپنا کام
کرتا ہے۔ ہم بالیدگی کی بہ نسبت اور زیادہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ہم اپنے لئے
اور اوروں کے لئے بوجھ بن جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات کیا ہے کہ ہمیں
اور بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ پارکمس
نے کہا تعجب میں بہت سے بوڑھے آدمی اپنے گرد و پیش دیکھتا ہوں۔ تو مجھے
فریڈرک اعظم کی بحث اپنے جوان رعنا سپاہیوں کے ساتھ یاد آتی ہے
جنہوں نے یقینی موت کے سامنے جانے میں پس و پیش کیا۔ کیا تم کتے لوگ
کیا تم ہمیشہ زندہ چلے جاؤگے۔ ؟ [1]
خسرو اعظم نے اپنے مقبرہ پر یہ الفاظ لکھوائے تھے
اے آدمی جو کوئی تو ہے۔ اور جہاں کہیں سے تو آتا ہے۔ (کیونکہ میں جانتا
ہوں کہ تو آئیگا) میں خسرو ایران کی سلطنت کا بانی ہوں۔ اُس مشت

---

[1] پارکمس کی سوانح عمری ۲ - ۳ - ۴۷ +

اوسکی ناخوش روح کی نسبت یقین کیا جاتا ہے کہ بھٹکتی رہی۔ +

اسپیلو ریر ایک بیچارہ مانچسٹر کے کاریگر نے جسنے ایک کثیر دولت جمع کی تھی اپنی مہر تنگا ایک ... اپنے سامنے منگوایا اور اپنے بستر کے بازو پر رکھوا دیا - اوس نے اسکو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا اور پیار کیا - اپنی آنکھوں کے ضیافت اون پر کی - اوس نے اپنے ہاتھ بھر لئے اور ایک دوسرے پر ... کے مانند اسطور بیر کر اوسکے کانوں میں اونکی جھنکار آوے گر اوس - جب وہ مرگیا تو وہ اپنے دروازہ کے دریوزہ گر سے زیادہ تر دولتمند نہ تھا۔ +

فرانس کی چارلس نہم کی وفات ایک ہولناک تھی - اوس نے سینٹ بارتھولومیو کی خوفناک شب کو ہوگوناٹس کی قتل کا حکم دیا تھا اور مرتے دم اوسکی ہولناکی آشکارا ہوگئی تھی - اوس نے اپنے ڈاکٹر امبروس پاری سے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ کیوں کر ہے لیکن چند دنوں سے میں معلوم کرتا ہوں کہ گویا مجھے بخار چڑھا ہوا ہے اور میرا دل اور بدن دونوں مضطرب ہیں - ہر لحظہ خواہ میں سوتا ہوں یا بیدار رہوں مقتولوں کی لاشیں خوں سے آلودہ اور نظر میں مہیب مجھے گھیرے ہوئے دکھائی دیتی ہیں - افسوس ہے کاشکے میں بیگناہ اور ضعیفوں کو چھوڑ دیتا - وہ اوس قتل کے دو سال بعد مرگیا اور آخر دم تک سینٹ بارتھولومیو کی دن کی ہیبت لگاتار اوسکی دل میں جاگزین رہی - +

سٹر ڈولی مینتھ ایک دفعہ کماسل ہو در ڈرگیا اور بستر بیماری ... کے ساتھ دہلیز کے سیڑھیوں پر کھڑا ہوا - اوس نے چاروں طرف اپنے سامنے کے خوش نما نظارہ گاہ پر نظر ڈالی - اور پھر خاندانی مقبرے کے طرف جو سامنے نظر آتا تھا - بڑے وقفے کے بعد اوس نے اپنا بازو اوپر اٹھا کر چلایا - آہ - یہی باتیں ہیں جس سے موت ہولناک دکھائی دیتی ہے - +

جب کارڈنل مزارن کو کہا گیا کہ اوسکو اب جینے میں صرف دو مہینے رہ گئے ہیں تو وہ اپنے خوبصورت تصویر خانے میں جو صنعت کے نفیس

تصاویر سے پُر تھا۔ اِدھر اُدھر پھرنے لگا۔ اور چلایا کہ اس سب کو میں چھوڑ جاؤنگا۔ ان سب چیزوں کے حاصل کرنے میں مینے کیسی تکلیف اٹھائی ہے۔ اور پھر بھی میں ان کو مزید نہیں دیکھونگا۔ بریسے لی اوسکے نزدیک آیا اور کارڈنل نے اُس کی بانہہ پکڑ کر کہا۔ کہ مَیں بہت کمزور ہوں۔ میں اور نہیں دیکھ سکتا ہوں اور پھر بھی وہ اپنے غم میں مبتلا ہو گیا۔ میرے دوست۔ اکیا تم وہ خوبصورت لفہ بر کوریگیو کی دیکھتے ہو۔ اور پھر وہ اُس ٹی ٹیٹین کے ڈینس کی اور وہ لاثانی تصویر ائی بیل کارکسی کی۔ افسوس۔ میرے غریب یار مجھے یہہ سب چھوڑ جانا ہے الوداع۔ پیاری تصویر وجن سے مینے اسقدر الفت کی ہے۔ اور جن پر اسقدر بڑی لاگت خرچ آئی ہے۔ ✤

لیکن موت کے بہ نسبت بدتر باتیں ہیں۔ وہ نہایت بڑی مصیبت نہیں ہے۔ جو ایک انسان پر پڑسکتی ہے۔ موت ہموار کرتی ہے۔ تاہم محترم بناتی ہے۔ محبت موت کی نسبت برتر ہے۔ فرض کی سرانجام دہی موت کو آرام بخش بنا دیتی ہے۔ بے عزتی موت کو خوفناک بناتی ہے۔ سر ہنری وین نے ٹوٹرہل پر سولی پر چڑھنے سے پیشتر کہا۔ مَیں لارڈ کو برکت دیتا ہوں۔ کہ جینے اُستی کا مقدمہ جس کے لئے میں مصیبت برداشت کر رہا ہوں نہیں چھوڑا ہے جب سر والٹر ریلے کو کندے کے اوپر لٹایا گیا تو جلاد نے کہا کہ اپنا سر مشرق کی طرف کرکے لیٹ جائیے۔ کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ سر کسطرح سے رہے۔ اوسکا جواب تھا جب تک کہ دل صحیح ہو۔ ✤

ایک مرتبہ جبکہ ایک بڑا مارشل قریب المرگ تھا تو اسکے آس پاس کے لوگوں نے اُسکی فتوحات اور اُن جھنڈوں کی تعداد کا جو اُسنے دشمن سے چھینے تھے اُس سے تذکرہ کیا۔ آہ۔ بوڑھے سپاہی نے کہا کہ وہ کیسے کمزنا مئہ ہیں۔ وہ تمام کارنامے جسکو کہ تم شاندار کہتے ہو۔ یہہ سب ایک ٹھنڈے پانی کے

سلہ سینٹ لی ڈو کی گفتگو روز دوشنبہ پہ ۔ ۳ ۔ ۲۴۹ ۔ ✤

سپاہی کے برابر نہیں ہے۔ جو خدا کی محبت کیواسطے دیا جائے ۔ +

سر جان مور کورونا کے میدان میں گولی کھا کر گر پڑا۔ اور ڈاکٹر
اسکی مدد کو آن پہونچا۔ اُسنے کہا۔ تو ایسا نہیں۔ تم میرے لئے مفید نہیں ہوسکتے سپاہیوں
کے پاس جاؤ جنکو کہ تم مفید ہوگے۔ آخری لفظ جو نیلسن نے کہے یہہ تھے شکر خدا۔
کہ میں نے اپنا فرض انجام کو پہونچایا ہے۔ +

سر والٹر اسکاٹ نے اپنے داماد کو اپنے بستر مرگ پر کہا کہ میرے عزیز
نیک ہو۔ پارسا ہو۔ با مذہب ہو۔ اور نیک آدمی ہو۔ کوئی اور چیز کسی قسم کی تمکو تسلی
نہیں دیگی۔ جب کہ تم یہاں لیٹنے کو آؤگے ۔ +

سیمول جانسن نے مرتے ہوئے کہا۔ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو۔
کانٹ اسی برس کی عمر میں مرا قریباً آخیر دم تک اُسکے حواس قائم رہے۔ دوران
بیماری میں اُسنے اپنے آنیوالے خاتمہ کی نسبت بہت کچھ باتیں کیں۔ اُس نے کہا کہ میں
موت سے نہیں ڈرتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھے کسطرح مرنا چاہئیے۔ میں تمکو یقین
دلاتا ہوں کہ اگر میں جانتا۔ کہ یہہ رات میری آخری ہے۔ تو میں اپنے ہاتھ اٹھاتا اور
کہتا کہ خدا کی تعریف کیجائے۔ وہ حالت بہت مختلف ہوتی۔ اگر میں نے کبھی اپنے کسی
ہم جنس مخلوق کو مصیبت میں ڈالا ہوتا۔ +

کانٹ نے ایکدفعہ کہا۔ کہ آدمی سے امید اور نیند لے لو۔ اور تم اُسکو
نہایت بدبخت انسان [illegible] زمین پر بنا دوگے۔ پھر ہم معلوم کرتے ہیں کہ زندگی کا تھکانیوالا
[illegible] ہمارے کندھوں پر [illegible] بہت زیادہ ہے اور ہم صرف پسگاہ کے باشفقت چاہئیے
[illegible] خوش [illegible] امید ہے کہ ہم خود وہ سرزمین ابھی ہمکو دکھائی دیگی۔ +

[illegible] راستہ زندگی میں آنیکا ہے۔ اور ہزاروں راستے ایسے
باہر جانیکے ہیں۔ پیدائش اور موت صرف خود زندگی کے چکر دو دائرے ہیں۔ خدا اسکو جان
دیتا ہے۔ اور زندگی کی کنجیوں کی حفاظت سپرد کرتا ہے ہم کام کرسکتے ہیں۔ اور محنت کرتے
ہیں۔ اور کنجیوں [illegible] ہم [illegible] اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔ +

جرمی ٹیلر کہتا ہے کہ مذہب کے طریقہ کی جانچ اپنا فرض ادا کرنے سے ہے۔ مذہب بجائے ایک علم الٰہی کے ایک خدائی زندگی ہے بہشت میں حقیقت پہلے ہمیں دیکھنا چاہئے۔ اور پھر محبت کرنی چاہئے۔ لیکن یہاں زمین پر ہمیں پہلے محبت کرنی چاہئے۔ اور الفت ہماری آنکھیں اور ہمارے دل کو وا کر دیگی۔ اور پھر ہم دیکھینگے معلوم کرینگے اور سمجھینگے۔ +

اگر ہم زمانہ آئندہ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمکو روز بروز نہایت ہی کام کرنا چاہئے موت کے بعد ایک پختہ زندگی کی اُمید ہی ہے۔ جہاں ہر ایک آنکھ سے آنسو پونچھے جاوینگے۔ کہ اس زندگی کے مصائب اور غموں میں زندگی بسر کرنیکے قابل ہم ہو جاتے ہیں۔ ایک آدمی کی سچی دولت اسکے بعد وہ نیکی ہے۔ جو وہ اس دنیا میں اپنے ہمجنس مخلوق کے ساتھ کرتا ہے جبکہ وہ مریگا۔ تو لوگ کہینگے کہ کیا جائداد اُسنے چھوڑی ہے۔ لیکن فرشتہ جو اُسکا امتحان کرینگے۔ پوچھینگے کہ کونسے نیک کام تونے اپنے سے پہلے روانہ کئے ہیں۔ آفتاب کے نیچے ہر ایک چیز کا انجام ہے۔ کتاب کی آخری سطر۔ آخری وعظ۔ آخری تقریر۔ زندگی کا آخری فعل۔ موت کے وقت کے آخیر الفاظ۔ +

اسی سی کے سینٹ فرانس کے آخری الفاظ یہ تھے کہ قیدخانے سے میری روح کو باہر نکالو۔ تاکہ میں تیرے نام کا شکریہ ادا کرسکوں۔ یہاں پڑا ہوا ہے۔ ایک عالمگیر کتبہ ہے۔ پھر آخری دن تمام دلوں کے راز آخرکار کھولے جاوینگے۔ +

وقت ایسا ہی ہے جو ہماری جوانی ہماری خوشیاں اور اُس سب کو جو کچھ ہمارے پاس ہے۔ اُدھار لیتا ہے اور ہمکو کچھ نہیں دیتا ہے سوائے عمر اور خاک۔ جب ہم اندھیری اور خاموش قبروں میں ہوتے ہیں تب ہم اپنے نام راستوں پر [illegible] ہیں۔ ہمارے دلوں کی کہانی بند ہو جاتی ہے۔ اور جس [illegible] اور خاک [illegible] مجھکو اوپر اٹھا لیگا۔ میں اُمید کرتا ہوں۔ +

यतो धर्मस्ततो जयः ॥ ترجمہ ایک سنسکرت زبان کا مقولہ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے جسقدر ایماندار بنے رہوگے اسی قدر نصرت حاصل کروگے۔ +

شاد

مختصر احوال مترجم کتاب ہذا

دنیا میں یہہ دستور ہے۔ کہ جب کوئی شخص کتاب تصنیف یا تالیف کرتا ہے۔ تو اکثر لوگ پڑھنے کے وقت یہہ دریافت کیا کرتے ہیں۔ کہ اس کتاب کا مصنف یا مولف کون ہے۔ وہ کس خاندان۔ مذہب یا ملت کا تھا۔ اور یہہ کہ وہ کب اور کہاں پیدا ہوا۔ کب تک زندہ رہا۔ کس راجہ یا بادشاہ کے زمانہ میں تھا۔ اسکے ہمعصر کون تھے۔ اور علےٰ ہذا۔ اسی قبیل کی باتوں کی جستجو ناظرین کتاب کو ہوا کرتی ہے۔ اس ضرورت کے پورا کرنے کے لئے میں نے اپنے خاندان کا شجرہ اوپر دیدیا ہے۔ اور اس خاص خاندان کے ابتدا کے متعلق مفصلہ ذیل اشلوک روایتاً چلا آتا ہے۔ جو درج کیا جاتا ہے۔

दत्तात्रे कुल उनपन्ने यजुर् वेदे च मैथिला
دتاترے کُل اُتپنّے یجُر ویدے چہ میتھلا

तथा माद्नन्दनी शाखा कायत्या नी सूत्र च वनस्त था॥
تتھا ماوندنی شاکھا کاتیانی سوتریہ ونسر و تتھا

اس اشلوک کے یہہ معنی ہیں۔ کہ دتاترے[1] کے خاندان سے ہم لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارا وید یجُر وید ہے۔ اور میتھلا شہر کے ہم رہنے والے ہیں۔ وہاں ماوندنی شاخ سے ہمارا تعلق ہے۔ اور کاتیانی سے ہمارا نسب ملتا ہے۔ عام

---

[1] دتاترے ایک رگ وید کی رچا ہے۔ جو اپنے رشی کے نام سے مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ آریا لوگ جب وسط ایشیا سے ہندوستان میں آگئے۔ تو زمانہ شجاعت میں ہمارا خاندان کو لہا پور رہتا تک۔ مہاراشٹر میں جاکر آباد ہوا۔ اور کس طرف کے علاقہ جات میں بود و باش کرتا رہا۔ چنانچہ کوہ آبو پہاڑ تک راجپوتانہ میں دتاترے رشی کے قدموں کا ایک مندر موجود ہے۔ جہاں تعلیق بی رشی مذکور کی

روایت یوں چلی آتی ہے۔ کہ ہمارے خاندان کے سب سے پہلے جو بزرگ مہاراشٹر سے آنکر کشمیر میں آباد ہوئے۔ وہ دو بھائی تھے۔ ایک کا نام ہس کول تھا۔ اور دوسرے کا نام بھس کول۔ ہس کول نے سرینگر میں آنکر حبہ کدل کے نزدیک سکونت اختیار کی

بقیہ حاشیہ صفحہ — ابتک موجود ہے۔ یہہ خاندان کولہاپور میں رہنے سے کول کہلایا۔ اور کسی قدیم زمانے میں کہ جسکا صحیح وقت معلوم نہیں۔ جب کشپ رشی نے کشمیر آباد کرنے کے لیے ۱۲۳ رشیوں کو کشمیر بلوایا تو اُن میں سے ہمارے خاندان کا بھی ایک رشی مورث اعلےٰ یہاں آنکر آباد ہوا۔ اور لوگاکہہ رشی کے وضع کردہ شاستر کے مطابق وہ کشمیری کہلایا۔ یہہ لوگ بعدازاں بھٹ کے لقب سے ملقب ہوئے۔ چونکہ یہہ خاندان کشمیر میں زمانہ سلف کے اندر حکمران رہ چکا ہے۔ اسلیئے یہہ ہمیشہ قابل عزت اور احترام رہا ہے۔ پنڈت کا لقب بادشاہان اسلام سے اُنکو عطا ہوا ہے۔ اور لوگاکہہ رشی کے شاستروں کے مطابق وہ اب چاروں ویدوں کے ادہکاری ہیں۔ عام طور پر ہمارا خاندان ہمارا ورن سارسوت برہمن کا ہے۔ ہمارے ذات میں شاکتک مت کے لوگ بھی ہیں۔ چنانچہ سوامی بلہ کول اور رامری کول ساکن حبہ کدل سرینگر اسی مت کے پیرو ہیں۔ اس خاندان میں ایک نہایت قدیمی شجرہ تیار کیا ہوا موجود ہے جسکی نقل باوجود بڑی تلاش کے حاصل نہ ہوئی۔ جو شجرہ خاندان اوپر دیا گیا ہے وہ پنڈت شیونرائن صاحب کول سابقہ ہیڈ مترجم چیف کورٹ پنجاب کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ جناب ممدوح نے اسکی نقل دیتے وقت فرمایا۔ کہ یہہ اُنکو دیوان شنکر ناتھ صاحب سابقہ دیوان مہاراجہ شیر سنگھ صاحب والئی ملک پنجاب سے حاصل ہوا ہے۔ اور جو ستر برس قبل کا تیار کیا ہوا ہے۔ ہمارے خاندان میں صرف اسقدر معلوم تھا کہ ہم کشمیر میں ترا نند کول سے جسکو رہ بڈو کہتے تھے۔ (بڈو کشمیری زبان میں کلاں کو کہتے ہیں) اُسسے تعلق رکھنے ہیں آٹھ دِلکول مندلو کے پاس اسقدر دولت تھی کہ جب اُسنے اُسکو کبھا جمع کرکے دیکھا تو طغرا دشاذ فی سے غش کھا گیا۔ اور ممکن تھا۔ کہ شادمرگ ہو جاتا۔ لیکن غشی کی حالت میں اسکے کان میں اسکے بڑے لڑکے کی جوانمرگی کی خبر جھوٹ موٹ سنائی گئی۔ جس وجہ سے وہ ہوش میں آگیا۔ اور اپنے کاروبار میں معمولی طور پر مصروف رہا۔ یہہ خاندان شیو کرمی بھی تھا۔ مگر یہہ طریق بوجہ طوالت کرم اور عدم دستیابی پدھتان ترک کر دیا گیا ہے۔ ۞

اور ہس کول نے۔ سری نگر میں آنکر اُس جگہ سکونت اختیار کی۔ کہ جسکا نام رعناواری ہے۔ مؤلف کے خاندان کا تعلق ہس کول جیہ کدلی سے ہے (کدل کشمیری زبان میں پل کو کہتے ہیں)۔

سب سے بڑا آدمی کشمیر میں جو ہمارے خاندان کا ہوا۔ اسکا نام راجہ دلارام کول تھا۔ جسکو دِلہ منڈ تو بھی کہا کرتے تھے۔ یہہ شخص بڑا جاگیردار اور دولتمند تھا۔ اور کئی ایک گاؤں کھیرو کے علاقے میں اسکے جاگیر کے واقع تھے۔ جو جاگیر مہاراجہ گلاب سنگھ صاحب بہادر والئی ریاست جموں وکشمیر نے ضبط کر کے۔ اُسکے عوض پانچہزار خروار شالی کی مستمری مقرر فرمائی۔ جسکا پٹہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے خاندان میں موجود ہے۔ اوپر کا شجرہ خاندان جو راقم نے لکھا ہے۔ وہ مجھے اپنے خاندان کے بزرگ پنڈت شیونرائن صاحب کول سے حاصل ہوا ہے۔ اس میں یہہ تحریر ہے۔ کہ پنڈت موہر لعل کول ہمارے مورث اعلےٰ نہایت صاحب دولت آدمی تھے۔ کسی غماز نے پٹھان صوبداروں کے زمانے میں مہتشم خان صوبیدار کے پاس ان کے تموّل کی شکایت گذار کر اُسکے دندانِ آز کو تیز کر دیا۔ جب پنڈت مُہر لعل کول صاحب کو یہہ خبر ملی۔ تو اُنہوں نے فوراً صوبیدار مذکور کی دعوت کر دی۔ اور جسقدر سکّہ جات نقرہ اُن کے گھر میں موجود تھے۔ اُن سب کا چبوترہ بنا کر اُسکے اوپر فرش قالین اور پشمینہ کا کر دیا۔ اور جس وقت صوبیدار مذکور اُن کے گھر آیا۔ تو اُس کو اُس چبوترے پر تعظیماً بٹھایا گیا۔ اور بعد انفراغ ضیافت جسقدر سکّہ جات طلا اُن کے گھر میں موجود تھے۔ وہ طشتریوں میں رکھکر صوبیدار مذکور کے پیشکش کئے۔ اُن طشتریوں کے پیش ہونے پر صوبیدار نے دریافت کیا۔ کہ "دولت شما کجاست" تو جواب دیا۔ کہ "زیر قدم شما است" اس بات سے صوبیدار خوش ہوگیا۔ اور فرمایا "کہ تراَ بخشیدم" اور پنڈت مہر لعل کو خطاب مہر لال عطا کیا۔ اِسی وجہ سے ہمارے خاندان کا نام مُہر لالی مشہور ہے جسکے معنے صاحب مُہر کے ہیں۔ نذرانہ مہروں میں سے بیقدر مہرین ایک بار یل (گمٹ) مہتشم الدولہ نامی بنانے میں صرف کی گئیں۔ یہہ

گھاٹ یا بارہ پل اب تک متصل مکان دیوان بدری ناتھ صاحب سابقہ گورنر کشمیر موجود ہے۔ اور نیز ایک سڑک پختہ بھی تیار کی تھی۔ +

کہا جاتا ہے۔ کہ شاہ عالم بادشاہ غازی شہنشاہ ہندوستان کے زمانے میں رائے منسارام اور راجہ سدا سکھ کول دونوں بھائی بمعہ پنڈت رگھناتھ کول اور ہر رام[1] کول اور پنڈت شیوجی گرومنڈو اور دیگر ملازمین کے بڑے تزک و شان سے عندالطلب بادشاہ دہلی تشریف لے گئے۔ دونوں بھائیوں کو رہائش کے لئے بیرم خان خانخانان کی حویلی عطا ہوئی۔ یہہ حویلی دہلی میں جامع مسجد کے نزدیک محلہ چتلی قبر میں واقعہ ہے۔ اور اب تک ہمارے خاندان کے قبضہ میں ہے۔ رائے منسارام صاحب عہدہ دیوانی پر وہیں رہے۔ مگر رائے سدا سکھ کول صاحب ہمارے مورث اعلے کو پیشگاہ شہنشاہ دہلی خلعت صوبہ داری اودھ عطا ہوا۔ اور وہ فیض آباد جو اُس زمانے میں علاقہ جات اودھ کے ایک صوبے کا صدر مقام تھا۔ تشریف لے گئے۔ اور پنڈت ہر رام کول اور پنڈت رگھناتھ کول انکے ہمرکاب رہے۔ کچھ عرصہ فیض آباد میں رہ کر بادشاہ دہلی کے باد اوری پر دہلی میں تشریف لائے۔ پنڈت ہر رام کول اور پنڈت رگھناتھ کول بھی ہمراہ آئے مگر اُنکو مہاراجہ سندھیا نے اپنے ہاں ملازمت دیدی۔ یہہ خاندان بعد ازاں پنجاب میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ہاں بتوسط راجہ سدا سکھ کول پہونچکر وہیں مقیم رہا۔ چنانچہ اب تک ان کی عالیشان حویلیاں لاہور میں اندرون موچی دروازہ واقعہ ہیں۔ اور دیوان شنکر ناتھ صاحب کے جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ نام سے مشہور ہیں۔ +

فیض آباد سے دہلی آنے کے وقت رائے سدا سکھ کول فیض آباد کی حویلی

---

[1] یہہ دیوان شنکر ناتھ صاحب کول جو بعہد مہاراجہ شیر سنگھ صاحب والئی ملک پنجاب کے عہد میں دیوانی کے عہدے پر مامور تھے۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے دو سو روپیہ ماہوار کے پنشن خوار اور علاوہ ازیں جاگیر دار تھے۔ اُن کے مورث اعلے تھے۔ +

جو کہ باہوا تھے کہ چوک بازار میں واقع ہے۔ ایک ہندو جو مسلمان ہو گئے تھے پڑ گیا تھا جو اب تک
اُس میں رہائش پذیر ہے۔ رائے سدا سکھ کول جب دلّی اشرف لائے تو وہ مع اپنے
بھائی کے ساتھ تھے۔ اور عہدۂ دیوانی کا کاروبار بادشاہ دہلی کے ہاں سرانجام دیتے
تھے۔ مگر بعد ازاں رائے سدا سکھ کول صاحب کو اپنے خسر خانہ والوں سے ایک
حویلی ملی جو عاقل خان ہفت ہزاری کی ملکیت کسی زمانے میں تھا۔ اور جس میں
قریباً دس ہزار گز مربع زمین تھی۔ اور سنگ مرمر کے بارہ دریاں اور حوض اور سرد خانہ
وغیرہ تھے۔ جن میں ملا۔ اسوجہ سے وہ اپنے بھائی سے علیحدہ ہوکر مع اپنے متعلقہ خاندان
کے یہاں آ کر رہائش پذیر ہوئے۔ یہ مکان کوچہ عاقل خان بازار سیتا رام متصل شیوالہ
بڑھ میں واقع ہے۔ راجہ سدا سکھ کول کو محمد شاہ غازی بادشاہ ہندوستان کے زمانے
میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لاہور سے جاگیر (جو کہا جاتا ہے کہ حال کے شاہ دولہ کے گجرات
کے ضلعے میں واقع تھی) اور لاہور سے عہدۂ دیوانی طلب کرکے بطور مدار المہام ملازم رکھا۔
اُس زمانے میں اہلکاران کی حیثیت نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو راس صاحب ممدوح کیطرف سے

سلہ اس محلہ کا مکان ملبہ سلیمہ شرکا نے مسمار و منہدم کرکے فروخت کرڈالا۔ اور خالی زمین صرف ہمارے
خاندان میں دہلی میں موجود ہے جو ایک پیارے لعل حلوائی کو کرایہ پر دی ہوئی ہے۔ اور
جس پر مکان بنانے کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ شرکا دینے تو کچھ حصہ لنگر والوں کے ہاں فروخت
کردیا۔ جس پر پنڈت کدار ناتھ صاحب ٹنگر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر محکمہ بندوبست نے ایک مکان
تعمیر کیا ہے۔ اور دو تین قطعے مسلمان گوجروں کے پاس فروخت کردئے گئے ہیں۔ اور پنڈت
مگن ناتھ صاحب کول اور پنڈت بیجناتھ صاحب کول کی زمین پر انہوں نے خود مکان بنوایا۔ لیکن
وہ ایسا منحوس نکلا۔ کہ اُن کا بیٹا پنڈت بھولا ناتھ بعد تعمیر مکان (باولے کتے کے کاٹنے سے)
جاتا رہا۔ جس وجہ سے انہوں نے یہ مکان فروخت کردیا۔ جو چند شریف مسلمانوں نے خرید لیا۔ اس
خاندان میں ایک پنڈت کاشی ناتھ نامی موجود ہے۔ جو مقام آگرہ رہائش پذیر ہے۔ سدا سکھ
کول کے چار فرزند تھے۔ جن میں رائے دیا نند صاحب جو مدار المہام ریاست تھانہ میں جو متصل
الور کے ریاست کے ہے مامور تھے۔ جنکے چھوٹے بھائی رتے کا لیان شگھ بدری ناتھ و شیو پرشاد کول تھے۔

بدظن کیا۔ اور اُن سے کہا کہ جو شخص بادشاہ وقت کا ہوا ہے۔ سیاہ و سپید پر اُنکا تسلط
کرادے۔ اسکو اسواسطے کہا جاتا ہے کہ اپنے عیال و اطفال کو جو اُس زمانہ میں دہلی میں مقیم
تھے۔ بلوالیوے۔ آخرکار ایک دن مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سر دربار اسبات کی خواہش
رائے صاحب سے کی۔ کیونکہ وہ زمانہ سکھوں کے سکھا شاہی کا تھا۔ اسپر بعد تحقیق رائے
صاحب نے جواب دیا کہ میں اس بات میں سوچ کر عرض کرونگا۔ مگر یہ انکا اپنے رفقا
اور ہمراہیوں سے ذکر کیا۔ اور دیوان گنگا رام صاحب جو اُس زمانے میں ریاست
پٹیالہ یا اُسکے نواح میں تھے۔ اُن کو لاہور میں بلا کر اپنی جگہ دینے کا انتظام کیا۔ اور
آپ مہاراجہ راجگان مہاراجہ صاحب سنگھ صاحب بہادر والئی ملک پٹیالہ کے ساتھ
خط و کتابت کر کے عہدہ دیوانی اور ایک جاگیر معہ پور گاؤں حاصل کی۔ مہاراجہ
رنجیت سنگھ نے اس اثناء میں پھر اپنی خواہش کا اعادہ کیا۔ تو رائے صاحب نے جواباً
فرمایا۔ کہ سرکار کا میں نوکر ہوں۔ نہ کہ میرے قبائل۔ اسواسطے میرا استعفا منظور کیا جاوے
مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر شیر پنجاب اس جواب کے سننے پر بہت پشیمان ہوئے۔
اور رہنے کے لئے اصرار کیا۔ رائے صاحب[1] نے فرمایا۔ کہ دیوان گنگا رام جو آجکل سرکار
پٹیالہ کے پاس اعلے عہدہ پر رکھتا ہے۔ وہ یہاں آنے کے لئے تیار ہے۔ اُسکو یہ جگہ
دیجاوے۔ اور مجھکو رخصت کیا جاوے۔ چنانچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بعد قیل و قال
یہ بات منظور کی۔ دیوان گنگا رام کو عہدہ دیوانی عطا کیا گیا۔ اور رائے سدا سکھ کول صاحب

---

[1] اس خاندان میں دیوان اجودھیا ناتھ انکا بیٹا مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے زمانے میں اسقدر
عروج پکڑ گیا تھا۔ کہ بعد ازاں وہ تین حصہ فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ کا کمانڈر انچیف ہوا۔ اور
بعد ازاں سرکار انگریزی کا مددگار رہکر اُس نے بڑا نام پیدا کیا۔ ونتورہ صاحب فرانسیسی جرنیل
انہی کے ماتحت کام کرتے تھے۔ دیوان بیجناتھ انکا لڑکا جاگیردار اجودھیا پور مختلف معزز عہدوں
پر گورنمنٹ پنجاب میں مامور رہا۔ اور کچھ عرصے ریاست کپورتھلہ کا منتظم بھی رہا۔ ان کے
صاحب زادہ دیوان بہادر نرندر ناتھ۔ ایم۔ اے۔ آجکل پنجاب میں بعہدہ ڈپٹی کمشنر بمقام
ملتان مامور ہیں۔ اور کچھ عرصہ کیلئے لاہور کے کمشنر بھی مقرر رہے ہیں۔

میرے مورث اعلےٰ ریاست پٹیالہ میں بعہدۂ دیوانی مامور ہوئے۔ اور صید پور گاؤں بطور مددِ معاش جاگیر حاصل کی۔ اس جاگیر کے پٹہ کی نقل بطور ضمیمہ (۱) شامل کی گئی ہے جس سے ظاہر ہوگا۔ کہ سمت ۱۸۵۶ فصلی میں رائے صاحب ممدوح ریاست پٹیالہ میں ملازم تھے۔ اس ریاست میں رائے صاحب ممدوح نے نہایت اعلےٰ لیاقتوں کے جوہر دکھائے اور سرکار انگریزی کے اور اُس ریاست کے مابین عہدنامجات کرا دئے۔ لیکن اس حسن کارگزاری سے بعض ناعاقبت اندیش اہلکاروں نے مہارانی صاحبہ لچھمی رانی والدہ مہاراجہ۔ راجگان پٹیالہ کے درمیان نزاع پڑوا دی۔ اسواسطے مصلحتاً رائے صاحب ریاست سے رخصت لے کر بادشاہ دہلی کے پاس چلے آئے۔ یہاں ۱۸۰۳ء میں لارڈ لیک صاحب نے دہلی کا محاصرہ کیا۔ رائے صاحب بادشاہ دہلی کے طرف سے انگریزوں کے برخلاف شریک جنگ[۵] ہوئے۔ لیکن اس لڑائی میں شکست ہوئی اور انگریزوں نے اُن کو گرفتار کر لیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ لارڈ لیک صاحب نے رائے صاحب سے پوچھا کہ تم ہمارے دوست ہو کر بادشاہ کے طرف سے کیوں معرکہ آرا ہوئے۔ اور اب اس بے اعتنائی کی پاداش میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اس کا جواب کہا جاتا ہے۔ کہ رائے صاحب نے یہ دیا۔ کہ شرط نمک شاہی کا مقتضا یہ تھا۔ کہ میں بادشاہ کی خدمت کی سرانجام دہی میں آپ سے معرکہ آرا ہوں۔ اور چونکہ آپ سرکار انگریزی نے مجھکو سرکاری خدمات کے سرانجام دہی میں مغلوب اور گرفتار کیا ہے اسواسطے نئی سرکار کو میرے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہئے۔ جو بادشاہوں کو زیبا ہو۔

---

[۵] میرے دادا صاحب پنڈت برجناتھ کول ایکثر ذکر فرماتے تھے۔ کہ اس زمانے تک تیر اندازی سے جنگ میں کام لیا جاتا تھا۔ اور رائے صاحب بڑے ناوک انداز تھے۔ اور بندوقوں کا بھی رواج تھا۔ جو عموماً توڑے دار ہوتی تھیں۔ اور چق مق پتھر کی آگ کے مدد سے بلائی جاتی تھیں۔ کٹار، تلوار، اصفہانی اور گپتی سروہی اور ڈھال کا بھی استعمال تھا۔ بعض لوگ زرہ بکتر بھی پہنا کرتے تھے۔ یا صرف آہنی پٹے کا استعمال کرتے تھے۔ ←

چنانچہ یہہ جواب سُنکر جرنیل لارڈ لیک صاحب بہت خوش ہوگئے۔ اور رائے صاحب کو فرمایا۔
کہ ہم تمکو عہدہ کلکٹر ضلع کرنال کا عطا کرتے ہیں۔ اور بیش مواجب تنخواہ مقرر کرکے
کرنال پانی پت کے علاقے میں مقرر کردیا۔ علاوہ اسکے تِل پت کی باولی کا علاقہ
بطور جاگیر کے عطا فرمایا۔ جسکا پٹہ رائے صاحب نے از روئے عقیدتمندی اپنے بڑے
بھائی رائے منسارام کول کے نام تحریر کروایا۔ چنانچہ اب تک رائے منسارام کول کے
خاندان میں رائے کشن نرائن کول کو اُس جاگیر کے وثوق پر ساٹھ روپیہ ماہوار بطور
وثیقہ کے ملتے ہیں۔ اور انکا لڑکا جسکا نام ہردی نرائن کول ہے۔ وکالت دہلی میں کرتا
ہے۔ رائے صاحب نے جو خدمات ہندوستان میں امن اور امان کرنے میں مدد دینے
اور انگریزون کا تسلّط جمانے میں کیں۔ اُس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک بڑا
انبار تھا۔ اس میں سے صرف دو سندیں جو میرے دادا صاحب رائے پنڈت برجناتھ
صاحب کول کو ملیں۔ اور اس نیازمند کے ہاتھ آئیں۔ اُن کی نقل بطور ضمیمہ نمبر۳ شامل
کیجاتی ہیں۔ رائے صاحب نے سرکار انگریزی کے خدمات کی انجام دہی میں بمقام
دہلی انتقال کیا۔ +

اِن کے صاحبزادہ کلان رائے دیا ندھان مورث اعلے اس خاندان
کے بمقام ریاست الور بعہدہ دیوانی مقرر تھے۔ اور علاوہ تنخواہ کے جاگیر اور مودی خانہ
سرکاری سے ڈیڑھ سو روپیہ (۱۵۰) روزانہ پایا کرتے تھے۔ جناب ممدوح مہاراؤ راجہ بختاور سنگھ
اور بنے سنگہ راجگان الور کے زمانے میں عہدہ دیوانی الور رکھتے تھے۔ آپ نے اس
ریاست کے سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامجات کروانے میں کامیاب کوشش کی
جب آپ کی عمر قریباً چالیس برس کی تھی تو مہاراجہ الور اور سرکار انگریزی کے حکم سے
آپ نے تجارے کے مقام پر ایک سنگیاسی کا قلعہ تیار کیا۔ جو اب تک موجود
ہے۔ اور بذریعہ جر ثقیل چرخون اور زنجیرون کے بڑے بھاری بھاری پتھر پہاڑ کی
پر چڑھائے گئے۔ جب قلعہ بہمہ وجوہ تیار ہوا اور حساب واخراجات کی جھان
بین ہوئی۔ تو چند خائن اہلکارون نے پنڈت نندکشور واٹ لو کے عمارت ساتھ

سازو باز کر کے جب وہ قلعہ سے نیچے اپنے فرودگاہ پر آرہے تھے۔ انکو دعوت کر کے
کھانے میں زہر ہلاہل ملا دیا۔ جس کی خورش سے رائے صاحب نے ۲۴ گھنٹے کے
اندر عین عنفوان شباب میں انتقال کیا۔ اور دو صاحبزادے جس میں سے
ایک کا نام پنڈت رام[1] ناتھ کول تھا۔ اور دوسرے کا پنڈت برجناتھ صاحب
کول جو میرے دادا تھے۔ عالم طفولیت میں چھوڑ گئے۔ رائے صاحب کے
تین چھوٹے بھائی رائے کلیان سنگھ۔ رائے بدری ناتھ اور رائے
شیو پرشاد اودھ کی نوکری چھوڑ کر اور کل اثاث البیت بمعہ مستورات خاندانی
وغیرہ لے کر لاہور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ہاں چلے آئے۔ اور اپنے والد
کے خدمات کے جلدوی میں ملازمتیں حاصل کیں۔ رائے کلیان سنگھ
ڈیرہ چار یاری مہاراجہ رنجیت سنگھ کے جرنیل تھے۔ اس ڈیرے نے جنگ
پنجاب کے موقعہ پر انگریزوں کی رفاقت کی۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ جب انگریزوں کا
تسلط پنجاب پر ہوا۔ تو ان کو ایک اچھی خاصی پنشن مل گئی۔ پنڈت شیو پرشاد
توشخانہ میں مہاراجہ صاحب کے ایک اہلکار تھے۔ پنڈت بدری ناتھ صاحب
کول پل راوی کی بیرگری کے داروغہ تھے۔ جو اُس زمانے میں بڑے عزت کا
عہدہ تھا۔ اور ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی کا محال تھا۔ رائے دیا ندھان صاحب کی

---

[1] رائے رامناتھ صاحب کول کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی گھروالی راجہ دلا رام کی لڑکی
تھی اور دوسری آنریبل پنڈت بشمبر ناتھ صاحب وکیل ہائیکورٹ الہ آباد کی ہمشیرہ تھی۔ پہلی گھروالی
[illegible] پنڈت بشمبر ناتھ صاحب کول [illegible]
[illegible] بعد ازاں اکونٹنٹ جنرل پنجاب [illegible]
[illegible] حاصل کی۔ انکے سات صاحبزادے [illegible]
[illegible] کلارک [illegible] انڈیا [illegible] تھا۔ دوسرا
[illegible] کول [illegible] میں اکونٹنٹ [illegible] گردھاری
[illegible] آکونٹنٹ [illegible] لوگ ہیں
[illegible]

کوئی سند اس خاندان میں موجود نہیں ہے سوائے ایک ضخیم کتاب کے جو راشے صاحب نے اپنے ہاتھ سے زیب قلم فرمائی - اس کتاب کا نام جام جہان نما ہے - یہ بطور ایک جغرافیہ کے ہے - اور سنسکرت سے ترجمہ ہو کر فارسی زبان میں تحریر ہے - اور مہاراؤ راجہ بختاور سنگھ صاحب والئی ریاست الور کے نامزد کی گئی ہے جس سے حال ملازمت دیوانصاحب کا بعہدہ دیوانی ریاست الور منکشف ہوتا ہے - یہ کتاب بھوگول سن تھا - اور دیگر قدیم کتابوں سے اخذ کر کے مرتب کی جانی بیان کی گئی ہے جن میں سے بعض کتابیں تین چار ہزار برس پرانی بتلائی جاتی ہیں - ❖

پنڈت برجناتھ صاحب کول میرے دادا ابتدائی عمر میں مہاراجہ صاحب الور کے مودی خانے محکمہ حیوانات کے افسر تھے اور آپ کے چٹھی سے تمام اشیائے خوردنی و نوشیدنی اہلکاران ریاست اور محلات سرکاری میں مہیا کیجاتی تھیں - جب آپ کے سر سے اپنے والد کا سایۂ عاطفت اٹھ گیا - جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے - اور بھیروں پت چچا سب مال و متاع لیکر لاہور رخصت ہوئے - اور آپ کے بڑے بھائی پنڈت رامناتھ صاحب نے مکان پر قبضہ کر کے بذریعہ فروخت سنگ و خشت مکان و بقیہ جائداد گذارہ کی صورت نکالی - تو آپ کو مجبوراً جسقدر اپنا اسباب اپنا تھا لیکر اپنے خسر بخشی صاحب رام صاحب ٹکرو کے پاس چلے آنا پڑا - بخشی صاحب اس زمانے میں جھنجھنوں شیخاوالی جے پور کنٹنجنٹ فوج کے بخشی تھے - اور جس فوج کے کمان افسر کا نام کرنیل فاسٹر صاحب بہادر تھا - بخشی صاحب نے جناب دادا صاحب کے معہ عیال و اطفال رہائش کرنے کے واسطے ایک مکان واقعہ محلہ پہاڑی دہلی میں دیدیا - اور چار گھوڑے آپ کے

لہ یہ قریب تیس(۳۰) چالیس(۴۰) ہزار روپیہ کے تھا اسمیں مال و متاع اور برتن اور دیگیں وغیرہ تھیں جو بلوہ غدر کے موقعہ پر دہلی میں لٹ گئیں - یا اور طرح سے تلف ہو گئیں - ❖

سہ اس مکان کا ملبہ بنا بر سر انجام دہی مراسم شادی میرے بھائی پنڈت جگموہن ناتھ صاحب کول و اس ترجم کے فروخت کر دیا گیا - اور زمین جو باقی رہی وہ بھی ۱۹۰۸ء میں فروخت کر دی گئی - ❖

نام سے خرید کر فوج میں داخل کروائے۔ جس سے قریباً اسی روپیہ ماہوار کی آمدنی ہوگئی۔ مگر یہ ذریعہ معاش کا نہایت غیر مستقل تھا۔ اس واسطے کرنیل فاسٹر صاحب کی عنایت سے آپ بارہویں رجمنٹ رسالہ میں بطور وکیل کے ۱۸۴۷ء میں ملازم ہوئے۔ جب آپ لاہور میں آئے تو اپنی موسیا غسر لور رراجہ دینا ناتھ کے ذریعہ سے بعہدہ محافظ دفتر مہاراجہ شیر سنگھ و دلیپ سنگھ و بورڈ آف ریونیو پنجاب میں بعہدہ نائب وکیل ریاست بھوپال میں اور بعہدہ کوتوالی بمقام آبو اور دیگر معزز عہدوں پر سرکار انگریزی کے ماتحت ملازم رہے۔ اور آخیری زمانے میں مہاراجہ رنبیر سنگھ والئی ریاست جموں و کشمیر و تبت کے عہد معدلت مہد میں ریاست کشمیر میں بعہدہ نائب عدالت وزارت شوپیان ماتحت وزیر جالکی داس لنگیہ مامور رہے۔ آپ کی جسقدر سندات ہاتھ آئیں اسکا خلاصہ بطور ضمیمہ ۲ شامل کیا جاتا ہے۔ آپ نے بمقام کشمیر جنت نظیر اسی برس کی عمر میں سرگباس کیا۔ اور انکے استرگ بجائے ہردوار گنگا بھیجنے کے مطابق رسم کشمیریان ہرموکھ گنگا بھیجدیے گئے۔ آپ نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں بحیثیت افسر پولیس بڑی خدمت انجام دی یعنی قلعہ لاہور اور باغیان ہندوستان کے مابین جو خط وکتابت اشتعال انگیز ہو رہی تھی اُن کو سر جان لارنس، ہنری لارنس اور منٹگمری صاحب وغیرہ لورڈ آف اڈمنسٹریشن کے سامنے پیش کرتے اور شر انگیز پوربیہ فوج سے اسلاح کے چھیننے میں بڑی مدد دی۔ اور مذہبی سکھ فوج میں بھرتی کروائی۔ ۱۸۵۹ء میں آپ نے پنجاب سے رخصت ہو کر نواب سکندر بیگم والئی ریاست بھوپال میں وکالت کے عہدے پر بجائے منشی بھوانی پرشاد صاحب کاک مقرر ہو کر تمام شمال ہندوستان کی سیاحت میں ہمرکاب بیگم صاحبہ خدمات جلیلہ انجام دیں۔ ۱۸۶۰ء میں پنڈت صاحب مذکور مہاراجہ صاحب جودھپور مہاراجہ تخت سنگھ صاحب بہادر کے فرزند کلاں مہاراجہ جسونت سنگھ جو اس زمانہ میں بطور ولیعہد ریاست تھے انکی مصاحبت کے عہدے پر

سلہ بیگم صاحبہ کی یہ سیاحت پولیٹکل وجوہات پر مبنی تھی جس کے بعد نیز سرکار انگلشیہ سے کہا جاتا ہے کہ بیگم صاحبہ کا پرگنہ کی لاکھ کا بطور [illegible] خسروانہ عطا ہوا۔

ممتاز تھے۔ اور الغرض انجام دہی شادی میرے بڑے بھائی پنڈت جگموہن ناتھ کول اور راقم الحروف کے رخصت لیکر دہلی آئے۔ تو سرکار حضور سے ایک جوڑی طلائی کڑوں اور دو جوڑے دوشالہ و دیگر اشیا خلعت عطا ہوئے۔ پنڈت صاحب ممدوح ریاست جے پور ہی مہاراؤ راجہ اندر جیت سنگھ صاحب کے ہاں بعہدہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ممتاز تھے۔ یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ جو تین سندات ضمیمہ ۱ و ۲ میں مندرج ہیں۔ وہ اُس وقت پنڈت صاحب کو ہاتھ لگیں تھیں جب کہ وہ پنجاب سے رخصت ہوئے۔ اور رائے کلیان[1] سنگھ صاحب نے بطور امداد حصول ملازمت میرے دادا صاحب کو عطا فرمائی تھیں۔ جس کے ذریعہ سے پنڈت صاحب پٹیالہ تشریف لے گئے چونکہ سر دست کوئی عہدہ خالی نہ تھا۔ صرف خلعت اور پانچسو روپیہ نقد بطور رخصتانہ حاصل کئے۔ پھر پنڈت صاحب بمقام الور تشریف لے گئے۔ وہاں اُس زمانے میں مہاراؤ راجہ شیودان سنگھ صاحب والئی ملک تھے۔ لیکن چونکہ بمقام کوہ آبو ہمارے عزیز پنڈت شام لعل صاحب کول وکیل نائب میر منشی محکمہ آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ تھے۔ انہوں نے بعہدہ کوتوالی کوہ آبو طلب فرمایا تو آپ یہاں سے رخصتانہ حاصل کر کے آبو تشریف لے گئے۔ +

میرے دادا صاحب کے گھر میں اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ آخر کار بر گنگا رہیں (کتھا) دکھائی گئی جس میں یہ نکلا۔ کہ سو برہمنوں کا چالیس دن بھوجن کرا کے ہون کیا جائے۔ اور اس عرصے میں جو کی روٹی کھا کر اور برہمنوں کے

---

[1] انکے دو صاحبزادہ تھے ایک کا نام کنھیا لال اور دوسرے کا نام جواہر لعل تھا۔ جواہر لعل اپنے بھانجے دیوان بہادر رامناتھ مدن ڈسٹرکٹ جج اور جاگیردار کے بدولت ساہو کار بکر پرورش پاتے رہے۔ انکی شادی راجہ منی رام دلوے کے ہاں ہوئی تھی۔ پنڈت کنھیا لعل صاحب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن پنجاب میں نظارت کا عہدہ رکھتے تھے۔ اور ایک مکان انکا واقعہ کی در وازہ لاہور میں ہے جو اپنے بھانجے دیوان مان ناتھ صاحب مدن کے صاحبزادگان دیوان سومناتھ صاحب مدن ایم اے۔ اور گیان ناتھ بی۔ اے۔ کے پاس فروخت کر دیا ہے۔ +

انکو پٹھے کا جھوٹن کا پانی پیکر آچمن کیا جائے تب اولاد ہوگی۔ چنانچہ زر کثیر خرچ کرکے یہہ عمل کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ جناب قبلہ وارثین وکعبہ کونین پنڈت بہانگی ناتھ صاحب کول بنام جنہونپرشٹیا والی واقعہ ریاست جے پور اپنے نانا پنڈت صاحب رام صاحب ٹانکرو بخشی فوج کنٹجنٹ صاحبان دالاشان گورنمنٹ انگریزی کے گھر پیدا ہوئے۔ لاہور۔ دہلی۔ آگرہ اور بنارس میں تعلیم پائی۔ پہلی ملازمت آپ نے بعہدۂ رجسٹراری بہ ماتحت کپتان ہیوٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر پرتاب گڈھ کی۔ اسکے بعد ریاست سروہی کے مدرسے کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ اور مہاراؤ راجہ کیسری سنگھ[1] صاحب بہادر حال والئی ریاست سروہی کے اتالیق مقرر ہوئے۔ یہہ عہدہ جناب ممدوح کو کپتان ہیور صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کے عنایت سے حاصل ہوا تھا۔ اور جانی بہاری لعل صاحب وکیل بہرتپور نے سفارش کی تھی جو بمقام کوہ آبو مامور تھے۔ چونکہ آپکے والد کوہ آبو کی ملازمت ترک کرکے جودھپور تشریف لے گئے۔ اسلئے آپ بھی جودھپور تشریف لے آئے۔ اور یہاں پنڈت شیونراین صاحب سکاک مصاحب اعلےٰ اور ممبر کونسل کے توسل سے جسونت کالج جودھپور میں بعہدہ سوم ماسٹر ممتاز ہوئے۔ یہاں سے رخصت لیکر بنا بر انجام شادی عزیزان دہلی آئے۔ دہلی سے لاہور میں آئے۔ اور یہاں بتوسط لالہ چندو لعل صاحب اپنے مدرسہ کے رفیق کی عنایت سے چھاونی میانمیر گریٹس ان ایڈ کے مڈل سکول میں سیکنڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ لالہ چندو لعل رائے بہادر ماسٹر پیارے لعل انسپکٹر مدارس پنجاب مترجم دربار قیصری کے چھوٹے بھائی تھے۔ اسکول کی ملازمت عارضی تھی۔ اسلئے پنڈت بالکشن صاحب، ولی مصنف لاہور جو رشتے میں پھوپھا لگتے تھے۔ انکے اور دیوان بیجناتھ صاحب چیف منیجر ریاست کپورتھلہ کے ذریعہ سے محکمہ کمشنری میں مترجم ہو گئے۔ بعد انصرام کار شادی عزیزان وغیرہ محکمہ پبلک ورکس پنجاب میں اگزامنر کے دفتر میں بعہدہ اکونٹنٹی بتوسل رائے بہادر پنڈت پریم ناتھ صاحب اگزامنر پبلک ورکس وریلوے پنجاب بعد پاس کرنے امتحان اس محکمہ کے مقرر ہوئے۔ یہاں

---

[1] مہاراجہ کا لقب دربار تاجپوشی ہز امپیریل جارج پنجم ملک معظم سے عطا ہوا ہے۔

وش بارہ برس رہے۔ لیکن کابل کے لڑائی کے موقعہ پر وہاں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ کچھ دن ریلوے اگزامنر کے دفتر میں بذریعہ مسٹر ٹل صاحب مقرر رہے۔ اور وہاں سے ملازمت ترک کرکے اپنے ننھیال بمقام لکھنؤ تشریف لے گئے۔ یہاں اپنے ماموں زاد بھائی رائے بہادر پنڈت پریم ناتھ صاحب تکرو ڈپٹی کلکٹر جو خاص کام معاوضہ زمینات پر مقرر ہوئے تھے۔ انکے توسل سے ملازمت کرتے رہے۔ بعد ازاں اس کام کے ختم ہونے پر بعنایت مسٹر کرافورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر جو تکرو خاندان کے مربی تھے۔ عارضی طور پر محکمہ خزانہ صدر ساونا ؤں میں سیکنڈ کلرک مقرر ہوئے۔ اور تھوڑے بعد دہلی آگئے۔ یہاں بذریعہ لالہ چھند و لعل اکونٹنٹ اگزیکیو انجنیر جمنا کنال محکمہ نہر میں نائب اکونٹنٹ عارضی طور پر مقرر ہوئے۔ اور بعد ازاں رائے بہادر پنڈت دھرم نراین صاحب سی۔ آئی۔ ای اور میرے خسر پنڈت رتن لعل صاحب کھار ہیڈ منشی محکمہ آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کے توسل سے ریاست بڑوانی واقعہ ملک مالوہ بعہدہ پرائیویٹ سیکریٹری مہارانا اندرجیت سنگھ صاحب بہادر والئی ریاست بڑوانی مقرر ہوئے۔ یہاں آپ کی طبیعت نہیں لگی اور اپنے والد کے ساتھ دہلی چلے آئے۔ یہاں پہونچکر ریاست جے پور ملک راجپوتانہ میں دیوان موتی لعل صاحب اٹل مشیر مال ریاست مذکور کی عنایت سے بعہدہ نائب سررشتہ داری بماتحت پنڈت مہاراج کشن صاحب ولی ممبر کونسل جے پور مقرر ہوئے چونکہ آپکو اس نالائق لڑکے کی جو ریاست کشمیر میں اس زمانے میں سری رنبیر کالج میں ملازم تھا۔ مفارقت گوارا نہ ہوئی۔ اسلئے عندالطلب دیوان جانکی پرشاد صاحب مدار المہام مشیر مال ریاست

لہ آپ کے چار پانچ بھائی ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی پنڈت دوارکا ناتھ صاحب تکرو تحصیلدار آباد ہیں جو آنریبل صاحبزادہ پنڈت مہاراج بہادر تکرو سوداگر کشمیر و لکھنؤ میرا بڑا دوست ہے۔ پنڈت راجناتھ تکرو منیجر جائداد سیروئی ریاست جے پور۔ پنڈت کاشی ناتھ صاحب تکرو وغیرہ میرے والد کے بھون۔ پنڈت بشمبر ناتھ صاحب تکرو کے صاحبزادے ہیں۔ آپکے ایک دو گاؤں متصل لکھنؤ کے قریب اور بڑی املاک لکھنؤ اور دہلی میں واقعہ ہے جسکی اب تقسیم شکمی ہوچکی ہے۔

جموں اننت ناگ کشمیر بھون تشریف لے آئے۔ اور آپ فراش خانہ محکمہ حفاظت و انتظام بہ تنخواہ اسی بجاجی جیندر صاحب لبواس سپرنٹنڈنٹ فراشخانہ و محکمہ تمام ارتواضع مقرر ہو گئے۔ وہاں سے آپ نے محکمہ ڈسپنسری مال میں بزمانہ راجہ سورج کول صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای ریونیو منسٹر کرائی۔ اور پیشکار محکمہ دھرم آرتھ ریاست جموں وکشمیر میں بہ ماتحتی دیوان جانکی پرشاد صاحب مدن سپرنٹنڈنٹ دھرم آرتھ بھیجے گئے۔ اور وہاں سے جب محکمہ اکونٹنٹ جنرل مقرر ہوا۔ حسب الحکم سری حضور مہاراجہ صاحب بہادر و راجہ صاحب موصوف تعینات کئے گئے۔ بعد ازاں جب خزانہ صدر سری نگر میں اسامی خالی ہو گئی۔ تو سیکنڈ کلرک کے عہدے پر تعینات کئے گئے۔ اور کچھ عرصہ بعد رائے بہادر دیوان پنڈت شمبھو ناتھ صاحب کول گورنر کشمیر کی عنایت سے عہدہ ہیڈ کلرک پر ترقی پا گئے جس عہدہ سے جناب ممدوح نے ۱۵۔ ماگھ ۱۹۶۵ بکرمی میں پنشن بعنایت سرکار دولتمدار زاد اللہ اقبالہ وحشمتہٗ حاصل کی۔ اور اپنا زمانہ یاد الٰہی میں یا تصانیف کتب مذہبی میں صرف کرتے ہیں آپکا تصنیف کیا ہوا اسدا ماچیتر چھپ چکا ہے۔ اور رامائن منظوم کا مسودہ بھی چھپائے جانے کے لئے تیار ہو رہا ہے۔ آپ کے خدمات کی مختصر فہرست بطور ضمیمہ نمبر ۴ درج ہے۔[1]

میرے والدہ پنڈت ہر نرائن صاحب زتشی کوتوال و مجسٹریٹ مقام ساگر ممالک متوسط کی اولی تھیں[a]۔ اور پنڈت بدری ناتھ صاحب زتشی اہلکار ریاست بھرت پور کی

---

[a] آپ نے ایک بنگلہ ساگر کے مقام پر جہیز میں دیا تھا۔ علاوہ اسکے پانچ ہزار روپیہ نقد بطور لوازمہ علاوہ زیورات وغیرہ کے شادی کے موقعہ پر دیا تھا۔ مگر ہمارے نانا صاحب پنڈت بدری ناتھ صاحب زتشی بعد ازاں بنگلہ فروخت کر کے اُسکا روپیہ اپنے تصرف میں لے آئے۔ اور آپ اُس بنگلے کے کرایہ کا فائدہ صرف چند سال ہی اُٹھا سکے۔ زتشی خاندان کشمیر اور ہندوستان و پنجاب میں اعلےٰ درجے کے خاندانوں میں گنا جاتا ہے۔ کرنیل کرنا کشن صاحب زتشی بھرت پور کی ریاست میں امپریل سروس کے کمان افسر تھے۔ اور آپ ڈائمنڈ جوبلی کے موقعہ پر ملکہ قیصرہ ہند کی خدمت میں منجانب ریاست منتخب کر کے بھیجے گئے۔ پنڈت رادھے ناتھ صاحب زتشی ریاست گوالیار میں تحصیلدار تھے۔ اور اور اُس خاندان کے ممبران مختلف عہدہ ہائے جلیلہ پر

صاحبزادی تھیں۔ میرے بڑے بھائی پنڈت جگموہن ناتھ صاحب کول بمقام امرتسر جبکہ میرے
دادا صاحب وہاں ضلعے کے محافظ دفتر تھے۔ پیدا ہوئے۔ اسکے بعد پانچ سال تک کوئی
اولاد میری والدہ کو نہیں ہوئی۔ جب ہمارا خاندان آگرے کے مقام پر تھا اور جناب
قبلہ والدین کو میں ماسٹر[1] صاحب کہا کرتا ہوں سینٹ پیٹرز کالج رومن کیتھولک آگرہ میں
انگریزی اقلیدس حساب ولیٹن وغیرہ علوم میں تعلیم پاتے تھے۔ انہوں نے نیلہ کنٹھ مہادیو
کی واقعہ آگرہ چالیس چوکیان وسے کہ میری پیدائش کی خواستگاری کی۔ چنانچہ یہہ احقر
اسوج بدی چوتھ مطابق ۲۳۔ بھادون سنہ ۱۹۲۲ء (۱۳۔ اگست سنہ ۱۸۶۵ء) کو بمقام آگرہ
کوچہ مائی تھان متصل گڑمنڈی دس بجے رات کے پیدا ہوا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پیدائش سے
چند روز پہلے گھر میں روپیہ کی بہت قلت تھی۔ مگر جناب دادا صاحب نے ایک ہنڈوی
بھیجدی۔ کہ جس سے میری پیدائش کے اخراجات میں سہولیت واقعہ ہوئی۔ اور میرا قدم
مبارک خیال کیا گیا۔ حسب رواج ہندوان مقامی جوتشی نے میرا جنم پتر تیار کیا۔ اور میری
ولادت کے نسبت فرخ فال ہونے کی تعریف کی اور یہہ کہ یہہ نامور اور شہرۂ آفاق ہوگا۔
جس پنڈت نے یہہ جنم پتر تیار کیا۔ اسکا نام میرے والد کو یاد نہیں۔ مگر وہ فرماتے ہیں۔
کہ وہ ایک ہندوستانی برہمن آگرے کا مشہور اوڑھا جوتشی تھا۔ میرا نام مشہور کرنے والا ان

بقیہ حاشیہ صفحہ ( ) ہندوستان و پنجاب پر مامور ہیں کشمیر میں پنڈت [illegible] جوتشی [illegible]
پنڈت ناتھ جوتشی انکے والد وغیرہ کا خاندان بہت معزز عہدوں پر [illegible] کشمیر [illegible]
ماموں پنڈت پران ناتھ صاحب زتشی بھرت پور میں صیغہ پولیس میں [illegible]
ملکہ وکٹوریہ انگلستان و ہندوستان کی بھی ملکہ تھی۔ اور مسٹر [illegible]
نہیں کرتی۔ اس شہر کے صوبے کے لفٹنٹ گورنر تھے۔ جو اس زمانے میں [illegible]
نام سے مشہور تھا۔ اور اب ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے نام سے مشہور ہے۔

[1] جس زمانے میں آپ سرونج میں تھے۔ تو وہاں کے طالب علم جناب قبلہ کو ماسٹر صاحب [illegible]
تھے۔ اس وجہ سے بجائے بھائی یا ان جی کے میں انکو اکثر ماسٹر صاحب پکارا کرتا ہوں۔

اندر کشن اکاش اور پریم کی دو دیوتاؤں کے نام سے مرکب بنایا گیا۔ اور یہہ نام نہ صرف
ہمارے قوم بلکہ دیگر اقوام میں بھی اس جوڑ کا نہیں تھا۔ چونکہ یہہ انوکھا تھا۔ تو اس
واسطے بہت دل پسند ہوا۔ میرے بعد کئی ایک رشتہ داروں اور ہمارے قوم میں بہت
سے لوگوں نے اپنے لڑکوں کا یہہ نام رکھا۔ یوم پیدائش سے میں لگاتار روتا رہا۔ ٹوٹکے وغیرہ
کرنے سے جب کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو جوتشی سے سبب دریافت کیا گیا۔ جس نے بیان
کیا۔ کہ اسکے جنم پترے میں ایک گرہ ہے۔ جسکے باعث سے یہہ برابر چھ مہینے روتا رہیگا۔
اس عرصے کے گذرنے کے بعد یہہ خود بخود معمولی بچوں کی طرح زندگی بسر کریگا چنانچہ
کہتے ہیں۔ کہ کھیر چٹانے کے دن سے میں اس قسم کی رونے دھونے سے باز رہا۔
آگرے سے میرے والد دہلی آئے۔ ۱½ برس کی عمر میں مجھے اسقدر ماتا نکلی۔ کہ میری
زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ اور زمین پر پانی کے مٹکوں کے سامنے ماتا کے رجھانے
کے لئے ڈال دیا۔ اسوقت سے ماتا ڈھ گئی۔ اور میں اچھا ہو گیا۔ +

میرے والد کو کپتان جے۔ آر۔ میور صاحب نے ریاست سروہی میں آتالیقی
مہاراج کمار اور ہیڈ ماسٹری مدرسہ امید سنگھ کے واسطے طلب کیا۔ چنانچہ ہم سب لوگ
اونٹ گاڑیوں پر سوار ہو کر سروہی چلے گئے۔ اور وہاں میرے والد پڑھاتے رہے۔ یہاں کے
مدرسہ نے تھوڑے عرصے میں بڑی ترقی حاصل کی۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کہ جب میور صاحب
میرے والد کے پاس [illegible] کے لئے آئے۔ تو وہ نتیجہ تعلیم سے بہت خوش ہوئے
[illegible] اے۔ بی۔ سی۔ [illegible] انگریزی حروف
[illegible] جب کپتان میور صاحب [illegible] امتحان لینے سے فارغ ہوئے
[illegible] ۲۶ حرف سنوا دئیے۔ [illegible] کپتان صاحب نے
[illegible] کہکے فرمایا۔ کہ [illegible] تمہارا استاد
[illegible] ملا کر ایک تاریخ ساعت احسن کو بتے خوبصورت
[illegible] پہلی مرتبہ اناج کھلاتے ہیں۔ اور اس
[illegible] کہتے ہیں۔

ایسا ہے۔ کہ جس نے طوطوں جیسے حیوانوں کو بھی پڑھا دیا۔ پس تم لوگوں کو یہہ کیا کچھ
نہ برق کر دیگا۔ بشرطیکہ تم لوگ تعلیم کی طرف توجہ کرو۔ یہہ کپتان صاحب لارڈ میور
صاحب لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کے صاحبزادے تھے۔ اور ایجنٹ گورنر
جنرل۔ راجپوتانہ کرنیل بیلے صاحب کے خویش تھے۔ اور ماسٹر صاحب کو اکثر انگریزیا
لڑکے کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ ✤

یہان ایک مرتبہ ایک بڑا انگریزی و شاستری دان پرمہنس بنارس
سے آیا تھا جو اپنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھاتا تھا۔ بلکہ دوسرے کے ہاتھ سے جو کچھ
ملے کھاتا تھا۔ اور برہنہ رہتا تھا۔ آپ نے میرے نسبت عمدہ الفاظ میں پیشین گوئیاں
کیں۔ یہہ شخص کہا جاتا ہے۔ کہ دکھنی پنڈت قوم کا تھا۔ بعد ازان یہہ شخص رڑکی کے
مقام پر جہان میرے والد نیا مدرسہ کھولنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ آیا۔
اور پھر میرے دادا صاحب سے کوہ آبو پر کوتوالی میں ملاقات کی۔ جہان کہتے ہیں
اُس نے ۲۰ سیر کا ایک گھڑا دودھ کا غٹ غٹ کر کے پی لیا تھا اور صاحب
کشف و کرامات تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ وہ بشکل شیر مندر نارائن جی میں جو اجہہ
برہمناں جو وہان پوجا کرتے تھے نمودار ہوئے۔ سروہی سے ہم لوگ جودھپور آئے
یہان ایک محل سرکاری میں رہا کرتے تھے۔ جسکا نام جوگنی بال تھا۔ اس مکان کے
بالاخانے پر ایک ہنومان کی مورتی بنی ہوئی تھی۔ جس کی ہمارے دادا صاحب روزمرہ
پوجا کرتے تھے۔ اور اکثر میں اور میرا بھائی اور میری پھوپھی[1] موسومہ مہارانی مع
لاڈو جو اُسکی دختر تھی جو اُن دنوں میں وہیں تھی۔ ہم تماشا دیکھا کرتے تھے۔ صحن
میں ایک سیاہ گوش پنجرے میں بند تھا۔ اُسکو کنکریاں مار کر دل بہلایا کرتے تھے

[1] پنڈت شیو پرشاد صاحب وانچو پنشن یافتہ ہیڈ کلرک اگزیکیوٹیو انجینیر فیض آباد میرے پھوپھا
تھے۔ چونکہ اُنکے والد پنڈت درگا پرشاد صاحب وانچو تحصیلدار لاہور خدمات سرکار انگریزی
انجام دیتے میں انتقال کر گئے۔ اسواسطے کرنیل ڈیوس صاحب جو بعد میں فنانشل کمشنر پنجاب ہوئے
اس خاندان کے مربی تھے۔ ✤

ایک حصہ محل میں بھیّا فیض اللہ خان رہتے تھے۔ کبھی کبھی اُن کے گھر چلے جاتے تھے۔ وہ بڑی محبت سے پیش آتے تھے۔ اور کھانے پینے کی چیز دیا کرتے تھے۔ وہاں جیون ہار ایک مرتبہ ہوا۔ اسکے صحن میں قریباً دس ہزار برہمنوں کو گنتی کے لڈو تقسیم کیے گئے۔ ایک ایک لڈو[1] پاؤ پاؤ بھر کا تھا۔ دسہرے کے دن بھینسے کی قربانی وہاں

[1] پانچ ٹوکرہ لڈو کے آئے پیٹ بھر کے خود کھائے۔ اور چیلوں اور چیلیوں خدمتگار و خادمہ کو کھلائے۔ ناچ کود کے خوب مزے اوڑائے۔ یہہ جیون ہار کے موقعہ کا تماشا قابل دید تھا۔ لڈوں کے ٹوکروں کی لوٹنے والوں پر بانسوں کی بھرمار۔ لڈوں کے ٹوکروں کا لاتے لاتے اُڑ جانا باوجود اسکے کہ پھاٹک بند کی گئی تھی۔ اور برہمنوں کو سلیقہ سے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور سیڑھیاں لگا کر لڈوں کے پہونچانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور ہر قدم پر برقنداز۔ چوکیدار۔ چپراسی۔ اردلی۔ چوبدار اور سپاہی کھڑے ہوئے تھے۔ کہ کسی طرح کی لوٹ کھسوٹ نہ ہو۔ اور بانٹنے والوں کی تعداد بھی اس سلیقہ سے کام کر رہی تھی۔ کہ کسی کی شکایت کانوں کان سنائی نہ دے۔ پھر بھی یہہ حال تھا۔ کہ کہیں برہمن دیوتا یہہ پکار رہے تھے۔ کہ مہا کو نہیں دیو۔ مہا کو بھول گیو چھے۔ لال جی مہاراج مہا کو بھی دو۔ کوئی لڈو ہڑپ کر کے مانگتا تھا۔ کہ مہا کو تھوڑو دیو چھے۔ مہا کو اور لاڈو دیو۔ کوئی اپنی دھوتی میں۔ کوئی انگوچھے میں۔ کوئی رومال میں . . . . . کوئی کمری کی جیب میں لڈو غائب کر لیتا تھا۔ کہیں لڈوں کا چھپانا۔ کہیں تقسیم کنندگان کی للکار۔ کہیں ہنون کی زیادتی۔ کہیں تقسیم کنندگان کی عنایت و رعایت۔ کہیں برہمن دیوتا بغلوں میں جوتیاں ہاتھ میں لڈو کے طلبگار۔ کہیں چھینے والے برہمنوں کی آپس میں چھین جھپٹ اور ریل پیل۔ اور آنا تانی۔ اور اینچا تانی۔ دھکم دھکی۔ دھکا دھکی کوئی ٹوکروں میں سے لڈو نکو اڑا لیتا۔ چھینا جھپٹی سے۔ ٹوکرا گرنے سے کوئی لڈوں کا چور رہ ہاتھوں سے لپک جھپک کر لینا۔ بعضوں کا منہ کھول کر لڈوں کا زمین پر سے اٹھانا عجیب سماں دکھاتا تھا۔ کسیکو چوکیدار لٹھ لگاتے تھے۔ کہیں دم دلاسے سے بٹھاتے تھے۔ غرض کہ یہہ عجب رنگ ڈھنگ اور ہر لوٹنگ مچی ہوئی تھی۔ جسکو دیکھ کر طبیعت کو مسرت معلوم ہوتی تھی۔ اور ہم بچوں کو کھیل دکھائی دیتا تھا۔ یہہ وہاں کی مہارانی صاحبہ کا چار رسالی کا مرقعہ تھا۔ ✤

کالی کے مندر میں ایک تلوار کے زد سے کی جاتی ہے۔ مجھے ایک مرتبہ اس قربانی کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ایک تلوار کے وار میں ایک نوجوان راجپوت نے بھینسے کا سر تن سے جُدا کر دیا۔ خون کے فوّارے چلنے لگے۔ اور جے کالی جے کالی کے نعرے بلند ہو گئے۔ اگر ایک وار میں بھینسے کا سر تن سے جدا نہ ہو۔ تو اُس کو فال نیک نہیں لیا جاتا ہے۔ +

سمت ۱۹۲۵ میں وہاں سخت قحط پڑا۔ ہمکو سرکار سے رسدیں آیا کرتی تھیں۔ وہاں نہ صرف اناج کا قحط پڑتا ہے۔ بلکہ پانی کا بھی۔ آنا ساگر سے چھٹیوں پر شترہ گرٹھوں میں اہل کاروں کو پانی ملا کرتا ہے۔ خلقت گلاب ساگر اور رانی ساگر کا پانی استعمال کرتی ہے۔ جو کہ ایام بارش میں جمع ہو جاتا ہے۔ جودھ پور میں قندھاری انار کا ایک باغ ہے۔ جو تمام راجپوتانے میں نایاب ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایک جادوگر نے لگایا تھا۔ جسکو مروا ڈالنے کی وجہ سے اب تک یہہ باغ قایم ہے۔ قحط کے زمانے میں دو چار لڑکے اور تین چار لڑکیاں پرورش کے لیئے سپرد کئے گئے۔ جو ہمارے کھیل کے ہم جلیس ہوا کرتے تھے۔ +

میری والدہ وہاں پر تپ دق میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئی۔ اور میری ستسکار کے موقعہ پر پنڈت لعل جی پرشاد گرو منڈوا اور کشن گرو کو دہلی سے بلوایا گیا۔ اور ہم دونوں بھائیوں کی رسم زنار بندی ادا کی گئی۔ اُنکے مرنے کے دن علے الصباح مجھے اپنے والدہ کے سامنے لے گئے جنہوں نے مجھے پیار کیا۔ اور کہا میں چند یوم کے لئے گنگا جی نہانے کے لئے جاتی ہوں اور تمکو ان سب کے سپرد کرتی ہوں تم خوش رہنا۔ تمہارے واسطے بہت سی چیزیں لاؤنگی اور تمکو دکھلاؤنگی۔ چنانچہ جب اُنکی ارتھی لے گئے تو میں نے اور میری پھوپھی زاد بہن نے اُن کی ارتھی کو دیکھا۔ میرا بڑا بھائی پنڈت جگموہن ناتھ ساتھ تھا۔ ہم نے بجائے رونے کے خوشی منائی۔ مگر جب داہ دیکر آئے اور والدہ کو میں نے نہ پایا۔ تو اپنی دادی سے۔ اُن کی بابت پوچھا۔ تو مجھکو کہا گیا۔ کہ کل آ دینگی۔ اور یہہ کل مثل سراب کے تھا۔ کہ جوں جوں ہم اس کل کے نزدیک پہونچتے تھے۔ اُس کل کی کل بکلی میں مبدل ہو جاتی تھی۔ میرے بھائی پنڈت جگموہن ناتھ کی

شادی چمار والوں کے ہاں ہنا ہی تھی اسوجہ سے جودھپور سے دہلی روانہ ہو گئے۔

اجمیر[1] میں ایک برہما جی کا مندر ہے۔ برہما جی کا مندر ہندوستان میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ اور لکشمی نراین کی مورتی جسکو مہا لکشمی پاؤں دباتی ہیں وہ بھی ہاں دیکھنے میں آئیں۔ یہاں ایک جھیل ہے۔ جسکا نام پشکر راج ہے۔ یہ مقام سب تیرتھوں کا راجہ ہے۔ یہاں پوجا کروائی جاتی ہے۔ یہاں ایک پنڈت نے ہم سے دو چار آنے ٹھگ لئے۔ پونگی پھلم دو تیر لگائے۔ پس یہ کلمہ مسکرا مسکرا کر کہکر کئی ٹکے رکھوا لئے۔ جب ہمارے پاس پیسے ختم ہو چکے تو اُس پنڈے نے کہا۔ کہ ابھی بڑی پوجا کرنی ہے۔ اور پیسے لاؤ۔ ہم نے پوچھا کہ اُس پوجا کا کیا نام ہے؟ کہا۔ کہ شنو دیبی راوشٹائی آپو اونتو پی تیبہ۔ اور کہا۔ کہ تمہیں یاد نہیں رہیگا۔ کہو کہ شنو دیبی کے پوجا کے واسطے ٹکے درکار ہیں۔ دو چار آنے اس طور پہ اور مل گئے۔ مگر پھر بھی باز نہ آیا۔ پھر دادا صاحب نے ایک للکار سنائی۔ تو سب بدمعاشی ہو گیا۔ میری عمر اُس زمانے میں قریباً پانچ برس کی تھی۔ اور میرے بڑے بھائی قریباً آٹھ یا نو برس کے تھے۔

دہلی پہونچے۔ تو چمار والوں نے لڑکی دینے سے انکار کر دیا۔ اور میری نقل ناگپور والوں کے ہاں گئی۔ اُنکے خاندان سے تو نہیں۔ مگر پنڈت رتن لعل صاحب کہار ہیڈ منشی آف ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کے منجھلی بیٹی سے میری نقل سنا لقت

[1] یہاں خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ ہے چشتی صاحب اکبر بادشاہ ہندوستان کے پیر تھے۔ اور بادشاہ پاپیادہ فتحپور سیکری سے چشتی صاحب کے سلام کو حاضر ہوا کرتا تھا۔ یہاں عرائضات پیش کیجاتی ہیں منتیں اور نذریں مانی جاتی ہیں۔ جب کسی کی مراد پوری ہوتی ہے۔ تو دیگی پلاؤ نذر کے ادائگی میں درگاہ میں پیش ہو جاتا ہے۔ یہاں پانچ سیر سے تین سو من تک کی دیگ ہے۔ ہندوستان میں ہندو لوگ بھی اس درگاہ کو مانتے ہیں۔ اور ہزار ہا روپئے زر و زیور وغیرہ یہاں چڑھایا جاتا ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں کو جب عرضیاں دیتے دیکھا۔ تو میں نے ایک مجاور سے پوچھا۔ "این چہ معنی دارد" جواب دیا۔ کہ جس شخص کی جو خواہش ہوتی ہے۔ اس کے حصول کے لئے یہاں مرد و زن اپنی عرضیاں پیش کرتے ہیں۔ اور اپنی مراد پاتے ہیں۔ میں سنکر چپ ہو رہا۔

کھاگئی - اور شادی کے لئے زبان دیدی گئی - +

دہلی سے ہم لاہور آگئے - لاہور میں دیوان شنکر ناتھ صاحب کے وساطت سے میرے بڑے بھائی کی شادی پنڈت سیتا رام صاحب ٹھسو جو مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے ہاں دس روپیہ روز کے اہلکار تھے - اُن کی بڑی لڑکی سے قرار پاگئی - رائے پنڈت پریم ناتھ صاحب بہادر اُس زمانے میں اکزامنر پبلک ورکس پنجاب کے دفتر میں ہیڈ اکونٹنٹ تھے - نواک[1] بڑی دھوم دھام سے دیا گیا - مٹھائی بجائے تھالوں کے ٹوکروں میں نکالی گئی - اب کُل برادری اہل لاہور ہمارے جانب سے دعوت میں شریک ہوئے - لاہور سے ہم پھر دہلی گئے - وہاں میری شادی سرانجام پائی - دیوان بیجناتھ صاحب کا مکان دہلی میں ہمارا شادی خانہ تھا - کہاروالے راجہ دینا ناتھ کی حویلی میں مقیم تھے - وہ مکان ہاکہروالوں نے خرید لیا ہے - جس دن مہندی کی دعوت ہمارے یہاں تھی - تو اُسدن دس پندرہ اور گھروں نے شیرینی سبیل کی دعوت دی تھی - ہمارے ہاں کچّی رسوئی تھی - اتفاق سے تیسرے پہر کے وقت ایسی سخت بارش ہوئی - کہ شیرینی سبیل کرنے والوں کی ضیافت ملیامیل ہوگئی - مگر بعد میں آٹھ نو بجے کے قریب مطلع صاف ہوگیا - ایک عزیز نے کُل اہل برادری کو ہمارے گھر میں کھانے کی تحریک کی - یہاں کھانا صرف سو پچاس آدمی کا تیار تھا - مگر ضیافت سب کی گئی تھی - اس خیال سے کہ برادری مختلف گھروں میں تقسیم ہو جائیگی - جب اُمید سے زیادہ برادری والے آن پہنچے تو پنڈت راجہ رام اُستاد اور تلوک چند رسوئیدار کی ہمت قابل تعریف ہے کہ اُنہوں نے فوراً گھی - چاول اور مصالحہ سے کرامات دکھائی - تین بلائے تیرہ آئے - دیے دال میں پانی کا مسئلہ پیش آیا - گھی میں مصالحہ ڈالکر روغن جوش اور قلیہ کی دیگیں تیار ہوگئیں - اور چاول کی دیگیں جونہی بھٹی پر سے اُتریں - بس فوراً ضیافت کا عمدہ سامان تیار ہوگیا - بجائے سُبکی کے ہمارا نیک نام ہوگیا - اور ہماری غریبی چھپ گئی - دعوت کا کھانا

---

[1] نواک کشمیری زبان میں رسومات یعنی نسبت و ناطہ کو کہتے ہیں جسکو پنجابی میں منگنی کہتے ہیں - +

عمدہ تیار ہوا تھا سب اہلِ برادری آ گئے۔ اور بعد پہونچنے طعام کی سب نے تعریف کی ۔
دہلی سے لاہور آئے یہاں میرے بڑے بھائی کی شادی سرانجام پائی ۔ +

لاہور سے سیالکوٹ گئے ۔ اس زمانے میں یکوں پر سیالکوٹ جایا کرتے تھے۔ یہاں ہمکو پنڈت مہتاب رائے صاحب ہنٹر و محافظ دفتر کی صاحبزادی موعودہ والدہ کی صورت میں ملی۔ اُسوقت میری عمر چھ سال کی تھی۔ ہم اپنی والدہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور اس قدر عرصے کی غیر حاضری کی بہت شکایت کی۔ +

سیالکوٹ سے لاہور پھر آئے۔ یہاں جناب قبلہ وکعبہ مدظلہ محکمہ پبلک ورکس پنجاب میں ملازم ہوئے۔ میرا بڑا بھائی مشن اسکول میں جو اُس زمانے میں رنگ محل کھولا گیا تھا۔ داخل کیا گیا۔ میں بھی کچھ دن اُس مدرسہ میں پڑھتا رہا۔ پنڈت ایشری پرشاد کے وچھووالی والے ہندو اسکول میں کچھ مہینے پڑھا۔ بعد ازاں سوتر منڈی کے ہندو اسکول میں جو سری مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب کی عنایت سے قایم ہوا تھا۔ داخل ہوا۔ وہاں بابو گنگا دین ہیڈ ماسٹر۔ پنڈت گنیش شاستری پنڈت اور لالہ گلاب سنگھ جو بعد میں رائے صاحب گلاب سنگھ اینڈ سنز گورنمنٹ پبلشر ہوئے۔ ہمارے اُستاد تھے۔ یہاں سے اُٹھکر راجہ دینا ناتھ صاحب کے مکتب میں تعلیم پائی۔ اور آخر میں گورنمنٹ اسکول لاہور میں مجھکو داخل کر دیا گیا۔ جہاں میں اپنی جماعت میں اول رہتا رہا۔ اور میری نام کی کتابیں جب میں یہاں سے لکھنؤ چلا گیا۔ تو مسٹر جے۔ ڈی سٹینبر صاحب بہادر نے وہیں مجھکو بھیجدیں۔ +

اس عرصے میں فیض آباد جانے کا بھی موقعہ ہوا۔ وہاں میں ایک پانڈے کے ہاں تعلیم کے لئے بٹھلایا گیا۔ جب میں گھر سے پانڈے کے ہاں ایکدفعہ جا رہا تھا۔ تو ایک بندر کو میں نے ہنسی کے طور پر ٹھیکری ماری۔ وہ کچھ کھا رہا تھا۔ جب وہ اُس سے فارغ ہوا۔ اور ہمارا پانڈا کہیں باہر تھا۔ تو بندر صاحب تشریف لائے۔ ہم دو چار لڑکے تھے۔ ہراساں ہو گئے۔ اس نے میرا بستہ بغل میں مار لیا۔ اور چھلانگ مار کر پالا خانے پر چڑھ گیا۔ بستے میں سے کتابیں نکالیں اور ورق پھاڑ پھاڑ کر

کوکو کی آواز کے ساتھ نیچے پھینکنے لگا - ایک لڑکے نے کہا کہ گھر جاؤ چنے کی پوٹلی لاؤ - اس کو دکھاؤ - تو یہہ خود تمکو بستہ دیدیگا - چنانچہ ایسا کرنے پر اس کا کہا صحیح نکلا - +

دربارِ قیصری[1] کے موقعہ پر دہلی گئے - ہمارے بھائی نواب صاحب پاٹوڈی کے ہمراہیوں میں پنڈت کشن لعل صاحب کول وکیل جاگیردار ریاست پاٹوڈی دربار قیصری کے چبوترے پر بیٹھے اور میں اپنے والد کے ہمراہ بگھی میں باہر سے تماشا دیکھتا رہا - دہلی سے لاہور آئے - پھر اپنے بڑے بھائی کے ہمراہ جے پور وغیرہ گئے - جب پھر لاہور واپس آئے تو یہاں ہمارے بھائی نے - رتن چند داڑھی والے کے تالاب میں

[1] دہلی میں ایک ہلالی شکل کا عالیشان چبوترہ درباری مہاراجگان - راجگان ونوابان کے نشست وغیرہ کے لئے تیار - واتھا - جسمیں ایک چبوترہ بنایا گیا تھا جسپر والیسرائے صاحب بہادر معہ جملہ گورنران ولفٹنٹ گورنران ودیگر صاحبان عالیشان اراکین دولت تشریف فرما تھے - باہر ایکطرف ہاتھیوں کی قطار گھوڑوں - بگیوں - فیٹنس - تام جام ہوادار وغیرہ قرینہ سے لین لگائے کھڑی تھے - جب کوئی مہاراجہ یا نواب پہونچتا تھا - توشلک ہوتی تھی - جب جلسہ شروع ہوا تو ۱۰۱ توپ کی سلامی ہوئی - باجا بجا - دیگر اور کھیلیں ہوئیں - دو تین گھنٹہ میں جلسہ ختم ہوا - یہہ جلسہ قابل دید تھا اور ہم شب کو گھر آئے - سر جنیفور مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر والئی جموں وکشمیر زینت ہا معہ میان صاحب کلاں بہادر و میان رام سنگھ و میان امر سنگھ صاحب بہادر رونق بخش جلسہ قیصریہ تھے جسقدر ارباب قوم اُس زمانہ میں دہلی میں آئے تھے - اونہوں نے بالاتفاق بذریعہ دیوان جوالا سہائے صاحب و دیوان کرپا رام صاحب و دیوان اننت رام صاحب وغیرہ بارگاہ مہاراجہ صاحب بہادر میں نذر پیش کرنے اور ڈالی گذرانے کے واسطے انتظام کیا چنانچہ جب ڈالی پیش کی گئی تو سرکار نے سیب کے ڈالی کی طرف دیکھکر فرمایا - کہ یہہ ہمارے ملک کا میوہ ہے - اُس پر پنڈت پریم کرشن صاحب شوپوری نے فرمایا - کہ سرکار اس میوے کی قدر ہندوستان میں ہی ہوتی ہے - سرکار یہہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے - اور فرمایا کہ ہمیں تم بھی قدر دان ہیں - آپ لوگ کشمیر آؤ تو پرورش کیجائے گی - چنانچہ اس ارشاد کا کئی ایک اصحاب قوم نے فائدہ اٹھایا - اور بڑے معزز عہدے حاصل کئے - +

جو بیرون شاہ عالمی دروازہ واقعہ ہے۔ چند دوستوں کے ساتھ نہاتے ہوئے غوطہ کھا کر دفعتاً انتقال کیا۔ اور وہ ہمکو داغ حسرت دے گیا۔ +

لہ لاہور سے میں اپنے والد کے ساتھ اپنے سسرال والوں کی شادی میں لکھنؤ گیا۔ لکھنؤ سے واپس آنکر کل گھر کے ساتھ ہم پھر لکھنؤ گئے۔ میں کیننگ کالج میں پڑھتا رہا۔ یہاں میں نے مٹریکولیشن امتحان اول درجے میں پاس کیا۔ وہاں سے اوناؤ آئے۔ یہاں کچھ مہینے پڑھتا رہا۔ اوناؤ سے دہلی آئے۔ یہاں گورنمنٹ سکول میں تعلیم پائی۔ بعد انفراغ امتحان انٹرنس بعنایت اپنے چچا پنڈت کشن لعل صاحب کول وکیل منیجر ریاست پاٹوڈی کے دہلی کی کمشنری میں ملازم ہو گیا۔ یہاں پنڈت گوپی کشن صاحب کول نے ہمارے گھر میں جنم لے لیا۔ جو میرا بڑا بیٹا ہے۔ +

جب دیوان بدری ناتھ صاحب مدن گورنر کشمیر اپنے پوتے کی شادی کرنے دہلی تشریف لے آئے مجھے جناب قبلہ دیوان جانکی پرشاد صاحب مدن جو میرے رشتہ میں موسا تھے۔ اپنے ساتھ جموں لے آئے۔ دیوان صاحب اُس زمانے میں سکرٹری عدالت العالیہ تھے۔ راجہ سر امر سنگھ صاحب بہادر جنت آشیانی اُس زمانے میں جموں تشریف رکھتے تھے۔ مگر سر حضور سرکار والا مدار بمعہ جملہ اراکین دولت کشمیر میں تھے۔ دس پندرہ دن کی حاضری کے بعد میرے لئے سری رنبیر کالج جموں میں چھٹے ماسٹر کا عہدہ تجویز کیا گیا جس کی تنخواہ اسی (۸۰) روپیہ جلکی لینے پچاس روپیہ ماہوار تھی۔ کالج کی نئی سکیم پر مجھکو چوتھے ماسٹر کا عہدہ ملا۔ یہاں ایک مرتبہ کیا ہوا۔ کہ ایک مدرسے کے منشی صاحب اپنے بھائی کو ملازم کرانا چاہتے تھے۔ دیوان لچھمن داس صاحب مرحوم اُس زمانے میں پریذیڈنٹ کونسل تھے۔ مجھے قریباً دو سال ملازمت میں ہو چکے تھے۔

لہ پنڈت شام لعل کو بارہ برس کی سالگرہ کی شادی تھی۔ یہ صاحب سنٹرل انڈیا کے تمام طلبا میں اول تھے۔ اور سر لیپل گریفن صاحب آنریبل ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا کے دست مبارک سے تمغہ طلائی حاصل کیا۔ آپ بطور خاص اسسٹنٹ اوپیم ایجنٹ مقرر کئے گئے بعد ازاں ریاست گوالیار میں بعہدہ مجسٹریٹ درجہ اول مامور رہے۔ +

ایک دن اچانک ایک کمیٹی[۱] کے طور پر چند اہلکاران ذی شان میرا اور میرے حریف کا امتحان لینے آئے۔ لیکن اپنی خوش قسمتی سے میں کامیاب نکلا۔ اور مسٹر رتشی رکھ دیجی بیرسٹرایٹ لا نے بحیثیت سیکرٹری میری لیاقت تسلیم کی۔ اور بجائے اس کے کہ میں نالائق ٹھہرایا جاتا۔ میرے لئے نیکنامی کا باعث وہ امتحان نکلا۔ اس زمانہ میں دیوان جانکی پرشاد صاحب گورنر کشمیر تھے۔ +

جب دیوان جانکی پرشاد صاحب مدن جموں میں بعنایت سرکار حضور سرکار والا مدار اور سر بلوڈن صاحب بہادر رزیڈنٹ کشمیر تشریف لائے۔ تو پہلے اکونٹنٹ جنرل کا عہدہ ملا۔ اور بعد ازاں ممبر کونسل صیغہ متفرقہ (جو بعد میں جنرل اور ہوم[۲] ڈیپارٹمنٹ کے نام سے نامزد رہا) مقرر کئے گئے۔ یہاں میرے لئے عہدہ (سپرنٹنڈنٹی) سررشتہ داری تجویز ہوا۔ اور سو روپیہ (۱۰۰) چلکی ماہوار تنخواہ پر مجھے مدرسے سے طلب فرمایا۔ جب دیوان صاحب کو عہدہ سپرنٹنڈنٹ دھرم آرتھ و توشخانہ دیا گیا۔ اور عملہ متفرقہ ممبری کا عارضی طور پر مختلف ممبران میں تقسیم ہوا۔ تو راجہ سر امر سنگھ صاحب بہادر اور راجہ سورج کول صاحب اور رائے بہادر بھاگ رام صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ کی تجویز سے میں کچھ عرصے محکمہ مشیر مال میں رکھا گیا۔ اور جب خان بہادر غلام محی الدین خان جو برٹش انڈیا آرڈر سے سرکار انگریزی سے فیض یاب ہو چکے تھے۔ جو اُن کو بجلدوی حسن خدمات کا مل عطا ہوا تھا۔ پنجاب سے ریاست ہذا میں بعہدہ ممبر کونسل جنرل ڈیپارٹمنٹ تشریف لائے۔ تو مسٹر راجہ سورج کول صاحب نے اپنے عہدہ سررشتہ داری پر جناب ممدوح کے خدمت میں بھیجدیا۔ یہاں میں نے دو ڈھائی برس رات دن جانفشانی سے کام کیا۔ اور خاص کام

[۱] اس کمیٹی کے اہلکاران کے یہ نام ہیں۔ بابو جگندر لوس۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایل۔ پنڈت موتی لعل کاچھو اکسٹرا جوڈیشل کمشنر پنجاب۔ منشی مہر علی۔ لالہ حضوری مل۔ بابو مہیش چندر بسواس۔ بابو پیارے موہن چٹرجی۔ +

[۲] اس زمانہ میں میری پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا اور میری دوسری شادی پنڈت کشن نراین صاحب کے لڑکی مترجم محکمہ ڈویژنل جج ملتان اور زمیندار ریاست بہاولپور کے ہاں ہو گئی۔ اسی عرصے میں مجھ پشاور اور فیروز آباد کی کیمپ اور مرید کی کیمپ اکسرسائز اور لارنس ہال میں جلسہ ہائے متعددہ میں شریک ہونے کا موقعہ ملا۔ +

کے لئے خاص انعامات حاصل کرتا رہا۔ بعد میں راجہ سورج کول صاحب کو محکمہ حساب کے لئے ایک اکونٹنٹ کی ضرورت ہوئی۔ مجھے عارضی طور پر لیا گیا۔ آر لوگن صاحب بہادر اکونٹنٹ جنرل پنجاب بطور فنانشل اکسپرٹ تشریف لائے۔ اُن کے لئے سالانہ حسابات وغیرہ کے سمجھانے میں اور تیاری رپورٹ میں امداد کلی دیتا رہا۔ اُس زمانے میں لارڈ ولینڈ ڈُن صاحب وائسرائے ہند سرکار دولت مدار مغفور کو عہدہ پریزیڈنٹ کونسل عطا کرنے کے لئے اور راجہ سر امر سنگھ صاحب کو وائس پریزیڈنٹ بنانے کے لئے تشریف لائے۔ اور مسٹر آر لوگن صاحب نے اپنے رپورٹ کی تیاری ہفتے عشرے کے اندر کروا لینے پر اصرار کیا۔ چنانچہ اُس زمانے میں قریباً دن رات کام کرنا پڑا۔ اور لوگن صاحب کی خوشنودی حکام بالا نے حاصل کی۔ +

جب مسٹر کیر نینڈر صاحب بہادر کنٹرولر آف اکونٹس مقرر ہو کر تشریف لائے۔ اور آپ کا عہدہ اکونٹنٹ جنرل تجویز ہوا۔ تو راجہ سورج کول صاحب نے خاص طور پر میری سپردگی صاحب بہادر کو کی۔ چھ مہینے کارگذاری و جانفشانی کے بعد جب میں نے محکمہ جنرل میں واپس جانا چاہا۔ (اُس زمانے میں رائے بہادر پنڈت بھاگ رام صاحب ممبر جنرل ڈیپارٹمنٹ تھے) جو علاوہ جوڈیشل ممبری و سکرٹیری کونسل کے یہ کام بھی انجام دیتے تھے۔ تو مسٹر کیر نینڈر صاحب بہادر نے اس وعدے پر اپنے ہاں رکھ لیا۔ کہ میری ہر طرح سے ترقی اور بہبودی کیجاوے گی۔ اور مثل اپنے بچوں کے میری پرورش ہوگی چنانچہ اس وعدے پر جسکا کچھ حصہ تحریری اور کچھ حصہ زبانی تھا۔ میں یہاں رہ گیا۔ مسٹر کیر نینڈر صاحب بہادر بعد یافت انعام جس کی تعداد قریباً آٹھ دس ہزار کے تھی۔ ریٹائر ہو گئے۔ یہ صاحب میرے بڑے بھاری مربی اور کرمفرما ہے۔ مسٹر ہیلز لی صاحب آپ کے جانشین مقرر ہو کر پنجاب سے تشریف لائے۔ آپ بھی میری کارگذاری اور لیاقت کے معترف رہے۔ اور میرے لئے ذاتی الاونس بیس روپیہ کا علاوہ تنخواہ منظوری کونسل و پریزیڈنٹ صاحب بہادر عطا فرمایا۔ +

۵۰۔ مسٹر جنرل راجہ سر امر سنگھ صاحب بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی کمانڈر انچیف ریاست جموں و کشمیر نے

آپ چونکہ قائم مقام تھے۔ اس واسطے گورنمنٹ نے مسٹر آئل۔ ای۔ پریچرڈ صاحب اکونٹنٹ
جنرل آسام کو اس عہدہ سے منتخب کر کے ریاست ہذا میں بھیجدیا۔ آپ قریب تین
سال کے اس ریاست میں رہے۔ میری انکے زمانہ میں کثرت کار پیشی سے بہت یادہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ( )۱۰۔ مارچ ۱۹۵۶ء کو اس جہان ناپائدار سے ملک جاودانی میں کوچ
کیا۔ اور آپ کی جاگیر رام نگر کشمیر کے متعلق جتقدر نقدی و جنسی حساب تھا۔ اس کا فیصلہ زیر ہندراجہ
رام سنگھ فنڈ میرے سپرد کیا گیا جس کو میں نے بلا کسی خاص معاوضہ کے سرانجام کو پہنچایا۔ اس
زمانہ میں میرا دل اس دنیا سے برداشتہ ہوگیا۔ اور پہلے تو میں ڈاکٹر تھو صاحب اور بعد ازاں ڈاکٹر
اور ڈاکٹر واسدیو صاحبان سے رجوع لایا۔ پھر گاندربل۔ پنڈلور وغیرہ گیا۔ اس سے بھی جب طبیعت
صاف نہیں ہوئی۔ تو احمد خان جو میرے نانا مال والے پنڈت کشمیر ناتھ زتشی کا قدیم ملازم تھا۔ وہ
مجھکو مختلف درگاہوں اور فقیر و فقرا کے پاس لے جاتا تھا۔ پھر آخر میں بابا رحمت اللہ شاہ قبلہ جو
سجادہ نشین درگاہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے تھے۔ اور موضع برتھنہ تحصیل خاص سرینگر میں رہتے
تھے۔ انکے حلقہ میں نام لکھوایا۔ یہ بڑے ممتاز شخص تھے۔ اور قریباً ۱۰۵ برس کی عمر میں آپ نے
انتقال کیا۔ لیکن اس سے بھی میرے دل کو تشفی نہیں ہوئی۔ آخرکار مسٹر پریچرڈ صاحب بہادر کے حکم
مطابق بمشورہ ڈاکٹر مترا صاحب میں چھ مہینے کی چھٹی لے کر لاہور گیا۔ اور یہاں پہونچکر رائے بہادر
پنڈت پریم ناتھ صاحب اگزامنر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ و ریلوے کے ہاں مقیم رہا۔ وہاں
شری ۱۰۸ سوامی سنت دیوجی مہاراج راجہ رشی سے کلمہ توحید حاصل کیا۔ اور جناب موصوف نے
دنیاوی تعلقات قائم رکھنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد میں راولپنڈی مسٹر پریچرڈ کے سلام کے
لیئے لائم ٹری ہوٹل میں حاضر ہوا۔ اور وہاں سے مرخص ہو کر کشمیر آیا۔ اس زمانہ میں میں پادری
ٹی۔ ایچ نوول صاحب بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے مصائب کا کچا چٹھا سنایا۔
آپ مجھے پادری بارٹن صاحب کے پاس گرجا میں لے گئے۔ اور پادری صاحب نے اس بات
یقین دلایا۔ کہ میری مصیبتوں کے زمانہ کا خاتمہ کیا جاویگا۔ اور سرکاری کام بخوش اسلوبی انجام
میں بہتری ہوگی۔ ÷

آپ کی عنایت سے بڑھ گئی اور بوجہ[سلہ] محنت شاقہ و جانفشانی اور دیگر بواعث میری طبیعت علیل ہو گئی - اس زمانہ میں مسٹر ریچرڈ صاحب اس نیازمند پر اس قدر مہربان تھے - کہ میرے لئے عہدہ چیف سپرنٹنڈنٹی کا تجویز کیا اور زبانی بھی بہت الطاف و کرم فرمایا - لیکن چند ضرورتیں ایسی پیش آئیں کہ جن سے حسب الارشاد جناب ممدوح مجھے چھ مہینے کی رخصت پر جانا پڑ گیا - اور وہ بات رہ گئی مسٹر بارٹن صاحب چیف سپرنٹنڈنٹ اس زمانہ میں تھے - آپ کی ظاہری عنایت بیقیاس تھی - اور ہمیشہ دلجوئی اور مہربانی سے پیش آیا کرتے تھے - مسٹر ایف - جی - ایچ اینڈرسن صاحب ڈپٹی اڈیٹر اور کنٹرولر جنرل انڈیا اکونٹنٹ جنرل کے عہدہ پر مسٹر ریچرڈ کے جانشین مقرر ہو کر تشریف لائے - آپ نے تو چند روز تین مہینے پی - اے - ڈبلیو - کے سیکشن کا کام سپرد کیا - اور بعد ازاں سیفر گنگی کے اکونٹس میرے سپرد کئے جسکا میں آجتک انچارج ہوں - +

مسٹر اینڈرسن صاحب قریباً چودہ[سلہ] مہینے رہے - اسکے بعد ڈی - ڈبلیو - سی کار صاحب تشریف لائے - جو اب تک اکونٹنٹ جنرل کے عہدہ سے پر رونق افروز ہیں - آپنے مجھے گنگی کے کام کا انچارج رکھا مسٹر اینڈرسن صاحب کے زمانے میں بخشش مواجب کی چند اسامیاں خالی ہوئیں - وہ سب مجھ سے ادنے اہلکاروں کو دی گئیں اور جب

سلہ اس زمانہ میں لارڈ کرزن صاحب بہادر نائب السلطنت ہند نے دربار قیصری دہلی میں ملک معظم کے تاجپوشی کے رسومات کے ادائگی میں بڑی تزک و شان و حشم سے منعقد فرمایا - مگر اس جلسہ میں راقم کو بوجہ علالت طبع شریک ہونے کا موقع نہیں ملا - +

سلہ آپ کے زمانہ نوشیروانی میں سرکیفور سرکار دالامدار زاد اللہ اقبالہٗ و عمرہٗ و علاؤہٗ کو لارڈ کرزن صاحب بہادر گورنر جنرل و وائسرائے کشور ہند نے پیشگاہ وزیر ہند صاحب سے منظوری منگوا کر اختیارات کامل نظام سلطنت عطا فرمائی - یہ جلسہ حصول اختیارات کا بمقام جموں ظہور میں آیا - +

سلہ آپ کے زمانے میں سرکیفور مہاراجہ صاحب بہادر والئی جموں و کشمیر کے مشکوے معلے میں شہزادہ صاحب پیدا ہوئے - مگر بیس دن کے قریب زندہ رہکر عالم بقا کو سدھار گئے - +

مسٹر کارسن صاحب تشریف لائے۔ میں جناب کی اسی عنایت کا مشکور رہوں گا کہ آپ نے میرے لڑکے پنڈت گوپی کشن کو سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ مسٹر میکمن صاحب سے سفارش کر کے سکنڈ کلرکی عہدہ دلوا دیا۔ جہاں وہ بعنایت حکام بالا دست پنڈت نرنجن ناتھ صاحب کول عارضی جو اُس دفتر کے چیف کلرک ہیں۔ اپنا کام سرانجام دیتا رہا۔ اور اب مستعفی ہو کر الہ آباد چلا گیا ہے۔ جہاں وہ ایک ساہوکار کے ہاں ایک معقول ملازمت کرتا ہے۔ میری خواہش تبدیلی پر صاحب بہادر ریذیڈنٹ نے مزید کرمفرمائی سے ایکدو مرتبہ قائم مقامی کے اعلے عہدہ بھی مجھے دیئے۔ مگر مجھے جس قدر ترقی یا انصاف اور حق رسی کی اُن سے تھی۔ وہ پوری نہ ہوئی ہے

خوان بیحد رم و لیک نہ جائے شکایت است
روزی ما ز خوان کرم این نوالہ بود

اس تمام عرصہ ملازمت میں جو شش سے آغاز ہو کر اب حال بفضل خدا وند کریم بوجہ دیانت داری محنت فرمانبرداری اور وفاشعاری جاری و قائم ہے۔ جو جو کارگزاریاں اس نیازمند سے ہوئیں۔ انکا مختصر چٹھا بطور انتخاب ضمیمہ نمبر ۵ ملفوف ہے اور ضمیمہ نمبر ۲ میں اہلکے ناموں گرامی اصحاب جن سے سلسلہ تعلق وار یکسل خاندان نا کسار کا منسلک رہے۔ اونکی فہرست شامل کیجاتی ہے۔ + [۲۷ - جنوری ۱۹۱۱ء سری نگر کشمیر]

سلہ ریفارم سکیم ہندوستان جب آپکے ہی زمانہ میں ظہور پذیر ہوئی اور شہنشاہ عالم پناہ نے یکم نومبر ۱۹۰۸ء کو اعلان شاہی دربارہ عطائے ترقی افواج و عہدہ ہائے باشندگان ہندو دیگر عنایت خسروانہ سے یادو شاد فرمایا۔ یہ اعلان اجلاس والیسرائے صاحب بہادر سے مقام جودھپور سے تاریخ ۲ - نومبر ۱۹۰۸ء نافذ ہوا جس میں کثیر مراعات شاہی رعایا کو عطا فرمائی گئیں۔ سری راجہ جنرل امر سنگھ صاحب بہادر کے - سی - ایس - آئی - مدارالمہام و کمانڈر انچیف ریاست جموں و کشمیر نے اس جہان ناپائدار سے ملک جاودانی کو انتقال کیا۔ اور آپکے جانشین بالئے صاحب دیوان امرناتھ جو پُرانے دیوان ریاست ہذا ہیں۔ سرکیمور سرکار والا نے بمشورہ گورنمنٹ انگلشیہ اپنے مدارالمہامی پر مقرر فرمایا۔ اور برینر اہلکار ہری سنگھ صاحب کو جو فرزند دلبند سری راجہ صاحب بہادر مرحوم کو عہدہ کمانڈر انچیف افواج کشمیر ارزانی فرمایا۔ عمرش دراز باد۔ +

مَیں لعنایت گورنر صاحب کشمیر اور اکونٹنٹ جنرل صاحب بہادر سری پرتاپ ہندو کالج کمیٹی کا ممبر مقرر کیا گیا جہاں کا کام بخوش اسلوبی میں نے انجام دیا۔ اور ۷ جون سنہ ۱۹۱۱ء سے یہہ کالج سری پرتاپ کالج کی نام سے ریاست میں شامل ہوگیا ہے۔ اور مردم شماری کا کام جو ا۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کو ختم ہوا۔ اوسمیں بھی میں بحیثیت سوپرونٹنڈنٹ کام انجام دیتا رہا۔ جو باعث خوشنودی حکام بالا ہوا۔

سات ماہ کے لئے کارسن صاحب بہادر نے مجھے گزٹڈ افسری کا عہدہ سپرنٹنڈنٹی کا عطا فرمایا ہے۔ مگر ابھی میرے حقوق سالم عطا نہیں ہوئے۔

المرقوم ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء

بندہ پنڈت اندر کشن کول

بمقام سرینگر کشمیر

نقل پٹہ از پیشگاہ مہاراجہ راجگان صاحب سنگھ بہادر

والئی پٹیالہ

ضمیمہ نمبر (۱)

مہر مہاراجہ ادہراج راجہ راجگان مہاراجہ صاحب سنگھ مہندر بہادر

موضع صدرپور بنام رائے سدا سکھ کول

چون موضع مذکور از ابتدائے فصل خریف سمت ۱۸۶۸ در وجہ مدد معاش بخشیدہ شد باید کہ ورکشتکار کنانیدہ معاملہ انجا در تصرف خود آوردہ شب و روز در نوکری حضور حاضر باشد۔

تحریر ۔ اسار سدی چھٹ سمت ۱۸۶۹

ضمیمہ نمبر (۲)

دستخط ۔ ایل بورگین صاحب بہادر

S Borgwa...

گرامیقدر مہربان حفظ اللہ سایہ

از عرصہ نہ روز اینجانب داخل کسوی حصار است مگر خطوط درباب درخواست روئیداد انجا فرستادہ شد لے الیوم جواب یکے ہم بر نگردیدہ ۔ باید کہ بمجرد رسیدن خط مفصلاً از حالات آنجا بر نگارند ۔ شیرخان را بدیوانی انجا مقرر کردہ ایم ۔ اگر دانند کہ تحصیل از سرکار و رجوع زمینداران از ذات او ممکن الوقوع است ۔ حال مشار الیہ را بفرستم تا باستمداد و اعانت آن گرامی قدر کار سرکار درستی پذیرد ۔ در صورت دیگر چنان بر نگارند ہمچو ہرچ کہ فرستادہ بودند بملاحظہ در آمد احوال معلوم شد ۔ خاطر جمعدارند ہشت ہرکارہ از برائے روزمرہ دریافت کردن روئیداد انجا تعینات آن گرامیقدر کردہ ام ۔ تا حال ہیچ احوال آنجا معلوم نمیشود ۔ لازم کہ روزمرہ نویسان حالات آنجا باشند ۔ شقہ حضور اسمی آن گرامیقدر ملفوف بمطالعہ در آرند ۔ از نیاز مند گنگا رام کہ از دو روز وارد اینجا است نیاز بے پایان پذیرا شود ۔ زیادہ چہ ۔ مکرر آنکہ در مقدمہ وصول زر معاملہ بابت رانی لچھمی بشرط فرستادن تحویلداران او بالصوب نوشتہ بودیم ۔ چون اینجانب اکنون در اینجا رسیدہ باید کہ او را بگویند کہ بقایائے زر معاملہ سرکار در اینجا بفرستند و تحویلداران او را رہا نشود کہ آن گرامی قدر او را بانتظار آمدن تحویلداران جمعدار را بگذرانند ۔ باید کہ تصفیہ معاملہ او بزودی گذارند ۔ گرامیقدر من در مقدمہ شیرخان کہ نوشتہ ام بخوبی خود فہمیدہ جواب باید فرستاد و این سخن را تا درستی کار مشار الیہ در دل باید داشت ۔ درباب نوکری سرور ... سنگہ سند جنرل صاحب بہادر پیش ایشان ... باید کہ ... الیوم القدر بلنج کہ ... او ... آمدہ ... آید ۔ فرد حساب ... جنرل صاحب ... باید فرستاد ۔ انانکہ بہر صورت کہ حکم شود بعمل باید آورد ۔ فقط ۔

راجه صاحب مهربان سلمه الله تعالےٰ

دریں مدت تا حصول لطائف بارسال دو کلمه خیریت نه پرداشتند. بظهور این معنی
موجب اصحاب دریں ولا که جرنیل صاحب بهادر بدار الخلافه تشریف فرما شدند
و بشارت سرافرازی آن مهربان بدستور سابقه بگوش رسید. خاطر ناقص اینجانب
مسرور به ترسیل رقیمه الوداعه مرغوب شد. بنابران بارسال آن سبقت رفت.
توقع که خلاف ماضی بارسال جواب و نوید رفعید رجات و دیگر مراتب نزول توجهات
جرنیل صاحب موصوف بردارند و اینجانب را مع مایه تکلف واضح مصروف و ذکی
و صحبت برنگارند و مراتب خیرخواهی و دیانت قدیمی این صداقت کیش خیراندیش
مرعی از خدمت جرنیل صاحب یعنی لوی اختر بهادر بمعرض بیان آرند و پیوسته
بلا وجه سلسله جنبان مواصلت بوده لمحه مراسم انبساط متوقع پرداخته
باشند اینجانه را بی شک از خود شناسند. زیاده

راقم الحروف

کرنیل کشنچند رام رام و بندگی

پنڈت ولارام بندگی

نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	نمبر و تاریخ سند یا پروانہ	خلاصہ مضمون	کیفیت
۹	ایل لورکین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور	نمبر ۱۵۸۶/۲۰۳ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۴۹ء	درباره بھیجنے فہرست جملہ مقدمات زیر بحث۔	
۱۰	״	نمبر ۸ مورخہ ۲۔ نومبر ۱۸۴۹ء	حکم بابت حاضر ہونے بخدمت کمشنر صاحب بہادر	
۱۱	״	نمبر ۸ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۸۴۹ء	تعناتی پنڈت برجناتھ صاحب بمقام امرتسر بابت فہمیدگی نقشہ جات سررشتہ کلکٹری	
۱۲	اسسٹنٹ کمشنر صاحب لاہور	نمبر ۳۵۵ مورخہ ۱۳۔ دسمبر ۱۸۴۹ء	حکم بابت بھیجدینے مسل احمد جو گولرال	
۱۳	״	نمبر ۱۵۴ - ۱۵ فروری ۱۸۵۰ء	ہر وقت مسلح رہنے اور مسلح ہوکر کچہری میں آنے کا حکم۔	مشمولہ لفظ پاس انگریزی
۱۴	ڈپٹی کمشنر صاحب	نمبر ۱ ۲۵ جنوری ۱۸۵۱ء	بحالی برجناتھ صاحب بعد معطلی بابت نہ برآمد ہونے مسل مقدمہ لوشاہ مدعی بنام لبو سنگھ مدعا علیہ	
۱۵	ڈپٹی مجسٹریٹ لاہور	نمبر ۱۵۳ مورخہ ۱۵۔ دسمبر ۱۸۵۱ء	سرٹیفکیٹ خوشنودی مزاج برجناتھ صاحب محافظ دفتر کلکٹری۔	
۱۶	״ فوجداری	۱۸۔ فروری ۱۸۵۱ء	تقرری برجناتھ صاحب بعہدہ محافظ دفتری کلکٹری۔	
۱۷	״ ״	یکم ستمبر ۱۸۵۱ء	درباره ترتیب کاغذات و طلباتی نویس	
۱۸	ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لاہور	۲۲۔ مئی ۱۸۵۲ء	منظوری استعفا پنڈت برجناتھ از عہدہ محافظ دفتری کلکٹری	
۱۹	״	نمبر ۱۰۸۱۔ ۲۴ مئی ۱۸۵۲ء	تقرری پنڈت برجناتھ بعہدہ تھانہ داری چونیاں۔	
۲۰	״	۲۷ ستمبر ۱۸۵۲ء	تقرری پنڈت برجناتھ بعوض عبداللہ سررشتہ دیوانی و مقدمات مال۔	

نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	نمبر و تاریخ سند یا پروانہ	خلاصہ مضمون	کیفیت
۲۱	ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور	جون سنہ ۱۸۵۵ء	روانگی پنڈت برجنا تھ بطرف امرتسر بابت فہمیدگی نقشہ جات	
۲۲	״	یکم مارچ سنہ ۱۸۵۵ء	تقرری پنڈت برجنا تھ صاحب بعہدہ سررشتہ داری محکمہ بارک ماسٹر	
۲۳	جی۔ ٹی۔ روڈ اگزیکٹو انجنیر	سرٹیفکیٹ انگریزی ۲۶۔ نومبر سنہ ۱۸۵۵ء	خوشنودی مزاج پنڈت برجنا تھ منشی	
۲۴	ڈپٹی کمشنر لاہور	نمبر ۹۔ ۱۳ فروری سنہ ۱۸۵۶ء	تقرری پنڈت برجنا تھ بعہدہ تھانہ داری شاہ عالمی دروازہ لاہور۔	
۲۵	״	نمبر ۳۔ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۵۶ء	خوشنودی مزاج پنڈت برجنا تھ تھانہ دار شاہ عالمی دروازہ	
۲۶	״	نمبر ۱۷۔ ۲۰۔ فروری سنہ ۱۸۵۷ء	ایضاً	
۲۷	״	نمبر ۱۲۔ ۲۹۔ اپریل سنہ ۱۸۵۸ء	تقرری پنڈت برجنا تھ بعہدہ تھانہ داری انارکلی بابت یکماہ	
۲۸	״	نمبر ۷ مورخہ ۱۴۔ اپریل سنہ ۱۸۵۸ء	تقرری پنڈت برجنا تھ بعہدہ تھانہ داری انارکلی۔	
۲۹	״	نمبر ۱۱ مورخہ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۵۸ء	خوشنودی مزاج پنڈت برجنا تھ تھانہ دار شاہ عالمی دروازہ۔	
۳۰	״	نمبر ۲۔ ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۵۹ء	تبدیلی پنڈت برجنا تھ بعہدہ تھانہ داری [illegible]	
۳۱	״	نمبر ۲۵۔ ۲۸۔ مئی سنہ ۱۸۶۰ء	برخاستگی پنڈت برجنا تھ [illegible]	

نمبر شمار	نام افسر مع عہدہ	نمبر و تاریخ سند یا روبکار	خلاصہ مضمون	کیفیت
۳۲	بیگم بھوپال بذریعہ بھوانی پرشاد وکیل معتمد دربار۔	۴ محرم ۱۲۷۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۶۱ء	تقرری پنڈت برجناتھ صاحب بعہدہ نقل نگاری۔	
۳۳	نواب سکندر بیگم	۱۵ ربیع الثانی	دربارہ پیش کرنے تفصیل و تقسیم سامان رسد	
۳۴	ڈپٹی کمشنر [illegible]	نمبر ۲۳۷ مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۸۶۴ء	تقرری پنڈت برجناتھ بعہدہ کمشنری نیلام	
۳۵	″	نمبر ۱ مورخہ ۳ جولائی ۱۸۶۶ء	برخاستگی پنڈت برجناتھ کمشنر نیلام بوجہ گم ہونے گھوڑا سومن سنگھ۔	
۳۶	مجسٹریٹ کوہ آبو	نمبر ۳۸۰ - ۱۲ - نومبر ۱۸۶۶ء	دربارہ بھیجدینے نقشہ بعد خانہ پوری مطلوبہ از آبو وغیرہ دیہات۔	
۳۷	″	نمبر ۱۶۸ مورخہ ۱۳ - اگست سنہ ۱۸۶۷ء	تقرری پنڈت برجناتھ بعہدہ کوتوالی کوہ آبو۔	
۳۸	دیوان جانکی پرشاد چیف جج عدالت صدر کشمیر	نمبر ۲۳۷۲ مورخہ ۱۱ بھادوں سمت ۱۸۳۵ مطابق سنہ ۱۸۷۹ء	دربارہ بھیجدینے راجچند محرر عدالت کا مراج قرار رپورٹ برجناتھ سررشتہ دار عدالت شوپیان۔	
۳۹	″	نمبر ۸۴۶ مورخہ ۲۳ - پوہ سمت ۱۸۳۴ مطابق سنہ ۱۸۷۸ء	تقرری پنڈت برجناتھ بعہدہ سررشتہ داری عدالت شوپیان کشمیر بجائے پرکاش جو۔	
۴۰	بابو نیلامبر مکرجی جوڈیشل ممبر حضور مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر	نمبر ۱۳۰۹ مورخہ ساون سمت ۳۵ مطابق ۱۸۶۹ء	حکم بعد انتہائی پنڈت برجناتھ کہ بسبب [illegible] دربارہ [illegible]	
۴۱	دیوان جانکی پرشاد چیف جج عدالت صدر [illegible]	نمبر ۲۲۵۰ مورخہ ۲۶ - ساون سمت ۱۹۳۶ مطابق [illegible]	حکم [illegible] برجناتھ [illegible] عدالت شوپیان۔	
۴۲	″	نمبر ۲۷۲۴ مورخہ ۱۳ - بھادوں سمت ۳۶ مطابق ۱۸۸۰ء	حاکم [illegible] برجناتھ [illegible] روانہ۔	
۴۳	″	۵ ماگھ سمت ۱۹۳۶ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء	پروانہ موسومی پنڈت برجناتھ نائب عدالت شوپیان دربارہ انتظام [illegible]۔	

ضمیمہ نمبر (۴)

اسنادات و پروانجات پنڈت جانکی ناتھ صاحب کول ہیڈ ٹرژری کلرک کشمیر سرینگر

نمبر شمار	نام افسر عطیہ دہندہ	نمبر و تاریخ پروانہ	خلاصہ مضمون	کیفیت
۱	کپتان میسپٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر پرتابگڈھ	۳۰- اگست ۱۸۶۳ء	تقرری پنڈت جانکی ناتھ بعہدہ رجسٹرار	
۲	رر	۵- نومبر ۱۸۶۶ء	دربارہ انجام دینے کارروائی رجسٹری بمقام سکندر گنج -	
۳	اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر	۱۲- نومبر ۱۸۶۶ء	سرٹیفکیٹ کارکنی پنڈت جانکی ناتھ کول بعہدہ رجسٹرار -	
۴	ڈپٹی کمشنر پرتابگڈھ	۷- نومبر ۱۸۶۶ء	دربارہ منظور کرنے استعفاء پنڈت جانکی ناتھ کول از عہدہ رجسٹرار	
۵	سپرنٹنڈنٹ دربار سکول جودھپور	چٹھی انگریزی نمبر ۱۳ مورخہ ۳- مارچ ۱۸۷۰ء	تقرری پنڈت جانکی ناتھ کول بعہدہ تھرڈ ماسٹر جودھپور سکول -	
۶	کمشنر لاہور	۱۳ اگست ۱۸۷۲ء	سارٹیفکیٹ پنڈت جانکی ناتھ کول بابت انجام دہی کارروائی مترجم -	
۷	سپرنٹنڈنٹ انجنیر پنجاب	چٹھی انگریزی	سرٹیفکیٹ بابت انجام دہی کارروائی نائب اڈیٹر -	
۸	رر	۳- جنوری ۱۸۸۰ء	عرضی انگریزی پنڈت جانکی ناتھ کول معہ سفارشی افسر بابت حصول ترقی تنخواہ و عہدہ	
۹	مہتمم خزانہ اوناؤ	۳ اکتوبر ۱۸۸۲ء	سارٹیفکیٹ کارکردگی بطور ہیڈ کلرک خزانہ اوناؤ -	
۱۰	ڈاکٹر [illegible]	[illegible]	تقرری پنڈت جانکی ناتھ کول بجائے ہرزی ناتھ انگریزی نویس -	

ر	نام افسر یا عہدہ	نمبر و تاریخ سند یا پروانہ	خلاصہ مضمون	کیفیت
	دیوان جانکی پرشاد افسر نگرانی محکمہ ارتھ و توشخانہ جنسی	نمبر ۲۳۴۲ مورخہ ۴ بھادوں سنہ ۱۹۴۹ مطابق سنہ ۱۸۹۲ء	تقرری پنڈت جانکی ناتھ کول بعہدہ سررشتہ داری انگریزی	
	″	۱۱-اپریل سنہ ۱۸۹۲ء	سرٹیفکیٹ انگریزی پنڈت جانکی ناتھ کول بعہدہ کلرک	
	وزیر وزارت و مہتمم خزانہ سرینگر	۲۵-مئی سنہ ۱۸۹۵ء	سرٹیفکیٹ انگریزی پنڈت جانکی ناتھ کول بعہدہ کلرک خزانہ۔	
	دیوان جانکی پرشاد	چٹھی انگریزی مورخہ ۱۲-جون سنہ ۱۸۸۹ء	تقرری پنڈت جانکی ناتھ کول	
	پنڈت واسہ کاک در مہتمم خزانہ صدر سرینگر	۴ پھاگن سنہ ۱۹۴۳ مطابق سنہ ۱۸۸۷ء	سرٹیفکیٹ انگریزی	
	اکونٹنٹ جنرل	نمبر ۳۱۹۲ مورخہ ۲ کتک سنہ ۱۹۴۹ مطابق سنہ ۱۸۹۳ء	در بارۂ تقرری پنڈت جانکی ناتھ کول بعہدۂ کلرک انگریزی خزانہ صدر سرینگر۔	
	اگزامنر پبلک ورکس پنجاب	۱۳-جولائی سنہ ۱۸۸۵ء	سرٹیفکیٹ انگریزی	

ضمیمہ نمبر (۵)

سندات و پروانہ جات پنڈت اندر کشن صاحب کول سپرنٹنڈنٹ محکمہ اکونٹنٹ جنرل ریاست جموں و کشمیر

نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	تاریخ	خلاصہ مضمون	کیفیت
۱	کمشنر صاحب دہلی	۷-جولائی سنہ ۱۸۹۶ء	سرٹیفکیٹ خوشنودی مزاج دربارہ ادائیگی کام نقل نگاری بخوش اسلوبی بر آئے تین ماہ	
۲	مینیجر پاٹودی سٹیٹ	۷-اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء	دربارہ کارکردگی در سال [illegible] بطور مترجم انگریزی بدفتر کمشنر صاحب دہلی منجانب ریاست پاٹودی۔	
۳	رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی	۲۹-مارچ سنہ ۱۸۹۸ء	دربارہ عطائیگی ایک استخوان شیر جسکو بیر ٹیباس کہتے ہیں۔ بصلہ و امداد بطور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مرکز امتحان مڈل و انٹرنس و فرسٹ آرٹس پنجاب یونیورسٹی۔	
۴	مینیجر پاٹودی سٹیٹ	.	دربارہ کارکردگی عمدہ پنڈت اندر کشن کول در محکمہ کمشنری منجانب ریاست پاٹودی۔	
۵	ہیڈ ماسٹر جموں کالج	۲۶-جون سنہ [illegible]	دربارہ اعلیٰ کارکردگی و لیاقت و اعلیٰ خاندانی بطور چہارم ماسٹر انگریزی جموں کالج	
۶	پرنسپل سٹیٹ کالج جموں	۱۳-مارچ سنہ ۱۸۹۹ء	دربارہ کارکردگی اندر کشن کول دو سال و شش ماہ بطور چہارم ماسٹر انگریزی و تبدیلی پنڈت اندر کشن کول بمحکمہ ممبر متفرقہ کونسل عالیہ	
۷	پریذیڈنٹ کونسل عالیہ [illegible]	۹ - بیساکھ سمت ۱۹۴۲	دربارہ تقسیم عملہ محکمہ متفرقہ بدیگر محکمہ جات کونسل عالیہ و تقسیمانی پنڈت اندر کشن کول بمحکمہ [illegible] جو اندر [illegible] سر رشتہ دار ہے	

نمبر شمار	نام افسر مع عہدہ	تاریخ	خلاصہ مضمون	کیفیت
۲۷	اکونٹنٹ جنرل ریاست کشمیر	۱۸- اکتوبر ۱۸۹۹ء	دربارہ تنسیخ پنڈت انند کشن کول بعہدہ سنیر سپرنٹنڈنٹ ۔	
۲۸	//	۔	دربارہ تیاری مسودہ قانون اسٹامپ	
۲۹	//	۱۰ ستمبر ۱۸۹۹ء	دربارہ تصدیق متعلقہ امداد دہی با انعقاد دفتر اکونٹنٹ جنرل و اعلےٰ لیاقت فینش نابینش	
۳۰	//	۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء	دربارہ عطائیگی تنخواہ ۳ روپیہ ذاتی الونس بمنظوری کونسل عالیہ و رزیڈنٹ صاحب بہادر کشمیر	
۳۱	قائمقام //	یکم جنوری ۱۹۰۰ء	دربارہ اعلےٰ کارکردگی و خاص امداد دہی بزمانہ چودہ ۱۴ ماہ دور قائم مقامی اکونٹنٹ جنرل صاحب ۔	
۳۲	//	۳۰- مارچ ۱۹۰۰ء	دربارہ انتظام ریکارڈ روم و درستی رجسٹرات	
۳۳	جنرل راجہ سر امر سنگھ کے سی- ایس- ائی	۲۳- دسمبر ۱۹۰۰ء	شکریہ و رسید گی پیشکش متعلقہ سالگرہ حضور ممدوح	
۳۴	فینشل اکسپرٹ ریاست میسور	۳- جنوری ۱۹۰۱ء	دربارہ طلبی بریاست میسور	
۳۵	اکونٹنٹ جنرل ریاست جموں و کشمیر		دربارہ تصدیق کارگذاری پنڈت انند کشن کول در محکمہ اکونٹنٹ جنرل	
۳۶	اسسٹنٹ اکونٹنٹ جنرل	۴ جنوری ۱۹۰۱ء	دربارہ تیاری ہسٹری آف سروس [illegible] ریاست جموں و کشمیر باظہار خوشنودی	
۳۷	کونسل عالیہ	۱۲- جون ۱۹۰۲ء	انتخاب پنڈت انند کشن کول بر عہدہ چیف سپرنٹنڈنٹ بوقت [illegible] مسٹر [illegible] صاحب	
۳۸	//	۲۴- دسمبر ۱۹۰۴ء		

نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	تاریخ	خلاصہ مضمون	کیفیت
۳۹	سکرٹری فارن ڈیپارٹمنٹ	۶-اسوج سمت ۱۹۶۱	ارشاد سرکار والا درباره اجازت استعمال کوٹھی سرکاری بمقام سیالکوٹ واسباب فراشخانه بموقعه شادی دختر پنڈت اندرکشن کول۔	
۴۰	مہاراجہ صاحب بہادر والئی جموں وکشمیر	۳-جنوری ۱۹۰۵ء	قبولیت شکرانه بموقعه حصول اختیارات کلی ریاست۔	
۴۱	اکونٹنٹ جنرل	۔	درباره حساب وردی ومیگزین	
۴۲	چیف منسٹر صاحب بہادر۔	۲۸-اکتوبر ۱۹۰۵ء	قبولیت شکرانه بموقعه تعین عہدہ چیف منسٹر	
۴۳	آر۔ مارٹن صاحب چیف سپرنٹنڈنٹ	۱۴-نومبر ۱۹۰۵ء	سرٹیفکیٹ اعلیٰ کارکردگی صیغہ جنگل۔	
۴۴	اکونٹنٹ جنرل	۱۷-اگست ۱۹۰۶ء	درباره تصدیق وتکمیل کاغذات خدمات صیغہ جنگی وپنشنران	
۴۵	"	۱۵-نومبر ۱۹۰۶ء	درباره سفارش بعہدہ اسسٹنٹ گورنر جموں۔	
۴۶	اکونٹنٹ جنرل ریاست پٹیالہ	۱۴-جنوری ۱۹۰۷ء	درباره طلبی پنڈت اندرکشن کول بعہدہ اعلیٰ ریاست پٹیالہ	
۴۷	خان بہادر اللہ بخش خان	۱۴-جون ۱۹۰۰ء	اظہار خوشنودی درباره تیاری پروسیشن نصرت سرکار انگلشیہ جنگ جنوبی افریقہ (بوروار)	

ضمیمہ نمبر (۶)

فہرست نامی گرامی اشخاص خاندان

نمبر شمار	نام اشخاص	نام عہدہا جو کہ انجام دیئے گئے ہیں	نام رشتہ دار	[illegible]
۱	راجہ سدا سکھ کول	(۱) دیوان شاہ عالم بادشاہ غازی شہنشاہ ہندوستان دہلی (۲) صوبہ دار اودھ بمقام فیض آباد (۳) مشیر مال مہاراجہ رنجیت سنگھ والئی پنجاب (۴) دیوان ریاست پٹیالہ (۵) کلکٹر کرنال بماتحت آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی ۔	مورث اعلیٰ	[illegible]
۲	رائے منسا رام کول برادر سدا سکھ کول	دیوان شاہ عالم بادشاہ غازی اور انکے جانشین آپ کے خاندان میں تین پشت تک جاگیر رہی اور آخر جاگیردار رائے پنڈت کشن نرائن صاحب کول ہوئے ۔	ایضاً	
۳	رائے صاحب دیوان دیا ند ہان کول	دیوان ریاست الور مختار او جاگیر دار ریاست مذکور ۔	〃	[illegible]
۴	رائے کلیان سنگھ برادر صفدر ہان کول	جرنیل فوج ڈیرہ چار یاری مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب و پنشنخوار سرکار انگریزی	〃	
۵	راجہ دینا ناتھ صاحب بہادر	دیوان مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر راجہ کلانور	رشتہ [illegible]	
۶	دیوان اجودھیا ناتھ صاحب	کار انڈر انچیف مہاراجہ رنجیت سنگھ جاگیر دار اجودھیا پور واقعہ لاہور پنجاب پنشنخوار سرکار انگریزی	چچا جانکی ناتھ صاحب کول	
۷	دیوان بیجناتھ صاحب [illegible]	منیجر ریاست کپور تھلہ و اسسٹنٹ کمشنر لاہور و جاگیر دار	فرزند دیوان اجودھیا ناتھ	

نمبرشمار	نام اشخاص	نام عہدہ	نام رشتہ دار	کیفیت
۸	دیوان نرندرناتھ صاحب دیوان بہادر	ڈپٹی کمشنر - سول سروس پنجاب		
۹	دیوان بہادر رام ناتھ	ڈسٹرکٹ جج پنجاب و وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی لاہور و جاگیردار سرکار انگریزی		
۱۰	پنڈت رام نراین در	وکیل چیف کورٹ پنجاب عدالت العالیہ چیفکورٹ پنجاب	بہنوئی جانکی ناتھ صاحب کول	
۱۱	آنریبل پنڈت اجودھیا ناتھ صاحب کنزرو	وکیل ہائیکورٹ الہ آباد - مرچنٹ سیل الہ آباد	رشتہ دار	
۱۲	رائے دیوان کنور دیاکشن صاحب کول سی - آئی - ای	سابقہ پرائیویٹ سکرٹری سرحضور سرکار والا والئی جموں و کشمیر و حال مدار المہام ریاست الور		
۱۳	رائے بہادر پنڈت پریم ناتھ صاحب نکرو	ڈپٹی کلکٹر ممالک مغربی و شمالی و زمیندار لکھنؤ -		
۱۴	دیوان بدری ناتھ صاحب مدان	گورنر کشمیر		
۱۵	رائے بہادر پنڈت [illegible] صاحب [illegible]	آنرا منر پبلک ورکس ریلوے و انہار	[illegible] برادر [illegible] پنڈت [illegible]	
۱۶	رائے بہادر [illegible] ٹانکو سی - آئی - ای	ہیڈ اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل و اتالیق مہاراجہ گوالیار و جاگیردار سرکار انگریزی	رشتہ دار پنڈت اندر کشن کول لدحاب غشرخانہ	
۱۷	رائے بہادر سروپ ناتھ ٹانکو سی - آئی - ای	پولیٹیکل ایجنٹ دھار دیواس دیتا		

نمبر شمار	نام اشخاص	نام عہدہ	نام رشتہ دار	کیفیت
۱۸	پنڈت اوم ناتھ صاحب زتشی	چیف جج راج گرُد	رشتہ دار	
۱۹	پنڈت برج کشور صاحب زتشی	تحصیلدار ریاست گوالیار		
۲۰	پنڈت کرشن صاحب زتشی	سپرنٹنڈنٹ امپیریل سروس ٹروپس بھرت پور		
۲۱	پنڈت شمبھو ناتھ	چیف جج ہائیکورٹ کلکتہ۔		
۲۲	رائے پربھاکر راؤ سولپوری	پٹرول سالٹ ڈیپارٹمنٹ شمالی ہندوستان	والد کی موسا	
۲۳	پنڈت شمبھو ناتھ صاحب مہارانہ	ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن ریاست جموں وکشمیر		
۲۴	رائے بہادر سکھدیو پرشاد کاک - سی - آئی - ای	پریم منسٹر ریاست جودھپور وجاگیردار		
۲۵	پنڈت نرنجن ناتھ صاحب رینہ	دیوان ریاست اودے پور		
۲۶	دیوان شنکر ناتھ صاحب کول	دیوان مہاراجہ شیر سنگھ صاحب رکنکہ پنجاب جاگیردار و پنشنخوار سرکار انگریزی		
۲۷	پنڈت دوارکا ناتھ صاحب کول	اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و جاگیردار لاہور - (پنجاب)		
۲۸	پنڈت درگا پرشاد صاحب شل	گورنمنٹ پنشنر لاہور - جرنیل فوج مہاراجہ رنجیت سنگھ		
۲۹	راجہ دیا رام	صوبہ دار و جاگیردار سلطنت مغلیہ صوبہ اودھ		

نمبر شمار	نام اشخاص	نام عہدہ	نام رشتہ دار	کیفیت
۳۰	راجہ منی رام صاحب	صوبہ دار و جاگیردار سلطنت مغلیہ صوبہ اودھ		
۳۱	پنڈت کشن لعل صاحب	وکیل منیجر ریاست پاٹوڈی و جاگیردار ریاست مذکور		
۳۲	پنڈت کنور بہادر صاحب مشران	سب جج ممالک مغربی و شمالی اودھ		
۳۳	پنڈت جوالا ناتھ صاحب در	نائب منتظم ریاست جاورہ		
۳۴	رائے بہادر پنڈت کدار ناتھ صاحب اوگرہ	ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ درجہ اول و جاگیردار		
۳۵	پنڈت اقبال کشن صاحب گنجو	زمیندار و رئیس لکھنؤ		
۳۶	پنڈت سورج نراین صاحب بخشی	ایضاً		
۳۷	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب بقایا	وزیر بہاولپور و گورنمنٹ پنشنر		
۳۸	پنڈت درگا پرشاد صاحب مانچو	تحصیلدار و جاگیردار پنجاب		
۳۹	پنڈت شیو نراین صاحب سولوری	اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ		
۴۰	آنریبل مسٹر موتی لعل صاحب نہرو	ایڈووکیٹ ہائیکورٹ الہ آباد و کیبنٹ انڈیا کونسل انڈین ممبر کونسل عالیہ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ		

نمبر شمار	نام اشخاص	نام عہدہ	نام رشتہ دار	کیفیت
۴۱	رائے بہادر پنڈت رادھاکشن صاحب کول	جج ہائیکورٹ ریاست جموں و کشمیر		
۴۲	پنڈت جیا لعل صاحب کول	چیف جج جموں		
۴۳	دیوان پنڈت موہن ناتھ صاحب کول رائے بہادر	گورنر کشمیر		
۴۴	آنریبل پنڈت بشمبر ناتھ صاحب	ایڈووکیٹ الہ آباد ہائیکورٹ و ممبر لیجسلیٹو کونسل وائسرائے ہند		
۴۵	خاندان دلہ کول صاحب منڈلو	رئیس و جاگیردار کشمیر	موروث اعلے	
۴۶	ہری نرائن صاحب کول	وکیل چیف کورٹ پنجاب دہلی		
۴۷	پنڈت شام لعل صاحب کول	وکیل مجسٹریٹ ریاست نظام۔		
۴۸	آنریبل کیلاس نرائن ہکسر بی۔اے سی آئی ای	پرائیوٹ سکرٹری مہاراجہ گوالیار		
۴۹	پنڈت بیجناتھ صاحب کول	دیوان ریاست بھرت پور		
۵۰	پنڈت ہری شنکر صاحب شیوپوری	ڈپٹی کلکٹر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب		
۵۱	پنڈت ہرنرائن صاحب زتشی	کوتوال ساگر ممالک متوسط۔ کوٹھیدار پنجاب		

نمبر شمار	نام اشخاص	نام عہدہ	نام رشتہ دار	کیفیت
۵۲	پنڈت مہاراج بہادر صاحب ٹکرو	جنرل مرچنٹ لکھنؤ۔		
۵۳	پنڈت کشوری لعل صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔	وکیل چیف کورٹ پنجاب		
۵۴	پنڈت سورج ناتھ صاحب وانچو۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔	وکیل ہائیکورٹ ممالک متحدہ آگرہ واودھ الہ آباد۔		
۵۵	آنریبل پنڈت اجودھیا ناتھ صاحب کنجرو۔ ایل ایل۔ بی۔	وکیل و پریسیڈنٹ کمیٹی تواضع نیشنل کانگریس		
۵۶	پنڈت ہرگوپال صاحب کول	وکیل ریاست جموں و کشمیر و مصنف تواریخ کشمیر وغیرہ		
۵۷	پنڈت شیو نرائن صاحب بھان	ہیڈ کلرک دفتر اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس کشمیر		

سرینگر کشمیر مورخہ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۳ ماگھ

سنہ ۱۹۶۶ یوم شنبہ۔

مفصلہ ذیل تقریر بہجت آیات و اعلانات مصدرہ حضور گورنر جنرل وہ الیسرائی صاحب بہادر کشور ہند و شہنشاہ عالم پناہ ملک معظم قیصر ہند زاد اللہ اقبالہ و جلالہ بنا بر افادہ ہر خاص و عام زیب رقم کی جاتی ہیں

تقریر بمقام دربار دہلی مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء

{تقریر مبارک اعلیحضرت اقدس شوکت قدر قدرت قیصر ہند}

نہایت شکر اور خوشنودی کا مقام ہے کہ ما بدولت و اقبال آج آپ لوگوں کے درمیان جہاں رونق افروز ہیں - یہ سال علیا حضرت اقدس قیصرہ ہند اور ما بدولت و اقبال کیلئے بہت سی بڑی رسومات مسعود اور غیر معمولی مگر خوشگوار مصروفیت کا رہا ہے - لیکن باوجود عدیم الفرصتی اور فاصلہ کے ہماری گذشتہ تشریف آوری ہندوستان کی با مسرت یادگاریں پھر ہمیں اس سرزمین کی طرف کھینچ لائی ہیں جس سے ہمکو اس وقت دلی الفت ہو گئی تھی - لہذا ہم نہایت اشتیاق سے اتنے لمبے سفر پر اس ملک کو دوبارہ دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے جہاں پہلے بھی اپنے گھر کی طرح ہماری خاطر و مدارات ہوئی تھی ❊

اس اقدام میں ما بدولت و اقبال نے اپنے اس ارادہ سنیہ کو پورا کیا ہے - جو گذشتہ ماہ جولائی کے شاہی اعلان میں ہم نے ظاہر فرمایا تھا - کہ بہ نفس اقدس خود آپ لوگوں کو مطلع فرمائینگے کہ ہماری تاجپوشی کی رسم مبارک بمقام لندن ماہ جون میں بائیسویں ۲۲ تاریخ کو عمل میں آئی - جب خدا کے فضل و کرم سے ہمارے بزرگوں کا سرکہ تاج قدیمی اور مقدس رسوم کے ساتھ ہمارے سر مبارک پر رکھا گیا ❊

علیا حضرت قیصرہ ہند کے ہمراہ ہماری تشریف آوری سے ظاہر ہے کہ ما بدولت و اقبال کو والیان ریاست اور فرمانبردار رعایائے ہندوستان سے کس قدر محبت ہے اور مملکت ہندوستان کی بہبودی اور خوشحالی کی ہمارے خاطر مبارک کو کس قدر منظور ہے ❊

علاوہ بریں ہماری یہ بھی خواہش تھی کہ جو لوگ تاجپوشی کی رسم مبارک کے ادا ہونے کے وقت حاضر نہ ہو سکے تھے انکو دہلی میں تاجپوشی کے اعلان کے دربار میں شریک ہونے کا موقع ملے ❊

ما بدولت و اقبال اور علیا حضرت قیصرہ ہند کو یہ مجمع عظیم اور اس میں اپنے گرویدہ معتقد رعایا کے

شاہی سلامی کے سر ہونے کے بعد نقیب اعظم ترانہ ایک دم تک ترانہ گاتے رہے۔ اس کے
بعد اعلیٰحضرت اقدس قیصر ہند کے اشارہ فرمانے پر حضرت مستطاب اشرف گورنر جنرل
بہادر نے اس اعلان کو پڑھا۔

{ اعلان حضرت مستطاب اشرف گورنر جنرل ممالک ہندوستان }

اس اعلان کے ذریعہ سے سب کو واضح ہو کہ حسب الامر اعلیٰحضرت اقدس قدر قدرت
جلیل جم جاہ بادشاہ مملکت متحدہ برطانیہ عظمیٰ و آئرلینڈ و اقلیم سرکار انگریزی ما وراء البحار
حامی دین قیصر ہند این جانب بحیثیت گورنر جنرل اعلیٰحضرت ممدوح ان عطیات۔
رعایات۔ معافیات اور عنایت کا اظہار کرتے ہیں۔ جو اعلیٰحضرت اقدس موصوف
نے از راہ مرحمت الطاف شاہانہ اس جلیل الشان اور قابل یادگار موقعہ پر عطا فرمائی ہیں۔
اعلیٰحضرت اقدس ممدوح نے ارادت کیشی کی اطاعت اور فرمانبرداری بندگانہ اور خیرخواہی کے
اظہار مبارک ہمایوں کے لئے سرکار عالیہ ہند نے حضرت مستطاب اشرف قیصر ہند کی
منظوری سے تسلیم فرمایا ہے۔ کہ علمی ترقی کے حقوق مملکت ہندوستان کے محمولات
پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اور ایک نہایت مستحسن اقتضاء کے لحاظ سے یہ عزم فرمایا ہے۔
کہ جہاں تک ممکن ہو ہندوستان میں تعلیم کو سہل بنا کر وسعت دینے میں اقدام فرمائیں
اس مقصود کو مدنظر رکھ کر سرکار عالیہ نے تجویز فرمایا ہے۔ کہ واقعی مقبول عام تعلیم کی ترقی
کے لئے فی الفور پچاس لاکھ روپیہ عنایت فرمائیں۔ اور سرکار عالیہ کا عزم بالجزم ہے۔
کہ اس رقم کے علاوہ جس کی منظوری اب دی گئی ہے۔ سالہائے آئندہ میں بھی
کشادہ دلی سے اور بڑی رقوم عطا فرماتے رہیں۔

اعلیٰحضرت قیصر ہند نے مرحمت والطاف شاہانہ سے اپنی بری و بحری افواج کی تمام
اور با صداقت خدمات کی قدردانی کے لئے این جانب کو امر فرمایا ہے۔ کہ ہندوستان
میں مقیم انگریزی افواج اور ہندوستانی افواج کے تمام ماتحت افسروں اور سپاہیوں
اور امدادی فوج کے ماتحت افسران اور سپاہیوں اور ہندوستان کی شاہی بحری
فوج میں ان کے مساوی درجہ کے عہدہ داروں اور ان محکمہ جات کے تمام مستقل

ملازموں یا نہ لڑنے والے نوکروں کو جن کی تنخواہ افواج کے خرچ کے روپیہ سے دی جاتی ہے اور پچاس روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں آدھے پینشن تنخواہ منصبی کے عطیہ کا اعلان کریں +

علاوہ برایں اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے ازراہ مرحمت شاہانہ سے امر فرمایا ہے کہ بعد ازیں ہندوستانی افواج کے وفادار ہندوستانی افسروں اور سپاہیوں اور امدادی افواج کے ہندوستانی افسروں اور سپاہیوں کو بہادری کے لئے نشان وکٹوریہ کراس کے عطیہ کا استحقاق عطا کیا جائے +

نیز یہ کہ نشان آرڈر آف برٹش انڈیا کے ممبروں کی تعداد اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح کے اس دربار تاجپوشی کے بعد سالہائے عشرہ میں اول درجہ میں باون اور دوئم درجہ میں ایک سو تک بڑھا دی جائے اور ان تاریخی رسوم مسعود کی تقریب میں پندرہ نشان درجہ اول کے اور انیس نشان درجہ دوم کے فوراً عطا کئے جائیں +

نیز یہ کہ بعد ازیں فرانٹیر ملشیا کو اور ملٹری پولیس کے ہندوستانی افسروں کو نشان مندرجہ فوق حاصل کرنے کا استحقاق عطا کیا جائے +

نیز یہ کہ زمین کے خاص عطیات یا جاگیرات یا معافیات جیسا کہ مقتضی ہو اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح کی ہندوستانی افواج کے بعض ہندوستانی افسروں کو جو طولانی اور ممتاز خدمات کے لئے ممتاز ہوں اس موقعہ پر عطا کی جاویں +

نیز یہ کہ وہ خاص وظایف جو اب نشان انڈین آرڈر آف مرٹ کے ممبران متوفی کی بیوگان کو فقط تین سال کے لئے دئے جاتے ہیں اس دربار کی تاریخ سے ان تمام بیوگان کے انتقال یا ازدواج ثانی تک آیندہ برقرار رکھے جاویں +

نیز اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے اپنے ملازمان محکمہ جات ملکی کے حسن خدمات مخلصانہ کی قدردانی کیلئے ایسا جاں نثارانہ امر فرمایا ہے کہ ان تمام مستقل ملازموں کو جو سرکار عالیہ کی عالی خدمات میں داخل ہیں اور جنکی ماہوار تنخواہ پچاس روپیہ سے زیادہ نہیں آدھے مہینہ کی تنخواہ کے عطیہ کا اعلان کریں +

علاوہ برایں اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے ازراہ مرحمت الطاف شاہانہ امر فرمایا ہے

کہ اُن تمام معزز اشخاص کو جنہیں خطابات دیوان بہادر اور سردار بہادر اور راؤ بہادر و خان صاحب و رائے صاحب و راؤ صاحب قبل ازیں عطا ہو چکے ہیں۔ یا بعد ازیں عطا ہوں۔ عزت اور احترام کے ممیز نشانات عطا کیے جاویں۔ اور ان فضلا کو جنہیں مہامہوپادھیا اور شمس العلما کے معزز خطابات قبل ازیں مرحمت ہو چکے ہیں۔ یا بعد ازیں مرحمت ہوں ہندوستان کے قدیمی علوم کی [illegible] کے لیے کچھ سالانہ وظائف عطا کیے جائیں +

علاوہ بریں اس دربار عظیم الشان کی یادگار اور نمایاں خدمات ملکی کے صلہ میں بعض عطیات [illegible] معافی مالیات سرکاری معافی داروں کی زندگی تک یا حکومت مقامی کے اختیار سے ایک دو پشت تک صوبہ سرحدی شمال مغربی اور بلوچستان میں عطا یا برقرار کیے جائیں +

اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے ازراہ مرحمت و الطاف شاہانہ وفادار والیان ریاست ہائے ہندوستان کی بہبودی کو ملحوظ رکھکر اس جانب سے اعلان کرنے کا امر فرمایا ہے کہ بعد ازیں اُن کی اپنی ریاستوں میں گدی نشینی کے موقعہ پر اُن سے بطور نذرانہ کچھ نہ لیا جائے۔ سرکار عالیہ کے بعض متفرق قروض جو کاٹھیاوار اور گجرات کے بلا اختیار ریاستوں اور [illegible] کے روسائے [illegible] کے ذمہ ہیں حسب الحکم سرکار عالیہ ہند تماماً یا جزواً معاف کیے جائیں +

افواج امپیریل سروس کی [illegible] کے لیے بعض افسروں کو تلوار [illegible] کے تحفے عطا کیے جائینگے

اعلیٰ حضرت اقدس ممدوح نے ازراہ ترحم و مرحمت شاہانہ امر فرمایا ہے کہ [illegible] بلحاظ [illegible] سزا یا [illegible] قید سے رہا کیے جائیں [illegible] تمام اشخاص [illegible] اس وقت [illegible] ہیں جنکے قروض [illegible] باعث غربت نہیں [illegible] اور اُنکے قروض ادا کیے جائیں +

ان اشخاص کے نام جو ان عطیات۔ رعایات۔ معافیات اور عنایات سے مستفیض ہونگے مع تفصیلی اور شرائط متعلقہ کے بعد ازیں شائع کیے جائینگے +

"قیصر ہند کو خدا سلامت رکھے"

بعد ازاں نقیب اور قرنا نے دوبارہ قرنا بجانے لگے اور نقیب نے اپنی ٹوپی اٹھا کر درخواست کی کہ پہلے اعلیٰ حضرت اقدس قیصر اور پھر علیا حضرت قیصر ہند کیلئے خوشی کے تین نعرے [illegible] اس لئے نعروں میں تمام حاضرین اور افواج جو مقام دربار عالیہ کے اندر شامل [illegible]

نعروں کے ختم ہونے پر جنرل کمانڈر انچیف افواج نے صحن کے باہر اسی طرح افواج سے نعرے دلوائے ۔

{درباری شامیانے میں مراجعت}

بعد ازاں اعلیٰ حضرت قیصر اور قیصرہ ہند پہلے کی طرح شامیانے میں جلوس کے ساتھ مراجعت فرما ہوئے اور ان کے تخت پر رونق افروز ہونے کے بعد انہوں نے دوبارہ قرنا بجایا۔ اور پھر نقیب اور قرنائی صحن سے رخصت ہوئے ۔

ملک معظم کا شاہی اعلان

دہلی پایۂ تخت ہند ۔ تقسیم بنگال منسوخ

ماہدولت نہایت خوشی سے اس امر کا اظہار اپنی پیاری رعایا سے کرتے ہیں جیسا کہ ماہدولت کے وزرا اور گورنر جنرل ان کونسل نے بھی تسلیم کیا ہے۔ بجائے کلکتہ کے دہلی کو ہندوستان کا دار السلطنت قرار دیتے ہیں۔ جو زمانہ قدیم سے پایۂ تخت ہند چلا آیا ہے۔ نیز اس امر کا خیال ماہدولت کو تھا۔ یہ تقسیم بنگال واپس لی جائے چنانچہ تقسیم کو واپس لینے کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ صوبہ بنگال ایک گورنر کے ماتحت رکھا جائیگا۔ صوبجات بہار چھوٹا ناگپور اور اڑیسہ پر ایک لفٹیننٹ گورنر حکمران ہوگا اور آسام کو چیف کمشنر کی حفاظت میں دیا جائیگا ۔ ہر ایک صوبہ کی تقسیم ہمارے گورنر جنرل ان کونسل اور ہمارے سکرٹری آف سٹیٹ حسب منشا قرار دینگے اور حتی الوسع اس فرمان پر جلدی عمل کیا جائیگا ۔

ماہدولت کی یہ خواہش ہے کہ اس نئے انتظام سے سلطنت ہند کا انتظام عمدہ ہو اور ماہدولت کی خیر خواہ اور وفادار رعایا عزت حرمت اقبال پائے اور دولت سے مالا مال ہو ۔

اس کے بعد ماسٹر آف دی سرمنیز نے دربار کے اختتام کے لئے اعلیٰ حضرت شہنشاہ قیصر ہند سے اجازت حاصل کی اور اسوقت مجتمع[1] باجے والے نے ترانۂ شاہی بجایا اور تمام حاضرین نے جابجا اگرچہ اپنی ٹوپیاں اچھالیں اور خوشی کے نعرے بلند کئے ۔

اقتباس از اخبار عام لاہور مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۱۱ء

---

[1] مجتمع باجے والے [illegible]